

میرے جذباتِ دروں میں محبتِ اے اختر
آں سیر کی عظمت کے ہر بیانوں کے نام

اللہ علیہ وسلم

آں رسول

پیر سید خضر حسین چشتی

میرے جذباتِ دروں میں محبت کے قطر

آل سید کی عظمت کے نگہبانوں کے نام

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَلْاِسْوَلُ

جلد نمبر 2

پیر سید حسین جشتی

285944

شعبہ
برادری
لاہور

زبیہ سنٹر، ۴۰، اردو بازار، لاہور
فون: 042-37246006

شعبہ برادری

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَلَا يَحِيطُ بِهَا الْعِلْمُ وَلَا يَكْفُرُ بِهَا الْقَلْبُ

جہاں حقوق کی جڑ ناشر محفوظ ہیں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَلْاِسْوَلُ

جلد ۲

جلد نمبر ۲

با اہتمام: ملک شبیر حسین

سن اشاعت جولائی 2013ء / رمضان مبارک 1434ھ

سرورق النافع بک افکین لاہور

قیمت روپے

شبیر
برادرزاد
پبلشرز

شبیر برادرزاد (رجسٹرڈ) زبیدہ سنٹر، ۴۰، اردو بازار، لاہور
فون: 042-37246006

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۹	تفسیر تبیان القرآن		سیدنا مولانا امیر المؤمنین
۳۹	تفسیر رفاعی		علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
	آیت نمبر ۶ - سلام ہو ہدایت پیروی کرنے والے		نام:
۴۱	۱- تفسیر مظہری	۱۷	اسد وحیدر:
۴۲	آیت نمبر ۷ - اللہ پاک کا فرمان ہے	۱۹	اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
۴۲	۲- تفسیر طبرانی	۲۱	اہل بیت اطہار پر مستقلاً سلام کا جواز
۴۳	۳- تفسیر ابن عباس	۲۹	تیسرا اعتراض
۴۴	۴- تفسیر فتح البیان	۲۹	چوتھا اعتراض
۴۵	۵- تفسیر نسفی	۲۹	جواب
۴۵	۶- تفسیر صفوة التفاسیر	۳۰	امام بریلوی
۴۵	۷- تفسیر روح البیان	۳۲	پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
۴۶	۸- روح البیان ایضاً	۳۳	تفسیر ابن عباس
۴۶	۹- تفسیر درمنثور	۳۴	تفسیر قرطبی
۴۷	۱۰- تفسیر کبیر امام رازی	۳۴	تفسیر طبرانی
۴۷	۱۱- تفسیر بغوی	۳۵	تفسیر روح المعانی
۴۸	۱۲- تفسیر ابن کثیر	۳۶	تفسیر روح البیان
۴۸	۱۳- تفسیر ابی السعود - تفسیر کشاف	۳۶	تفسیر خازن
۴۹	۱۵- تفسیر عثمانی	۳۷	تفسیر ابن جریر
۴۹	۱۶- تفسیر رفاعی	۳۷	تفسیر درمنثور
۴۹	۱۷- تفسیر عسائی	۳۸	تفسیر ابن کثیر
۵۰	۱۸- تفسیر الملتقط	۱۲۸	تفسیر فتح البیان

۵۹-۵۹-۵۹

تفسیر و تفسیر

تفسیر و تفسیر

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	سیدنا و مولانا امیر المومنین علی المرتضیٰ	۵۰	۱۹- تفسیر عزیز ی
۱۰۳	کرم اللہ وجہہ	۵۲	آیت نمبر ۸
۱۰۳	نام	۵۴	آیت نمبر ۹- صلوات
۱۰۴	پنگوڑھے میں	۵۵	آیت نمبر ۱۰
۱۰۶	حیدر	۵۷	آیت نمبر ۱۱
۱۰۷	علیؑ	۵۸	آیت نمبر ۱۲
۱۰۷	علیؑ	۶۲	کتب احادیث میں — علیہ السلام
۱۰۷	حضور ﷺ نے پوچھا	۶۵	علیہ السلام تحیۃ الموتی
۱۰۸	جناب ابن جوزی	۶۶	اصول شاشی کی عبارت
۱۰۸	گلہ بان رسول ﷺ	۶۷	۱- پہلے بخاری شریف
۱۱۰	کاشفی	۶۷	حدیث شریف
۱۱۰	کنیت	۸۶	۵۰- دروازہ خیبر
۱۱۱	أَبُو الْحَسَنِ	۸۸	۵۴- اہل بیت پر سلام
۱۱۱	أَبُو الْحَسَنِ	۹۱	۵۵- عَلِيٌّ السَّلَامُ — اور شاہ عبدالعزیز
۱۱۲	أَبُو مُحَمَّدٍ	۹۱	۵۶- إِمَامُ زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَلِيٌّ السَّلَامُ
۱۱۲	أَبُو الرَّيْحَانَتَيْنِ	۹۱	۵۷- عَلِيُّ عَلِيٍّ السَّلَامُ — امام ابوالمؤید کی حنفی
۱۱۳	رُكْن	۹۲	۵۸- فتاویٰ عزیز ی میں
۱۱۴	أَبُو تُرَابٍ	۹۲	۶۰- الفصول المهمۃ
۱۱۵	آل مروان کا ایک گورنر		۶۳- الْمَوَدَّةُ الثَّانِيَّةُ فِي فَضَائِلِ أَهْلِ الْبَيْتِ
۱۱۷	ابو تراب ہونے کے قابل	۹۳	بِذَمِّهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
۱۱۹	بد بخت ترین کون؟	۹۶	عاجہ کرام کا ایک انوکھا عمل
۱۲۰	أَبُو السَّبْطَيْنِ	۹۸	امام جعفر صادق علیہا السلام کی حدیث
۱۲۲	كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ	۹۹	ایضاً علامہ وحید الزماں
۱۲۳	القاب مولانا علی کرم اللہ وجہہ	۱۰۰	شاعری کی زبان میں
۱۲۷	ولادت باسعادت	۱۰۰	رباعی
۱۲۸	کعبہ میں ولادت	۱۰۱	آخر میں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۵۹	حدیث کی گواہی	۱۲۹	سیدنا علیؑ از روئے قرآن
۱۶۰	آیت نمبر ۲۰	۱۳۱	آیت نمبر ۱
۱۶۱	آیات نمبر ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴	۱۳۲	آیت نمبر ۲
۱۶۲	شان نزول	۱۳۵	آیت نمبر ۳
۱۶۵	آیت نمبر ۲۵-۲۶	۱۳۷	شان نزول
۱۶۷	اس انگوشی کی قیمت	۱۳۸	آیت نمبر ۴
۱۶۹	امام خازن فرماتے ہیں	۱۳۸	آیت نمبر ۵
۱۷۰	امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۰	آیت نمبر ۶
۱۷۱	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۲	آیت نمبر ۷
۱۷۲	امام طبرانی	۱۴۳	آیت نمبر ۸
۱۷۸	امام آلوسی بغدادی	۱۴۴	شان نزول
۱۸۰	احادیث کے درمیان تطبیق	۱۴۵	آیت نمبر ۹
۱۸۱	علامہ زحشری	۱۴۶	آیت نمبر ۱۰
۱۸۳	آیت نمبر ۲۷	۱۴۸	آیت نمبر ۱۱
۱۸۳	آیت نمبر ۲۸	۱۴۹	آیت نمبر ۱۲
۱۸۳	شَجَرَةٌ	۱۴۹	آیت نمبر ۱۳
۱۸۳	قَلَمٌ	۱۵۰	آیت نمبر ۱۴
۱۸۵	اِقْلِيمٌ	۱۵۱	آیت نمبر ۱۵
۱۸۵	وَالْبَحْرُ	۱۵۲	آیت نمبر ۱۶
۱۸۶	کلمات کی دو قسمیں	۱۵۳	آیت نمبر ۱۷
	فرمان ابن عباس: اگر تمام درخت قلمیں بن	۱۵۳	آیت نمبر ۱۸
۱۸۸	جائیں	۱۵۵	آیت نمبر ۱۹
۱۸۹	آیت نمبر ۲۹	۱۵۶	شان نزول
۱۸۹	اس آیت پر صرف مولا علی نے عمل کیا	۱۵۸	لفظ شیطان
۱۹۲	آیت نمبر ۳۰	۱۵۸	شیطان کسے کہتے ہیں؟
۱۹۵	مولا علی از روئے حدیث شریف	۱۵۸	قرآن کی گواہی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۱	حدیث نمبر ۲۱: پہلے تصدیق کرنے والے	۱۹۶	حدیث نمبر ۱: فضائل حضرت علیؑ
۲۱۱	حدیث نمبر ۲۲: سب سے پہلے حوض کوثر پر	۱۹۶	حسن روایات
۲۱۲	حدیث نمبر ۲۳: سب سے پہلے حوض کوثر پر		حدیث نمبر ۲: نور نبی اعلیٰؑ — چودہ ہزار سال
۲۱۲	حدیث نمبر ۲۴: بارگاہ نبوت میں سب سے پہلے	۱۹۷	پہلے
۲۱۳	حدیث نمبر ۲۵: اول المؤمنین	۱۹۸	حدیث نمبر ۳: ایک طینت سے
۲۱۳	حدیث نمبر ۲۶: پہلا نمازی	۱۹۸	حدیث نمبر ۴: جو جنت میں رہنا چاہتا ہے
۲۱۴	حدیث نمبر ۲۷: میں پہلا شخص ہوں	۱۹۹	حدیث نمبر ۵: جو جنتی قصبہ یا قوتی پانا چاہے
۲۱۴	حدیث نمبر ۲۸: پہلی نماز منگل کے دن پڑھی	۲۰۰	حدیث نمبر ۶: حضور سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا
۲۱۴	حدیث نمبر ۲۹: اُم المؤمنین اور امیر المؤمنین	۲۰۰	حدیث نمبر ۷: اگر تم ان کو خلیفہ بناؤ
	حدیث نمبر ۳۰: میں صدیق اکبر ہوں	۲۰۱	حدیث نمبر ۸: سات چیزوں میں برتری
۲۱۸	پہلا نمازی	۲۰۲	حدیث نمبر ۹: سب سے زیادہ مرتبے والا
	حدیث نمبر ۳۱: محمد — خدیجہ علیہا السلام	۲۰۳	حدیث نمبر ۱۰: علی پر چم ہدایت
۲۲۰	علیؑ	۲۰۴	حدیث نمبر ۱۱: رب کی رحمت کے خزانوں کی کنجی
۲۲۱	حدیث نمبر ۳۲: ان تینوں کے سوا	۲۰۵	حدیث نمبر ۱۲: بغیر حساب جنت میں
۲۲۲	حدیث نمبر ۳۳: نو سال پہلے	۲۰۶	شِيعَتِكَ
۲۲۳	حدیث نمبر ۳۴: پیر کے دن		حدیث نمبر ۱۳: دشمن علیؑ کا زمین پر چلنا
۲۲۳	حدیث نمبر ۳۵: سات سال پہلے	۲۰۷	حرام ہے
۲۲۴	حدیث نمبر ۳۶: پہلا مومن	۲۰۸	حدیث نمبر ۱۴: فرشتے چہرہ علیؑ کے نور سے بنے
۲۲۵	حدیث نمبر ۳۷: حجۃ اللہ	۲۰۸	حدیث نمبر ۱۵: مسلم اول شہ مرداں علیؑ
۲۲۶	حدیث نمبر ۳۸: دلیل خدا	۲۰۹	حدیث نمبر ۱۶: سب سے پہلے نبی کے ساتھ نماز
	حدیث نمبر ۳۹: حضور ﷺ خاتم انبیاء	۲۰۹	حدیث نمبر ۱۷: سب سے پہلے ایمان لانے والا
۲۲۶	علیؑ خاتم اوصیاء		حدیث نمبر ۱۸: پہلے ملکہ عرب — پھر
۲۲۶	حدیث نمبر ۴۰: سید العرب	۲۰۹	سید العرب
۲۲۷	حدیث نمبر ۴۱: ساق عرش پر		حدیث نمبر ۱۹: ام المؤمنین خدیجہ علیہا السلام کے
۲۲۸	حدیث نمبر ۴۲: تائید و نصرت	۲۱۰	بعد
۲۲۹	لوائے حمد	۲۱۱	حدیث نمبر ۲۰: میں صدیق اکبر ہوں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵۷	حدیث نمبر ۵۳: حدیث ولایت	۲۲۹	حدیث نمبر ۴۳: اے علی! تجھے بشارت ہو
۲۵۹	حدیث ولایت کا پس منظر	۲۳۰	پرچمِ حمد
۲۶۰	دوسرا سبب	۲۳۱	حدیث نمبر ۴۴: علی کا صبر — حسن — زور
۲۶۱	ایک شقی نے عذاب طلب کیا	۲۳۲	حدیث نمبر ۴۵: لو ائے حمد علی کے ہاتھ میں ہوگا
۲۶۳	حارث فہری — لفظ مولا کا منکر	۲۳۳	حدیث نمبر ۴۶: وہ علی کی طرف دیکھ لے
۲۶۵	حدیث نمبر ۵۴: ابن ماجہ کی روایت	۲۳۴	حدیث نمبر ۴۷: جمال علی کو دیکھ لے
۲۶۶	حدیث نمبر ۵۵: ابن ماجہ کی دوسری روایت	۲۳۶	زلفِ دو تا
۲۶۷	حدیث نمبر ۵۶: نسائی کی روایت	۲۳۶	صراحی نما گردن
۲۶۹	حدیث نمبر ۵۷: نسائی کی دوسری روایت	۲۳۷	حدیث نمبر ۴۸: فاروقِ اعظم
۲۶۹	حدیث نمبر ۵۸: نسائی کی تیسری روایت	۲۳۷	کتابت کی غلطی — بھول — یا بددیانتی
۲۷۰	حدیث نمبر ۵۹: نسائی کی چوتھی روایت	۲۳۸	حدیث نمبر ۴۹: وزیر رسول
۲۷۱	حدیث نمبر ۶۰: نسائی کی پانچویں روایت	۲۳۹	وزیر کسے کہتے ہیں؟
۲۷۳	حدیث نمبر ۶۱: نسائی کی چھٹی روایت	۲۳۹	بوجھ اٹھانے والا
۲۷۴	حدیث نمبر ۶۲: نسائی کی ساتویں روایت	۲۴۲	قرآن کی گواہی
۲۷۵	حدیث نمبر ۶۳: مسند امام احمد بن حنبل کی روایت	۲۴۳	حدیث شریف کی گواہی
۲۷۶	حدیث نمبر ۶۴: مسند امام احمد کی دوسری روایت	۲۴۴	وزیر رسول ﷺ — اور — وزیر سلیمان علیہ السلام
۲۷۷	حدیث نمبر ۶۵: مسند امام احمد کی تیسری روایت	۲۴۶	وفات کے بعد امداد
۲۷۸	حدیث نمبر ۶۶: مستدرک حاکم کی روایت	۲۴۷	امام آلوسی کا عقیدہ
۲۷۹	حدیث نمبر ۶۷: مستدرک کی دوسری روایت	۲۴۸	امام سیوطی کا عقیدہ
۲۸۱	حدیث نمبر ۶۸: اللہ — رسول اور علی علیہ السلام	۲۴۹	علی علیہ السلام وزیر
۲۸۲	حدیث نمبر ۶۹: خطبہ غدیر خم	۲۴۹	فرمانِ رسول ﷺ
۲۸۵	حدیث نمبر ۷۰: سیدنا عمر فاروق کا اظہار مسرت	۲۵۰	صالح وزیر
۲۸۶	حدیث نمبر ۷۱: ہے آفرین تیرے لیے	۲۵۰	امام مہدی علیہ السلام کے وزراء
۲۸۷	حدیث نمبر ۷۲: وہ مومن نہیں جس کا علی مولا نہیں	۲۵۲	حدیث نمبر ۵۰: علی علیہ السلام کو سینے سے لگا لیا
۲۸۸	حدیث نمبر ۷۳: زمین پر دے مارا	۲۵۵	حدیث نمبر ۵۱: نفس رسول ﷺ
۲۸۹	حدیث نمبر ۷۴: ہر مومن کا ولی	۲۵۶	حدیث نمبر ۵۲: ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۰۹	حدیث نمبر ۹۸: غیور سخی	۲۸۹	حدیث نمبر ۷۵: علی ولی
۳۰۹	حدیث نمبر ۹۹: بہادر بن کر جیو	۲۹۰	حدیث نمبر ۷۶: تمہارا ولی
۳۱۰	حدیث نمبر ۱۰۰: محبت علی <small>علیہ السلام</small>	۲۹۰	حدیث نمبر ۷۷: ولایت علی
۳۱۱	حدیث نمبر ۱۰۱: حب علی <small>علیہ السلام</small>	۲۹۱	حدیث نمبر ۷۸: میرا ولی
۳۱۱	حدیث نمبر ۱۰۲: مخالف علی کی اصلیت	۲۹۱	حدیث نمبر ۷۹: حق علی
۳۱۲	حدیث نمبر ۱۰۳: ایک عورت کا واقعہ	۲۹۲	حدیث نمبر ۸۰: امت کے باپ
۳۱۲	منافقین	۲۹۲	حدیث نمبر ۸۱: ابن عباس کا عقیدہ
۳۱۵	حدیث نمبر ۱۰۴: فرشتوں کا حج	۲۹۲	لفظ مولا کے معانی
۳۱۶	حدیث نمبر ۱۰۵: کعبہ		ہے مولا اس کا علی <small>علیہ السلام</small> — جس کا ہے نبی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>
۳۱۶	حدیث نمبر ۱۰۶: روزی کے لحاظ سے — کعبہ	۲۹۷	مولا
۳۱۷	حدیث نمبر ۱۰۷: خلافت کے لحاظ سے کعبہ	۳۰۱	حدیث نمبر ۸۲: جبریل <small>علیہ السلام</small> نے عرض کیا
۳۱۹	حدیث نمبر ۱۰۸: لوگوں کا سردار	۳۰۲	حدیث نمبر ۸۳: علی <small>علیہ السلام</small> — اللہ کی مدد سے
۳۱۹	حدیث نمبر ۱۰۹: محبت علی <small>علیہ السلام</small>	۳۰۳	حدیث نمبر ۸۴: امام البربرہ
۳۲۰	حدیث نمبر ۱۱۰: دشمن علی <small>علیہ السلام</small>	۳۰۴	حدیث نمبر ۸۵: باب طہ
۳۲۱	حدیث نمبر ۱۱۱: يَعْصُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ	۳۰۴	حدیث نمبر ۸۶: عدل میں
۳۲۱	حدیث نمبر ۱۱۲: میرا قرض ادا کرنے والا	۳۰۵	حدیث نمبر ۸۷: علی میری اصل ہے
۳۲۱	حدیث نمبر ۱۱۳: خدا تعالیٰ فخر فرماتا ہے	۳۰۵	حدیث نمبر ۸۸: علی <small>علیہ السلام</small> کا تعلق
۳۲۲	حدیث نمبر ۱۱۴: بہترین بھائی	۳۰۶	حدیث نمبر ۸۹: علی <small>علیہ السلام</small> کی جنت میں چمک
۳۲۲	حدیث نمبر ۱۱۵: ذکر علی <small>علیہ السلام</small>	۳۰۶	حدیث نمبر ۹۰: موت و حیات میں
۳۲۲	حدیث نمبر ۱۱۶: سید العرب	۳۰۶	حدیث نمبر ۹۱: واضح کرو گے
۳۲۳	حدیث نمبر ۱۱۷: جو علی کی عزت کرے	۳۰۷	حدیث نمبر ۹۲: میری سنت پر
۳۲۳	حدیث نمبر ۱۱۸: محبت علی گناہوں کو کھاجاتی ہے	۳۰۷	حدیث نمبر ۹۳: جب شیر کو دیکھو
۳۲۳	حدیث نمبر ۱۱۹: علی <small>علیہ السلام</small> کی محبت	۳۰۷	حدیث نمبر ۹۴: جب شیر کو دیکھو
۳۲۴	حدیث نمبر ۱۲۰: محبت علی وہ نیکی ہے	۳۰۸	حدیث نمبر ۹۵: میرے بعد
۳۲۴	حدیث نمبر ۱۲۱: یا علی	۳۰۸	حدیث نمبر ۹۶: مؤمن خلیفہ
۳۲۵	حدیث نمبر ۱۲۲: وعدہ پورا کرے گا	۳۰۹	حدیث نمبر ۹۷: خوشخبری

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۲۰	حدیث نمبر ۱۴۹: پل صراط	۳۲۵	حدیث نمبر ۱۲۳: ایک ہی شجرہ سے
۳۲۰	حدیث نمبر ۱۵۰: حوض کوثر پر	۳۲۵	حدیث نمبر ۱۲۴: خیر البشر
۳۲۱	حدیث نمبر ۱۵۱: تیرا حبیب، حبیب خدا ہے	۳۲۶	حدیث نمبر ۱۲۵: جو انکار کرے وہ کافر ہے
۳۲۱	حدیث نمبر ۱۵۲: تیرا دشمن — میرا دشمن	۳۲۷	حدیث نمبر ۱۲۶: کوثر کا مالک
۳۲۲	حدیث نمبر ۱۵۳: حدیث نمبر ۱۵۴	۳۲۷	حدیث نمبر ۱۲۷: عنوان نامہ اعمال
۳۲۲	علی سے متعلق وحی	۳۲۸	حدیث نمبر ۱۲۸: ہڈیوں تک ایمان
۳۲۳	حدیث نمبر ۱۵۵: افضل ترین عمل:	۳۲۸	حدیث نمبر ۱۲۹: جو علی کو دوست رکھے
۳۲۳	حدیث نمبر ۱۵۶: اطاعت علی <small>علیہ السلام</small>	۳۲۸	حدیث نمبر ۱۳۰: عبادت
۳۲۴	حدیث نمبر ۱۵۷: جس نے تیرے ساتھ محبت کی	۳۲۹	حدیث نمبر ۱۳۱: علی کی طرف دیکھنا
۳۲۴	حدیث نمبر ۱۵۸: جو علی <small>علیہ السلام</small> سے دشمنی رکھے	۳۳۰	حدیث نمبر ۱۳۲: اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں
۳۲۵	حدیث نمبر ۱۵۹: علی فانی اللہ ہے	۳۳۰	حدیث نمبر ۱۳۳: صدیقہ عالم فرماتی ہیں
۳۲۵	حدیث نمبر ۱۶۰: رفیق جنت	۳۳۱	حدیث نمبر ۱۳۴:
۳۲۵	حدیث نمبر ۱۶۱: يَا عَلِيُّ أَنْتَ فِي الْجَنَّةِ	۳۳۱	حدیث نمبر ۱۳۵:
۳۲۶	حدیث نمبر ۱۶۲: رسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کا بھائی	۳۳۲	حدیث نمبر ۱۳۶:
۳۲۶	حدیث نمبر ۱۶۳: ایسا تعلق	۳۳۲	حدیث نمبر ۱۳۷:
۳۲۷	حدیث نمبر ۱۶۴: بہتر فیصلے کرنے والا	۳۳۲	حدیث نمبر ۱۳۸:
۳۲۸	حدیث نمبر ۱۶۵: وہ علی کو دیکھ لے	۳۳۳	حدیث نمبر ۱۳۹:
۳۲۹	حدیث نمبر ۱۶۶: قیامت کے دن	۳۳۳	حدیث نمبر ۱۴۰:
۳۲۹	حدیث نمبر ۱۶۷: حب مولا علی	۳۳۳	حدیث نمبر ۱۴۱:
۳۳۰	حدیث نمبر ۱۶۸: وہ مومن نہیں	۳۳۵	حدیث نمبر ۱۴۲: جو علی سے محبت رکھے
۳۳۰	حدیث نمبر ۱۶۹: جنت عدن کی سرخ ٹہنی	۳۳۶	حدیث نمبر ۱۴۳: آسمان والوں نے
۳۳۱	حدیث نمبر ۱۷۰: سعید و شقی	۳۳۷	حدیث نمبر ۱۴۴: باغ جنت
۳۳۲	حدیث نمبر ۱۷۱: نور نبی و علی	۳۳۷	حدیث نمبر ۱۴۵: جو تجھ سے جدا ہوا
۳۳۳	حدیث نمبر ۱۷۲: عبداللہ میں — ابوطالب میں	۳۳۸	حدیث نمبر ۱۴۶: علی پر فرشتوں کا درود
۳۳۴	حدیث نمبر ۱۷۳: دروازہ جنت پر لکھا ہے	۳۳۸	حدیث نمبر ۱۴۷: اگر علی <small>علیہ السلام</small> پیدا نہ ہوتے
۳۳۵	حدیث نمبر ۱۷۵: جبریل کے پروں پر کیا لکھا ہے	۳۳۸	حدیث نمبر ۱۴۸: علی کب سے امیر المؤمنین ہیں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۰	حکمت کے معانی	۳۵۵	حدیث نمبر ۱۷۶: دائیں جبریل علیہ السلام بائیں علی علیہ السلام
۳۸۲	حدیث نمبر ۱۹۹: علم کی زنبیل	۳۵۹	حدیث نمبر ۱۷۷: علی سے حسد کرنا کفر ہے
۳۸۲	زنبیل کے کہتے ہیں	۳۶۰	حدیث نمبر ۱۷۸: خَيْرُ النَّاسِ
۳۸۳	عیبہ کے کہتے ہیں؟	۳۶۰	حدیث نمبر ۱۷۹: معراج کی رات
۳۸۳	(لسان العرب)	۳۶۱	صدیق اکبر
۳۸۳	(لسان العرب ابن منظور)	۳۶۱	حدیث نمبر ۱۸۰: صدیق اکبر
۳۸۵	حدیث نمبر ۲۰۰: رازدان	۳۶۲	حدیث نمبر ۱۸۱: میں صدیق اکبر ہوں
۳۸۵	سر کا معنی	۳۶۲	حدیث نمبر ۱۸۲: تو صدیق اکبر ہے
۳۸۶	علم باطن	۳۶۳	حدیث نمبر ۱۸۳: یہ "علی" صدیق اکبر ہے
۳۸۷	حدیث نمبر ۲۰۱: علم کے ہزار دروازے	۳۶۳	حدیث نمبر ۱۸۴: علی فرماتے ہیں — میں صدیق اکبر ہوں
۳۸۸	حدیث نمبر ۲۰۲: سلونی	۳۶۳	حدیث نمبر ۱۸۵: صدیق اکبر اور فاروق
۳۸۹	زقا کا معنی	۳۶۴	حدیث نمبر ۱۸۶: تین صدیق
۳۹۰	حدیث نمبر ۲۰۳: سلونی عن کتاب اللہ	۳۶۵	حدیث نمبر ۱۸۷: تین ہستیاں ایسی بھی ہیں
۳۹۰	حدیث نمبر ۲۰۴: سوائے علی کے	۳۶۷	حدیث نمبر ۱۸۸: تین سبقت لے جانے والے
۳۹۱	حدیث نمبر ۲۰۵: سوائے علی کے	۳۶۸	حدیث نمبر ۱۸۹: مردوں سے علی بہتر ہیں
۳۹۱	حدیث نمبر ۲۰۶: ایضاً	۳۷۲	حدیث نمبر ۱۹۰: اگر میں چاہتا
۳۹۲	حدیث نمبر ۲۰۷: ایضاً — تمام لوگوں سے	۳۷۳	حدیث نمبر ۱۹۱: دو شخصوں کا انتخاب
۳۹۲	حدیث نمبر ۲۰۸: جامع القرآن	۳۷۳	حدیث نمبر ۱۹۲: اُمّ المؤمنین نے فرمایا
۳۹۳	حدیث نمبر ۲۰۹: پیٹھ: چادر نہ رکھوں گا	۳۷۴	حدیث نمبر ۱۹۳: سب لوگوں سے زیادہ محبوب
۳۹۳	حدیث نمبر ۲۱۰: علم کے چھ حصے	۳۷۶	حدیث نمبر ۱۹۴: عمران بن حصین
۳۹۳	حدیث نمبر ۲۱۱: حکمت کے دس حصے	۳۷۷	حدیث نمبر ۱۹۵: مشتاقان علی علیہ السلام
۳۹۴	حدیث نمبر ۲۱۲: میرے بعد سب سے زیادہ عالم	۳۷۸	مولانا علی کا علمی مقام
۳۹۵	حدیث نمبر ۲۱۳: علم — علی کی خوراک ہے	۳۷۸	حدیث نمبر ۱۹۶: باب العلم
۳۹۵	حدیث نمبر ۲۱۴: تمام آفتوں کا قاری	۳۷۹	حدیث نمبر ۱۹۷: دروازے کے راستے سے آؤ
۳۹۷	حدیث نمبر ۲۱۵: آسمان کی راہوں سے واقف	۳۸۰	حدیث نمبر ۱۹۸: دار حکمت
۳۹۸	حدیث نمبر ۲۱۶: علم میں برتری		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۲۰	حدیث نمبر ۲۳۷: غسل کی وصیت	۳۹۹	حدیث نمبر ۲۱۷: فقہ کا شہر
۴۲۱	وصی کا معنی	۳۹۹	فقہ کے معانی
۴۲۲	حدیث نمبر ۲۳۸: نبی کی ہتھیلی اور علی کی ہتھیلی	۴۰۰	حدیث نمبر ۲۱۸: علم کا گھر
۴۲۳	حیثیات کا معنی	۴۰۰	حدیث نمبر ۲۱۹: سنت کا سب سے بڑا عالم
۴۲۳	حدیث نمبر ۲۳۹: خدا نے اجازت دی	۴۰۱	حدیث نمبر ۲۲۰: سب سے زیادہ صاحب علم
	حدیث نمبر ۲۴۰: ہدایت کا نشان --- ایمان کا	۴۰۱	حدیث نمبر ۲۲۱: علی سے پوچھو
۴۲۴	مینار --- امین --- علمبردار	۴۰۲	طبہارت علی کرم اللہ وجہہ
۴۲۵	حدیث نمبر ۲۴۱: زیارت خداوندی	۴۰۳	حدیث نمبر ۲۲۲: سوائے میرے اور تیرے
۴۲۵	حدیث نمبر ۲۴۲: علی کی رُوح		حدیث نمبر ۲۲۳: نبی، نبی، ازوان رسول،
۴۲۶	حدیث نمبر ۲۴۳: محبوب تر شخصیت	۴۰۵	خاتونِ جنت
۴۲۸	حدیث نمبر ۲۴۴: خارجیوں کے بارے میں ایک خبر	۴۰۶	حدیث نمبر ۲۲۴: اہل محمد ﷺ — آل محمد ﷺ
	حدیث نمبر ۲۴۵: ایک وقت آئے گا جب تجھے بھی	۴۰۶	حدیث نمبر ۲۲۵: سوائے پنج تن پاک کے
۴۳۱	ایسا ہی کرنا پڑے گا	۴۰۷	حدیث نمبر ۲۲۶: اَنَا وَ عَلِيٌّ
۴۳۲	حدیث نمبر ۲۴۶: ہڈیوں تک ایمان بھرا ہوا ہے	۴۰۸	حدیث شریف نمبر ۲۲۷: مومن پاک نہیں ہوتا
۴۳۲	حدیث نمبر ۲۴۷: نبی کا جھنڈا اور علی	۴۰۹	جب کا معنی
	حدیث نمبر ۲۴۸: آنکھ --- زبان --- ہاتھ ---	۴۱۰	تحقیق و تخریج کے پردے میں تخریب کاری
۴۳۵	رُوح	۴۱۲	حدیث نمبر ۲۲۸: مصطفیٰ اور آل مصطفیٰ
	حدیث نمبر ۲۴۹: تکبیر اولیٰ --- قرأت ---		حدیث نمبر ۲۲۹: جبریل کو دیکھا اور اس کی گفتگو
۴۳۵	رکوع --- سجدہ	۴۱۳	سنی
۴۳۶	حدیث نمبر ۳۵۰: مسلمانوں پر حق علی	۴۱۴	حدیث نمبر ۲۳۰: محبت علی
۴۳۶	حدیث نمبر ۲۵۱: اُمت کے باپ	۴۱۵	حدیث نمبر ۲۳۱: میرا وارث
۴۳۷	حدیث نمبر ۲۵۲: نعلین رسول اور علی علیہ السلام	۴۱۶	حدیث نمبر ۲۳۲: یوشع بن نون اور علی بن ابی طالب
۴۳۸	حدیث نمبر ۲۵۳: جنت کا عصا	۴۱۷	حدیث نمبر ۲۳۳: میرا بھائی، میرا وارث
۴۳۹	حدیث نمبر ۲۵۴: فرمانِ علی	۴۱۸	حدیث نمبر ۲۳۴: کتاب و سنت
۴۴۰	حدیث نمبر ۲۵۵: جنت کے درخت کا عصا	۴۱۹	حدیث نمبر ۲۳۵: وصیت
۴۴۰	حدیث نمبر ۲۵۶: علی اور حوضِ کوثر	۴۱۹	حدیث نمبر ۲۳۶: قربانی کی وصیت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۶۴	حدیث نمبر ۲۷۷: اللہ کی حجت اسکی ساری مخلوق پر	۴۵۷	حدیث نمبر ۲۵۷: اُمت میں سب سے پہلے حوض
۴۶۵	حدیث نمبر ۲۷۸: اُمت پر تاقیامت حجت	۴۴۱	_____
۴۶۵	حدیث نمبر ۲۷۹: علی حجتہ اللہ	۴۴۱	حدیث نمبر ۲۵۸: حوض کوثر اور عوج کی لاٹھی
_____	حدیث نمبر ۲۸۰: اللہ کے تمام بندوں پر اللہ کی	۴۴۳	حدیث نمبر ۲۵۹: اولیتیں
۴۶۶	برہان	_____	حدیث نمبر ۲۶۰: اے علی! تو صدیق اکبر ہے تو
۴۶۶	حجت کے معانی	۴۴۴	فاروق ہے
۴۶۹	حدیث نمبر ۲۸۱: حدیث نور	_____	حدیث نمبر ۲۶۱: "علی" صدیق اکبر اور میرے بعد
۴۷۰	حدیث نمبر ۲۸۲: میں اور علی اللہ کے نور سے ہیں	۴۴۴	میرا خلیفہ ہے
۴۷۱	حدیث نمبر ۲۸۳: چودہ ہزار سال پہلے	۴۴۵	حدیث نمبر ۲۶۲: علی کا خون میرے خون سے ہے
۴۷۲	حدیث نمبر ۲۸۴: علی مقیم حجت ہیں	۴۴۶	حدیث نمبر ۲۶۳: سید المسلمین
۴۷۳	حدیث نمبر ۲۸۵: علی علیہ السلام کا خون میرا خون ہے	۴۴۷	حدیث نمبر ۲۶۴: علم و حکمت کا نور
۴۷۴	حدیث نمبر ۲۸۶: وہ تھوٹا ہے جو یہ گمان کرے	۴۴۸	حدیث نمبر ۲۶۵: اُمت کے اختلاف حل
۴۷۵	حدیث نمبر ۲۸۷: ظن باطل	۴۴۸	حدیث نمبر ۲۶۶: اُمت کے درمیان علامت
۴۷۵	حدیث نمبر ۲۸۸: محبت علی دراصل محبت رسول ہے	۴۴۹	حدیث نمبر ۲۶۷: اللہ تمہاری زبان کو پختہ کرے
_____	حدیث نمبر ۲۸۹: اے علی! تیرا محبت، میرا اور اللہ کا	۴۴۹	حدیث نمبر ۲۶۸: علم کا جام پینے والا
۴۷۶	محبت ہے	۴۵۰	حدیث نمبر ۲۶۹: دست نبی، سینہ علی پر
_____	حدیث نمبر ۲۹۰: اطاعت علی علیہ السلام — اطاعت	۴۵۱	حدیث نمبر ۲۷۰: ستار اعلیٰ کے گھر میں گرا
۴۷۶	رسول ﷺ	۴۵۲	حدیث نمبر ۲۷۱: حبیب رسول ﷺ
_____	حدیث نمبر ۲۹۱: وہ تھوٹا ہے — اور — مومن	۴۵۳	حدیث نمبر ۲۷۲: ہزار سال کی عبادت ضائع
۴۷۷	_____ نہیں	۴۵۵	حدیث نمبر ۲۷۳: مولا علی علیہ السلام کے ایمان کا وزن
۴۷۸	حدیث نمبر ۲۹۲: ۴ کے بارے میں عہد	۴۵۵	حدیث نمبر ۲۷۴: ایمان علی کرم اللہ وجہہ
۴۷۹	حدیث نمبر ۲۹۳: سارہ ایمان	۴۵۶	ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں سے، دزنی
۴۸۰	حدیث نمبر ۲۹۴: اللہ نے محبت علی کا وعدہ لیا	_____	حدیث نمبر ۲۷۵: علی کا عمل تمام مخلوق کے اعمال
_____	حدیث نمبر ۲۹۵: مومن مجھ سے کبھی بغض نہیں	۴۶۰	پر بھاری
۴۸۱	رکھے گا	_____	حدیث نمبر ۲۷۶: جس نے تجھے قتل کیا انہوں نے مجھے
۴۸۲	حدیث نمبر ۲۹۶: غص علی کی بیماری سے بچو!	۴۶۲	قتل کیا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۰۰	حدیث نمبر ۳۱۸: جب قیامت کا دن ہوگا	۲۸۳	حدیث نمبر ۲۷۹: قیامت کے دن کذابوں کی صف میں
۵۰۱	حدیث نمبر ۳۱۹: جنت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا	۲۸۵	حدیث نمبر ۲۹۸: علی خیر الناس
۵۰۲	حدیث نمبر ۳۲۰: اراکین شوریٰ سے پوچھا	۲۸۶	حدیث نمبر ۲۹۹: علی خیر البشر
۵۰۲	حدیث نمبر ۳۲۱: علی کے منہ میں لعاب رسول ﷺ	۲۸۶	حدیث نمبر ۳۰۰: علی افضل
۵۰۳	حدیث نمبر ۳۲۱: اس کو ہر خطیب زبانی یاد کرے	۲۸۷	حدیث نمبر ۳۰۱: علی خیر البشر ہیں، اس میں کوئی شک نہیں
۵۰۷	حدیث نمبر ۳۲۳: علی کی زبان سے	۲۸۷	حدیث نمبر ۳۰۲: علی خیر البریۃ
۵۰۹	حدیث نمبر ۳۲۴: ربوبیت — نبوت — ولایت	۲۸۸	حدیث نمبر ۳۰۳: ذاک خیر البشر
۵۱۰	حدیث نمبر ۳۲۵: بیت المعمور میں	۲۸۸	حدیث نمبر ۳۰۴: اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں
۵۱۲	حدیث نمبر ۳۲۶: جنت اور دوزخ کی چابیاں	۲۸۹	حدیث نمبر ۳۰۵: شریک بن عبد اللہ فرماتے ہیں
۵۱۲	حدیث نمبر ۳۲۷: قیامت کے دن منبر اور کنجیاں	۲۹۰	حدیث نمبر ۳۰۶: زہرا علیہا السلام — علی علیہ السلام
۵۱۳	حدیث نمبر ۳۲۸: لوگوں میں مثالِ علی	۲۹۰	حسن علیہ السلام — حسین علیہ السلام
۵۱۴	حدیث نمبر ۳۲۹: سفیہ و سیاہ چہرے	۲۹۱	حدیث نمبر ۳۰۷: علم علی — نبی ﷺ کے علم سے ہے
۵۱۴	حدیث نمبر ۳۳۰: علی کے ساتھ محبت رکھنے والا	۲۹۲	حدیث نمبر ۳۰۸: نقطہ بائے بسم اللہ
۵۱۵	حدیث نمبر ۳۳۱: بغیر حساب کے جنت میں	۲۹۳	حدیث نمبر ۳۰۹: اسرارِ بائے بسم اللہ
۵۱۵	حدیث نمبر ۳۳۲: دنیا اور آخرت میں ولی	۲۹۳	حدیث نمبر ۳۱۰: وارثِ علومِ انبیاء و المرسلین
۵۱۶	حدیث نمبر ۳۳۳: اسلام میں پہلا رخنہ	۲۹۴	حدیث نمبر ۳۱۱: نبی کریم نے علی کرم اللہ وجہہ کو وہ تمام علوم سکھادیئے
۵۱۶	حدیث نمبر ۳۳۴: بغضِ علی یہودیت کی پیداوار ہے	۲۹۵	حدیث نمبر ۳۱۲: قرآنِ ناطق
۵۱۶	حدیث نمبر ۳۳۵: مجھے ہی عطا کیا	۲۹۵	حدیث نمبر ۳۱۳: گوہ کی بیعت اور علم علی رضی اللہ عنہ
۵۱۸	حدیث نمبر ۳۳۶: قاضی اعظم	۲۹۷	حدیث نمبر ۳۱۴: مدینہ ہدایت
۵۱۸	حدیث نمبر ۳۳۷: اہل مدینہ میں سب سے بڑا قاضی	۲۹۹	حدیث نمبر ۳۱۵: جنت کے شہر کا دروازا علی ہے
۵۱۸	حدیث نمبر ۳۳۸: سہ سے زیادہ فیصلہ کرنیوالا	۲۹۹	حدیث نمبر ۳۱۶: بہشت کا شہر اور ار کا دروازہ
۵۱۹	حدیث نمبر ۳۳۹: اہل مدینہ کا بڑا قاضی	۵۰۰	حدیث نمبر ۳۱۷: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
۵۱۹	حدیث نمبر ۳۴۰: فرضِ قضا کا عالم		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۱۹	حدیث نمبر ۳۶۰: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے	۵۱۹	حدیث نمبر ۳۵۱: فرانسس کے جاننے والا
۵۲۰	روتے ہوئے کہا	۵۲۰	حدیث نمبر ۳۴۲: مضبوط ترین بات کرنے والا
۵۲۸	حدیث نمبر ۳۶۱: علم — حلم — فضل — فقہ	۵۲۰	حدیث نمبر ۳۴۳: مولا علی کا ایک عجیب فیصلہ
۵۲۹	حدیث نمبر ۳۶۲: سرمایہ علم و فضل	۵۲۳	حدیث نمبر ۳۴۴: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر
۵۲۱	حدیث نمبر ۳۶۳: محبوب خدا اور رسول ﷺ	۵۲۳	میں نہ ہوتے —
۵۲۲	حدیث نمبر ۳۶۴: رسول کے نواسوں کا باپ	۵۲۳	حدیث نمبر ۳۴۵: حجر اسود کو چومتے ہوئے فرمایا
۵۲۵	حدیث نمبر ۳۶۵: اے اللہ! علی کی مدد فرما	۵۲۳	حدیث نمبر ۳۴۶: حجر اسود — مناسب تم غرضوں —
۵۲۶	حدیث نمبر ۳۶۶: جس نے حق سے تائب ہوا	۵۲۳	اور جناب علی
۵۲۷	حدیث نمبر ۳۶۷: جدِ حقیقی — اور حقیق	۵۲۵	حدیث نمبر ۳۴۷: بوقت طواف فرمایا
۵۲۸	حدیث نمبر ۳۶۸: صبر رسول — حسن یوسف	۵۲۷	حدیث نمبر ۳۴۸: اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ
۵۲۷	قوت جبریل	۵۲۹	حدیث نمبر ۳۴۹: اللہ تعالیٰ سے بیعت
۵۲۸	حدیث نمبر ۳۶۹: دنیا و آخرت میں ولی رسول	۵۲۹	حدیث نمبر ۳۵۰: علی رضی اللہ عنہ کے فتوے اور فیصلے
۵۲۹	حدیث نمبر ۳۷۰: قرآن علی کے ساتھ ہے	۵۳۰	کے بعد —
۵۲۹	حدیث نمبر ۳۷۱: علی اور جنت عدن	۵۳۰	حدیث نمبر ۳۵۱: جب مولا علی نے حدیث
۵۵۰	حدیث نمبر ۳۷۲: قلب رسول اور محبت علی	۵۳۰	بیان فرمائی —
۵۵۰	حدیث نمبر ۳۷۳: علی سوال کرتے تو پورا ہوتا	۵۳۱	حدیث نمبر ۳۵۲: اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں
۵۵۱	حدیث نمبر ۳۷۴: علی کریم کی منزلت	۵۳۱	حدیث نمبر ۳۵۳: أَعْلَمُ النَّاسِ
۵۵۲	حدیث نمبر ۳۷۵: روح علی اور ملک الموت	۵۳۲	حدیث نمبر ۳۵۴: فضیلت علم میں
۵۵۳	حدیث نمبر ۳۷۶: علی اور عمار طیب و مطیب	۵۳۲	حدیث نمبر ۳۵۵: کوئی علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ عالم
۵۵۵	حدیث نمبر ۳۷۷:	۵۳۲	ہے؟
۵۵۶	حدیث نمبر ۳۷۸: علی تو حق پر ہوگا	۵۳۳	حدیث نمبر ۳۵۶: سینے میں علم ہے
۵۵۶	حدیث نمبر ۳۷۹: حضور نے قسم اٹھا کر فرمایا	۵۳۳	حدیث نمبر ۳۵۷: أَعْلَمُ النَّاسِ بِاسْمِ اللَّهِ
۵۵۷	حدیث نمبر ۳۸۰: جو علی سے محبت رکھے	۵۳۳	حدیث نمبر ۳۵۸: سب سے زیادہ نصیحت کرنے
۵۵۸	حدیث نمبر ۳۸۱: جو علی پر سب کرے	۵۳۳	والا
۵۵۸	حدیث نمبر ۳۸۲: تھے ہیں سراط پر کھڑے ہوں	۵۳۳	حدیث نمبر ۳۵۹: "علی" مصطفیٰ ﷺ کے علم کا
۵۵۸	گئے	۵۳۳	دروازہ ہے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۷۵	حدیث نمبر ۴۰۲: اولاد کو علی کی محبت سے منور کرنا	۵۵۹	حدیث نمبر ۳۸۳: علی کا حق نہ جاننے والا
	حدیث نمبر ۴۰۳: اُمّ المؤمنین کے نزدیک	۵۶۰	حدیث نمبر ۳۸۴: اطاعت اہل بیت فرض ہے
۵۷۶	محبوب رسول کون؟	۵۶۱	حدیث نمبر ۳۸۵: جو چیز حضور کو پسند ہے وہی علی کے لئے
۵۷۷	حدیث نمبر ۴۰۴: ابتلاء و امتحان علی	۵۶۱	حدیث نمبر ۳۸۶: فرشتوں کی محفل
	حدیث نمبر ۴۰۵: حضور ﷺ پھوٹ پھوٹ کر	۵۶۲	حدیث نمبر ۳۸۷: اگر تمام لوگ محبت علی پر جمع ہو جاتے
۵۷۹	رونے لگے	۵۶۲	حدیث ۳۸۸: حاجتیں روا ہونے کا ذریعہ
	حدیث نمبر ۴۰۶: علی نے حق قرابت کا واسطہ دے	۵۶۳	حدیث نمبر ۳۸۹: نبیوں کی معیت میں
۵۸۰	کر پوچھا	۵۶۳	حدیث نمبر ۳۹۰: قَائِدُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى الْجَنَّةِ
	حدیث نمبر ۴۰۷: حضور ﷺ نے فرمایا علی پر ظلم	۵۶۴	حدیث نمبر ۳۹۱: علی کا ہاتھ نبی کا ہاتھ
۵۸۱	کیا جائے گا	۵۶۴	حدیث نمبر ۳۹۲: علی جو تجھے دوست نہ رکھے
۵۸۴	حدیث نمبر ۴۰۸: بے مثال فضیلت	۵۶۴	حدیث نمبر ۳۹۳: اے ابو بکر! — علی میرا ارض و سماء میں وزیر ہے
	حدیث نمبر ۴۰۹: نماز علی کے لئے سورج کا واپس لوٹنا	۵۶۵	حدیث نمبر ۳۹۴: اسرافیل کی ہیبت
۵۸۵	لوٹنا	۵۶۷	حدیث نمبر ۳۹۵: علی اور اس کے قبعین حق پر ہیں
	حدیث نمبر ۴۱۰: ردِ شمس کی دوسری روایت	۵۶۸	حدیث نمبر ۳۹۶: اگر تم سے کوئی جھگڑا کرے تو کہہ دینا
۵۸۶	حضرت حسان	۵۶۸	حدیث نمبر ۳۹۷: مشرکوں نے پوچھا تو علی نے کہہ دیا
۵۸۷	حدیث نمبر ۴۱۱: ردِ شمس کی تیسری روایت	۵۶۹	حدیث نمبر ۳۹۸: انبیاء — مصطفیٰ — مرتضیٰ
۵۸۸	حدیث نمبر ۴۱۲: حضور نے سورج کو حکم دیا	۵۷۰	حدیث نمبر ۳۹۹: عالم تفسیر و تاویل اور ناسخ و منسوخ
۵۹۰	ردِ شمس — اور — منکرین خصائص نبی اعلیٰ	۵۷۰	حدیث نمبر ۴۰۰: ایمان علی کے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے
۵۹۲	یوشع بن نون اور جس شمس نماز عصر:	۵۷۰	حدیث نمبر ۴۰۱: دشمن علی یا منافق یا فاسق یا دنیا دار ہے
۵۹۴	نماز عصر:	۵۷۵	حدیث نمبر ۴۰۲: علی کریم سے سورج نے گفتگو کی
۵۹۵	بروز بدھ:		
۵۹۶	عجب تر		
۵۹۷	حدیث نمبر ۴۱۳: دوسری بار ردِ شمس		
	حدیث نمبر ۴۱۴: حدیث عبداللہ بن عباس		
۵۹۹	ردِ شمس		
۶۰۰	حدیث نمبر ۴۱۵: علی کریم سے سورج نے گفتگو کی		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۳۲	حدیث نمبر ۴۲۵: علی کی محبت مخلوق خدا پر فرض ہے	۶۰۱	حدیث نمبر ۴۱۶: حضور نے فرمایا اے علی! اپنی کرامت دیکھو
۶۳۳	حدیث نمبر ۴۲۶: عَلِيُّ خَيْرُ النَّاسِ	۶۰۳	حدیث نمبر ۴۱۷: علی کو جبریل و میکائیل نے وضو کرایا
۶۳۳	حدیث نمبر ۴۲۷: ان ہستیوں کی ولایت کا انکار کفر ہے	۶۰۵	حدیث نمبر ۴۱۸: جنت کے سات سردار
۶۳۵	صفحہ ۴۲۸: حدیث نمبر ۴۲۸: عقیدت فاطمہ سومقامات پر نفع	۶۰۵	سات سردار
۶۳۸	دے گی	۶۰۹	سات خطرناک مرحلے
۶۴۰	حدیث نمبر ۴۲۹: فرشتے ثواب لکھتے ہیں	۶۰۹	(۱) موت و سکر موت:
۶۴۲	حدیث نمبر ۴۳۰: حب علی ایمان کی علامت ہے	۶۱۰	(۲) عالم برزخ — قبر —
۶۴۳	حدیث نمبر ۴۳۱: علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ	۶۱۲	(۳) میدان محشر:
۶۴۳	حسینؑ	۶۱۲	(۴) میزان:
۶۴۶	علامہ کشفی کے بھائی نے کہا	۶۱۵	(۵) حوض کوثر:
۶۴۷	حدیث نمبر ۴۳۲: بغیر حساب کے جنت میں	۶۱۵	درود شریف اور حوض کوثر:
۶۴۸	حدیث نمبر ۴۳۳: ایضاً بغیر حساب کے	۶۱۶	حدیث نمبر ۴۱۹:
۶۴۹	حدیث نمبر ۴۳۴: فضائل محمد و آل کی محفل میں	۶۱۹	حدیث نمبر ۴۲۰: بے دین کون؟
۶۵۰	حضرت ہمدانی	۶۱۹	(۶) پل صراط — مشکل ترین مرحلہ
۶۵۲	حدیث نمبر ۴۳۵: معرفت آل محمد ﷺ	۶۹۰	حدیث نمبر ۴۲۱: پل سے گزارو! راہ گزر کو خبر نہ ہو
		۶۹۳	(۷) ساتواں مرحلہ:
		۶۹۵	خیال رہے —
		۶۹۶	○ — فرمان عمر فاروق:
		۶۹۶	○ — فرمان امام احمد بن حنبل:
		۶۹۷	○ — امام نیشاپوری فرماتے ہیں:
		۶۹۷	○ — امام ابن حجر مکی کی تحریر:
		۶۳۰	حدیث نمبر ۴۲۲: جو مجھے ملا وہ کسی کو نہیں ملا
		۶۳۱	حدیث نمبر ۴۲۳: جنت و دوزخ کی کنجیاں
		۶۳۱	حدیث نمبر ۴۲۴: علیؑ اور فاطمہؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 سیدنا و مولانا امیر المؤمنین
 علی المرتضیٰ

کرم اللہ وجہہ

سید الاولیا ، زوج خیر النساء
 گوہر کبریا ، مولا مشکل کشا
 جس کی تلوار نے ٹکڑے مرحب کیا
 اس کی تیغِ جلالت کی کیا بات ہے
 (خضر)

نام

شہنشاہِ ولایت — سر تا پا شجاعت — دریائے سخاوت — پرتو دست
 قدرت — صاحب کرامات — مولائے کائنات — قاتل کفار — صاحب
 ذوالفقار کرم اللہ وجہہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔
 — اَسَدٌ — حَیْدَرٌ — عَلِیٌّ — زَیْدٌ —

اسد و حیدر:

اسد عربی زبان میں شیر کو کہتے ہیں — ابن عربی کا قول ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی کو اور ان

کی حالت فقر کو دیکھنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سلام اللہ علیہا کو بلا بھیجا۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام جنت سے ایک جوڑا لے کر حاضر ہوئے۔ آپ علیہا السلام نے اس کو پہنا اور ان یہودوں کے درمیان جا بیٹھیں۔ جب یہودی عورتوں نے لباس دیکھا، ششدر رہ گئیں، اور پوچھنے لگیں۔

من این لك هذا يا فاطمة فقالت من ابی من این لا بیک قالت
من جبریل. قالت من الجنة فقلن نشهد ان لا اله الا الله و ان
محمد رسول الله .

ان میں سے جس عورت کا شوہر مسلمان ہو گیا وہ اسی کے پاس رہی اور جس نے
اسلام قبول نہ کیا اس کی بیوی نے کسی اور سے نکاح کر لیا۔



اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ آپ کو کہاں سے ملا؟ اپنے ابا جان سے — کہنے لگیں۔ آپ کے والد ماجد نے کہاں سے لیا ہے؟ فرمایا
جبریل علیہ السلام سے — جبریل علیہ السلام کہاں سے لائے؟ فرمایا جنت سے۔ کہنے لگیں ہم گواہی دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی
معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ (نزہۃ المجالس ص ۲۲۶ ج ۲)

اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

باغ جنت کے ہیں بہر خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا، اے دشمنانِ اہل بیت

ان کی پاکی کو خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیہ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں، قدر و شانِ اہل بیت

مصطفیٰ ﷺ عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہل بیت

جمعہ کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کر کے آج
کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ دشمنانِ اہل بیت

(مواا نا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

قارئین کرام! — آج کے دور پر فتن میں عجیب عجیب قسم کی تحریکیں جنم لے رہی ہیں۔ کہیں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ کہیں فتنہ پروری عروج پر ہے۔ ایک سمت سے دہشت گردی کی آگ کو بھڑکایا جا رہا ہے۔ کہیں فرقہ وارانہ فسادات کا دیو انسانی جانوں کو بے دریغ نگل رہا ہے۔ جس سے علماء کا وقار مجروح ہوتا جا رہا ہے۔ دہشت گردی کی ایک صورت ایسی ہے جس سے ایمان و یقین اور عقیدت آگیں جذبوں کے برباد ہونے کا خطرہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ وہ دہشت گردی ہے۔ اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمتوں کے خلاف حرف گیری، نکتہ چینی اور واویلا مچانا۔ راقم کو پاکستان بھر میں اور بیرونی ممالک میں جانے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ ادھر، ادھر ہر جگہ ایک ایسی باد صرصر چل رہی ہے جو اسلامی دنیا کے لیے نیک شگون نہیں۔ وہ کچھ اس طرح ہے کہ اہل بیت اطہار کے اسمائے گرامی کے ساتھ ”علیہ السلام“ کہنا جائز ہے یا نہیں۔ علمائے اہل سنت کی ایک پوری جماعت ”علیہ السلام“ کہنے کے جواز کی قائل ہے۔ ان کے نزدیک ”رضی اللہ عنہ“ کہنا بھی جائز ہے اور ”علیہ السلام“ کہنا بھی بلا کراہت جائز ہے۔ ان میں سے ایک نام امام اہلسنت غزالی زماں حضرت علامہ پیر سید احمد سعید کاظمی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ آپ کے اور میرے شیخ کریم، شیخ الاسلام والمسلمین، حاکم الحدیث حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان محبت کا ایک عظیم رشتہ قائم تھا۔ جو اپنی مثال آپ ہے۔ امام کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مسئلہ پر ایک رسالہ ہے۔ جس کا عنوان ہے۔

اہل بیت اطہار پر مستقلاً سلام کا جواز

علامہ کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب کے اس رسالہ کا مختصر خلاصہ ہدیہ قارئین کرنے کے بعد مزید دلائل پیش کروں گا۔ کوشش کروں گا کہ آپ کے علمی، تحقیقی اور دقیق الفاظ و اصطلاحات کو نہایت آسان پیرایہ میں بیان کروں۔ جو لوگ غیر انبیاء علیہم السلام پر مستقلاً (برائے راست بلا واسطہ) سلام کہنے کو ناجائز، مکروہ اور خلاف اولیٰ کہتے ہیں ان کا جواب دیتے ہوئے غزالی زماں فرماتے ہیں کہ۔

غیر انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بالاستقلال (برائے راست) صلوٰۃ و سلام بھیجنے کے جواز کو اگرچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے عامہ اہل علم سے نقل کیا ہے۔
 كَمَا فِي تَفْسِيرِ رُوحِ الْمَعَانِي . (پارہ ۲۲، ص ۸۶) وَأَمَّا الصَّلَاةُ عَلَى
 غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ قَدْ اضْطَرَبَتْ فِيهَا أَقْوَالُ الْعُلَمَاءِ فَقِيلَ
 تَجَوُّزٌ مُطْلَقًا . قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ وَعَلَيْهِ عَامَةٌ أَهْلِ الْعِلْمِ .

(انتہی)

”جیسا کہ تفسیر روح المعانی (پارہ ۲۲، ص ۸۶) میں ہے، بہر حال صلوٰۃ غیر انبیاء اور فرشتوں پر بھیجنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مطلقاً جائز ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس پر عام اہل علم ہیں لیکن جمہور کے مسلک کے مطابق ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم بالتبع (بالواسطہ) بلا کراہت جائز ہونے کے قائل ہیں اور بالاستقلال (برائے راست) مکروہ سمجھتے ہیں۔ البتہ صلوٰۃ کے بغیر صرف سلام نبیوں اور فرشتوں پر۔ ہمارے نزدیک برائے راست اور بالواسطہ دونوں طرح بغیر

کسی قسم کی کراہت کے جائز ہے۔

فقہائے کرام کے ایک گروہ نے اس مسئلے میں عدم جواز یا کراہت کا قول کیا ہے۔ وہ تنہا سلام سے متعلق نہیں بلکہ مجموعہ صلوٰۃ و سلام کے بارے میں ہے جو ہم پر دلیل و حجت نہیں۔ جو حضرت سلام مذکور کو ناجائز، مکروہ و تنزیہی اور خلاف اولیٰ کہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ کسی کتاب میں کوئی ایسی عبارت موجود نہیں جس سے بغیر اختلاف کے علماء اہل سنت یا کم از کم علمائے احناف کے نزدیک سلام مذکور ناجائز، مکروہ یا خلاف اولیٰ ثابت ہوتا ہو۔ نہ یہ جمہور کا مذہب ہے۔

وَمَنْ ادَّعى فَعَلَيْهِ البَيَانِ .

یقیناً بعض نے عدم جواز اور بعض نے کراہت تنزیہی یا خلاف اولیٰ کا قول کیا ہے۔ مگر ان کے بالمقابل دوسرے علماء کرام نے اس قول کا انکار بھی فرمایا ہے۔ جس کی روشن دلیل ان کے کلام میں سلام مذکور کا ورود ہے۔

مانعین (منع کرنے والے) حضرات کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ ”علمائے اہل سنت نے غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لیے علیہ السلام لکھنے کو

بالاتفاق ممنوع قرار دیا ہے۔“ اس کا جواب دیتے ہوئے غزالی زماں فرماتے ہیں۔

بالاتفاق اور علمی الاطلاق غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لیے بالاستقلال تنہا سلام کو

آج تک کسی نے ممنوع نہیں کہا اور اگر کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہے تو اس کا تعاقب کیا گیا

ہے۔

فرماتے ہیں۔ اس سلام کو ممنوع، ناجائز یا خلاف اولیٰ کہنے والے بعض علماء ہیں۔

جس کو ان کی تحقیق پر اعتماد ہو، وہ اس پر عمل کرے، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن

مجوزین بلا کراہت سے الجھنا ان کے لیے درست نہیں۔ کیونکہ بالمقابل محقق اہلسنت کا ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے جو غیر انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے بالاستقلال لفظ سلام استعمال کرتا ہے۔

۲۔ اعتراض نمبر ۲۔ لفظ ”سلام“ — صلوٰۃ — کے معنی میں ہے لہذا صلوٰۃ کی

طرح ”سلام“ بھی ناجائز اور مکروہ ہوگا۔

غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زماں جواباً ارشاد فرماتے ہیں۔ لفظ ”سلام“ کا ”صلوٰۃ“

کے معنی میں ہو بدایۃً باطل ہے۔ اس لیے کہ دونوں کا مادہ ترکیب اشتقاق، وضع و ہیت اور استعمال بالکل الگ ہے پھر ایک معنی میں ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

البتہ امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے صلوٰۃ کو بمعنی سلام کہا ہے اور اسی قول کو سامنے رکھ کر

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ جوہنی نے سلام کو بمعنی صلوٰۃ قرار دیا ہے لیکن یہ مخفی نہ رہے کہ

دونوں بزرگ شافعی ہیں لہذا یہ قول شوافع کا ہوا جسے بعض حنفیوں نے ذکر دیا۔ نیز یہ کہ امام

حلیمی اور امام جوہنی رحمہما اللہ نے صلوٰۃ کو بمعنی سلام اور بالعکس مطلقاً نہیں کہا بلکہ اس امر

میں کہ صلوٰۃ و سلام دونوں ہماری دعا اور منزل من اللہ ہونے میں ایک دوسرے کے ہم

معنی اور مشعر تعظیم ہیں۔

اگرچہ اس معنی کو امام جوہنی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر انبیاء و ملائکہ کے حق میں مستقلاً لفظ

سلام بولنے کیلئے علت منع قرار دیا ہے لیکن اہل سنت و فقہائے احناف کے دیگر محقق نے

اسے تسلیم نہیں کیا۔

علامہ کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ

یہ صحیح ہے کہ بعض متاخرین کی تصانیف میں سلام مذکور کا ترک، متعارف ہے لیکن تفحص

(جستجو، تلاش، جانچ پڑتال، تحقیق) کے بعد متقدمین کا مسلک یہی ثابت ہوا کہ وہ بالخصوص اہل بیت اطہار کے حق میں بالاستقلال تنہا لفظ سلام بولتے اور لکھتے رہے۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محقق سلام مذکور کا ترک متعارف کرانے کے باوجود بذات خود آل پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بالاستقلال ”علیہ السلام“ لکھتے ہیں۔

۱- سن سات ہجری میں غزوہ خیبر ہوا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک سے جب سپر گر پڑی تو آپ نے خیبر کے دروازے کو اکھیڑ کر سپر (ڈھال) بنائی۔ (جذب القلوب مترجم ص ۸۷)

۲- دوسرے تمام دروازے سوائے دروازہ علی سلام اللہ علیہ کے بند کر دیئے۔

(جذب القلوب ص ۱۱۴)

۳- سید کے ذکر سے اس روایت میں اتنی وضاحت ہو گئی ہے کہ علی سلام اللہ علیہ کا واقعہ پہلے کا ہے۔ (ایضاً ص ۱۱۵)

۴- فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مکان بھی اسی جگہ تھا۔

(جذب القلوب ص ۱۱۰ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ بند روڈ کراچی)

۵- حضرت فاطمہ، علی، حسن اور حسین سلام اللہ علیہم السلام۔ (ایضاً ص ۱۱۱)

۶- امیر المؤمنین علی سلام اللہ علیہ سے روایت ہے کہ۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھانا تیار کرایا۔ اُمّ ایمن نے میرے واسطے دودھ بھیجا تھا۔ میں نے وہ بھی کھانے کے ساتھ حاضر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور دودھ پیا اس کے بعد میں نے ہاتھ دھلائے جب ہاتھ دھوئے تب آپ نے

دست مبارک اپنے روئے انور اور ریش مبارک پر پھیر کے دعا کی اور سجدہ میں جا کر آنسوؤں سے رونے لگے۔ کسی کو بوجہ ہیبت مجال نہ تھی جو رونے کا سبب دریافت کرتا۔ اسی اثناء میں سلام اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ آنسو و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا رونا بھول گئے اور نوا سے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

بَابِي وَأَنْتَ أُمِّي يَا حُسَيْنَ .

”میرے ماں باپ تم پر قربان ہو جائیں اے حسین۔“

کیوں روتے ہو؟ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حالت میں کبھی نہیں دیکھا۔ جس طرح آج دیکھ رہا ہوں۔ بتائیے کیا حال ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بیٹے! آج مجھ کو تمہارے جمال مسرت مآل کے دیکھنے سے ایسا سرور اور خوشی حاصل ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی لیکن جبریل علیہ السلام دربار خداوندی سے آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہاری امت کے بعض لوگ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحالت غربت ہلاک کر ڈالیں گے۔ میں سجدے میں گر کر دعا کرنے لگا کہ اگر دنیا کے محن و مصائب تمہارے سر پر آئیں لیکن تمہاری آخرت اچھی ہو جائے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب مترجم ص ۱۱۲ تا ۱۱۱ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

۷۔ حضرت محقق شاہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ حضرت

امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ اپنے آباء کرام کی سند سے بیان کرتے ہیں۔ (ایضاً ص ۱۵۲)

۸۔ امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی آباہ الکرام سے روایت ہے کہ

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو ان کے حجرے میں ہی دفن کیا گیا۔ (ایضاً ۱۸۲)

۹- ابن عبدالبر نے امام حسن علیہ السلام کی وفات کے متعلق جو خبر نقل کی ہے۔

(جذب القلوب ایضاً ص ۱۸۵)

۱۰- حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ یزید بن معاویہ نے سر مبارک

حضرت امام المومنین حسین بن علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کا عمرو بن العاص کے پاس جو اس

(یزید) بد بخت کی جانب سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ (ایضاً ص ۱۸۶)

۱۱- قبہ سیدنا اسمعیل بن امام جعفر صادق سلام اللہ علیہا۔ یہ قبہ مغربی جانب سیدنا عباس

کے قبہ کے مقابل ہے۔ (ایضاً ص ۱۹۲)

۱۲- ابو جعفر محمد باقر سلام اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا حمزہ

(عم رسول) کی قبر پر زیارت کے لیے آتی تھیں اور (قبر کی) مرمت بھی کرتی تھیں۔

۱۳- حاکم، امیر المومنین علی سلام اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر جمعہ کو حمزہ کی قبر پر جاتی تھیں اور نماز ادا کرتی تھیں اور روتی تھیں۔

(ایضاً ص ۱۹۳)

”خیال رہے کہ جذب القلوب فارسی زبان میں ہے۔ جو شیخ محقق عبدالحق محدث

دہلوی کی تصنیف ہے۔ اس کا ترجمہ حضرت سید حکیم عرفان علی نے کیا ہے۔ انہوں نے

نہایت دیانت سے جہاں ”رضی اللہ عنہ“ لکھا تھا آپ نے اسی طرح لکھا اور جہاں ”علیہ

السلام“ یا ”سلام اللہ علیہ“ تھا اس مقام پر اسی طرح لکھ کر علمی دیانت کا ثبوت دیا۔

مانعین علیہ السلام کی بددیانتی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔

۱۴- غزالی زمان تفسیر عرائس البیان (عارف باللہ ابو محمد صدر الدین روز بھان بقلی

متوفی ۲۰۶ھ کے صفحہ نمبر ۵۱۰ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

وَعَنْ عَلِيِّ ابْنِ مُوسَى الرَّضَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ عَلَيْهِمُ
السَّلَامُ .

۱۵- امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر جلد دوم کے حوالے سے لکھتے

ہیں۔

هَذِهِ الْآيَةُ دَالَّةٌ عَلَى أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَانَا
ابْنَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۱۶- نیز تفسیر کبیر کی تیسری جلد کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

لَا يَجُوزُ اسْنَادُهُ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

۱۷- اسی صفحہ پر تیسری سطر میں ہے۔

وَهُوَ أَنَّ اللَّائِقَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

۱۸- یہی امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر کی جلد ہشتم ص ۳۲۲ پر فرماتے ہیں۔

هَذَا الْآيَاتُ نَزَلَتْ فِي حَقِّ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

۱۹- ایضاً سطر سوم فی کتاب البیض۔ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِي حَقِّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ

السَّلَامُ .

۲۰- ایضاً سطر چہارم۔ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَرْضَا .

۲۱- ایضاً سطر ۲۲۔ اَخَذَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِيَدِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنِ .

۲۲- ایضاً سطر ۲۴۔ وَلَا يُنْكَرَ دُخُولُ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيهِ .

۲۳- ایضاً سطر ۲۸، ۲۹- الَّذِينَ يَقُولُونَ هَذِهِ آيَةٌ مُّخْتَصَّةٌ بِعَلِيِّ عَلَيْهِ
السَّلَام .

۲۴- تفسیر مظہری جلد ہفتم ص ۲۱۲ سطر ۶ پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں۔

رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَام .

۲۵- ایضاً سطر ۷- وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ بِسُنْدٍ حَسَنٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ
عَلَيْهِمَا السَّلَام .

۲۶- تحفہ اثنا عشری — فتاویٰ عزیز ی — تفسیر فتح العزیز — تینوں کتابوں
میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل بیت اطہار کے لیے بکثرت
”علیہ السلام“ استعمال فرمایا ہے۔

۴۷- ناظرین کرام بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جلیل القدر علماء متعدد میں و متاخرین اور
اکابر اہل سنت و فقہائے میں ایسے محققین بکثرت ہوئے جن کے نزدیک اہل بیت اطہار و
آئمہ کبار کے لیے مستقلاً ”علیہ السلام“ بولنا بلا کراہت جائز ہے۔ بالخصوص اصول شاشی کی
عبارت۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَحْبَابِهِ .

سلام ہو ابو حنیفہ اور ان کے دوستوں پر۔

(اصول شاشی، شیخ نظام الدین شاشی) ص ۷ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

خیال رہے کہ اصول شاشی چھ سو سال سے دنیائے اسلام کے حنفی مدارس میں
پڑھائی جا رہی ہے۔ مسلک مجوزین (جائز سمجھنے والے) کی حقانیت کی ایسی روشن دلیل

ہے جس سے انصاف پسند حضرات کے لیے تردد کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی

جہاں میں آج لگاتی پھرے گی بوہی

تیسرا اعتراض

رسل و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ تعظیماً استعمال کیے جاتے ہیں۔ اگر ان کے غیر کے لیے بھی مستقلاً استعمال کیے جائیں تو غیر نبی کی تعظیم — تعظیم نبی کی مثل ہو جائے گی۔

اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے غزالی زماں فرماتے ہیں کہ — مانعین (منع کرنے والے) حضرات کا یہ فرمانا کہ صلوٰۃ و سلام کے الفاظ مستقلاً انبیاء، ملائکہ علیہم الصلوٰۃ و السلام کے لیے تعظیماً استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس لیے ان ہی کے ساتھ خاص رہیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جو لفظ بھی تعظیم انبیاء علیہم السلام کے لیے استعمال کیا جائے وہ اس کے ساتھ خاص ہو، دیکھئے ”سیدنا و مولانا“ انبیاء کے لیے تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کے ساتھ صحابہ کرام، تابعین و دیگر بزرگان دین کے لیے بھی سیدنا و مولانا بکثرت بولا جاتا ہے۔

چوتھا اعتراض

غیر انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے لیے صلوٰۃ و سلام یا تنہا ”سلام“ کے الفاظ استعمال کرنا روافض اور اہل بدعت کا شعار ہے، اس لیے یہ استعمال ناجائز ہوگا۔

جواب

روافض کا شعار صرف ”علیہ السلام“ نہیں بلکہ ”علیہ الصلوٰۃ و السلام“ ہے کیونکہ علیہ

السلام کے ثبوت میں جلیل القدر علمائے اہلسنت کی عبارات کثیر ہم ابھی نقل کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کہ اہل بدعت کا شعار اہل سنت کے لیے اسی وقت مکروہ و ممنوع قرار پائے گا جبکہ وہ کسی امر میں ہو۔ جیسے کہ نوحہ گری اور سینہ کوبی، زنجیر زنی وغیرہ یا ان کے ساتھ تشبہ کا قصد کیا جائے۔ الحمد للہ! یہاں دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں پائی جاتی۔ ”علیہ السلام“ کہنا نہ مذموم ہے اور نہ کہنے والا تشبہ کا قصد کرتا ہے لہذا علت منع نہ پائی گئی جب علت ہی نہیں تو حکم کراہت و منع کا مدار کس چیز پر ہوگا؟

غزالی زماں رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مانعین حضرت اسی تشبہ کی وجہ سے عشرہ محرم میں ذکر شہادت امام حسن و حسین علیہما السلام کے لیے ایصال ثواب وغیرہ امور مستحسنہ کو بھی ناجائز و ممنوع قرار دیں۔ اس لیے کہ یہ سب کام بقول مانعین روافض کا شعار ہیں اور ان کا تشبہ ممنوع ہے۔ فرماتے ہیں۔ حسنین علیہما السلام کے نام کے ساتھ لفظ امام لکھنے کو بھی ناجائز کہیں کیونکہ روافض کے مذہب میں امامت کا عقیدہ بھی ضروریات دین سے ہے جب کہ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہے۔

امام بریلوی

الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے بالاستقلال سلام بھیجا ہے

نمونے کے طور پر صرف شعر ہدیہ ناظرین ہیں۔

اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ ﷺ!	حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہرنے	اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ	جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
حسن مجتبیٰ، سید الاخیاء	راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

اس شہید کربلا، شاہ گلگوں قبا
 بنت صدیق آرام جان نبی ﷺ
 سافعی، مالک، احمد امام حنین
 جس کی منبر ہوئی گردن اولیاء
 شاہ برکات و برکات پیشینیاں
 بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
 بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام
 اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام
 چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام
 اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
 نو بہار طریقت پہ لاکھوں سلام
 تاابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

میرے استاد، ماں باپ، بھائی بہن

اہل ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام

اس مقام پر یہ کہنا انتہائی مضحکہ خیز ہوگا کہ یہ سلام بالتبع ہے بالاستقلال نہیں۔ کیونکہ
 بالتبع سلام وہ ہوتا ہے جو تابعین کے لیے مستقلاً نہ لایا جائے بلکہ مسلم علیہ متبوع پر تابعین کا
 عطف کر دیا جائے۔ جیسے ”سلام اللہ علی نبینا و آلہ اجمعین“ کہ یہاں حضور صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی آل پر بالتبع سلام ہے۔

علامہ کاظمی قدس سرہ العزیز حرف آخر کے عنوان کے تحت ارقام فرماتے ہیں کہ اہل
 بیت رسول۔ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ”علیہ السلام“ کو خلاف اولیٰ قرار دینے
 والے حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ اگر آپ حضرات بعض علماء کے قول پر
 اعتماد کرنے کی وجہ سے اہل بیت اطہار کے لیے مستقلاً ”علیہ السلام“ کہہ کر خلاف اولیٰ کا
 ارتکاب اپنی پرہیزگاری اور پاک دامنی کے منافی سمجھتے ہیں۔ تو ازراہ کرم غیر صحابہ علیہم
 الرضوان کے لیے ”رضی اللہ عنہ“ کہہ کر بھی ترک مستحب کے دھبہ سے اپنے دامن اتقاء کو
 داغدار نہ کیجئے۔ ماخوذ از رسالہ (اہل بیت اطہار پر مستقلاً سلام کا جواز) از امام ابلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز۔

غزالی زماں کے تحقیقی مقالہ سے چیدہ چیدہ الفاظ و بیان اور تحریر کا کچھ حصہ پیش کیا۔
اب اپنی طرف سے مزید دلائل و حوالہ جات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

راقم الحروف اس مقام پر غیروں کی بد عقیدگی کو صرف نظر کرتے ہوئے اپنی جماعت کے بگڑے ہوئے چند نام نہاد علماء کو دلائل کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کروں گا جنہوں نے اس مسئلہ پر اودھم مچا رکھا ہے۔ شاید طاغوت نے ان کے کانوں میں پھونک دیا ہے کہ اہل بیت رسول پر تنقید کرنے سے سستی شہرت ملتی ہے اور مال ہاتھ لگتا ہے۔ مال کے پجاریوں کی یہ بات اور سوچ کسی حد تک ٹھیک بھی ہے کہ ماضی میں ایسا ہوتا رہا ہے۔ یزیدی اور مروانی دور میں علی پر سب کرنے والے علماء کو مال و متاع سے نوازا جاتا رہا ہے۔ ان عقل کے اندھوں کو یہ تک نہیں معلوم کہ ایسا کرنے والوں اور کروانے والوں کی پیچھے سے ڈور کون ہلا رہا ہے اور اس کا سیاسی پس منظر کیا ہے اور ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ان کے رویہ سے کتنے لوگ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے متعلق تزلزل کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ ایک خفیہ اور نہایت خطرناک سازش کے تحت کتب احادیث اور محدثین پر سے اعتماد و یقین کی خوشبو کو بساند میں تبدیل کرنے کی ناکام کوششیں جاری ہیں۔ اس پر کئی کتابیں لکھی گئیں بالخصوص اہل بیت کی شان و عظمت میں وارد احادیث پر نکتہ چینی تو آج کل رواج بن گیا ہے۔ خارجیوں نے بخاری شریف کی ایک روایت کو لے کر آخری حد تک شور مچا رکھا ہے۔ حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف زبان دراز کرتے ہیں۔

و کان ابن سیرین یری عامۃ ما یروی عن علی الکذب ۔

اور ابن سیرین کی رائے یہ ہے کہ عام طور پر جو روایات علی علیہ السلام سے

مروی ہیں وہ اکثر جھوٹی ہیں۔

(بخاری ج اول ص ۵۲۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔ بخاری شریف ص ۶۷۷ حدیث نمبر ۳۷۰۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اس روایت پر صرف اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد وہ روایات ہیں جو شیخین کے بارے میں روافض کی طرف سے بیان کی جاتی ہیں چونکہ خوارج و نواصب مولانا علی کے دشمن ہیں اس لیے وہ ایسے امور پر شوز مچاتے رہتے ہیں۔ بات دور نکل گئی، بات ہو رہی تھی اہل بیت اطہار پر بالاستقلال سلام پیش کرنے کی۔ کچھ نادان دوست اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں کہ اہل بیت پر ”علیہ السلام“ کا لفظ بولا جائے۔ ان کو اس لفظ کی بہت تکلیف ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ”رضی اللہ عنہ“ بھی جائز ہے اور ”علیہ السلام“ بھی جائز ہے مگر وہ نہیں۔ اب آئیے دلائل کی طرف۔ پہلے اللہ کریم کا قرآن مجید۔

تفسیر ابن عباس

اہل بیت کی شان میں آیت نمبر ۵ کی طرف آتے ہیں اور اس پر مزید کتب تفسیر کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

سَلَامٌ عَلٰی آلِ یَاسِیْنَ ۔

”سلام ہو الیاسین پر۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مندرجہ بالا آیت کے تحت لکھا ہے۔

(عَلٰی آلِ یَاسِیْنَ)

عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ ۔

(اس آیت سے مراد) علی آل یاسین، آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۴۷۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت سن اشاعت ۲۰۰۸ء)

تفسیر قرطبی

جناب ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہیں۔

سَلَامٌ عَلٰی آلِ يَاسِيْنَ — اَيُّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ .

”سلام ہو آلِ یاسین پر یعنی آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔“

مولا علی سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَسْمَانِىْ فِى الْقُرْآنِ سَبْعَةَ اَسْمَاءٍ مُحَمَّدٍ وَّ اَحْمَدُ
وَ طِهْ وَّ يَسَّ وَّ الْمُرْقَلُ وَّ الْمُدَّثِرُ وَّ عَبْدُ اللّٰهِ .

”بے شک اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن مجید میں مجھے سات ناموں سے پکارا ہے محمد، احمد، طہ، یس، منزل، مدثر، عبد اللہ۔“

(تفسیر قرطبی ج ۱۵ ص ۴، ۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

تفسیر طبرانی

امام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۶۰ھ ارقام فرماتے ہیں۔

سَلَامٌ عَلٰی آلِ يَاسِيْنَ .

”سلام ہو الیاسین پر۔“

اَيُّ سَلَامٌ عَلٰی اَهْلِ كَلَامِ اللّٰهِ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ .

”یعنی سلام ہو اہل کلام اللہ پر اور آلِ محمد پر۔“

(تفسیر الکبیر امام الطبرانی ج ۳۲۱۵ مطبوعہ دارالکتب الثقافی اردن سن اشاعت ۲۰۰۸ء)

حضرت امام مفتی سید شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۷۰ھ رقم

طراز ہیں:

يَاسِيْنَ فِيهَا اسْمٌ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ يَاسِيْنَ آلِهِ
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ .

ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

إِنَّهُ قَالَ فِي (سَلَامٌ عَلَى آلِ يَاسِيْنَ) نَحْنُ آلِ مُحَمَّدٍ، آلِ

يَاسِيْنَ . (روح المعانی ج ۱۲ پارہ ۲۳ ص ۱۳۲ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

قاضی بغداد علامہ سید محمود آلوسی قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے آلِ یاسین، آلِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ امام آلوسی کی ایک عبارت پر چیخنے والے مطالعہ کی عادت

ڈالیں۔ امام آلوسی کی عقیدتوں سے وہ لوگ کیا سمجھیں جو خرافات کی دنیا کے ساکنان ہیں۔

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا ہے۔

حرام زادہ بد فعل و شوم و بے بنیاد

برمدح شاہ جہاں کے کجا کند اقرار

متابقت بمنافق چومی کنی بگذر

زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار

”بدکار، منحوس اور حرامی، بد ذات کب اور کہاں جہاں کے بادشاہ (علی) کی

تعریف کا اقرار کرتا ہے؟ اگر تو منافق کی پیروی کرتا ہے تو اسے چھوڑ دے

اس کا نام فضول لینے سے ہزار بار توبہ۔“

(دیوان حافظ مترجم ص ۳۶۱ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی)

تفسیر روح البیان

اہم اسمعیل حتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لفظ "یا سمین" سے متعلق خامہ فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ مَعْنَاهُ يَا مُحَمَّدٍ دَلِيلُهُ قَوْلُهُ بَعْدَ إِنَّكَ لِمِنَ
الْمُرْسَلِينَ وَفِي الْحَدِيثِ، إِنَّ اللَّهَ سَمَانِي بِسَبْعَةِ أَسْمَاءٍ مُحَمَّدٍ
وَإِحْمَدَ وَطَهَ وَيَسَ وَالْمُرْقَلُ وَالْمُدَثِّرُ وَعَبْدَ اللَّهِ . وَيُرِيدُ أَنَّهُ
يُقَالُ لِأَهْلِ الْبَيْتِ آلِ يَسَ كُنَّا قِيلَ .

سَلَامٌ عَلَى آلِ طَهَ وَيَسَ

وَسَلَامٌ عَلَى آلِ خَيْرِ النَّبِيِّينَ

ابن حنفیہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جیسا کہ اس کا ترجمہ ہے إِنَّكَ لِمِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ اس کا مؤید یعنی تائید کرنے والا ہے۔
(حدیث میں ہے) اللہ تعالیٰ نے "قرآن میں" میرے سات نام رکھے ہیں۔ محمد، احمد،
طہ، یس، مزل، مدثر، عبد اللہ۔ اس کی تفسیر میں "تائیدیوں" بھی ہے کہ اہل بیت و آل یس
سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک شعر میں ہے:

سَلَامٌ عَلَى آلِ طَهَ وَيَسَ وَسَلَامٌ عَلَى آلِ خَيْرِ النَّبِيِّينَ

"سلا م ہو آل طہ و یس پر اور خیر الانبیاء کی آل پر۔"

لِلَّهِ دَرَكَمٌ يَا آلِ يَاسِينَا .

"تم پر اللہ کا انعام ہو اے آل یاسین۔"

(تفسیر روح البیان ج ۱، ص ۳۶۶ مشہور دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

تفسیر خازن

حضرت علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی الشیبی بالخان متوفی ۵۷۲ھ

اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ يَاسِيْنَ . قُرِئَ اٰلِ يَاسِيْنَ بِالْقَطْعِ قَبْلَ اَرَادَ اٰلِ مُحَمَّدٍ .

سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ يَاسِيْنَ . اس کی ایک قرأت آلِ یاسین (ہمزہ) کو گرانے کے

ساتھ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے اس سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

(تفسیر الخازن ج ۴، ص ۲۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت اشاعت ۲۰۰۲ء)

تفسیر ابن جریر

امام کبیر، محدث شہیر حضرت ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۰ھ اسی

آیت کے ضمن میں ارقام فرماتے ہیں۔

سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ يَاسِيْنَ . بِمَعْنٰی . سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ .

”سلام ہو الیاسین پر یعنی سلام ہو آلِ محمد پر۔“

جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر ابن جریر طبری) ج ۲۳ ص ۶۱ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، لبنان (عباس احمد باز مکہ ٹرمہ)

تفسیر درمنثور

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ اپنی تفسیر ”الدر المنثور فی

تفسیر الماثور“ میں رقم طراز ہیں کہ امام ابن ابی حاتم، امام طبرانی، امام ابن مردویہ رحمہم

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس

قول کے بارے میں فرماتے ہیں۔

سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ يَاسِيْنَ . نَحْنُ اٰلِ مُحَمَّدٍ (اٰلِ يَاسِيْنَ)

”سلام ہو الیاسین پر۔ ہم آلِ محمد ہی آلِ یاسین ہیں“

(ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے الیاسین کو آلِ محمد قرار دیا)

(تفسیر درمنثور ج ۵، ص ۵۳۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

تفسیر ابن کثیر

جناب حافظ ابوالشہداء عماد الدین اسمعیل بن کثیر القرظی دمشقی اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت رقم طراز ہیں۔

(سَلَامٌ عَلٰی اِلٰی یَاسِیْنَ) یَعْنِیْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ .

”سَلَامٌ عَلٰی اِلٰی یَاسِیْنَ پر یعنی اس سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔“
(تفسیر ابن کثیر ج ۳، ص ۲۰ مطبوعہ مجدائی اردو بازار لاہور ۱۹۸۲ء)

تفسیر فتح البیان

مسئلہ اہل حدیث وغیر مقلدین کے امام و پیشوا جناب ابوالطیب علامہ صدیق بن حسن بن علی حسینی، قنوبی، بخاری المعروف نواب صدیق الحسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ اپنی تفسیر فتح البیان فی معاصد القرآن میں رقم طراز ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ ”یس“ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (سورہ انفاس کی آیت ۱۳۰)

سَلَامٌ عَلٰی اِلٰی یَاسِیْنَ . اٰی اِلِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ)

”سَلَامٌ عَلٰی اِلٰی یَاسِیْنَ پر یعنی آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر یہاں پر بطور
دلیل کسی شاعر کا شعر لکھتے ہیں، فرماتے ہیں۔

و منه قول الشاعر

يَا نَفْسُ لَا تَمَحْضِيْ بِالنُّصْحِ جَاهِدَةً
عَلَى الْكُوْدَةِ إِلَّا آلِ يَاسِیْنَا

”اے نفس! تو کسی سے محبت کرنے پر خالص خیر خواہی و نصیحت کی جدوجہد نہ کر، اگر (خیر خواہی کی کوشش کرنی ہے) تو آلِ یاسین سے کر۔“

(فتح البیان ج ۵، ص ۲۲۸ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت سن اشاعت ۲۰۰۸ء) (فتح البیان ایضاً)

نواب صاحب کلبی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

الْمُرَادُ بِآلِ يَاسِينَ، آلِ مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ .

”آلِ یاسین سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔“

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَحْنُ آلِ مُحَمَّدٍ آلِ يَاسِينَ .

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، ہم آلِ محمد، آلِ یاسین ہیں۔“

(فتح البیان ج ۵، ص ۲۹۷ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت اشاعت ۲۰۰۸ء)

تفسیر تبیان القرآن

شیخ الحدیث مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی اپنی تفسیر تبیان القرآن میں ارقام فرماتے ہیں کہ اس آیت میں یاسین سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم ہے اور آلِ یاسین سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل ہے۔ امام ابن ابی حاتم، امام ابن مردویہ اور امام طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ”سَلَامٌ عَلَى الْيَاسِينَ“ کی تفسیر میں کہا ہے۔ ہم آلِ محمد، آلِ یاسین ہیں۔

(تفسیر تبیان القرآن ج ۹، ص ۹۵۳ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور اشاعت ۲۰۰۶ء)

تفسیر رفاعی

حضرت علامہ پیر سید محمد رفاعی عرب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں

”سَلَامٌ عَلٰی الْيَاسِيْنَ“ سلام ہو الیاسین پر — کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے ”آلِ يَاسِيْنَ“ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور یاسین آنحضرت صلعم کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

(تفسیر رفاعی حاشیہ ص ۷۵۵ مطبوعہ دینی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

کیوں جناب خوردہ شید! کوئی بات عقل نارسا میں جگہ پاسکی یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر سلام بھیجا ہے۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔ آپ نے ایک دن چیختے ہوئے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے۔ مخلوق میں سے کسی نے نہیں بھیجا اور ساری امت ایک طرف ہے اور اکیلے علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف ہیں۔ آپ اپنی اس چنگھاڑ کا جواب دیکھیں گے تو مبہوت ہو جائیں گے اور اپنی آنے والی نسلوں کو سبق دے جائیں گے کہ کسی فقیر قمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی علیہ السلام سے نہ الجھنا۔

بہر حال حضرت! آپ سے نہ کوئی گلہ ہے، نہ کوئی شکوہ ہے، نہ کوئی شکایت، وہ اس

لیے کہ

آگ سے خیمہ زینب کو جلانا یاد ہے

ابن اشعت یاد ہے، شمر زمانہ یاد ہے

یاد ہیں مجھ کو سکینہ طاہرہ کی بالیاں

گردن اصغر علیہ السلام پہ حمرل کا نشانہ یاد ہے

گزشتہ دنوں ایک مولوی نما جانور کے بھدے انداز گفتگو کو دیکھتے ہوئے کچھ کہنے کو

جی چاہا جو اشعار کی صورت اختیار کر گیا۔ چلو! یہ اشعار ان حضرت کی نذر کرتے ہیں۔ میرا

روئے سخن جن کی طرف ہے۔

گستاخ، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کا، حیدر علیہ السلام کی ولایت کیا

جانے

دنیا کا گدا، درود کا گدا، زہرا نبیہ السلام کی سخاوت کیا جانے
بے اصل بھی ہے، اور سنگ دل بھی، جو آلِ نبی کا دشمن ہے
وہ راز عقیدت کیا سمجھے، وہ رنگِ مؤدّت کیا جانے
استاد کا جانی دشمن ہے، باغی بھی ہے اپنے مرشد کا
وہ اصل حقیقت، رسمِ وفا مردودِ طریقت کیا جانے
رہتا ہے جو ریگستانوں میں، کھاتا ہے تھیڑے صرصر کے
وہ باغ میں نغمے بلبل کے، وہ خضر کی خضر ت کیا جانے

آیت نمبر ۶- سلام ہو ہدایت پیروی کرنے والے پر

ارشاد خداوندی ہے:

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ .

”سلام ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔“ (پارہ ۱۶ سورہ طہ آیت نمبر ۴۷)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں انبیاء

کی تخصیص نہیں ہے۔ (فتویٰ عزیزی ص ۲۶۱)

۱- تفسیر مظہری

برصغیر کے مشہور مفسر علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کو جملہ

معرضہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

أَيُّ سَلَامِي وَ سَلَامِ الْمَلَائِكَةِ وَ خَزَنَةِ الْجَنَّةِ عَلَى الْمُهْتَدِينَ أَوْ

السَّلَامَةُ فِي الدَّارَيْنِ لَهُمْ مِنَ النَّقْمَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْعَذَابِ فِي

الْآخِرَةَ .

یعنی (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) سلام ہو میرا اور فرشتوں کا اور ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے لیے جنت کے خزانے ہیں۔ اس کو دونوں جہاں میں سلام ہے۔ اس کے لیے دنیا میں پکڑ اور آخرت میں عذاب فرمانے سے سلامتی ہے۔

آیت نمبر ۷۔ اللہ پاک کا فرمان ہے

تَنْزَلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ . سَلَامٌ هِيَ
حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ .

ترجمہ: (لیلتہ القدر) میں اترتے ہیں فرشتے اور روح القدس (جبریل) اپنے رب کے حکم سے ہر حکم بجالانے وہ سلامتی ہے اور وہ طلوع فجر تک ہوتی ہے۔ (پارہ ۳۰ سورہ قدر آیت نمبر ۴، ۵)

۲۔ تفسیر طبرانی

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۰ھ اسی آیت کے ضمن میں ارشاد کناں ہیں۔

(مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ) مَعْنَاهُ . مِنْ كُلِّ مَلَكٍ سَلَامٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَقِيلَ عَلَى هَذَا الْقِرَاءَةِ أَيضًا أَنَّ (مِنْ) بِمَعْنَى
(عَلَى) تَقْدِيرُهُ عَلَى كُلِّ أَمْرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ سَلَامٌ مِنَ
الْمَلَائِكَةِ .

۱۔ کیا فرماتے ہیں حضرت خوردہ شید کہ اہل بیت رسول اور آئمہ اہل بیت ہدایت کی پیروی کرنے والے ہیں یا نہیں۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو ان پر سلام بھیجنا مکروہ کیوں ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ایقان کی دنیا اجز گئی ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۶ ص ۷۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قرأت میں) (مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ) اس کا معنی ہے مومنین پر ہر فرشتے کا اس رات (شب قدر) میں سلام ہے اور یہ بھی کہ اس قرأت پر بلاشبہ لفظ ”من“ لفظ ”علی“ کے معنی میں ہے۔ اس صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ مسلمانوں میں سے ہر مرد پر ہر عورت پر فرشتوں کی طرف سے سلام ہو۔

(تفسیر طبرانی ج ۷، ص ۵۳۵ مطبوعہ دارالکتب الشافی اردن)

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کا مختصر مفہوم یہ بنتا ہے کہ شب قدر میں جبریل علیہ السلام سمیت تمام فرشتے طلوع فجر تک تمام ایمان والوں پر سلام کہتے ہیں سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ ہر مومن پر سلام ہے اہل بیت پر کیوں نہیں؟

۳۔ تفسیر ابن عباس

اسی آیت کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

يَسْلِمُونَ عَلَىٰ أَهْلِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةُ .

”فرشتے“ شب قدر میں امت رسول میں سے روزے داروں اور نمازیوں پر سلام بھیجتے ہیں۔

(تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۶۵۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت سن اشاعت ۲۰۰۸ء)

میں پوچھتا ہوں، خوردہ شید کے تمام چھچھوروں سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں میں سے کوئی بھی صوم و صلوٰۃ کا پابند نہیں تھا؟ یقیناً سب کے سب پابندے صوم و صلوٰۃ تھے، تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے تو پھر ان پر سلام بھیجنا مکروہ کیوں؟ ہم تو صرف شعر کی زبان میں منکرین سلام اہل بیت کو یہی مشورہ دیں گے کہ

حق کے کلام پاک کی ترمیم چھوڑ دو
 اب تو نبی ﷺ کے دین کی تقسیم چھوڑ دو
 جھکتے ہو خود تو ہر بت ظلم کے سامنے
 کہتے ہو اہل بیت کی تعظیم چھوڑ دو
 قرآن و حدیث کی رو سے یہ امر آشکار ہے کہ
 رکھتا ہے دل میں بغض جو آل رسول سے
 ایسے فقیہ شہر کی تکریم چھوڑ دو
 جو شہر و باب علم سے رکھتی ہے دور دور
 اس درسگاہ کفر کی تعلیم چھوڑ دو

(خضر)

۴۔ تفسیر فتح البیان

غیر مقلدوں کے امام و پیشوا علامہ سید صدق الحسن قنوجی بھوپالی (نواب آف
 بھوپال) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ امام شعبی فرماتے ہیں۔ لیلۃ القدر میں مغرب سے لے
 کر طلوع فجر تک فرشتے اہل مسجد (یعنی مسجد میں عبادت کرنے والوں) پر سلام بھیجتے ہیں اور
 ہر مسلمان پر گزرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمُؤْمِنِ .

”اے مومن! تجھ پر سلام ہے۔“

(تفسیر فتح البیان ج ۷، ص ۴۴۳ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۲۰۰۸ء)

فرشتے ہر مومن پر سلام بھیجتے ہیں جس مولوی کی طرف میرا روئے سخن ہے وہ کہتا ہے

يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ (مؤمنوں کے سردار) پر سلام نہ بھیجو!۔ مسلمانو! یاد رہے کہ یہی وہ نوائے ناخوش گوار ہے جس کو منافقت کی آواز کہتے ہیں۔

۵۔ تفسیر نسفی

امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ وہ رات (لیلة القدر) سلامتی کی رات ہے۔ اس لیے کہ (وہ تمام فرشتے) کثرت سے مسلمانوں کو سلام کرتے ہیں اور یہ بھی کہ۔

لَا يَلْقَوْنَ مُؤْمِنًا وَلَا مُؤْمِنَةً إِلَّا سَلَّمُوا عَلَيْهِ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ .

اس رات میں ”فرشتے“ جس مومن مرد اور مومنہ عورت سے ملتے ہیں تو اس

کو سلام کرتے ہیں (اور یہ سلسلہ سلام فجر تک جاری رہتا ہے)

(تفسیر مدارک التنزیل ج ۳، ص ۱۲ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت)

۶۔ تفسیر صفوة التفاسیر

علامہ محمد علی صابونی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

أَيُّ هِيَ سَلَامٌ مِنْ أَوَّلِ يَوْمِهَا إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ تُسَلِّمُ فِيهَا

الْمَلَائِكَةُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ .

یعنی یہ سلام رات کے اول ”حصہ“ سے طلوع فجر تک ہے کہ ”فرشتے“ اس

رات کے اندر تمام مؤمنوں پر سلام کرتے ہیں۔

(صفوة التفاسیر ج ۳، ص ۵۸۵ مطبوعہ دارالقرآن الکریم بیروت)

۷۔ تفسیر روح البیان

حضرت امام اسمعیل حقی بن مصطفیٰ حنفی (متوفی ۱۱۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح

البيان میں ارقام فرماتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مِنْ غُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ
سَلَامٌ، أَيْ يُسَلِّمُ فِيهَا الْمَلَائِكَةُ عَلَى الْمُطِيعِينَ إِلَى طُلُوعِ
الْفَجْرِ ثُمَّ يَصْعَدُونَ إِلَى السَّمَاءِ .

اور بعض ”مفسرین“ فرماتے ہیں کہ قدر والی رات سورج غروب ہونے
سے فجر کے طلوع ہونے تک (اہل ایمان پر) سلام ہے۔ فرشتے اس رات
اطاعت و فرماں برداری کرنے والوں پر طلوع فجر تک سلام بھیجتے ہیں۔ پھر
آسمان کی طرف بلند ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ج ۱۰، ص ۳۹۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۸- روح البیان ایضاً

نیز فرماتے ہیں۔

يَنْزِلُ جِبْرَائِيلُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي كَبْكَبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَيْ جَمَاعَةٍ
مُتَضَامَةٍ يُصَلُّونَ وَ يُسَلِّمُونَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ بِذِكْرِ
اللَّهِ .

حضرت جبریل علیہ السلام شب قدر کو فرشتوں کی جماعت کے جلو میں
تشریف لاتے ہیں یعنی ایسی جماعت جو ہر بندے پر جو کہ کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر
اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو ”فرشتے اس پر“ صلوة و سلام بھیجتے ہیں۔

(روح البیان ایضاً)

۹- تفسیر درمنثور

امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر ”الدر المنثور“ میں اسی آیت کے ضمن میں فرماتے

ہیں کہ سورج کے غروب ہونے کے وقت سے لے کر فجر کے طلوع ہونے تک فرشتے اترتے رہتے ہیں اور وہ ہر مومن کے پاس سے گزرتے ہیں اور کہتے ہیں۔
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُؤْمِنُ -

اے بندہ مومن! تجھ پر سلام ہو۔ (الدر المنثور ج ۶، ص ۶۳۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

۱۰۔ تفسیر کبیر امام رازی

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں ارقام فرماتے ہیں۔ بے شک لیلۃ القدر صبح ہونے تک سلامتی والی ہے۔

أَيُّ تَسْلِيمِ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الْمُطِيعِينَ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْمَلَائِكَةَ
يَنْزِلُونَ فَوْجًا فَوْجًا مِنْ ابْتِدَاءِ اللَّيْلِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ -

یعنی فرشتے اطاعت کرنے والوں پر سلام بھیجتے ہیں اور یہ اس طرح ہے کہ فرشتے فوج در فوج رات کے ابتدائی وقت سے لے کر صبح طلوع ہونے تک نازل ہوتے رہتے ہیں۔

(تفسیر کبیر امام رازی ج ۳۲، ص ۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث)

۱۱۔ تفسیر بغوی

امام محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۱ھ اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اسی آیت کے تحت حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔

الْمَلَائِكَةُ يَنْزِلُونَ كُلَّمَا لَقُوا مُؤْمِنًا وَ مُؤْمِنَةً مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَطَّلَعَ
الْفَجْرُ -

فرشتے اسی رات (شب قدر) جب اترتے ہیں تو مومن مرد اور مومنہ عورت

سے ملاقات کرتے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی طرف سے سلام بھیجتے ہیں
یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

(معظم التنزیل ج ۴، ص ۵۱۲ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرافیہ ملتان پاکستان)

۱۲۔ تفسیر ابن کثیر

جناب ابوالفداء حافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۷ھ
اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اسی رات (لیلة القدر) میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا
ہے۔ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

قَالَ تَسْلِيْمُ الْمَلَائِكَةِ لَيْلَةَ الْقَدْرِ عَلَى أَهْلِ الْمَسَاجِدِ حَتَّى
يَطْلُعَ الْفَجْرُ .

فرماتے ہیں کہ رات کو فرشتے مسجد والوں پر صبح تک سلام بھیجتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۴، ص ۵۳۱ مطبوعہ امجد اکیڈمی اردو بازار لاہور سن اشاعت ۱۹۸۲ء)

۱۳۔ تفسیر ابی السعود — تفسیر کشاف

علامہ ابوسعود محمد بن عمادی متوفی ۹۵ھ اور علامہ محمود بن عمر زخشری اپنی اپنی تفسیر میں
ارقام کرتے ہیں۔

مَا هِيَ إِلَّا سَلَامَةٌ لِكَثْرَةِ مَا يُسَلِّمُونَ فِيهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ .

فرشتے اس رات میں کثرت کے ساتھ مومنوں پر سلام بھیجتے ہیں۔

— لِكَثْرَةِ مَا يُسَلِّمُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ .

وہ فرشتے کثرت کے ساتھ مومنوں پر سلام بھیجتے ہیں۔

(تفسیر الکشاف ج ۴، ص ۵۹۰ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت سن اشاعت ۲۰۰۶ء)

(تفسیر ابی سعود ج ۹، ص ۱۸۳ مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربیہ بیروت)

۱۵- تفسیر عثمانی

جناب علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت رقم طراز ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ اس رات جبریل علیہ السلام اور فرشتے عابدین وذاکرین پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں (غور فرمائیں کہ فرشتے صلوٰۃ بھی بھیجتے ہیں اور سلام بھی) (تفسیر عثمان (علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی) ص ۱۰۲۹ مطبوعہ تاج کمپنی کراچی)

۱۶- تفسیر رفاعی

حضرت جناب پیر سید محمد رفاعی عرب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سورۃ قدر کے ضمن میں ارقام فرماتے ہیں کہ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا تم جانتے ہو کہ لیلة القدر کا کیا مطلب ہے؟ (علی کریم فرماتے ہیں) میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک آپ نہ بتائیں میں کیوں کر جانوں! آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اس رات میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب مقرر فرما دیا ہے پس منجملہ ان سب باتوں کے تمہاری اور تمہاری اولاد کی ولایت بھی ہے جو قیامت رہنے والی ہے۔

(تفسیر رفاعی (سید محمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ عرب) ص ۲۳۳ مطبوعہ دینی کتب خانہ لاہور)

۱۷- تفسیر صاوی

حضرت علامہ عارف باللہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سورۃ قدر کی آخری آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

سَلَامٌ — بِمَعْنَى — التَّسْلِيمِ — وَالْمَعْنَى أَنَّ

الْمَلَائِكَةُ يُسَلِّمُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ .

سلام بمعنی تسلیم ہے اور تسلیم کا معنی یہ ہے کہ بے شک فرشتے مسلمانوں پر

سلام بھیجتے ہیں۔ (اسد علی الجلائین ج ۲ ص ۲۸۶ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ)

۱۸۔ تفسیر الملتقط

سلسلہ چشتیہ کے مینارہ نور حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ العزیز اپنی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں۔

السَّلَامُ مِنَ اللَّهِ . أَشَارَ لِعِبَادِهِ .

سلام اللہ کی طرف سے ہے اور اس میں اشارہ سلام کرنے اس کے بندوں

کے لیے ہے۔ (تفسیر الملتقط ج ۲ ص ۱۸۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ)

۱۹۔ تفسیر عزیززی

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

بعضے از علماء گفته اند کہ معنی (سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ

الْفَجْرِ) آنست کہ ملائکہ و ارواح در اوقات شب بر جمیع

مؤمنان سلام میگویند و باہل کمال مصافحہ می نمایند .

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ”سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ“ کے معنی یہ

ہیں کہ فرشتے اور روحیں اس رات سب مسلمانوں پر سلام کہتی ہیں اور

صاحبان کمال سے مصافحہ کرتی ہیں۔

فقہ کے پاس کتب تفسیر کافی تعداد میں موجود ہیں لیکن ۱۹ کے عدد پر اس لیے ختم کیا ہے کہ بسم اللہ شریف کے حروف انیس ہیں اور وہ اس لیے کہ ہو سکتا ہے مکررین علیہ السلام بسم اللہ شریف کے نام پر ہی حیات سے کام لیں۔

(تفسیر فتح العزیز ج ۳ ص ۲۶۲، ۲۶۱ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ کوئٹہ پاکستان)

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۵ ص ۶۲۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور سن ۱۳۰۰ھ)

قارئین کرام! کسی بھی یزیدی عالم سے پوچھیے تو وہ ان تمام دلائل کی موجودگی کو نظر انداز کرتے ہوئے یہی کہے گا کہ اہل بیت پر سلام مکروہ ہے۔

تمام تفاسیر میں ایک بات مشترک ہے کہ جبریل علیہ السلام سمیت تمام فرشتے اہل ایمان پر سلام بھیجتے ہیں اور مؤمنوں سے مصافحہ کرتے اور جو لوگ مسجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہوتے ہیں ان پر محبت کے ساتھ سلام بھیجتے ہیں۔

تعجب کی بات جو نیزے کی نوک پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھے اس پر سلام بھیجنا مکروہ کیوں ہے؟

میں سخن نا آشنا قسم کے مولویوں سے پوچھتا ہوں کہ تمہارا یہ دعویٰ کہ اہل بیت اطہار پر بالاستقلال سلام بھیجنے سے متعلق امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیلے ہیں تو میں نے ثابت کر دیا کہ ان کے ساتھ لاتعداد فرشتے بھی شامل ہیں۔ تم علامہ خفاجی کی بات بار بار کرتے ہو۔ خیال رہے کہ میں خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کو کاظمی صاحب کے برابر نہیں سمجھتا اس لیے کہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق قبیلہ خفاجہ سے ہے اور علامہ کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور وہ بنو ہرہاء علیہا السلام کا چاند ہے۔

رہی یہ بات کہ ساری امت ایک طرف اور علامہ کاظمی ایک طرف ہے تو تھوڑی دیر صبر کریں ابھی پتہ چل جائے گا کہ ساری امت ایک طرف ہے اور مولوی تردید عالم ایک طرف ہے۔ ارے ناداں کسی سے پوچھ ہی لیتے کہ شیروں کی کچھاروں میں ہاتھ ڈالنے کا رد عمل کیا ہوتا ہے۔ کہاں آب خضر — کہاں گاگری — کہاں تہذیب — کہاں تکذیب — اس فقیر نے زمانے کے فریب کاروں کو دیکھا ہے اور اہل بیت رسول کے

ناپاک دشمنوں کو سنا ہے۔ سیدنا حسین علیہ السلام کے ذکر کرنے والوں کو منبروں سے اتارا گیا۔ ان کو گالیاں دی گئیں اور پھر ایک ایسا دور بھی گزرا ہے۔ بقول امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جس بچے کا نام علی رکھا جاتا اس بچے کو قتل کر دیا جاتا۔ بعض خطیبوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا کہ انہیں کسی شمر لعین کی روح نے گھٹی (گڑھتی) پلا رکھی ہے۔ ارے صاحب! کیا بتائیں؟ بس اتنا یاد رکھیں کہ۔

سر منبر ہیں ایمانوں کے تاجر
مرے ہمد زمانے کی ہوا دیکھ
یہ کس کا خون ناحق بن گیا ہے
کسی کے ہاتھ کی رنگیں حنا دیکھ
فقیہہ شہر کے دارالاماں سے
یہ کس کا آج بھر لاشہ اٹھا دیکھ
خضر یہ کون ہے؟ آندھی کی صورت
بجھانے آ گیا دل کا دیا دیکھ

آیت نمبر ۸

خالق ارضین و سماوات کا ارشاد گرامی ہے:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا
خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

اور رحمان کے بندے کہ زمین پر انکساری سے آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو (وہ) کہتے ہیں کہ بس ہمارا سلام ہے۔

(پارہ ۱۹۰ سورہ فرقان آیت نمبر ۶۳)

امام احمد نے حضرت نعمان بن مقرن مزنی (رضی اللہ عنہم) سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو گالی دی۔ جس آدمی کو گالی دی گئی وہ کہنے لگا ”عَلَيْكَ السَّلَامُ“ تم پر سلام ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار! ایک فرشتہ تمہارے درمیان موجود ہے جو تیری طرف سے اسے جواب دے رہا ہے، جب بھی یہ تجھے گالی دیتا ہے تو یہ فرشتہ اسے کہتا ہے بلکہ تو ایسا ہے تو اس کا زیادہ مستحق ہے۔

وَإِذَا قُلْتُمْ لَهُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ . قَالَ: لَأَلَّكَ أَنْتَ أَحَقُّ بِهِ .

جب تو اسے جواب میں ”عَلَيْكَ السَّلَامُ“ کہتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے نہیں

کہ تو اس کا زیادہ مستحق ہے۔ (تفسیر درمنثور ج ۵، ص ۱۴۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

قارئین! اگر یہ مسئلہ کسی اور قسم کے مولوی صاحب سے پوچھیں گے تو وہ یہی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، جاہلوں کی واہی قباہی کو نظر انداز کر کے ان پر سلام بھیج کر آگے گزر جاتے ہیں۔ فقیر کو بھی کچھ تجربہ ہے کہ مادرزاد قسم کے جاہلوں سے تکرار و تکلم مستحسن اقدام نہیں کیونکہ یہ خاندان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدائشی دشمن ہوتے ہیں۔

فقیر کہتا ہے کہ جب جاہلوں پر سلام جائز ہے تو علم نبوت کے شہر کے دروازہ — مولائے مومناں علی علیہ السلام — پر سلام مکروہ کیوں ہے؟ گو یہ سلام — سلام متارکت ہے۔ یعنی جاہلوں کے ساتھ جھگڑا وغیرہ کرنے سے اعراض کرنا لیکن یہاں بات ہو رہی ہے غیر انبیاء پر سلام کے جواز کی اور اس متعلق قرآن کی آیت کو بطور ثبوت پیش کیا ہے کہ اگر کسی دین دار نما بے دین کی گالیاں سن کر سلام کہہ کر دامن چھڑانا قرآن میں ہے تو اہل بیت اطہار کا دامن تھامنے کے لیے سلام کہنا ناجائز کیوں ہے؟ ارے صاحب! یاد رکھیں، یہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل و عزت اور آپ کے گھر والوں سے دشمنی رکھ کر دنیا کمار ہے ہیں۔ یہ پتہ ہے کیا چاہتے ہیں؟

یہ کیوں؟ شور و غوغا کیے جا رہے ہیں یہ کیا؟ مجھ سے زاع و زعن چاہتے ہیں

مہا دین نشانات، دین متیں کے یہی بے ادب، بدچلن چاہتے ہیں
 عقیدت کے کھشن کو تاراج کر دیں یہی دین کے راہزن چاہتے ہیں
 نسیاء بیچ کر چہرہ دین حق کی اندھیروں سے، احمق ٹمن چاہتے ہیں
 یہ جھکتے ہیں اہنام دنیا کے آگے تو ہم الفت بیچ تن چاہتے ہیں

خضر جیسے منگتے ہیں لاکھوں جہاں میں
 جو خیرات خیر شکن علیہ السلام چاہتے ہیں

آیت نمبر ۹ — عملوت

رب عالم بطل جلالہ کا ارشاد اقدس ہے۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا
 إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ
 وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشارت دیں ان صبر کرنے والوں کو کہ
 جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے، تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اللہ
 کن صرف لوٹ جاتا ہے۔ اور یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے
 درود ہیں اور رحمت اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

(پروہ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۵۶-۱۵۷)

اب کیا بننے کا حضرت خلیب صاحب؟ فرمان خداوندی ہے کہ صبر کرنے والوں پر
 نصوت یعنی درود ہیں۔ جو مصائب و آزم میں صبر کرتے ہیں۔ ان پر درود ہیں۔ اور رحمتیں
 ہیں۔ متدعون نے فرمایا یہ دو لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

مولوی صاحب! جس ہستی کے سرانور کونوک نیزہ پر اچھالا گیا، جن کی نورانی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے، جن مخدات حرم کے خیمے جلائے گئے، ایک ننھی سی بچی کی بالیاں نوچی گئیں، چھ ماہ کے ایک معصوم کے گلے پر تیر چلائے گئے، اور انہوں نے کربلا کے ریکزاروں پر صبر کے آسمان تعمیر کیے۔ ان پر سلام جائز کیوں نہیں؟ آپ کو اس امر میں تکلیف کیوں ہے؟

آیت نمبر ۱۰

خدائے لایزل جل جلالہ کا قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے: اگر اللہ کریم کے اس ارشاد کی سمجھ آ جائے تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں پر سلام بھیجتے رہنا، اور اہل بیت اطہار میں کسی ہستی کا نام زبان پر جائے ”علیہ السلام“ ضرور کہنا۔ اس لیے یہ ہستیاں جنت کی وارث ہیں۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں وہ گروہ درگروہ جنت کی طرف بھیجے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہاں وارد ہوں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے دروغہ کہیں گے۔ سلام ہو تم پر۔ تم پاکیزہ رہے اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔

(پارہ ۲۳ سورہ زمر آیت نمبر ۷۳)

مولائے مومناں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا اسی آیت کے تحت فرمان ہے جسے حضر

قاضی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ متقی لوگوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ جب وہ جنت کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کے پاس ایک درخت پائیں گے۔ اس کے تنے کے نیچے سے دو چشمے جاری ہوں گے۔ پس بندہ مومن ان میں سے ایک میں غسل کرے گا تو اس کا ظاہر پاک و صاف ہو جائے گا۔

وَيَشْرَبُ مِنَ الْأُخْرَىٰ فَيُطَهِّرُ بَاطِنَهُ

اور دوسرے چشمے سے پیئے گا تو اس کے سبب اس کا باطن پاک و صاف ہو جائے گا۔

وَتَلَقَّتُهُ الْمَلَائِكَةُ عَلَىٰ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يَقُولُونَ (سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوا هَا خَالِدِينَ)

اور فرشتے جنت کے دروازوں پر ان سے ملاقات کریں گے اور کہہ کر ان کا استقبال کریں گے۔ تم پر سلام ہو۔ تم پاکیزہ رہے اور جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔ (التفسیر المنظری ج ۸، ص ۲۳۷ مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

حضرت سید محمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ تم گناہوں کی پلیدی سے پاک ہو گئے۔ نیز اس کے یہ معنی ہیں کہ تمہاری ولادت پاکیزہ ہے۔ اس لیے کہ جنت میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جن کی ولادت پاکیزہ ہوگی۔

(تفسیر رفاعی ص ۵۶۰ مطبوعہ دینی کتب خانہ اردو بازار لاہور پاکستان)

علامہ سید محمد رفاعی عرب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان و نظریہ اور تفسیر کے مطابق یہ امر واضح ہو گیا کہ کوئی بھی ”پلید عالم“ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ہے کوئی انصاف حامی؟ کائنات ارضی کوئی ہے مودت اہل بیت کا نور اپنے سینے میں بسانے والا؟ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا احترام کرنے والا اور سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کے بچوں کی عقیدت کو اپنے دل میں جگہ دینے والا؟ جو اپنے اپنے علاقے میں رہنے والے ہر ایک مولوی نافر حام و بد انجام کو بتائے کہ جنت کے دروازے پر داروغہ جنت سمیت فرشتے مومنوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔

”يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ“ سرداران جنت پر سلام مکروہ کہتے ہو۔ اگر پھر بھی باز نہ آئیں تو ان علی، حسنین کریمین اور خاتون جنت کے دشمنوں پر لعنت بھیجو اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ جو آئمہ اہل بیت کا منکر ہے وہ کسی مسجد کا امام بننے کے قابل نہیں۔ ان مولویوں کی ہر تان خانہ رسول میں رہنے والوں کی مخالفت پر ٹوٹی ہے۔

مریض عشق کب تک بچ سکے گا ان عطایوں سے
نکل زنبیل سے آتی ہے اک سے اک نئی بوٹی
بیاں آتش فشاں تھا خوب لفظوں میں روانی تھی
عجب انداز کا ظالم ہے، پر ہر بات تھی جھوٹی
لبادہ اوڑھ کر مذہب کی خدمت کا ہوئے وارد
ستمگاروں نے یوں دین نبی ﷺ کی آبرو لوٹی

آیت نمبر ۱۱

ارشاد خداوندی ہے:

وَأَدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۝

اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اور نیک کام کیے وہ باغوں میں داخل کیے

جائیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اپنے رب کے حکم سے۔ اور ان کے ملتے وقت کی تعظیم و تکریم سلام ہو

گا۔ (پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۳)

حضرت ابن جریر و ابن منذر نے حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ نے اسی آیت مبارکہ کے تحت روایت بیان فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔

الْمَلَائِكَةُ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِمْ فِي الْجَنَّةِ .

فرشتے انہیں جنت میں سلام پیش کریں گے۔

(تفسیر درمنثور ج ۴، ص ۱۴۲ مطبوعہ دارالکتب علمیہ بیروت لبنان)

حضرت عارف باللہ ابو محمد صدر الدین روز بھان بن ابی نصر بقلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی

۶۰۶ھ اپنی تفسیر ”عرائس البیان فی حقائق القرآن“ میں ارقام فرماتے ہیں۔

وَلَا هَلِ الطَّاعَاتِ وَالذَّرَجَاتِ تَحِيَّةُ الْمَلَائِكَةِ وَسَلَامُهُمْ .

اہل درجات و اطاعت کے لیے فرشتوں کا سلام و تحیت ہے۔

(تفسیر عرائس البیان ج ۲، ص ۲۶۱ مطبوعہ دارالکتب علمیہ بیروت)

آیت نمبر ۱۲

اللہ رب العزت کا پاک ارشاد ہے۔

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ

عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى

الدَّارِ ۝

اور جو لائق ہوں، ان کے باپ دادا اور ان کی بیویاں اور اولادیں اور فرشتے

ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے ہوئے داخل ہوں گے کہ تم پر سلام ہو۔ جو

تمہارے صبر کا بدلہ ہے اور آخرت کا گھر کتنا اچھا ہے۔

(پارہ ۱۳ سورہ رعد آیت نمبر ۲۳-۲۴)

جناب ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ اہل جنت میں سے قیامت کے دن گھٹیا منزل والا وہ شخص ہوگا جس کا کھوکھلا موتیوں سے بنا ہوا محل ہوگا۔

فِيهَا سَبْعَةُ آلَافٍ غُرْفَةٍ سَبْعُونَ أَلْفَ بَابٍ بَدَخُلُ عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ بِالتَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ .

جس کے سات ہزار بالا خانے ہوں گے۔ ہر بالا خانہ کے ستر ہزار دروازے ہوں گے۔ اس پر ہر دروازے سے ستر ہزار فرشتے تحیہ اور سلام

کے ساتھ داخل ہوں گے۔ (درمنثور ج ۴، ص ۱۰۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ سن اشاعت ۲۰۰۴ء)

امام ابن منذر اور امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ

عندہ سے روایت کیا ہے۔

ان رسول الله صلى الله عليه و اله وسلم . كان يأتي امدًا كل

عام . فاذا تفوه الشعب، سلم على قبور الشهداء، فقال

(سَلِّمْ عَلَيكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ) (۵)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال احد ”پہاڑ“ پر تشریف لے

جاتے۔ جب وادی کے دہانے پر پہنچتے تو شہیدوں کی قبروں پر سلام عطا

فرماتے (اور فرماتے) تم پر سلام ہو، جو تمہارے صبر کا بدلہ ہے آخرت کا گھر

کتنا اچھا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ . يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ عَلَى
رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ . فَيَقُولُ : (سَلِّمْ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ
عُقْبَى الدَّارِ ۝) وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال کی ابتداء میں شہیدوں کی قبروں پر
تشریف لے جاتے اور فرماتے (اے شہیدو!) تم پر سلام ہو، جو تمہارے
صبر کا بدلہ ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر
صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(تفسیر درمنثور ج ۴، ص ۱۰۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اوپر درج تمام آیات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ فرشتے اہل جنت کو
بالاستقلال سلام پیش کرتے ہیں۔ متعدد آیات کے تحت مختلف کتب تفسیر سے دلائل پیش
کیے ہیں اور یہ بھی کہ اہل بیت اطہار پر برائے راست سلام بھیجنا اللہ کریم، رسول معظم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اولیائے عظام کی سنت ہے مکروہ نہیں۔ جن
مولویوں کی رگوں میں صاف خون دوڑ رہا ہے وہ اہل بیت اطہار سے متعلق اس قسم کی بے
باکی کا ارتکاب نہیں کرتے۔ اس قسم کی گستاخانہ روش وہ لوگ اختیار کرتے ہیں بفرمان
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جن کا جنم نہایت بے احتیاط ہو۔

اہل بیت کے گستاخ مولویوں کے قلوب و اذہان اور جبینوں پر سیاہی مائل مردنی ہر
وقت چھائی رہتی ہے۔ ان کی شکل و صورت، وضع قطع پر پرلے درجے کی نحوست و کراہت
ہر وقت، ہر لمحہ بد نما دھبوں کی طرح دکھائی دتی ہے۔ اہل بیت بالخصوص مولائے مومنان علی

شیرِ خدا — خیبر کشاکشِ کرم اللہ وجہہ کے بغض کی بدبو مشامِ جان پر نہایت ناگوار گزرتی ہے۔
 ذکرِ حسین علیہ السلام کے وقت ان حضرات کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ان پر نزع و
 سکرات کا عالم طاری ہو گیا۔ یہ سب کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل بیت کا ذکر اہل ایمان ہی کر
 سکتے ہیں اور سن بھی اہل ایمان ہی سکتے ہیں۔ اور منافقین! ذکرِ علی علیہ السلام کے وقت سکتہ
 میں آجاتے ہیں اور ان لوگوں کو گالیاں بکتے ہیں جو اہل بیت کے اوصافِ حمیدہ بیان کرتا، علم
 کے جہنستان میں آوارگی کرنے والوں کے پاس ایک ہی حربہ ہے کہ جو خاندانِ نبوت کا مدحت
 سرا ہو اس پر شیعہ اور رافعی ہونے کی تہمت لگا دیتے ہیں جس سے بے چارے خطیب خانہ
 رسول میں رہنے والوں کا ذکر چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی بات کرنا چاہتے ہوں تو انداز
 میں نہایت درجے کی معذرت چھپی ہوتی ہے۔ باقی رہے ہم فقیر لوگ! تو یاد رہے ہم فقیر
 ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ولایتِ مولا علی کے ماننے والے ہیں اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا
 آخری حد تک احترام کرتے ہیں لیکن؟؟؟ سے ہرگز خوفزدہ نہیں۔ ہمارا نعرہ ہے۔

سر غرور زمیں پر جھکا کے چھوڑیں گے
 نشانِ ظلم، جہاں سے مٹا کے چھوڑیں گے
 ہم اس لیے ہیں حسینی علم لیے نکلے
 گرے ہوؤں کو بھی آخر اٹھا چھوڑیں گے
 جلاتے دل ہیں سدا جو وفا شعاروں کا
 ہم ان کے قصرِ طرب کو جلا کے چھوڑیں گے
 رقم کریں کے نئی داستاں وفاؤں کی
 خضرِ جفا کی کہانی مٹا کے چھوڑیں گے

کتب احادیث میں — علیہ السلام

علیہ السلام کے عنوان کے ضمن میں — کتب حدیث کے حوالہ جات پیش کرنے سے قبل — مفتی اعظم حضرت استاذ العلماء مفتی غلام رسول نقشبندی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں میں سے کچھ اقتباسات نقل کرنے کے بعد کتب حدیث میں سے — علیہ السلام — کے حوالہ جات پیش کیے جائیں گے۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ (اموی اور عباسی حکومتوں کی) دخل اندازی کی وجہ سے بلکہ ان حکومتوں کے کھلنڈرے عالم ان حکومتوں کی خوشنودی کے لیے آل رسول پر درود پڑھنے سے بھی منع کرتے تھے۔

چنانچہ حاشہ ”نبراس“ میں ہے۔

قال بعض المحققين ترك المحدثين لفظ الال عند الصلوة
على خاتم الارسال بغلبة الاموية و العباسية لانهم يبنعون
عن ذلك بل يسبون وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب
ينقلبون۔

بعض محققین نے کہا ہے کہ محدثین نے لفظ آل ختم المرسلین پر درود بھیجتے وقت بنو امیہ اور بنو عباسیہ کے غلبہ کی وجہ سے ترک کر دیا تھا، کیونکہ بنو امیہ و بنو عباسیہ اس سے منع کرتے تھے اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کون سی جگہ

پر لوٹ کر جاتے ہیں۔ (حاشیہ نمبر اس ص ۱۰- حاشیہ نمبر مطبوعہ مکتبہ رشیدہ سرکی روڈ کوئٹہ)

یعنی بعض محققین نے کہا ہے کہ محدثین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوة بھیجتے ہیں تو صرف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔ جس میں آل کا ذکر نہیں کرتے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جب اموی اور عباسی حکومت کا دور تھا اور ناصبیوں کا زور تھا تو انہوں نے محدثین کو منع کر دیا تھا کہ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوة بھیجیں تو صرف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر صلوة بھیجیں۔ آل کا ذکر نہ کریں بلکہ آل رسول پر سب و شتم کریں۔ یہ غیر اخلاقی حرکت اموی حکومت کے دور اول سے شروع ہوئی تھی، جب حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) (متوفی ۱۰ھ) کا دور حکومت شروع ہوا تو انہوں نے اس قبیح اور گندی حرکت کو بدلا اور حکم دیا کہ خطبہ جمعہ میں جو علی علیہ السلام پر سب و شتم کیا جاتا ہے اس کو بند کیا جائے اور اس کی جگہ یہ آیت پڑھی جائے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا اور رشتے داروں کو دینے کا، اور منع فرمایا ہے بے حیائی اور بری باتوں سے اور سرکشی سے اور تمہیں

نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم اس کو سمجھو۔ (پارہ ۱۴ سورہ نحل آیت نمبر ۹۰)

علامہ عبدالحکیم جندی لکھتے ہیں کہ جس طرح جناب عمر بن عبدالعزیز نے حضرت علی علیہ السلام پر سب و شتم (گالی گلوچ) کو بند کیا اسی طرح آپ نے یہ حکم بھی نافذ کیا کہ آج کے بعد واعظین لوگ جو بنو امیہ کے حکمرانوں پر خطبہ میں حمد و ثناء کرتے ہیں وہ ختم کر دی جائے۔ یہ علماء سو بنو امیہ کے اعلیٰ حکمرانوں کا خطبہ جمعہ میں ذکر کرتے اور ان کی حمد و ثناء

کرتے اور ان پر رحمتیں بھیجتے تھے۔ حافظ ابن کثیر کی تفسیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ علمائے سوان پر صلوة بھیجتے تھے، اور آلِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی کا ذکر تک نہ کرتے بلکہ ان پر سب و شتم کرتے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دونوں باتوں پر پابندی عائد کر دی کہ نہ علی علیہ السلام پر سب و شتم کی جائے اور نہ ہی بنو امیہ کے حکمرانوں کی حمد و ثناء کی جائے اور نہ ہی ان پر صلوة بھیجی جائے بہر صورت اس تحقیق بالا سے ثابت ہوا کہ ناصبیوں نے علی اور آلِ علی پر صلوة پڑھنے سے روکا تھا۔ چونکہ ناصبی لوگ پہلے بھی ہر دور میں رہے اور اب بھی موجود ہیں۔ لہذا یہ جو بغض علی اور آلِ علی سے رکھتے ہیں اس کا مظاہرہ کسی نہ کسی صورت میں کرتے رہتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ صرف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا چاہئے، آل کا ذکر نہ کرنا چاہئے اور کبھی کہتے ہیں آئمہ اہل بیت اطہار کے اسمائے گرامی کے ساتھ مستقل طور پر ”علیہ السلام“ نہ کہنا چاہئے۔ لیکن اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے کہ جب امام حسین اور امام زین العابدین۔ یاد گیر آئمہ اہل بیت کا ذکر کیا جائے تو ان کے ناموں کے ساتھ ”علیہ السلام“ کہنا جائز ہے۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ لفظ سلام غیر انبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں۔ اس کی سند یہ ہے کہ اہلسنت کی کتب قدیمہ حدیث میں علی الخصوص ابوداؤد، صحیح بخاری میں حضرت علی، حضرات حسنین و حضرت فاطمہ اور حضرت خدیجہ و حضرت عباس کے ذکر کے ساتھ لفظ ”علیہ السلام“ کا مذکور ہے۔ البتہ بعض علمائے ماوراء النہر نے شیعہ کی مشابہت

علماء ماوراء النہر کے متعلق شیخ الجامعہ امام رحمۃ اللہ علیہ محمد گھوٹی (متوفی ۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ ماوراء النہر اور کچھ دیگر علاقوں کے علماء احناف خارجی بھی ہیں اور معتزلہ بھی۔ ان کا قول ہمارے لیے حجت نہیں ہو سکتا (یہ بات انہوں نے تحقیق الحق ص ۵ کے حوالے سے لکھی ہے) اسی وجہ سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے علمائے ماوراء النہر کے قول کو حجت نہیں سمجھا اور فرمایا کہ اہل بیت اطہار کے لیے لفظ ”علیہ السلام“ کا استعمال کرنا جائز ہے۔ (از مفتی غلام رسول)

کے لحاظ سے اس کو منع لکھا ہے۔ لیکن فی الواقع مشابہت بدوں کی امر خیر میں منع نہیں۔ اور یہ ثابت ہے کہ پہلی کتاب اصول حنفیہ کی شاشی (اصول شاشی) ہے اس میں نفس خطبہ میں بعد حمد و صلوة کے لکھا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِي حَنِيفَةَ وَاَحْبَابِهِ .

”سلام نازل ہو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے احباب پر“ اور ظاہر ہے کہ مرتبہ حضرات موصوفین کا جن کا نام نامی اوپر مذکور ہوا ہے۔ حضرت امام اعظم کے مرتبہ سے کم نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے نزدیک بھی سلام کا اطلاق ان بزرگوں کی شان میں بہر ہے اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے کہ لفظ ”علیہ السلام“ کا غیر انبیاء کی شان میں کہنا چاہئے۔ یہ حدیث ہے۔

علیہ السلام تحیۃ الموتی

”یعنی اموات کی شان میں ”علیہ السلام“ کہنا ان کے لیے تحفہ ہے“ یعنی بلا تخصیص ہر میت مسلمان کے لیے لفظ سلام تحفہ ہے تو اہل اسلام میں غیر انبیاء کی شان میں علیہ السلام کہنا شرعاً ثابت ہے۔ خلیل الرحمن برہان پوری کا کلام ہے جو کہ صداعق محرقہ میں لکھا ہے یعنی تیسری آیت یہ ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے — سَلَامٌ عَلٰی الْيٰسِیْنَ — تو ایک جماعت مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اس کلام پاک سے مراد یہ ہے کہ سلام ہو آل محمد پر ایسا کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء علیہم السلام کے حق میں سلام فرمایا ہے ان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بطریق اولی سلام ہوا۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”معالم التنزیل“ میں یہ روایت لکھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے

سورہ طہ میں فرمایا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی .

”سلام ہے اس پر جس نے راہِ راست اختیار کی۔“

تو اس میں تخصیص انبیاء کی نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اہل بیت کے آئمہ کے ناموں کے ساتھ ”علیہ السلام“ کہنا جائز ہے اور یہ اہل سنت کا مسلک ہے جو کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۲۶۱ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اصول شاشی کی عبارت

اصول شاشی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ اصول شاشی چھ سو سال سے حنفیوں کے مدرسوں میں آج تک پڑھائی جاتی ہے۔

وَالصَّلٰوةُ عَلٰی النَّبِیِّ وَاَصْحَابِہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِی حَنِیْفَةَ
وَاَحْبَابِہِ .

اور صلوٰۃ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور سلام ہو امام ابوحنیفہ اور ان کے احباب پر۔

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مصنف اصول شاشی (علامہ اسحاق بن ابراہیم نظام الدین شاشی) نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صحابہ پر صلوٰۃ کہا ہے سلام نہیں کہا لیکن زید (مفتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا کسی لم چھڑے مولوی کی طرف اشارہ ہے) اپنے عدم علم کی وجہ سے کہہ رہا ہے کہ یہاں سلام بالتبع ہے کہ پہلے سلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے اور پھر سلام ابوحنیفہ پر ہے۔ گویا کہ زید نے اصول شاشی کو دیکھا تک نہیں ہے۔ اور اصول شاشی کے مصنف نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام نہیں بھیجا بلکہ صلوٰۃ

کتاب امام زین العابدین ص ۳۱۰ تا ۳۱۳ مطبوعہ دارالعلوم قادریہ جیلانیہ و آتھم سٹونڈن برطانیہ (مفتی غلام رحمۃ اللہ علیہ رسول)

(درود شریف) بھیجا ہے نیز یہاں ”وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِي حَنِيفَةَ“ علیحدہ مستقل جملہ ہے۔ یہ لفظ نبی کے تابع نہیں ہے اگر سلام لفظ نبی کے تابع ہو تو مرفوع نہیں ہوگا بلکہ مجرور ہوگا۔ اور معنی بھی غلط ہوگا۔ یہ بات ہر طالب علم مانتا ہے جس نے اصول شاشی پڑھی ہے یاد کیھی ہے کہ یہاں سلام ابوحنیفہ پر مستقل طور پر مصنف پیش کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ پہلی کتاب اصول حنفیہ کی شاشی ہے۔ اس میں نفسی خطبہ میں بعد حمد و صلوة کے لکھا ہے ”وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِي حَنِيفَةَ وَاَحْبَابِهِ“ اب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ان الفاظ سے کہ بعد حمد و صلوة کے لکھا ہے۔ تصریح اور وضاحت کر رہی ہے کہ ”وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِي حَنِيفَةَ وَاَحْبَابِهِ“ مستقل جملہ ہے تابع نہیں۔ اگر تابع ہوتا تو بعد حمد و صلوة کے نہ کہتے۔ نیز شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اصول شاشی کی عبارت کو مستقل سلام کہنے پر بطور استشہاد پیش کر رہے ہیں۔

(کتاب امام زین العابدین ص ۳۱۶-۳۱۷ مطبوعہ دارالعلوم جیلانیہ لندن)

۱۔ پہلے بخاری شریف

صحیح بخاری سے متعلق علماء کا خیال و ارشاد ہے کہ کتب احادیث میں اس کا بہت بڑا

مقام اور پہلا درجہ ہے۔

حدیث شریف

حضرت عمرو سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

سے سنا ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ إِذَا آتَاهُ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ،

قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ فَآتَاهُ أَبِي، فَقَالَ . اللَّهُمَّ صَلِّ

عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى -

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کوئی مال صدقہ (بیت المال میں جمع کرانے کیلئے) لے کر آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے۔ اے اللہ تعالیٰ فلاں کی آل پر صلوة نازل فرما! چنانچہ اسی طرح میرے والد ماجد حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ کریم! آل ابی اوفی پر صلوة نازل فرما۔

(صحیح البخاری ص ۱۱۵۹ کتاب الدعوات مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت حدیث نمبر ۶۳۳۲ سن اشاعت ۲۰۰۹ء)

کیوں مولوی صاحب؟ یہ کیا ہے؟ اس حدیث شریف میں ”صل علی“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اب کیا بنے گا۔ لفظ ”علیہ السلام“ سن کر آپ سیخ پا ہو جاتے یہاں تو بات ہی اور ہے۔ آل ابی اوفی پر ”صلی علی“ بولا گیا ہے۔ آپ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنے سے منع کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کو خاندان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی دشمنی کیوں ہے۔ مولوی صاحب! جن کی رگوں میں حلالی خون دوڑ رہا ہو وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت سے مؤدّت کرتے ہیں۔ دشمنی نہیں کرتے۔ کل قیامت کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ اگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرا نے اپنی اولاد کے دشمنوں کی شفاعت سے انکار کر دیا تو کدھر جاؤ گے! اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔ مال قلیل کی خاطر ایمان کا سودا نہ کرو۔ خاتون قیامت کے در دولت پر اپنا دامن بھیک بچھا دو، جو چاہو گے ملے گا۔ طاغوتیوں کے تلوے چاٹنے کی بجائے خاک در زہراء کو چوم لو۔ بگڑی بن جائے گی (انشاء اللہ!)

۲- جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ

عَلَيْهَا السَّلَامُ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے گھر

تشریف لائے۔ (بخاری شریف ص ۱۱۳۹ حدیث نمبر ۶۲۸۰ مطبوعہ بیروت)

۳- عَنْ عَائِشَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ : أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ عَلَيْهِمَا

السَّلَامُ

حضرت عائشہ علیہا السلام امّ المؤمنین سے روایت ہے کہ فاطمہ اور عباس علیہما

السلام میراث کے مسئلہ سے متعلق جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پاس تشریف لائے (بخاری شریف ص ۱۲۲۲ حدیث نمبر ۶۷۲۵ مطبوعہ ایضاً)

۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا:

خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُونَ ذِرَاعًا .

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا، ان کا قد

مبارک ساٹھ میٹر تھا۔

جب انہیں پیدا کر دیا تو فرمایا کہ جاؤ اور ان فرشتوں کی جماعت پر سلام بھیجو جو بیٹھے

ہوئے ہیں۔ اور غور سے سننا کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری

اولاد کا سلام ہوگا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو کہا: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ" تم

سب پر سلام ہو۔ فرشتوں نے جناب آدم سے کہا: "السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ،

فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ" تم پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اور فرشتوں نے

وَرَحْمَةُ اللَّهِ کا اضافہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت آدم

علیہ السلام کی صورت میں داخل ہوگا۔

فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ .

اور ان کے بعد سے اب تک انسانوں کے قد کاٹھ میں کمی ہوتی آرہی ہے۔

(بخاری شریف ص ۱۱۴۰ حدیث نمبر ۶۲۲۷ مطبوعہ ایضاً)

۵- وَمَنْقِبَةِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(وآلِهِ) وَسَلَّمَ . قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وآلِهِ) وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ

سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ .

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی منقبت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار

ہے۔

۶- حضرت عائشہ ام المومنین سلام اللہ علیہا سے روایت ہے۔

أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ .

سیدہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پاس آدمی بھیجا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح میں ”علیہ السلام“ کا لفظ مل گیا جو آپ نے اہل بیت

کے اسمائے گرامی کے ساتھ لکھا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مولوی صاحبان امام بخاری کو

گالی گلوچ نہیں کریں گے۔ اور نہ ہی بدعتی کا فتویٰ صادر فرمائیں گے اور نہ ہی یہ کہ بخاری

مکروہ کے مرتکب ہوئے ہیں، اور مجھے امید ہے کہ آئیں، بائیں، شائیں سے بھی پرہیز

فرمائیں گے۔

۷۔ مسند ابویعلیٰ موصلی (ابویعلیٰ احمد بن علی موصلی متوفی ۳۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔ اگر اس حدیث شریف کو بغض و تعصب کی عینک اتار کر دیکھا گیا تو مانعین کے دل و دماغ روشن ہو جائیں گے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد کے صحن میں کھڑا تھا تو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجرہ شریف کے دروازے سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ میں کچھ دیر وہاں ٹھہرا رہا۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کچی دیوار کے ”احاطہ“ میں داخل ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نماز میں طویل سجدہ فرمایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تو میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں مجھ پر اس امر کا خوف طاری ہوا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں وصال فرما گئے ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ جَبْرِيلَ بَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ.....
وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيَّ، سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ.....

بے شک جبریل امین علیہ السلام نے مجھے خوشخبری دی کہ جو مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجے گا۔ اور جو مجھ پر سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سلام بھیجے گا۔

(مسند ابی یعلیٰ موصلی ج اول ص ۳۵۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۹۹۸ء)

۸۔ جناب محمد بن جبیر نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مسجد شریف میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے پیچھے پیچھے آتے ہوئے محسوس بھی نہ فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجوروں کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی جس میں سجدہ اتنا طویل فرمایا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصال سے ہمکنار فرما دیا ہے۔ تو میں نے اپنے سر کو اونچا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر انوراٹھایا اور فرمایا: اے عبدالرحمن بن عوف! تجھے کیا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!“ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدے کو طویل فرمایا تو مجھے گمان گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف نظر فرمائی اور فرمایا۔ جب تم میرے پیچھے پیچھے باغ میں داخل ہوئے تو جبریل علیہ السلام مجھ سے ملاقات کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا۔

إِنِّي أَبْشُرُكَ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ: مَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ. وَمَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ.

بے شک میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خوشخبری پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پیش کیا میں اس پر سلام بھیجتا ہوں اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا

میں اس پر درود بھیجتا ہوں۔ (مسند ابی یعلیٰ ج اول ص ۳۵۸ مطبوعہ ایضاً)

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے جو بات ظاہر ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ جبریل علیہ

السلام عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو امتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس امتی پر درود سلام بھیجے گا۔ جب اللہ کریم سرکار علیہ السلام کے عام امتیوں پر سلام بھیجتا ہے۔ اور سلام بھیجنا سنت خداوندی ہے تو دشمن اہل بیت اطہار پر سلام بھیجنے پر مولوی جی کا دل ناصبور آزرده کیوں؟ اور مزاج میں تلملاہٹ کیوں؟

۹- عُيَيْدُ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ كَاتِبًا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.....

قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ .

حضرت علی کے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع نے علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔

(سنن ابی داؤد ص ۳۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان سن ۲۰۰۱ء)

۱۰- فَلَمَّا ذَهَبَتْ إِذَا هِيَ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ .

پس جب ان کے چلے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ فاطمہ علیہا السلام تھیں۔

(سنن ابی داؤد ص ۵۰۵ مطبوعہ ایضاً)

۱۱- قَالَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَآلِهِ)

وَسَلَّمَ .

حضرت علی علیہ السلام نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا۔

(سنن ابی داؤد ص ۷۷۸ مطبوعہ ایضاً)

۱۲- عَنْ عَلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ (سنن ابی داؤد ص ۷۱۷ مطبوعہ ایضاً)

۱۳- أَنْ يُدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مِنْهَا شَيْئًا .

حضرت فاطمہ علیہا السلام کو کچھ دینے سے انکار کر دیا۔

۱۴- فَرَأَيْتُ امْرَأًا مَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ
فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ .

(حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا) کہ میں نے یہ بات
دیکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام
سے انکار کر دیا۔

(سنن ابی داؤد ج ۲، ص ۱۹ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

۱۵- حضرت امام ابوداؤد (سلیمان بن اشعث بن شداد بن عمران) رحمۃ اللہ علیہ

نے مندرجہ بالا حدیث کے آگے والی حدیث جس کے راوی جناب ابوظیفیل ہیں میں اس
طرح کہ سیدہ کریمہ نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ فرمایا۔

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

تو ابوبکر علیہ السلام نے فرمایا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲، ص ۱۹ مطبوعہ ایضاً)

۱۶- جناب قبیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

أَنْطَلَقْتُ أَنَا وَالْأَشْتَرُ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

کہ میں اور اشتر بن مالک دونوں علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ (سنن ابی داؤد ج ۲، ص ۱۵۸ مطبوعہ ایضاً)

۱۷- جناب محمد فریابی فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان کو فرماتے ہوئے سنا۔

يَقُولُ مَنْ زَعَمَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ .

جو یہ گمان رکھتا ہے اور کہے کہ حضرت علی علیہ السلام (خلافت کے ان دونوں
حضرات سے زیادہ مستحق ہیں تو اس کا یہ گمان غلطی پر ٹھہرا) (حوالہ ایضاً ج ۲، ص ۱۶۶)

۱۸- حضرت بن جمہان نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خِلَافَةُ النَّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ .

”خلافت نبوت کے تیس سال ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنا ملک دیتا جسے

چاہے۔“

جناب سعید فرماتے ہیں کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

جوڑتے گنتی کرتے جاؤ کہ دو سال حضرت ابوبکر کے، دس سال حضرت عمر کے اور بارہ

سال حضرت عثمان کے اور اتنے سال حضرت علی (رضی اللہ عنہم) کے۔

جناب سعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔

إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ . قَالَ :

كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مِرْوَانَ .

کہ یہ لوگ (اموی) کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام خلیفہ نہیں ہیں، آپ

نے فرمایا، بنی زرقاء یعنی بنی مروان جھوٹ بکتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد ج ۲، ص ۱۶۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

۱۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نِ الْخُدْرِيِّ . قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ

السَّلَامُ .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ خام سونا بیجا۔

(حوالہ ایضاً ج ۲، ص ۹-۱۰)

۲۰- حضرت عروہ بن زبیر نے اُمّ المؤمنین سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّم خَادِمًا وَلَا امْرَأَةً قَطُّ .

ام المؤمنین عائشہ علیہا السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز کسی خادم اور عورت کو نہیں مارا پیٹا۔

(سنن ابوداؤد ج ۲، ص ۱۸۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

۲۱- عَنْ مَيْمُونِ ابْنِ أَبِي شَيْبٍ أَنَّ عَائِشَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مَرَّبَهَا سَائِلٌ فَأَعْطَتْهُ كِسْرَةً .

میمون بن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ علیہا السلام سے زواہت بیان کی ہے کہ ان کے پاس سے ایک سائل گزرا تو انہوں نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا

عطا فرمایا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲، ص ۱۸۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

۲۲- عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ .

جناب عروہ نے حضرت عائشہ علیہا السلام سے روایت بیان کی۔ (حوالہ ایضاً ص ۱۹۳)

۲۳- جناب محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: میں

عرض گزار ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

میرے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہو تو میں اس کا نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر اور اس کی

کنیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت پر رکھ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: ابو بکر بن شیبہ لفظ ”قلت“ نہیں کہا بلکہ

قَالَ قَالَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلنَّبِيِّ .

فرماتے ہیں بارگاہ نبوت میں علی علیہ السلام عرض گزار ہوئے۔

(سنن ابوداؤد ج ۲، ص ۱۹۶ مطبوعہ ایضاً)

۲۴ - عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَائِشَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ قَالَتْ : مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ يَنْسُبُ أَحَدًا إِلَّا إِلَى الدِّينِ .

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ علیہا السلام نے فرمایا میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو نسبت دیتے ہوں مگر دین کی طرف۔ (سنن ابی داؤد ج ۲، ص ۱۹۸ مطبوعہ ایضاً)

۲۵ - عَنْ عَلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَانَ آخِرُ كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ . الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ وَاتَّقُوا اللَّهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ .

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا نماز، نماز اور اپنے غلام، لونڈی کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ (ابوداؤد ایضاً ج ۲، ص ۲۱۳)

۲۶ - حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ سلام اللہ علیہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی کو بھی چال ڈھال، بات چیت، شکل و شبہت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشابہت میں کسی اور سے نہیں ملتی سوائے سیدہ عالم فاطمہ الزہراء کے۔ امام ابوداؤد نے آپ کا اسم گرامی اس طرح لکھا ہے۔

مِنْ فَاطِمَةَ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهَا . كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا وَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ . (الحدیث)

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے (زیادہ کوئی عکس کامل نہیں) جب آپ علیہ

السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنے پاس بٹھاتے۔

سنن ابوداؤد ج ۲، ص ۲۱۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ کراچی، سنن ابوداؤد ص ۸۱۲ تا ۸۱۳، حدیث نمبر ۵۲۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۱ء

۲۷۔ جناب ایاس بن دعلج سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابونضرہ کو دیکھا۔

قَبَّلَ خَدَّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ .

کہ انہوں نے حضرت حسن بن علی علیہما السلام کے رخسار پر بوسہ دیا۔

(حوالہ ایضاً ص ۸۱۳ مطبوعہ نور محمد کراچی ج ۲، ص ۲۱۸)

۲۸۔ اُمّ المؤمنین عائشہ سلام اللہ علیہا سے مروی ہے۔

قَالَ لَا نُورِثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ .

مسند احمد احمد بن حنبل ج اول ص ۶ مطبوعہ دار صادر بیروت، مسند امام احمد بن حنبل ج اول ص ۸۲ مطبوعہ عالمۃ الکتب بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر ۲۵

۲۹۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و

السلام کے وصال مبارک کے چند دن بعد نماز عصر پڑھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے ساتھ نکلا۔

بَلِيَالٍ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَمْشِي إِلَى حَنْبِهِ قَمَرًا بِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

يَلْعَبُ مَعَ غُلْمَانٍ فَاخْتَمَلَهُ عَلِيٌّ رَقَبَتَهُ . وَهُوَ يَقُولُ وَابَابِي شَبَهُ

النَّبِيِّ لَيْسَ شَيْئًا بِلِيٍّ . قَالَ وَ عَلِيٍّ يَضْحَكُ .

حضرت علی علیہ السلام بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک جانب

تھے۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر حضرت امام حسن علیہ السلام

کے پاس سے ہوا جو اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمانے لگے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ تو مکمل طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ (یعنی نظیر و ہم شکل مطابق) ہے۔ علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ مشابہت تھوڑی ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ سن کر مسکرا رہے تھے۔

مسند امام احمد بن حنبل ج اول، ص ۸۶، حدیث نمبر ۴۰ مطبوعہ عالم الکتب، مسند امام احمد بن حنبل ایضاً ج اول، ص ۸ مطبوعہ دار صادر بیروت، لبنان

۳۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دن کے علاوہ قریش کے خلاف بددعا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ دائیں بائیں کے کچھ لوگ موجود تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ایک اونٹ کی اوجھڑی پڑی ہوئی تھی، قریش کے لوگ کہنے لگے کہ یہ اوجھڑی لے کر ان کی پشت پر کون ڈالے گا۔ عقبہ بن ابی معیط نے اس امر کی حامی بھری اور اس نے اوجھڑی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر ڈال دی جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی اپنا سر مبارک نہ اٹھایا تھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پتہ چلا۔

وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهَا فَأَخَذَتْهُ عَنْ ظَهْرِي .

سیدہ فاطمہ صلوات اللہ علیہا جلدی جلدی تشریف لائیں اور اوجھڑی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر انوار سے اتار کر دور پھینک دی۔

مسند امام احمد بن حنبل ج ۲، ص ۱۰۶ مطبوعہ عالم الکتب بیروت لبنان حدیث نمبر ۳۹۶۲ سن اشاعت ۱۹۹۸ء مسند امام احمد بن حنبل ج اول، ص ۴۱۷ مطبوعہ دار صادر بیروت

کیا فرماتے ہیں مولوی صاحب اس بارے میں کہ امام ابو یعلیٰ، امام ابو داؤد، امام احمد بن حنبل نے اہل بیت اطہار پر علیہ السلام کا لفظ جگہ جگہ تحریر فرمایا اور خاندان رسالت پر سلام بھیج کر اہل بیت کے ساتھ مؤدّت کا ثبوت دیا۔ یہ وہ آئمہ حدیث ہیں جن مرتبت کا انکار کرنا آخری حد کی کمینگی ہے۔

کہاں یہ آئمہ کہاں اہل بیت کا دشمن مولوی۔ محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کے ساتھ بغض منافقوں کی عادت ہے۔ ایمان والے ایسا ہرگز نہیں کرتے چونکہ لفظ علیہ السلام کا دشمن مولوی اسی قبیلے سے تعلق رکھتا ہے جو علی کرم اللہ وجہہ کے دشمن ہیں۔ اس قسم کے آدمی کی خدمت میں یہ عرض کیا جاسکتا ہے۔

خود سری اچھی نہیں، یہ سرکشی اچھی نہیں
سادگی اچھی ہے پر آوارگی اچھی نہیں
کون سامنے لے کے جائے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
غور کر آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی اچھی نہیں
شمر کی خو چھوڑ دے، اے کینہ پرور باز آ
سن! یزید بے حیا کی پیروی اچھی نہیں
بھول جاتا ہے جو دیکھے ظاہری صورت تری
پر تری بد بخت! حالت باطنی اچھی نہیں

ابھی کافی آئمہ کے حوالہ جات موجود ہیں جن سے مانعین مولویوں کے ہوش پر اگندہ اور بکھرنا شروع ہو جائیں گے اور یہ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔ اور آخر میں بطور نتیجہ بتایا جائے گا کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کی اصلیت کیا ہے۔

۳۱- امام ابن جریر طبری (ابو جعفر محمد بن جریر) متوفی ۳۱۰ھ اپنی عظیم تفسیر میں لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي الدَّيْلَمِ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ -

حضرت ابو دیلیم فرماتے ہیں کہ علی امام زین العابدین بن امام حسین علیہما

السلام نے فرمایا:

تفسیر ابن جریر ج ۱۵، ص ۵۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۸۱ء

۳۲- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم اپنے آخری عہد میں سفر پر جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخر میں

سیدہ بتول علیہا السلام کے گھر تشریف لے جاتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو۔

إِذَا قَدِمَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ .

سیدہ فاطمہ علیہا السلام سے پہلے ملاقات فرماتے۔ (ذخائر العقبیٰ ص ۳۷ مطبوعہ مصر)

۳۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ (حوالہ ایضاً ص ۴۵)

۳۴- امام محبت الدین احمد طبری نے اپنی کتاب (ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی

القربیٰ) میں جو باب باندھے ہیں ان کے عنوانات یوں لکھے ہیں۔

ذِكْرُ وُلْدِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ .

بی بی پاک علیہا السلام کی اولاد کا ذکر خیر۔ (حوالہ ایضاً ص ۵۵)

۳۵- بَابٌ فِي ذِكْرِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ

السَّلَامُ .

حضرت علی امیر المؤمنین بن ابی طالب علیہ السلام کے ذکر کا باب۔

(حوالہ ایضاً ص ۵۵)

۳۶- ذِكْرُ نَسَبِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

علی علیہ السلام کے نسب کا ذکر۔ (ذخائر العقبیٰ ص ۵۵)

۳۷- ذِكْرُ اسْمِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كُنْيَتِهِ .

”علی“ علیہ السلام کے اسم مبارک اور کنیت کا ذکر۔ (حوالہ ایضاً ص ۵۶)

۳۸- ذِكْرُ صِفَتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

علی علیہ السلام کے اوصاف حمیدہ کا ذکر۔ (حوالہ ایضاً ص ۵۷)

۳۹- ذِكْرُ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ .

علی علیہ السلام کے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کے بارے میں۔

(ذخائر العقبیٰ ص ۵۸)

۴۰- ذِكْرُ فَضِيلَةِ اخْتِصَاصِهِ بِتَزْوِيجِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامَ .

”علی علیہ السلام“ کے بی بی پاک فاطمہ علیہا السلام کے نکاح خصوصی

فضیلت۔ (حوالہ ایضاً ص ۶۱)

۴۱- ذِكْرُ بَعْضِ أَقْضِيَّتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

علی علیہ السلام کے بعض فیصلوں کا ذکر۔ (ایضاً ص ۸۴)

۴۲- عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ (ایضاً ص ۹۰)

۴۳- عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

علی علیہ السلام سے روایت ہے۔

۴۴- _____ ایضاً ص ۱۰۵

۴۵- _____ ایضاً ص ۱۰۶

۴۶ ————— ایضاً ص ۱۰۹

۴۷ ————— ایضاً ص ۱۱۵

۴۸- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام حسین علیہ السلام کی قبر انور کی زیارت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے والد گرامی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بتایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَارِفًا بِحَقِّهِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ فِي عِلِّيِّينَ، وَقَالَ: إِنَّ حَوْلَ الْقَبْرِ الْحُسَيْنِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ شَعَثًا غَبْرًا سَكُونٌ عَلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

کہ جو شخص حق کو پہچان کر امام حسین علیہ السلام کی قبر انور کی زیارت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو مقام علیین میں لکھ دے گا اور فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر انور کے ارد گرد ستر ہزار فرشتے قیامت تک غبار آلود بالوں کے ساتھ روتے رہیں گے۔ (شعثاً، بکھرے ہوئے بال) — غبراً — دھول سے اٹے ہوئے بال) (ذخائر العقبیٰ ص ۱۵۱ مطبوعہ مصر، نسخہ خزانہ تیموریہ)

مذکورہ حدیث شریف میں بھی ”علیہ السلام“ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور پھر یہ بھی کہ جو امام حسین علیہ السلام کی قبر شریف کی زیارت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس فعل کو علیین کے اعلیٰ مقام پر لکھ دے گا۔ یاد رہے کہ ”عِلِّيِّينَ“ وہ مقام ہے جو جنتوں میں سے اعلیٰ جنتی کو عطا فرمایا جائے گا اور قبر حسین علیہ السلام کا مقام ملاحظہ فرمائیں کہ ستر ہزار فرشتے جن کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہوں۔ ان فرشتوں کی ایک ہی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ امام حسین علیہ السلام کی قبر شریف کے ارد گرد کھڑے ہو کر قیامت تک روتے رہیں۔ یہی ان

کی اطاعت و عبادت ہے۔

میں اس یزید کے طرف دار مولوی سے پوچھتا ہوں کہ حسین کریم کے مصائب و آلام پر رونا ثواب ہے یا نہیں۔ اگر بات ہے تو کبھی کبھی یاد حسین اور غم سیدہ زینب علیہا السلام پر رولیا کر۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ پر ضرور نظر رحمت فرمائیں گے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ کام تجھ سے نہیں ہوگا۔ وہ اس لیے کہ یہ کام دردناک اور رقت انگیز ہے۔ اور یہ بھی کہ اس کا تعلق عقیدت و موذت سے ہے۔ اور دونوں چیزیں آپ کے مرشد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے تجھ سے واپس لے لی ہیں۔ وہ اس لیے کہ گندی اور پھٹی ہوئی زنبیلوں میں لعل و جواہرات نہیں رکھے جاتے۔

۴۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی .

مولوی صاحب! آپ کیا یاد کریں گے۔ آپ نے کچھ نوالوں سے بغض اہل بیت میں ایک بات کہی ہے کہ صلوة و سلام بالاستقلال مکروہ ہے۔ سجدہ میں امام حسین علیہ السلام کی گردن پر نیزہ مارنے والے کی آنکھوں سے مشابہت رکھتی ہوئی چشمان کو پوری طرح وا کر کے دیکھیں مجھے یہ خوف ہے کہ آپ کی نگاہ حسرت آلود کہیں خیرہ نہ ہو جائے۔ اور آپ رقیب روسیاء کی طرح تلیٹ نہ ہو جائیں۔ ہمسائیگی کا لحاظ کرتے ہوئے چھوڑ رہا ہوں ورنہ۔۔۔ ویسے آپ سے متعلق مشہور یہ ہے۔

ہے بہت مشہور تیر خبث باطن، اس لیے

لوگ کہتے ہیں تیری ہمسائیگی اچھی نہیں

حضرت مالک بن یخامر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

حدیث شریف بیان کی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو جہاں نے فرمایا:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فَإِنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ .

اے اللہ! درود بھیج ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر، بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى عُمَرَ فَإِنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ .

اے اللہ! درود بھیج عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى عُثْمَانَ فَإِنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ .

اے اللہ! درود بھیج عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے شک یہ محبت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى عَلِيٍّ فَإِنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ .

اے اللہ! درود بھیج علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس لیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى أَبِي عُبَيْدَةَ فَإِنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ .

اے اللہ! درود بھیج ابو عبیدہ پر بے شک یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَإِنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ .

اے اللہ! درود بھیج عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔

جلاء الافهام فی اصلاة و السلام علی خیر الانام (علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف ابن قیم خوریہ متوفی ۷۵۰ھ) ص ۲۸۳ مطبوعہ المکتبۃ الرضویۃ بالجامع بغدادی گل برگ فیصل آباد۔

مولوی جی! اب کیا بنے گا۔ یہاں تو درود بھیجا جا رہا ہے اور وہ بھی فرداً فرداً بالاستقلال۔ ہو سکتا ہے یہ تمام حوالہ جات آپ کے علم میں ہوں اور بغض اہل بیت کی تپش سے مجبور ہو کر آپ ”علیہ السلام“ کے لفظ سے سیخ پا ہو کر طاغوت سے انعام حاصل فرماتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ ایک اور ارشاد بھی سن لیں مزا آجائے گا۔

۵۰۔ دروازہ خیبر

حضرت علامہ نظام الدین حسن بن محمد حسین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں (تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان) میں حدیث مولانا علی بیان فرماتے ہیں۔

يَقُولُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاللَّهُ مَا قَلَعَتْ بَابَ خَيْبَرٍ بِقُوَّةِ جَسَدَانِيَّةٍ . وَلَكِنْ بِقُوَّةِ رَبَّانِيَّةٍ .

حضرت علی صلوات اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے دروازہ خیبر کو جسمانی قوت سے نہیں بلکہ ربانی قوت سے اکھاڑا ہے۔

(تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان) (تفسیر نیشاپوری) علی ہاشم تفسیر ابن جریر ج ۱۵، ص ۱۲۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت بن اشاعت ۱۹۸۸ء)

اس مقام پر بھی لفظ صلوة استعمال ہوا ہے۔ علامہ نیشاپوری پر فتویٰ لگانے کے لیے اپنے خنجر اور سنان و کماں تیز کر لیں تاکہ آئمہ اہل سنت سے کوئی بھی آپ سے بچ کر نہ جائے۔ جی تو طاغوتی قوتیں خیرات سے نوازیں گی۔ ہم بھی جھولی پھیلاتے ہیں۔ بوسیلہ رسول بارگاہ خداوندی میں۔ شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتضیٰ۔ اور قمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمدار کربلا کی جناب میں۔ ہم ان کے فقیر ہیں جو فقر کی کائنات کے مالک ہیں ہم ان ہستیوں کے بھکاری ہیں اور ہم آپ کی طرح مردود طریقت نہیں۔ ہم وفا و محبت کے جہان میں رہنے والے اللہ کریم کے عاجز بندے ہیں۔

دلوں کو دی ہے محبت کی روشنی ہم نے
 رہ وفا میں گزارنی ہے زندگی ہم نے
 ہزار بار ہیں گرداب کرب سے گزرے
 وقار جہد میں آنے نہ دی کمی ہم نے
 بنام خضر ہمیں بادشاہی ملتی تھی
 مگر نہ فقر کے بدلے قبول کی ہم نے

۵۱- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک عورت
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 !مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجیں۔

فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى زَوْجِكَ .

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر اور تیرے خاوند پر درود
 نازل فرمائے۔

مسند ابی یعلیٰ ج ۶، ص ۲۹۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۹۸ء

کیوں حضرت! آنکھیں پوری کھلی ہیں یا پھر کربلا معلیٰ میں مخدرات حرم کے خیموں
 میں لوٹ مار کرنے والے اور سیدہ اُمّ کلثوم علیہا السلام ”بنت علی علیہ السلام“ کے پازیب
 اتارنے والے کی لنجی (چندھی) آنکھوں کی طرح ابھی تک پہلی سی شکل و صورت میں ہیں۔

۵۲- علامہ ابن قیم نے ”جلاء الافہام“ میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔

فَإِذَا كَانَتِ الْمَلَائِكَةُ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ ”صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ“ جَازَ
 ذَلِكَ أَيْضًا لِلْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ .

جب فرشتے مومنوں کو ”صلی اللہ علیہ“ کہہ سکتے ہیں تو آپس میں مومنوں کا

ایک دوسرے کو یہ کہنا بھی جائز ہے۔ (جلاء الافہام (ابن قیم) ص ۲۸۲ مطبوعہ مکتبہ رضویہ)

۵۳۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِينَ .

کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے

رہتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس ج اول ص ۱۷۲ مطبوعہ مکتبہ منصفیہ بابی، حلبی مصر سن اشاعت ۱۹۶۷ء)

۵۴۔ اہل بیت پر سلام

علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے ”روض الافکار“ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت

جبریل علیہ السلام اور حضرت ملک الموت علیہ السلام اور ایک فرشتہ جس کا نام اسمعیل علیہ

السلام ہے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام دروازہ رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ النَّبِيِّ أَأَدْخَلَ وَلَا بَدَّ مِنَ الدَّخُولِ .

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، مجھے گھر میں

داخل ہونے کی اجازت ہے؟ کیوں کہ اندر آنا ضروری ہے۔

(یہ سن کر) رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: یہ جماعتوں میں تفریق ڈالنے والا ہے

(یعنی یہ موت کا فرشتہ ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عزرائیل کو اندر آنے کی

اجازت مرحمت فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عزرائیل علیہ السلام سے دریافت

فرمایا۔

این ترکت اخی جبویل .

(اے عزرائیل!) میرے بھائی جبریل علیہ السلام کو کہاں چھوڑا ہے؟
عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!“

ترکتہ فی سماء الدنیا و الملائکة یعزونه فیک ۔

میں انہیں آسمان دنیا میں چھوڑ آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
متعلق فرشتے ان سے تعزیت کر رہے ہیں۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا۔
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ۔

”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو۔“

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا جِبْرِيلُ بَشِّرْنِي ۔

اے جبریل! مجھے کوئی خوشخبری سناؤ۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔

أَبَشِّرُ فَإِنَّ الْجَنَّةَ قَدْ حُرِّمَتْ عَلَى جَمِيعِ الْأُمَمِ حَتَّى تَدْخُلَهَا

أَنْتَ وَأُمَّتِكَ ۔

آپ کے لیے خوشخبری یہ ہے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت جنت میں داخل نہ ہوگی جنت تمام

امتوں پر حرام ہے۔ (نزهة المجالس ج ۲، ص ۷۳ مطبوعہ مکتبہ معظمی البابی اٹلی مصر)

اوپر درج روایات و احادیث میں ”صلوٰۃ“ کا لفظ بھی ہے اور ”سلام“ کا لفظ بھی

استعمال ہوا ہے۔ اور یہ دونوں مستقلاً برائے راست استعمال ہوئے ہیں۔ جس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ علیہ السلام کہنا مکروہ ہرگز نہیں۔ علماء کا اختلاف لفظ صلوٰۃ میں ہے سلام میں نہیں۔ وگرنہ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شدت مآب شخصیت جو منکرین شان رسالت پر شدت کرنے کو عبادت کا درجہ دیتے تھے۔ منکر احمد پر شدت کیجئے۔ وہ اہل بیت اطہار پر سلام ہرگز نہ بھیجتے اور جو شخص یہ کہے کہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ”سلام“ بالاستقلال نہیں وہ آدمی علم عروض سے ناواقف اور شعر مزاج سے نا آشنا ہے۔ غزل کا ہر شعرا اپنے وزر و فانیہ کے دائرہ میں مستقل ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مصرع ثانی مصرع اولی کے تابع نہیں ہوتا۔ دنیائے شاعری میں استعاروں اور تشبیہات سے کام چلتا ہے اور شعرا اپنے اندر ایک اپنی الگ دنیا رکھتا ہے۔ ایک بات یاد رہے جہاں مشبہ مذکورہ ہو اور مشبہ بہ متروک ہو تو اسے استعارہ بالکنایہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر کا مصرع ہے۔

آتش، ابراہیم را دندان نہ زد۔

نمروذ کی آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دانت نہیں چلائے۔

”دندان نہ زد“ کے لفظ سے ظاہر ہے کہ آگ کو درندہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ آگ کے دانت نہیں ہوتے اور اس مقام پر مشبہ کا ذکر ہے۔ مشبہ بہ کا ذکر نہیں ہے۔ یہ بات چمڑتوں قسم کے مولوی کیا جانیں۔ ایک اسی قسم کے مولوی صاحب نے اپنے پیرومرشد سے سفر میں جانے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے فرمایا اس سفر میں مجھے رستہ میں کیچڑ نظر آ رہا ہے۔ اس مولوی نے اس بات کو نہ سمجھتے ہوئے کہا۔ میں نے پیدل نہیں ہوئی جہاز میں سفر کرنا ہے۔ وہاں کیچڑ کہاں! میں اس مولوی کو ذاتی طور پر جانتا

ہوں۔ وہ آج تک دلدل میں پھنسا ہوا ہے جس کیچڑ میں وہ پھنسا ہوا ہے وہ خاندان نبوت کے ساتھ بغض و عناد کی دلدل ہے۔ جس سے نکلنا تقریباً ناممکن نظر آتا ہے۔

۵۵- عَلِيهِ السَّلَامُ — اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں تحفہ اثنا عشریہ میں کسی جگہ صلوٰۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق میں نہیں لکھا گیا البتہ لفظ ”علیہ السلام“ حضرت امیر المؤمنین و حضرت سیدۃ النساء و جناب حسنین و دیگر آئمہ کے حق میں مذکور ہے اور اہلسنت کا یہی مذہب ہے کہ صلوٰۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق میں درست نہیں اور لفظ سلام کو غیر انبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں۔

(فتویٰ عزیزی ص ۲۶۰ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

۵۶- اِمَامُ زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

دوسرے صاحبزادے علی اوسط امام زین العابدین علیہ السلام تھے، آپ اس وقت

بیمار تھے۔ (ایضاً ص ۲۶۲)

۵۷- عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ — امام ابوالمؤید کی حنفی

”امام علامہ ابوالمؤید موفق بن احمد بن محمد کی حنفی، خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی

۵۶۷ھ نے اپنی کتاب میں ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔

خَلَقَ اللَّهُ مِنْ نُورٍ وَجْهَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَبْعِينَ

أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَلِمَحَبَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

اللہ تعالیٰ نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے چہرے کے نور سے ستر ہزار

فرشتوں کو پیدا فرمایا ہے جو علی اور آپ کے ساتھ محبت کرنے والوں کے

لیے قیامت تک استغفار کرتے رہیں گے۔

(مقتل الحسین للخواجہ ارزمی ج اول، ص ۷۸ مطبوعہ دارانوار الہدیٰ قم)

۵۸- فتاویٰ عزیزی میں

کہ امام زین العابدین بن حسین علیہا السلام و علی آباء الکرام

(فتاویٰ عزیزی ص ۲۹۸ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

۵۹- عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ . عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ ، لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ إِنِّي

وَأَيَّاكَ وَهَذَا يَعْنِي ، عَلِيٍّ وَ هَذَيْنِ . لَعْنِي ، الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ .

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ .

جناب ابوفاختہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا۔ بے شک میں

اور تم اور یہ علی علیہ السلام اور یہ دونوں یعنی حسن و حسین قیامت کے دن ایک

مکان میں ہوں گے۔ (مقتل الحسین للخواجہ ارزمی ج اول، ص ۹۶ مطبوعہ قم)

۶۰- الفصول المهمة

امام علامہ فہامہ علی بن محمد بن احمد مالکی مکی المعروف ابن صباح مالکی متوفی ۸۵۵ھ نے

اپنی عظیم کتاب ”المعصول المهمة فی معرفة احوالائمة علیہم السلام“ میں

حدیث نقل فرمائی ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ فرماتے

ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے

نظر الی علی بن ابی طالب علیہ السلام . فقال له انت سید

فی الدنيا و سید فی الآخرة .

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طرف دیکھا اور ان سے فرمایا۔ تم دنیا میں بھی سید ہو اور آخرت میں بھی سید ہو۔

(المفصول المحمّتی فی معرفۃ احوال الآئمۃ ۱۲۸ مطبوعہ مطبعة العدل فی النجف سن اشاعت ۱۳۷۵ھ)

۶۱۔ قدوة العارفين حضرت امیر سید علی بن شہاب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”مودۃ القربی“ میں لکھتے ہیں۔

عَنِ الْإِمَامِ جَعْفَرَ الصَّادِقِ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ .

حضرت امام جعفر صادق نے اپنے آبا علیہم السلام سے روایت کیا۔

(مودۃ القربی ص ۵ مطبوعہ مؤسسۃ العلمی بیروت)

۶۲۔ فِي فَضَائِلِ أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

فضائل اہل بیت علیہم السلام میں۔ (حوالہ ایضاً ص ۱)

۶۳۔ الْمُوَدَّةُ الثَّانِيَّةُ فِي فَضَائِلِ أَهْلِ الْبَيْتِ جُمْلِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

مؤدّت ثانیہ جملہ اہل بیت علیہم السلام کے فضائل میں۔ (حوالہ ایضاً ص ۳)

۶۴۔ حضرت سید امیر علی ہمدانی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

وَعَنِ الْإِمَامِ الْبَاقِرِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ (امام زین العابدین) عَنْ آبَائِهِ

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ . (مودۃ القربی ص ۶ مطبوعہ مؤسسۃ العلمی للطبوعات بیروت لبنان)

۶۵۔ قاضی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔

عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ وَهَبَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(وآله) وَسَلَّم غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ فَبِعْتُ أَحَدَهُمَا . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وآله) وَسَلَّم يَا عَلِيُّ مَا فَعَلَ غُلَامُكَ فَأَخْبَرْتَهُ،

قَالَ: رَدَّهٗ رَدَّهٗ .

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو غلام عطا فرمائے جو آپس میں دونوں بھائی تھے میں نے ان میں سے ایک کو بیچ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے غلام کا کیا ہوا؟ علی فرماتے ہیں۔ میں نے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا اسے ضرور واپس لوٹالو۔ (تفسیر مظہری ج ۷، ص ۳۳۰ مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت لبنان)

۶۷۔ مفسر قرآن علامہ حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب روضۃ الشهداء میں جگہ جگہ علیہ السلام لکھتے ہیں۔

۶۸۔ در بعضے از احوال سیدۃ النساء فاطمہ زہرا علیہا

السلام۔ (روضۃ الشهداء ص ۱۱۷ مطبوعہ خیابان بوذر تہران)

۶۹۔ در بیان فضائل امام حسن علیہ السلام (ایضاً ص ۱۷۴)

۷۰۔ اخلاق ستودہ و اوصاف پسندیدہ امام حسین علیہ السلام (ایضاً ص ۱۹۶)

۷۱۔ و ابن بابویہ در کتاب آل از حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

(حوالہ ایضاً ص ۱۲۲)

ہو سکتا ہے کہ ”میزان الکتب“ کے مصنف کی طرح کوئی بغض اہل بیت کا مارا ہوا حضرت علامہ حسین کاشفی علیہ الرحمہ کو شیعہ کہہ دے لیکن ہم سیالویوں کی طبیعت میں کسی قسم کا تکدر نہیں آئے گا کیوں کہ ہم سیالویوں کے اعلیٰ حضرت حضور شمس التار فین پیر سیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علامہ حسین کاشفی کی تفسیر حسینی کے مرآة العاشقین میں کئی جہات بیان فرماتے ہیں لہذا ہم ان کی تحریروں پر اعتماد کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم شمس

العارفین پیرسیال سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتے۔

۷۲۔ حضرت علامہ یوسف بن اسمعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”الشرف المؤبد

لال محمد“ میں ایک روایت بیان فرماتے ہیں جس کا درمیانی حصہ نقل کیے دیتا ہوں۔

فَقَامَ مَالِكُ بْنُ عَجْلَانَ وَأَوْ مَا إِلَى الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامِ قَالَ: هَا

هُوَ ذَا أَبَوْهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. وَأُمُّهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّم. وَجَدَّتُهُ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ.

وَجَدَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّم. وَعَمَّهُ جَعْفَرُ

الطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَمَّتُهُ أُمُّ هَانِي بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ. وَأَخْوَالُهُ

وَخَالَاتُهُ أَوْلَادُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّم.

(ایک سوال کے جواب میں) حضرت مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ نے اٹھ

کر امام حسن علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (امام حسن وہ

ہستی معظم ہیں کہ) جن کے والد گرامی حضرت مولانا علی بن ابی طالب کرم

اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ ان کی والدہ مکرمہ سیدہ فاطمہ الزہراء رسول خدا کی بیٹی

ہیں۔ ان کی نانی خدیجہ الکبریٰ طاہرہ بنت خویلد سلام اللہ علیہا ہیں۔ ان کے

نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان کے چچا حضرت جعفر طیار

جنت میں اڑنے والے ہیں۔ ان کی پھوپھی حضرت اُمّ ہانی بنت ابی طالب

ہیں۔ ان کے ماموں اور ان کی خالائیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اولاد ہیں۔ (الشرف المؤبد ل محمد ص ۸۸ مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ بانی مصر)

بہتر ۷۲۔ کے عدد پر حوالہ جات کا سلسلہ ختم کرتے ہیں اور پوچھ لیتے ہیں کسی مفتی

بے بضاعت اور ارتداد طریقت کا ارتکاب کرنے والے سے کہ ان تمام حوالوں کی موجودگی میں اور آئمہ تفسیر و حدیث میں سے کس کس پر فتویٰ صادر فرماؤ گے۔ کس کس کو مکروہات کا مرتکب کہو گے۔ جن آئمہ کے حوالے پیش کیے گئے وہ علوم و فنون کے جہان میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ آپ جس باغ کی مولیٰ ہیں وہ سب پر عیاں ہے۔ میرے خیال میں اس باغ کی آب یاری مروانیوں کی کارستانی لگتی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر اہل بیت کے ساتھ بغض رکھنا آپ کا حق وراثت ہے۔ دنیائے دون کی کوئی عدالت بھی آپ کے اس ورثہ کے خلاف فیصلہ نہیں سناسکتی۔

صحابہ کرام کا ایک انوکھا عمل

یہاں ایک ایسی روایت بیان کرنے چلا ہوں — عشق و محبت — تعظیم و موذت کی ایک ایسی نوری داستان ہے — جو اہل ایمان کے لیے طمانیت قلبی اور منافقوں کے لیے سوبان روح کا باعث ہوگی۔ وہ یوں ہے کہ علامہ صفوری (عبدالرحمن بن عبدالسلام شافعی) رحمۃ اللہ علیہ نے ”الزہر الفاحح“ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِيهِ) وَسَلَّمَ . أَمَرَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ خَيْبَرَ
 أَنْ يَمْتَحِنُوا أَوْلَادَهُمْ بِحُبِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ . فَإِنَّهُ
 لَا يَدْعُوا إِلَى ضَلَالَةٍ وَلَا يَبْعُدُ عَنْ هُدًى فَمَنْ أَحَبَّهُ فَهُوَ مِنْكُمْ
 وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَلَيْسَ مِنْكُمْ . قَالَ أَنَسُ فَكَانَ الرَّجُلُ بَعْدَ ذَلِكَ
 يَقِفُ عَلَى طَرِيقِ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ . وَيَقُولُ يَا بَنِيَّ أَتُحِبُّ
 هَذَا؟ فَإِنْ قَالَ نَعَمْ قَبْلَهُ وَإِنْ قَالَ لَا طَلَّقَ أُمَّهُ وَتَرَكَهُ مَعَهَا .

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیمبر کے دن اپنے اصحاب سے ارشاد

فرمایا تھا کہ تم اپنی اپنی اولاد کا ”(علی)“ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں امتحان لو! کیونکہ وہ گمراہی کی طرف کسی کو نہیں بلاتے۔ اور نہ وہ ہدایت سے دور ہوں گے۔ جو ان سے محبت کرے گا وہ تم میں سے ہے۔ اور جو ان سے دشمنی کرے گا وہ تم میں سے نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد آدمی علی کرم اللہ وجہہ کے راستہ پر کھڑے رہتے تھے اور اپنے لڑکوں سے (علی کی طرف اشارہ کر کے) پوچھتے تھے کہ اے بیٹا! تجھے اس سے محبت ہے؟ اگر اس نے ”ہاں“ کہہ دیا تو اس کو قبول کر لیتے اور اگر اس نے ”نہیں“ کہہ دیا تو اس کی ماں کو طلاق دے دی اور لڑکے کے ساتھ اس کی ماں کو بھی چھوڑ دیا۔ (نزہۃ المجالس ج ۲، ص ۲۲۰ مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

قارئین عظام! آپ اس حدیث مبارکہ کے مفہوم و معانی کو ذہن میں رکھ کر سوچیں کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم ایسا کیوں کرتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اپنی اولاد کو علی علیہ السلام کی محبت سے متعلق آزماؤ۔ تو صحابہ و تابعین نے یہ طریقہ استعمال کیا تا کہ پتہ چل جائے کہ یہ اولاد حلالی ہے یا حرامی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ”نہیں“ کہنے پر ان کی ماں کو طلاق دے کر بچوں کو چھوڑ دیتے۔ اس سے معلوم ہوا حلال زادے علی سے محبت کرتے ہیں اور حرامی علی کے ساتھ بغض رکھتے ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین منافقین کو علی کی وجہ سے پہچان جاتے تھے۔ جو علی کا ذکر سن کر خوشی کا اظہار کرتا وہ مومن اور جو ذکر علی سن کر بیزاری کا اظہار کرتا وہ منافق۔ علی کریم پر سلام بھیجنے سے منع کرنے والا خود فیصلہ کرے کہ وہ کس زمرہ میں آتا ہے۔ حلالی ہے یا حرامی۔ مومن ہے یا منافق۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسلمان جب قبرستان کے پاس سے گزرتا ہے تو کہتا ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ .

اے قبروں والو! تم پر سلام ہو۔

قبروں والوں پر سلام بھیجتے وقت رگ ملائیت نہیں پھڑکتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں پر سلام بھیجنے سے یہ افراس ناہنجاریخ پا کیوں ہو جاتے ہیں۔ ان کی حقیقت سے پوری طرح واقفیت حاصل کرنے کے لیے ایک اور حدیث دیکھیں کہ یہ لوگ اپنے اندر کیسی کیسی صفات رکھتے ہیں۔ آپ اس حدیث کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جائیں گے۔
امام جعفر صادق علیہا السلام کی حدیث

امام مجد الدین ابی السعادت المبارک بن محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”النهاية في غريب الحديث و الاثر“ میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں سنیں اور کانوں کو ہاتھ لگائیں۔

وَفِي حَدِيثِ جَعْفَرِ الصَّادِقِ: لَا يُحِبُّنَا ذُو رَحِمٍ مَنكُوسَةٍ . قِيلَ:
هُوَ الْمَأْبُونُ لِأَنقِلَابِ شَهْوَتِهِ إِلَى دُبُرِهِ .

امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ ہم سے (یعنی خاندان نبوت سے) وہ شخص محبت نہیں رکھے گا جو اوندھا پڑا کرتا ہے (یعنی مفعول، علت انبہ کا عادی، خلاف فطرت کام کرنے والا) یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اغلام بازی (یعنی خلاف فطرت کا مرتکب) جو اپنی شہوت کو ذکر و فرج سے دبر (جائے پاخانہ) کی طرف منتقل کر دے۔

۱۔ النہایۃ فی غریب الحدیث و الاثر ج ۲، ص ۹۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، لبنان سن اشاعت ۲۰۱۱ء

۲۔ ذکرہ ابو موسیٰ فی ”المجموع المغیث“ ج ۳، ص ۳۵۱ و ذکرہ ابن الاثیر فی ”منال الطالب“ ص ۳۶۵

ایضاً علامہ وحید الزماں

غیر مقلدین کے امام و پیشوا، جناب علامہ وحید الزماں اپنی عظیم کتاب ”لغات

الحدیث“ میں ارقام فرماتے ہیں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا يُحِبُّنَا ذُو رَحِمٍ مَّنْكَوَسَةٍ .

ہم سے وہ شخص محبت نہیں رکھے گا جو اوندھا پڑا کرتا ہے۔

منکوسۃ: یہ لفظ اسی طرح لغات حدیث مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی میں بھی اسی طرح ہے۔ صرف نعمانی کتب خانہ لاہور

میں ”منکوسۃ“ کی بجائے ”منکومۃ“ لکھا ہے اور ممکن ہے یہ کتابت کی غلطی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لفظ جان بوجھ کر لکھ دیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہ حدیث کے ساتھ بہت بڑی بددیانتی ہے۔ اس کو ٹھیک کر کے لکھیں!

(لغات الحدیث ج ۴، ص ۲۱۲ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور سن اشاعت ۲۰۰۵ء لغات الحدیث ج ۴، ص ۱۳۳ مطبوعہ میر

محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

مندرجہ بالا دونوں روایتوں اور حوالوں پر تبصرہ کرنا اسلامی اقدار اور مزاج چشتیت

کے مطابق نہیں سمجھاتا اور صفحہ قرطاس پر گندگی کے چھینٹے نہیں پڑنے دیتا اور یہ بات کہ

منافق علی علیہ السلام سے کبھی بھی محبت نہیں کر سکتا اور مومن علی کرم اللہ وجہہ سے بغض نہیں

رکھ سکتا۔ یہ روز روشن کی طرح واضح ہے۔ دشمنان اہل بیت اپنے سطحی نظریات پر نظر ثانی

کریں۔ خاندان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا کریں اور بے وفائی نہ کریں۔ وہ اس

لیے کہ

ظلم بھی ظلمات بھی ہیں بے وفا

اندھی کالی رات بھی ہیں بے وفا

حاصل آفات بھی ہیں بے وفا

بے وفائی زہر بھی ہے قہر بھی

کفر کے اثرات بھی ہیں بے وفا

بے وفائی موت ہے ایمان کی

شام کی سوغات بھی ہیں بے وفا

بے وفائی اہل کوفہ کی ادا

بچ دیتے ہیں شہیدوں کا لہو دشمنوں کی گھات بھی ہیں بے وفا
 ہے غلامی بے وفائی کا ثمر قاتل سادات بھی ہیں بے وفا
 بے وفا ہیں دور خضر راہ سے
 رہنوں کے ساتھ بھی ہیں بے وفا

شاعری کی زبان میں

ان معاندین اہل بیت اطہار—خوارج اور نواصب—اور راسی قسم کے مولویوں سے تو ایک پنجابی زبان کے مشہور شاعر حضرت دائم اقبال دائر علیہ الرحمہ بازی لے گئے۔ اہل بیت رسول کے ناموں کے ساتھ ”علیہ السلام“ کی مخالفت کرنے والے اور اس امر کو مکروہ قرار دینے والے اور بغض و عناد کے مارے ہوئے مولویوں کے پھولے ہوئے رخساروں پر شاعری کا ہلکا سا ایک تھپڑ رسید فرما گئے ہیں۔ مرحوم بھی اپنے گرد و نواح کے مولویوں کی فتویٰ بازی کا شکار رہے ہیں۔ ان کی یہ مندرجہ ذیل رباعی لطیف بھی ہے اور لطیفہ بھی۔ ان کی رباعی دیکھیں! اور پھر ان خطیبوں کے منہ بھی دیکھیں تو کافی محظوظ ہوں گے۔ حضرت دائم لکھتے ہیں۔

رباعی

حضرت عشق علیہ السلام دے سر، بجیا تاج دو جگ دی شاہی دا اے
 ازلی حسن نور علی نور صدقے، بنیا ڈھو، آہ صجگا ہی دا اے
 تختی دل دی تے سطران لکھنے آں، علم، حلم سب وصل آگا ہی دا اے
 رہسی روشن بس دائم اقبال دائم عذر ککھ نہ ظلمت سیاہی دا اے

(نام کتاب۔ شاہ پری ص ۲۸۹)

آخر میں

اس بحث کا مقصد آج کل کے معانین حضرات کی تسلی کے لیے آئمہ تفسیر و حدیث کے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ اہلسنت کا موقف یہ ہے کہ اہل بیت اطہار کے ناموں کے ساتھ ”علیہ السلام“ بھی کہنا جائز ہے۔ ”رضی اللہ عنہ“ بھی کہنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ دونوں نص قرآنی سے ثابت ہیں۔ جن مفسرین و محدثین نے اہل سنت ان پاک ناموں کے ساتھ ”علیہ السلام“ لکھا ہے۔ انہوں نے ان ناموں کے ساتھ ”رضی اللہ عنہ“ بھی لکھا اور جو لوگ اس امر میں شور مچاتے ہوئے سختی کے ساتھ اس کو منع کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ جب اس مسئلہ سے متعلق گفتگو فرماتے ہیں تو ان کے منہ سے بغض اہل بیت کی بدبو آتی ہے۔ جو معطر ماحول کو پراگندہ کر دیتی ہے۔ اس لیے مانعین حضرات سے گزارش ہی کر سکتا ہوں کہ اگر دامن میں کچھ نیکیاں ہیں تو ان کو ضائع نہ کرو۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کے ساتھ کوفیوں والا سلوک نہ کرو۔ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلواریں اور نیزوں سے گھائل کرتے تھے اور تم لوگ اپنے قلم سے ایسا کر رہے ہو۔ اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو۔ خاتون قیامت کی نوری بارگاہ نہایت نازک بارگاہ ہے۔ اگر یوں ہی بے باکیاں کرتے رہے تو مارے جاؤ گے۔ روز محشر سر پر ہے ہوش سے کام لو! ایسی باتوں سے پرہیز کرو جن کو سن کر لوگ باتیں بناتے رہیں۔ اگر اجازت ہو تو شاعری کی زبان میں دو تین باتیں میں بھی کر لوں۔ تو سنو!

سدا رہتی ہیں بلبیل کی زباں پر
 گل رعنا کی رعنائی کی باتیں
 سر منبر بھی کر جاتا ہے واعظ
 بسا اوقات رسوائی کی باتیں
 پکار اٹھتے ہیں اہل عقل و دانش
 ہیں کچھ کچھ ٹھیک سودائی کی باتیں
 قفس کی ہر طرف تاریکیاں ہیں
 نہ پوچھو قید تنہائی کی باتیں
 عجب ہے، کس زباں سے کہہ رہا ہے
 میرا قاتل مسیحائی کی باتیں
 خضر یہ نفسا نفسی کا ہے عالم
 سنے گا کون؟ شیدائی کی باتیں



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیدنا و مولانا امیر المومنین

علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

سید الاولیاء، زوج خیر النساء
گوہر کبریا، مولا مشکل کشاء
جس کی تلوار نے ٹکڑے مرحب کیا
اس کی تیغِ جلالت کی کیا بات ہے

(خضر)

نام

شہنشاہِ ولایت — سر تا پاشجاعت — بحرِ سخاوت — پر تو دستِ قدرت —
صاحبِ کرامات — پیکرِ کمالات — مولائے کائنات — قاتلِ کفار — صاحبِ
ذوالفقار — کرم اللہ وجہہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں — :

اَسَدٌ — حَیْدَرٌ — عَلِیٌّ — زَیْدٌ — اَسَدٌ اور حیدر — عَرَبِیُّ زَبَانٍ
میں شیر کو کہتے ہیں — جناب ابنِ عَرَبِیُّ کا قول ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا
قول ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کی ولادت کے وقت حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر
پر موجود نہیں تھے — اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ
فاطمہ بنتِ اَسَد نے اپنے والد کے نام پر اپنے بیٹے کا نام اَسَد رکھا تا کہ اُن کے والد کا
نام — آپ کے ذریعے سے زندہ رہے۔

فَلَمَّا قَدِمَ اَبُوهُ سَمَّاهُ عَلِیًّا .

جب حضرت ابوطالب تشریف لائے تو آپ نے ان کا نامی علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ رکھا۔ (الیواقیت لابی عمر الزاہدی بحوالہ ارنج الطالب ص ۱۹)

☆ — جناب عطا فرماتے ہیں — کہ حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا نے آپ کا نام — حَیْدَرٌ — رکھا تھا — اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں — کہ غزوة خیبر کے روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحب کے جواب میں اپنے رجز میں یہ فرمایا تھا —

إِنَّ الَّذِي سَمَّيْتَنِي أُمِّي حَيْدَرَةٌ .

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام — حیدر — (شیر) رکھا ہے۔

(تذکرۃ الخواص الائمة (سبط ابن جوزی) ص ۱۵)

☆ — جناب حافظ برہان الدین علی حلبی شافعی اپنی شہرہ آفاق کتاب سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں — کہ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے رجز اپنے آپ کو — حیدر — اس لیے کہا تھا — کہ آپ کو کشف کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا —

فَإِنَّ مَرْحَبًا كَانَ رَأَى فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فِي الْمَنَامِ أَنَّ أَسَدًا افْتَرَسَهُ
فَذَكَرَهُ عَلِيُّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ بِذَلِكَ لِيُخَفِّيَهُ وَيَضْعِفَ نَفْسَهُ .

(تذکرۃ الخواص الائمة ص ۱۵ (سبط ابن جوزی ص))

کہ اسی رات مرحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس کو ایک شیر نے پھاڑ ڈالا ہے، بس حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو خوف دلانے کے لیے اس بات کا ذکر کیا کہ میں وہ شیر ہوں جسے تو نے خواب میں دیکھا ہے۔

پنگوڑھے میں

جناب نجم الدین ابوبکر محمد ستلانی مرندی نے اپنی کتاب ”مناقب الاصحاب“ میں لکھا

ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ ابھی دودھ پیتے بچے ہی تھے۔ اور ایک دن اپنے گھر میں بالکل تنہا تھے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کسی کام کے لیے گھر سے باہر تشریف لے گئیں تھیں۔ اور ان کا گھر مکہ میں پہاڑ کے پہلو میں تھا۔ ایک سانپ پہاڑ سے اترتا اور اس نے حضرت علی المرتضیٰ کو مارنا چاہا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے ہاتھ بڑھا کر اس سانپ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔

فَمَا تَتْ فِي بَيْدِهِ .

وہ سانپ آپ کے ہاتھ میں ہی مر گیا۔

اتنے میں آپ کی والدہ ماجدہ باہر سے تشریف لائیں۔

اور سانپ کو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں مرا ہوا دیکھ کر فرمانے

لگیں۔

حَيَّاكَ اللَّهُ يَا حَيْدَرَهُ لِدَا لِكَ سُمِّيَ حَيْدَرَهُ .

(سیرت حلبیہ ج ۳، ص ۳۸ مطبوعہ المکتبہ الاسلامیہ بیروت لبنان)

”اے میرے شیر! خدا تم کو زندہ رکھے اس لیے آپ کا نام حیدر مشہور ہو

گیا۔“



حیدر

جلالِ حضرتِ جبارِ حیدر

جمالِ سیدِ الابرارِ حیدر

خدائے پاک کی تلوار حیدر
 امیرِ مومنوں، صدیقِ اکبر
 شہید و شاہد و فاروقِ اعظم
 درِ خیبر سے یہ آواز نکلی
 جسے کہتی ہے دنیا شیرِ یزداں
 غرورِ مرجی اور کبرِ عنتر
 تری ضربِ یدِ اللہی سے اترے
 جہاں بھی ہیں سدا ہوتے رہیں گے
 نبی کے دین کی لکار حیدر
 سخی، سید، ولی، سردار حیدر
 کمالِ احمدِ مختار حیدر
 ہے تنہا لشکرِ جرار حیدر
 وہی ہے حیدرِ کرار حیدر
 ملایا خاک میں یکبار حیدر
 فنا کے گھاٹ سب کفار حیدر!
 ترے دشمن ذلیل و خوار حیدر

وہ چھوڑ آتا ہے پیچھے مشکلوں کو

خضرِ بخشے جسے رفتار حیدر



علی علیہ السلام

کنزِ خالق کا ہے جو تابندہ گوہر وہ علی
 ہے جو سلطانِ جہاں، جانِ پیمبر وہ علی
 جو ولایت کی ولایت کا ہے سرور وہ علی
 جو علومِ باطنی کا ہے سمندر وہ علی
 (خضر)

عَلِيٌّ

اسماءُ الحسنى — (اللہ کریم کے پاک ناموں) میں سے ایک نام ہے — جس کا
 معنی — بلندی — شرافت — رفعت — عزت — اور عظمت کے ہیں —
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ولادتِ علی کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے اپنے چچا — ”ابوطالب“ — اور اپنی چچی جناب فاطمہ بنتِ اسد سے
 فرمایا — اس کا نام کیا رکھا ہے؟ — حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا —
 میں نے اس کا نام — زید — اور اس کی ماں نے — حیدر — رکھا ہے — حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا — اس کا نام — علی — رکھو جو عالی ہمتی کی خبر
 دے — مولا علی کی والدہ نے عرض کیا — خدا کی قسم مجھے غیب سے یہ آوازیں آتی تھیں

کہ فاطمہ! — اس کا نام ”علی“ رکھو — مگر میں نے اس کو چھپائے رکھا۔

(اوراق غم (علامہ سید ابوالحسن ت) روحۃ اشہد ابس ۱۲۷)

یہ بھی خیال رہے کہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے — علی — نام ہونے کی وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

جناب مجاہد کہتے ہیں:

هَذَا اسْمٌ سَمَّيْتَهُ بِهِ اُمُّهُ عِنْدَ وِلَادَتِهِ .

کہ ان کی والدہ ماجدہ نے ان کی ولادت کے وقت ہی ان کا نام رکھا تھا۔

(تذکرۃ الخو اس (علامہ ابن جوزی) ص ۱۵)

جناب ابن جوزی

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں — کہ جب حضرت علی — رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر کعبہ شریف میں نصب بت توڑنے کے لیے سوار ہوئے۔

سَمِّيَ عَلِيًّا مِنَ الْعُلُوِّ وَالرِّفْعَةِ وَالشَّرْفِ .

”تو اس وقت شرف و رفعت اور بلندی مقام کی وجہ سے آپ کا نام علی پکارا گیا۔“

(تذکرۃ الخو اس (علامہ ابن جوزی) ص ۱۵)

گلمہ بان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوسلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ — جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلمہ بان (بکریاں اور دیگر مویشی چرانے والے) تھے — آپ روایت بیان فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا — کہ شب معراج رب جلیل جل جلالہ نے ارشاد فرمایا —

يَا مُحَمَّدُ مَنْ خَالَفَتْ فِي أُمَّتِكَ قُلْتُ خَيْرُهَا .

یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم اپنی امت میں اپنے پیچھے اپنی جگہ کسے چھوڑ آئے ہو (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا، ان کے بہتر اور برتر کو —

اللہ تعالیٰ نے فرمایا — عَلِيٌّ بِنِ أَبِي طَالِبٍ كَوْنًا —

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں — میں نے عرض کیا: ہاں، یارب اسی کو چھوڑ آیا ہوں — اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! — میں نے زمین والوں کو اچھی طرح دیکھ کر آپ کو برگزیدہ کیا — اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تمہارے لیے مشتق کیا — پس میں — محمود — ہوں — تو — محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — ہے۔

پھر میں نے دوبارہ زمین کے لوگوں کو دیکھا — اور علی ابن ابی طالب کا انتخاب کیا — اور اس کے لیے ایک نام اپنے ناموں سے مشتق کیا۔

فَإِنَّا الْأَعْلَى، وَهُوَ عَلِيٌّ .

پس میں اعلیٰ ہوں، اور وہ علی ہے۔

پھر فرمایا — یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے تم کو اور علی کو اپنے اصل نور سے تخلیق کیا ہے — اور تم دونوں کی ولایت کو آسمان اور زمین والوں کے سامنے پیش کیا۔

فَمَنْ قَبْلَهَا كَانَ عِنْدِي مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ جَحَدَهَا كَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ .

پس جس نے اس کو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا — اور جس نے انکار

کیا، وہ کافروں کے ٹولے میں بن گیا۔ (اخرجہ بخوارزمی) (شرح المطالب ص ۳)

کاشفی

جناب کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور ترین کتاب ”رَوْضَةُ الشُّهَدَاءِ“ میں لکھتے ہیں — حضرت علی علیہ السلام کے والد اور والدہ کے درمیان مولا مرتضیٰ کے نام کے بارے میں تکرار ہونے لگی، آخر کار دونوں فیصلے کے لیے حرم شریف میں داخل ہوئے — جناب فاطمہ بنت اسد نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ شعر کہا —

بَيْنَ لَنَا بِحُكْمِكَ الْمَرَضِيِّ
مَاذَا تَرَى مِنْ اسْمِ ذَا الصَّبِيِّ

اے مالک! اس لڑکے کے نام کی نسبت جو کچھ تیری رضا ہو، مجھے اس سے آگاہ فرما۔

اتنے میں غیب سے ندا آئی —

فَاسْمُهُ مِنْ شَامِخِ عَلِيٍّ
عَلِيٌّ أُشْتَقُّ مِنَ الْعُلَى

یعنی اس کا نام علی ہے اور علی مشتق ہے العلی سے۔ (روضۃ الشہداء ص ۱۲۷)

☆ — ”مناقب الاصحاب“ میں جناب نجم الدین ابوبکر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے

ہیں کہ ابوطالب نے کعبہ شریف کا پردہ پکڑ کر یہ شعر پڑھا تھا۔

کنیت

حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی چھ مشہور کنیتیں ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

أَبُو الْحَسَنِ ————— أَبُو الْحُسَيْنِ

أَبُو مُحَمَّدٍ ————— أَبُو الرَّيْحَانَتَيْنِ

أَبُو السَّبْطَيْنِ ————— أَبُو تُرَابٍ

أَبُو الْحَسَنِ

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو یہ کنیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جہان نے عطا فرمائی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا وَالْأَشْجَارُ أَقْلَامًا وَالْإِنْسُ كِتَابًا وَالْجِنُّ حِسَابًا مَا أَحْصُوا فَضَائِلَكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ .

اگر تمام دریا سیاہی بن جائیں اور تمام درخت قلمیں بن جائیں، اور تمام انسان کاتب بن جائیں اور تمام جن گنتی اور جانچ پڑتال شروع کر دیں تو اے ابوالحسن! (علی علیہ السلام) تیرے فضائل کو شمار نہ کر سکیں گے۔

(”اخرجہ الدیلمی“ ارنج الطالب ص ۲۳ مطبوعہ حق برادرزانا رکلی لاہور)

أَبُو الْحُسَيْنِ

مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں — حسن مجھ کو — أَبُو الْحُسَيْنِ — اور حسین مجھ کو — أَبُو الْحَسَنِ — کہا کرتے تھے، اور مجھ کو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا باپ جانتے تھے — اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

مناقب خوارزمی موفق بن احمد بن محمد کی خوارزمی متونی ۵۸۶ھ ص ۴۰ مطبوعہ موسسۃ النشر الاسلامی قم تاریخ اشاعت ۱۴۲۵ھ (ارنج الطالب ص ۲۴ مطبوعہ حق برادرزانا رکلی لاہور)

وسلم کا وصال ہو گیا — تو ان دونوں نے مجھے — ابوالحسن — اور ابوالحسین — کہنا
چھوڑ دیا۔

أَبُو مُحَمَّدٍ

جناب خوارزمی لکھتے ہیں کہ حضرت مولا علی — ابو محمد — کنیت سے پکارے
جاتے تھے — کیونکہ ابن حنفیہ کا نام — محمد — تھا، جن کے پیدا ہونے کی حضور علیہ
الصلوة والسلام نے حضرت علی کو بشارت دی تھی۔

أَبُو الرَّيْحَانَتَيْنِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ میں نے
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصال سے تین روز قبل حضرت علی سے ارشاد
فرماتے ہوئے سنا تھا۔

سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّيْحَانَتَيْنِ أَوْ صَيْكَ بَرِيْحَانَتِي فِي الدُّنْيَا فَعَنْ
قَلِيلٍ يَنْهَدُ رُكْنَاكَ وَاللَّهِ خَلِيفَتِي عَلَيْكَ .

سلام ہو تم پر، اے دو پھولوں کے باپ، میں تجھے اپنے دونوں پھولوں
(حسن و حسین) کے لیے دنیا میں وصیت کرتا ہوں، عنقریب تیرے رکن
جاتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ میرے پیچھے تجھ پر نگہبان رہے —
جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا۔

قَالَ عَلِيُّ هَذَا أَحَدُ الرُّكْنَيْنِ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
(وآلہ) وَسَلَّم .

تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا —

(یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہ دونوں رکنوں میں سے پہلا رکن تھے —
جس کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔

جب سیدہ عالم زہراء بتول سلام اللہ علیہا کا انتقال ہو گیا۔

قَالَ هَذَا الرُّكْنُ الْآخِرُ .

جناب علی علیہ السلام نے فرمایا: (یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا) یہ دوسرا رکن تھیں۔

(اخرجه احمد و ابوبکر بن مردويه بحوالہ ارنج المطالب ص ۲۴ مطبوعہ لاہور)

رُكْن

مندرجہ بالا حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا — کہ اے علی!
عنقریب تیرے دونوں رکن تجھ سے جدا ہو جائیں گے — اس سے خود سید عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور خاتون قیامت کی ہستی پاک مراد ہے — رُكْن — عربی کا
لفظ ہے — اس کا معنی ہے۔

— رکن — عزت — قوت — غلبہ —

بہت بڑا معاملہ — کے معنوں کو بھی اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

☆ — اوپر والی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — اور اس لفظ رکن کے

معنوں پر بھی غور فرمائیں — اور پھر قاتل مرحب اور ابن عبدود۔

— اور قیامت کے دن لوائے حمد کو اٹھانے والے — اسد اللہ الغالب، علی بن

طالب کی قوتوں کا جائزہ لیں — اور سوچیں کہ علی علیہ السلام شیر خدا نے قوتیں کہاں کہاں

سے حاصل کیں — تو آپ کے تصور میں دروازہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — اور

صحن بتول آئے گا — روحانی اور جسمانی قوتیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

دروازے سے — سکون و طمانیت کی قوتیں زہراء بتول علیہا السلام کے کردارِ عظیم سے

میسر آتی نظر آئیں گی۔

أَبُو تَرَابٍ

ابو تراب حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی وہ کنیت ہے جو آپ علیہ السلام کو بے حد پسند تھی۔ اور یہ کنیت بھی آپ کو بارگاہ رسالت سے عطا ہوئی، اور بار بار زبان نبوت پہ آئی۔

مسلم شریف اور بخاری شریف میں ہے۔ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اپنی بیٹی سیدہ زہراء بتول سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے۔ تو گھر میں حضرت علی علیہ السلام کو نہ پایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ جلیلہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے جناب علی علیہ السلام کے بارے میں دریافت فرمایا۔ تو سیدہ نے عرض کیا: کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ باتیں ہوئیں۔ تو وہ کچھ کبیدہ خاطر ہو کر کہیں چلے گئے۔ اور یہاں نہیں سوئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو علی کہاں ہیں۔

وہ شخص واپس آیا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے ہٹی ہوئی تھی اور ان کے بدن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ مٹی صاف کر رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے۔

قُمْ يَا أَبَا التُّرَابِ، قُمْ يَا أَبَا التُّرَابِ .

اے ابو تراب اٹھ!، اے ابو تراب اٹھ۔

امام بخاری کی صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں:

اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ، اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ .

”اٹھ کے“ بیٹھاے ابوتراب، ”اٹھ کے“ بیٹھاے ابوتراب۔

(صحیح مسلم شریف باب مناقب علی ابن ابی طالب ج ۲، ص ۲۸۰ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی، صحیح بخاری ج اول، ص ۵۲۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

آل مروان کا ایک گورنر

جناب سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ

آل مروان کے ایک آدمی کو مدینہ منورہ میں عامل و حاکم بنا کر بھیجا گیا — تو اس مروانی گورنر نے حضرت سہل بن سعد کو بلایا۔

فَأَمْرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا .

جناب سہل کو حکم دیا گیا کہ علی کو گالیاں دے۔

جناب سہل بن سعد نے گالیاں دینے سے انکار کر دیا — تو مروان کی اولاد میں

سے اس گورنر نے جناب سہل کو کہا کہ اگر تو اس سے انکار کرتا ہے — تو صرف اتنا کہہ

دے —

”لَعَنَ اللَّهُ أَبَا تُرَابٍ“ .

(نعوذ باللہ) جناب ابوتراب — ہو۔

یہ سن کر حضرت سہل نے کہا کہ:

مَا كَانَ لِعَلِيِّ اسْمٍ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تُرَابٍ وَأَنْ كَانَ لِيَفْرَحُ إِذَا

دُعِيَ بِهِ .

حضرت علی علیہ السلام کے نزدیک اس نام و کنیت سے کوئی نام زیادہ پیارا نہ

تھا۔ جب اس نام سے آپ کو پکارا جاتا تو آپ بہت زیادہ خوش ہوتے تھے۔

مروانی عامل نے کہا مجھے اس بات کی خبر دے کہ علی کا نام — ”ابو تراب“ کیوں رکھا گیا۔ جناب سہل نے کہا کہ ایک روز جناب رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدہ سلام اللہ کے گھر تشریف لے گئے۔ جناب علی علیہ السلام کو موجود نہ پا کر جناب سیدہ سے پوچھا:

اَيْنَ ابْنِ عَمِّكَ .

تمہارے چچا زاد کہاں ہیں۔

سیدہ نے عرض کیا:

كَانَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ شَيْءٌ .

”میرے اور ان کے درمیان کوئی بات ہوئی۔“

جس کی بنا پر آپ ناراض ہو کر کہیں چلے گئے اور آج گھر میں قبیلوہ بھی نہیں فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو حکم دیا کہ جاؤ انہیں تلاش کرو کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ اس شخص نے واپس آ کر عرض کیا کہ آپ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔

— سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور جناب علی علیہ

السلام کو پہلو کے بل لیٹے ہوئے پایا، اس حال میں کہ آپ کے پہلو سے چادر مبارک اتری ہوئی تھی اور پہلو پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدن پر لگی ہوئی مٹی کو صاف فرماتے — اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرما رہے تھے۔

قُمْ اَبَا تُرَابٍ، قُمْ اَبَا تُرَابٍ .

”اے ابو تراب اٹھ، اٹھ اے ابو تراب۔“

(مناقب خوارزمی ص ۳۸-موفق بن احمد بن محمد کی، حنفی)

مندرجہ بالا روایت میں اولاد مروان میں سے ایک حاکم نے حضرت سہل بن سلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ علی علیہ السلام کو گالیاں دو، — آپ نے انکار کر دیا — پھر اس بد بخت نے کہا کہ ابو تراب کا نام لے کر لعن طعن کرو — آپ نے فرمایا — ابو تراب وہ کنیت ہے جو مولا علی کو بہت زیادہ پسند تھی، اس لیے کہ یہ کنیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ قدس پناہ سے عطا ہوئی۔

قارئین کرام: — دیکھا آپ نے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اہل ہوس نے کیسے کیسے ستم ڈھائے — ایک ایسا وقت بھی آیا کہ عافیت صرف اس کے لیے تھی، جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو جہاں کے گھر والوں پر سب و شتم کرے — اور مہمان اہل بیت کو اذیتوں کے پورے جہان سے گزرنا پڑا تھا اور آلِ پیغمبر کو چن چن کر شہید کیا جاتا تھا۔

— اس دورِ پر فتن میں بھی ناصبیوں اور خارجیوں کی کوئی کمی نہیں — آج بھی مروانی لوگ! — مولا مرتضیٰ سے عقیدت رکھنے والوں کو برسہا برسہا ننگی گالیاں دیتے ہیں — دعا ہے کہ اللہ کریم ان لوگوں کو ہدایت کے نور سے نوازے — آمین

ابو تراب ہونے کے قابل

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اصحاب — مہاجرین و انصار کے درمیان رشتہٴ اخوت قائم فرمایا تو حضرت علی کو کسی کا بھائی نہ بنایا۔ — تو آپ اس بات پر آزرده خاطر ہو کر وہاں سے نکلے اور ایک مقام پر جا کر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازوئے شمشیر

زن کا تکیہ بنا کر سوئے ہوئے تھے اور ہوانے گرداڑا کر آپ کے بدن کو گرد آلود کر دیا تھا۔
 سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو تلاش کرتے ہوئے وہاں جہاں آپ سو رہے
 تھے — آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب علی علیہ السلام کو اپنے پاؤں مبارک سے ”ہلکی سی
 پیار بھری“ ٹھوکرا کر جگایا — اور فرمایا:

قُمْ، فَمَا صَلَّحْتَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ أَبَا تَرَابٍ .
 ”اٹھ! فقط تو ہی ابو تراب ہونے کے قابل ہے۔“

(اے علی) تم مجھ پر اس وقت رنجیدہ ہوئے جب میں نے مہاجرین اور انصار کے
 درمیان مواخات (بھائی چارہ) قائم کی تھی — لیکن تمہارے اور کسی کے درمیان مواخات
 نہیں کی — ”یعنی تجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔“

أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا إِنَّهُ لَيْسَ
 بَعْدِي نَبِيٌّ .

کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے، کہ تو میرے لیے اس درجے میں ہے کہ
 جس میں ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی
 نہیں۔

اس کے بعد سرکار علیہ السلام نے ایک حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے فرمایا۔
 الْأَمْنُ أَحَبُّكَ خَفَّ بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَمَنْ أَبْغَضَكَ أَمَاتَهُ اللَّهُ مَيِّتَةً
 جَاهِلِيَّةً وَحُوسِبَ بِعَمَلِهِ فِي الْإِسْلَامِ .

”خبردار! جس شخص نے تجھ سے محبت کی اس نے امن اور ایمان کو محفوظ کر لیا
 اور جو شخص تم سے بغض رکھے گا، اللہ اس کو جاہلیت کی مار مارے گا، اور اسلام

میں اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔“

(مناقب خوارزمی ص ۳۹ مطبوعہ موسسۃ النشر الاسلامیہ، بن اشاعت ۱۳۲۵ھ (موفق بن احمد بن محمد کی حنفی) متوفی ۵۶۸ھ)۔
 مولا مرتضیٰ کی محبت امن و امان — اور ایمان کی روشنی کا نام ہے — اس کا ایمان محفوظ رہے گا جو امام ابو تراب سے محبت و عقیدت رکھے گا — اور جو شخص حیدر کرار سے بغض و عناد رکھے گا وہ یقیناً جاہلیت کی موت مرے گا۔

بد بخت ترین کون؟

حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

— فرماتے ہیں کہ حضرت مولا علی علیہ السلام اور میں غزوہ ذی عشیہ میں باہم رفیق تھے — جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف فرما ہوئے، تو ہم نے بنو مدجنہ کے چند آدمیوں کو نخلستان میں ایک چشمہ پر کام کرتے ہوئے دیکھا — مولا علی نے مجھ سے فرمایا — اے ابوالیقضان (جناب عمار کی کنیت) — اگر تم چاہو تو ہم چل کر دیکھیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں — حضرت عمار فرماتے ہیں — کہ جناب علی علیہ السلام اور میں دونوں ان لوگوں کے قریب گئے، اور ایک ساعت تک ان کے کام کو دیکھتے رہے — پھر ہم پر نیند نے غلبہ کیا اور ہم نخلستان میں جا کر زمین پر سو گئے — فرماتے ہیں — خدا کی قسم! ہمیں کسی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا بیدار نہ کیا — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اپنے پاؤں مبارک سے ہلا کر جگایا — اور ہم گرد و غبار میں مکمل طور پر اٹے ہوئے تھے۔

فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا تُرَابٍ مَا رَأَى

عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ .

تو اس روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی کو مٹی میں اٹے ہوئے

دیکھ کر ابو تراب کا لقب عطا فرمایا۔

اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا — کہ کیا میں تم کو دو بدترین بد بختوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ — ہم نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیے — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا — ایک تو اجمیر (فرا بن سالف) جو قوم ثمود میں سے ہے۔

الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ .

جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔

وَالَّذِي يَضْرِبُكَ فِي هَذَا يَعْنِي قَرْنَهُ حَتَّى يَبُكَ مِنْهُ يَعْنِي لِحِيَّتَهُ .

اور دوسرا وہ شخص ہے جو تجھے اس جگہ پر یعنی سر پر ضرب لگائے گا — یہاں

تک کہ تمہاری ریش تر ہو جائے گی۔

(اخر جہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص ارجح المطالب ص ۲۷/۲۸ مطبوعہ حق برادرز، لاہور)

خیال رہے، کہ جناب سہل بن سعد — عبداللہ بن عباس — جناب عمار بن یاسر

کی ان مختلف روایات سے یہ امر واضح ہو گیا — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف

مقامات پر مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کونہایت محبت آگئیں انداز میں لقب ابو تراب

عطا فرمایا — جو حضور کو خود بھی بہت زیادہ پسند تھا — اور یہ بات بھی کسی قسم کے شک و

شبه سے پاک ہے — کہ سرکار علیہ السلام کی پسند — خدائے عظیم کی پسند ہے —

أَبُو السَّبْطَيْنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں — کہ ایک روز رسول

دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا — اور اللہ تعالیٰ کی حمد و

ثناء کے بعد واعظ فرمایا — اور لوگوں کو آخرت کا خوف دلایا — اور وعید الہی سے ڈرایا — پھر رونے لگے — تھوڑی دیر بعد فرمایا —

اَيْنَ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ .

علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟

یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے —

اور عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! — حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے ان کو اپنے سینے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا — اور پھر رونے لگے،

یہاں تک کہ آپ کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے — پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بلند آواز کے ساتھ فرمایا۔

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ هَذَا عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ .

اے گروہ اہل اسلام یہ علی ابن ابی طالب ہے۔

هَذَا شَيْخُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ .

یہ مہاجرین اور انصار کا شیخ ہے۔

هَذَا أَخِي وَابْنُ عَمِّي وَخَتَنِي وَلَحْمِي وَدَمِي .

یہ میرا بھائی، میرے چچا کا بیٹا، میرا داماد اور گوشت اور میرا خون ہے۔

هَذَا أَبُو السَّبْطَيْنِ هُمَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ

الْجَنَّةِ .

یہ ابوالسبتین امام حسن و حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے جوانوں کے

سردار ہیں۔

هَذَا مُفَرِّحُ الْكَرْبِ عَنِّي .

یہ مجھ سے تکلیف و کرب کو دور کرنے والا ہے۔

هَذَا أَسَدُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ .

یہ خدا کی زمین پر خدا کا شیر ہے۔

وَسَيْفُهُ الْمَسْلُوبُ عَلَى أَعْدَائِهِ .

اور اس کے دشمنوں کے لیے اُس کی برہنہ تلوار ہے۔

— اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا — کہ اس کے دشمنوں پر خدا کی اور فرشتوں کی لعنت

اللہ تعالیٰ ان سے بے زار ہے اور میں ان سے بے زار ہوں — اور اگر کوئی خدا کی اور

میری بے زاری چاہتا ہے، تو وہ اس سے بے زاری اختیار کرے — اے حاضرین محفل

یہ میرا اعلان و ارشاد ان لوگوں تک پہنچا دو جو یہاں موجود نہیں۔

(اخرجہ ابوسعید بن ابی عثمان کوشی فی شرف النبوة) بحوالہ رنج الطالب ص ۲۳۲۲۳

كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ

علامہ محمد بن ابی صبان رحمۃ اللہ علیہ ابن سعد کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ حضرت

حسن بن زید بن حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے فرمایا:

لَمْ يَعْبُدْ عَلِيٌّ نِ الْاَوْثَانِ قَطُّ .

حضرت علی نے کبھی بھی بتوں کی پوجا نہیں کی۔

اسی وجہ سے آپ کو کہا جاتا ہے۔

كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ .

اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو عزت دے۔

(اسعاف الراغبین علی ہامش نور الابصار ص ۱۱۳۹ الصواعق المحرقة ص ۱۲۰)

القاب مولا علی کرم اللہ وجہہ

- | | |
|--|--------------------------|
| مؤمنوں کے امیر | ۱- امیر المؤمنین |
| پرہیزگاروں کے امام | ۲- امام المتقین |
| پرہیزگاروں کے مددگار | ۳- ولی المتقین |
| بچوں کے سردار | ۴- سید الصادقین |
| مسلمانوں کے سردار | ۵- سید المسلمین |
| ایمان والوں کے سردار | ۶- سید المؤمنین |
| عرب و عجم کے سردار | ۷- سید العرب والعجم |
| دنیا و آخرت کے سردار | ۸- سید فی الدنیا والآخرۃ |
| انکے پیشوا جن کے ہاتھ پاؤں نورانی ہیں | ۹- قائد الغر المحجلین |
| مؤمنوں کے بادشاہ | ۱۰- یعسوب المؤمنین |
| حق و باطل میں فرق کرنے والے عظیم رہنما | ۱۱- الفاروق الاعظم |
| نیکیوں کے امام | ۱۲- امام البرۃ |
| قیامت کو جھنڈا اٹھانے والا | ۱۳- صاحب الراية |
| فاجروں کو قتل کرنے والا | ۱۴- قاتل الفجرة |
| حجت کو قائم کرنے والا | ۱۵- مقيم الحجة |
| اللہ کا شیر | ۱۶- اسد اللہ |
| اللہ تعالیٰ کی دلیل | ۱۷- حجة اللہ |

- ۱۸- وَلِيُّ اللَّهِ
اللہ کریم کے ولی
- ۱۹- صَفْوَةُ اللَّهِ
اللہ کے برگزیدہ
- ۲۰- شَيْخُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ مِثْلَ عَظِيمٍ مَرْتَبَةٍ وَاللَّهِ
شیخ المہاجرین و الأنصار میں عظیم مرتبے والا
- ۲۱- قَسِيمُ النَّارِ وَالْجَنَّةِ
جنت و دوزخ کو تقسیم کرنے والا
- ۲۲- إِمَامُ الْأَوْلِيَاءِ
اللہ کے ولیوں کا امام
- ۲۳- الْهَادِي
ہدایت کی راہ دکھانے والا
- ۲۴- صَاحِبُ اللَّوَاءِ
حمد کا جھنڈا اٹھانے والا
- ۲۵- نَاصِرُ رَسُولِ اللَّهِ
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مددگار
- ۲۶- مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ
مؤمنوں کا مولا
- ۲۷- الْمُرْتَضَى
پسندیدہ ترین ہستی
- ۲۸- الشَّاهِدُ
(صدافت کی) گواہی دینے والا
- ۲۹- الشَّهِيدُ
مرتبہ شہادت پر فائز ہونے والا
- ۳۰- الرَّائِعُ
رکوع کرنے والا
- ۳۱- بَابُ حِطَّةٍ
مغفرت کا دروازہ
- ۳۲- السَّاجِدُ
سجدہ کرنے والا
- ۳۳- ذُو الْأُذُنِ الْوَاعِي
ہر بات کو یاد رکھنے والے کان کا مالک
- ۳۴- قَاضِي دِينِ رَسُولِ اللَّهِ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو پورا کرنے والا
- ۳۵- وَزِيرُ رَسُولِ اللَّهِ
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو جہاں کا وزیر

- ۳۶- ذُو الْقَرْنَيْنِ
جنت کی دونوں طرفوں کا مالک
- ۳۷- خَاصِفُ النَّعْلِ
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین مبارک سینے والا
- ۳۸- الطَّاهِرُ
پاکیزہ خصلتوں والا
- ۳۹- كَاسِرُ الْأَصْنَامِ
پاکیزہ خصلتوں والا
- ۴۰- الْحَبِيبُ
دوست
- ۴۱- بَيْضَةُ الْبَلَدِ
شہر کا سربراہ
- ۴۲- الْمَهْدِيُّ
ہادی و رہنما (ہدایت دینے والا)
- ۴۳- دَابَةُ الْجَنَّةِ
جنت میں خراماں خراماں چلنے والا
- ۴۴- أَمِيرُ النَّحْلِ
شہد کی مکھیوں کا سردار
- ۴۵- نَفْسُ الرَّسُولِ
جان رسول
- ۴۶- زَوْجُ الْبَتُولِ
شوہر بتول
- ۴۷- سَيْفُ اللَّهِ الْمَسْلُوبِ
اللہ کی بے نیام تلوار
- ۴۸- يَعْسُوبُ الدِّينِ وَالْمُسْلِمِينَ دِينَ مَبِينٍ اور تمام مسلمانوں کا سردار
- ۴۹- مُبِيرُ الشِّرْكِ وَالْمُشْرِكِينَ شِرْكَ اور مشرکوں کو ہلاک کرنے والا
- ۵۰- قَاتِلُ النَّاكِثِينَ
باغیوں اور حق کے ساتھ لڑنے
- وَالْقَاسِطِينَ وَ
والوں اور دین سے نکل جانے والوں
- الْمَارِقِينَ وَالْكَافِرِينَ
اور کافروں کو قتل کرنے والا
- ۵۱- كَاشِفُ الْكُرْبِ
دکھوں اور پریشانوں کو دور کرنے والا
- ۵۲- الصَّدِيقُ الْأَكْبَرُ
صدیق اکبر

حملے پر حملہ کرنے اور میدان سے نہ بھاگنے والا

ہارون علیہ السلام کی شبیہ

”مدینہ علم“ کا دروازہ

فوجوں کو بھگانے والا

مالِ غنیمت تقسیم کرنے والا

گردنیں کاٹنے والا

نیام کو ظاہر کرنے والا

شیریں بیان

بھلائی کا ساتھی

ستارے کا ساتھی

ہزاروں کو قتل کرنے والا

”کفر کی“ صفوں کو جلا دینے والا

بلندیوں پر مار کرنے والا

خطیبوں کا خطیب

پیشوائے اہل کساء

اہل تقویٰ کے اماموں کا امام

بطحا والوں میں مشہور ترین

دشمنوں کو ذاتوں سے ہمکنار کرنے والا

دوستوں کو عزتیں بخشنے والا

۵۳- الْكَرَّارُ غَيْرُ الْفَرَّارِ

۵۴- شَبِيْهُ هَارُوْنَ

۵۵- بَابُ الْمَدِيْنَةِ

۵۶- هَازِمُ الْاَحْزَابِ

۵۷- قَاسِمُ الْاَسْبَابِ

۵۸- جَزَّازُ الرَّقَابِ

۵۹- بَايْنُ الْقِرَابِ

۶۰- مَعْسُوْلُ الْخِطَابِ

۶۱- شَفِيْقُ الْخَيْرِ

۶۲- رَفِيْقُ الطَّيْرِ

۶۳- قَتَالُ الْاُلُوْفِ

۶۴- الْمُحْرِقُ الصَّفُوْفِ

۶۵- ضَرَّابُ الْقَلَلِ

۶۶- اَخْطَبُ الْخُطَبَاءِ

۶۷- قُدُوَّةُ اَهْلِ الْكِسَاءِ

۶۸- اِمَامُ الْاِئِمَّةِ الْاَتَقِيَاءِ

۶۹- اَشْهَرُ اَهْلِ الْبَطْحَاءِ

۷۰- مُذِلُّ الْاَعْدَاءِ

۷۱- مُعِزُّ الْاَوْلِيَاءِ

۷۲- کَاتِبُ جَوَازِ أَهْلِ الْجَنَّةِ جنتیوں کو سند جواز لکھ کر دینے والا

۷۳- مُمِيتُ الْبِدْعَةِ بدعت کو ختم کرنے والا

(ماخوذ از مناقب خوارزمی۔ ارنج الطالب)

قارئین کرام! — مندرجہ بالا تمام القاب حدیث و سیر کی کتابوں میں موجود

ہیں — ان میں سے کچھ کی تفصیل آگے آئے گی — ان میں سے زیادہ تر القاب، مولا

علی کو بارگاہ نبوت سے عطاء ہوئے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت — ۱۳ — رجب المرجب — بروز جمعہ

المبارک — عام الفیل کے تیس سال بعد مکہ معظمہ میں ہوئی۔

مفسر قرآن حضرت علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب

— اوراق غم — میں صاحب ”بشار المصطفیٰ“ کے حوالے سے اس طرح بیان فرمایا

ہے — کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب (عم رسول اللہ) قبیلہ بنی عبدالعزیٰ، کے چند

لوگوں کے ساتھ مسجد بیت الحرام میں تشریف فرما تھے، کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ

فاطمہ بنت اسد مسجد میں آئیں — جب وہ مشغول طواف ہوئیں تو شوط اربعہ (چوتھے

چکر) میں چلنے کی قوت نہ رہی — ”دردزہ نے شدت اختیار کر لی“ — تو آپ

پکاریں — اے رب کعبہ! — اس ولادت کو مجھ پر — آسان فرما —

یک لخت دیوار کعبہ شق ہوئی — اور فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کعبہ کے اندر

تشریف لے گئیں اور ہماری نظر سے غائب ہو گئیں — فرماتے ہیں — ہم نے

اندرون کعبہ آپ کو تلاش کیا مگر آپ نہ ملیں اور چوتھے روز آپ اسی کعبہ سے باہر تشریف

لائیں۔ اور حضرت علی کو گود میں لیے ہوئے تھیں۔۔۔

(اوراق غم۔۔۔ علامہ سید ابوالحسنات)

کسے را میسر نہ سدا این سعادت

بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

(سعدی)

کعبہ میں ولادت

امام حاکم (امام الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ) نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں۔

فَقَدْ تَوَاتَرَتْ الْأَخْبَارُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَسَدٍ وَلَدَتْ أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي جَوْفِ
الْكَعْبَةِ .

بے گمان یہ اخبار، تو اتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو کعبہ شریف میں جنم دیا۔

(المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث ج ۳، ص ۲۴۳)

دیگر معتبر کتابوں میں مولائے کائنات علیہ السلام کی کعبہ میں ولادت کا تذکرہ موجود

ہے۔ امام حاکم کا حوالہ اس لیے پیش کیا ہے، کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔۔۔

اتنے بڑے مُحَدِّث نے اس روایت کو تو اتر کے درجے میں رکھا ہے۔ لیکن بعض لوگوں

نے حضرت علی علیہ السلام کی کعبہ میں ولادت کے بارے میں، اہل دین کو ورغلانے کی

بہت کوشش کی مگر اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اور بعض نے بغض علی علیہ السلام تپ

محرقة میں مبتلا ہو کر درجن سے اوپر لوگوں کی کعبہ میں پیدائش کا ذکر کیا — اور یہ سب کچھ بیان کرنے کا مطلب صرف یہ لیا کہ اس میں علی علیہ السلام کی کیا فضیلت ہے۔

خیال رہے کہ مولا مرتضیٰ کا کعبہ میں پیدا ہونا — کعبہ اور علی علیہ السلام دونوں کے لیے اعزاز ہے — کعبہ بیت اللہ ہے — علی علیہ السلام اسد اللہ ہے — کعبہ مؤمنوں کی جائے پناہ ہے — علی مؤمنوں کا بادشاہ ہے — کعبے کی طرف دیکھنا عبادت ہے — علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے — کعبہ بڑی فضیلت کا مالک ہے — علی علیہ السلام کعبے سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔

ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لِحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِّنْكَ .

(اے کعبہ) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی جان ہے اللہ کے نزدیک مومن کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے۔

(سنن ابن ماجہ ابواب النتن باب حرمت دم مؤمن ص ۲۹۰)

سیدنا علی علیہ السلام از روئے قرآن

☆ — علامہ محمد بن علی صبان رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عساکر کے حوالے سے —

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول نقل فرمایا ہے — جناب ابن عباس فرماتے ہیں۔

مَا نَزَلَ فِي أَحَدٍ مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مَا نَزَلَ فِي عَلِيٍّ .

جتنی آیات اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جناب علی کے بارے میں نازل ہوئیں،

اتنی کسی اور (امتی) کے بارے میں نازل نہیں ہوئیں۔

☆ — فرماتے ہیں

نَزَلَ فِي عَلِيٍّ ثَلَاثُمِائَةَ آيَةٍ .

مولا علی کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔

☆ — علامہ صبان امام طبرانی کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ ابن عباس فرماتے

ہیں۔

كَانَتْ لِعَلِيِّ ثَمَانٍ عَشَرَ مَا كَانَتْ لِأَحَدٍ مِّنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ .

کہ مولا علی علیہ السلام کے اٹھارہ مناقب ”ایسے ہیں“ جو امت میں کسی اور کے لیے نہیں ہیں۔

اسعاف الراغبین (علامہ صبان) علی باش نور الابصار ص ۱۷۶

☆ — علامہ مومن شبلنجی شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

نے فرمایا:

لَيْسَ آيَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا عَلَىٰ أَوْلِيَّهَا
وَأَمِيرُهَا وَشَرِيفُهَا .

قرآن مجید میں جو بھی آیت اس طرح مذکور ہے۔

”يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا“

(اے ایمان والو!) علی علیہ السلام اس کے اول امیر اور شرافت والے ہیں۔

نور الابصار فی مناقب اہل بیت النبی المختار ص ۱۸۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۵ء

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی — حضرت عبداللہ بن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کے مذکورہ بالا ارشادات سے — حضرت شیر خدا کی عظمتوں کا پتہ چلتا

ہے۔ کہ آپ کس قدر بلند و بالا شان و شوکت کے مالک ہیں۔ لیکن ابلیسی شکنجوں میں جکڑے ہوئے ذہن ان تمام امور کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ظاہر ہے جن سینوں میں آتش بغض و عناد شعلہ زن ہو، وہاں حق و صداقت کی روشنی پھیلنے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔

آیت نمبر ۱

ارشاد خداوندی ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۗ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا
بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ ۗ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ○ (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت نمبر ۶۷)

اے رسول! پہنچا دیجئے جو اتارا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی جانب سے اور آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام، اور اللہ تعالیٰ بچائے گا، آپ کو لوگوں (کے شر) سے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافروں کی قوم کو۔

☆ — امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں — حضرت ابن

عباس — براء بن عازب — اور محمد بن علی — کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ آیت

مبارکہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی ہے — اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب مولائے کائنات علی کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ

عَادَاهُ .

جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی بھی مولا ہے، اے اللہ! تو اس شخص کو دوست رکھ، جو علی کو دوست رکھے، جو علی کو دوست رکھتا ہے، اور اس شخص کو دشمن رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔

☆ — حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ — اس اعلان کے بعد حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے ملے — اور ان الفاظ کے ساتھ مولا علی کو مبارکباد پیش کی — کہ اے ابن ابی طالب! —

أَصْبَحْتَ مَوْلَايَ وَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ .

آپ میرے اور تمام مؤمنوں اور تمام مومنات کے مولا ہیں —

(تفسیر کبیر (امام رازی) ج ۱۲، ص ۵۰، ۵۱)

آیت نمبر ۲

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا .

(پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت نمبر ۳)

آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے، تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین —

☆ — جناب علامہ حافظ ابو بکر احمد بن علی، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی

۴۶۳ھ) اپنی مشہور ترین کتاب ”تاریخ بغداد“ میں رقمطراز ہیں — کہ حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ جو شخص اٹھارہ ذوالحجہ کو روزہ رکھے گا، اسے ساٹھ

مہینوں کے روزوں کا ثواب ملے گا — اور اٹھارہ ذوالحجہ کو یوم غدیر خم ہے — جب سید

یا مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولانا علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا تھا۔

أَلَسْتُ وَرَثَةَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ.

”کیا کہ میں تمام مؤمنوں کا وارث نہیں ہوں؟ — (سب صحابہ رضی اللہ

تو ان عنہم) نے عرض کیا: کیوں نہیں یہ رسول اللہ! آپ ہمارے وارث ہیں۔“

حضرت عبید بن جراح نے ارشاد فرمایا — (پھر سن لو)

”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ“

جس کا میں مولا ہوں اس کا عمل بھی مولا ہے۔

”یہ ارشاد فرمایا سن کر — حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بَخَّ بَخَّ لَكَ يَا ابْنَ أَبِي حَارِثٍ

أَحْبَبْتُ مَوْلَاهُ وَ مَوْلَاهُ كَرِيهُتِي

”اے ابن ابی حارث! سب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کو مہربان ہونا کہ آپ میرے

اور تم مسلمانوں کے مولا ہوئے۔“

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ — آیت

تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۰۰، مشہور تصانیف، ص ۱۰۰

— ماجور، مدین سیوٹی رحمة اللہ علیہ لکھو کہ ابن ماجہ نے اس آیت کو

بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بیان فرماتے ہیں۔

لَمَّا نَصَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ بْنَ عَدِيٍّ

خَبْرَهُ فَسَادَى لَهُ بِالْوَلَايَةِ هَبَطَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذِهِ الْآيَةِ

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (آیت)

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن حضرت علی کو کھڑا کیا، اور ان کی ولایت کا اعلان فرمایا، تو اس وقت جبریل علیہ السلام، یہ آیت لے کر اترے۔
(الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ) (الآیة) (تفسیر درمنثور ج ۲، ص ۲۵۹ مطبوعہ بیروت لبنان)

برادران اسلام! — آئمہ تفسیر و حدیث کے اقوال آپ کے سامنے ہیں اس پر بار بار بارغور فرمائیں — کہ کون سا ایسا پیغام تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو ساری مخلوق خداوندی سے زیادہ امین ہیں) نے نہ پہنچایا ہو — سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۳ اور آیت نمبر ۶۷ — کو ملا کر دیکھیں تو آپ پر یہ باطنی امر آشکار ہو جائے گا، جس کی طرف مفسرین نے اشارہ کیا ہے — اور انہوں نے اسے ولایت علی کے اعلان سے تعبیر کیا ہے — ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بھی اس امر کی طرف غمازی کرتا ہے۔

أَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ — إِنَّ عَلَيْنَا مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ — وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ .

(ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے — فرماتے ہیں — کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یوں قرأت کیا کرتے تھے — اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پہنچا دیجئے جو اتارا گیا ہے آپ کی طرف، آپ کے پروردگار کی جانب سے — بے شک علی مومنون کے مولا ہیں — اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام، اور اللہ تعالیٰ

بچائے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں (کے شر) سے۔

حاشیہ: التفسیر المنظرہ ج ۳، ص ۱۲۳ مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو، مسجد روڈ کوئٹہ پاکستان

قرآن مجید کی ایک اور آیت بھی اس امر کی طرف اشارہ فرما رہی ہے۔

آیت نمبر ۳

خالق ارضین و سماوات کا ارشاد ہے:

سَأَلَّ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ .

مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے۔

شان نزول

اس آیت کی شان نزول — حضرت امام ابو اسحاق احمد ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

تفسیر میں، اس طرح بیان فرمائی ہے —

— کہ اُمّ سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت مبارکہ سے متعلق

دریافت کیا گیا — کہ یہ آیت مبارکہ کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی — تو آپ

نے سائل سے فرمایا۔ تم نے مجھ سے وہ سوال پوچھا ہے، جو مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا،

فرماتے ہیں — میرے باپ نے حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما السلام

سے — اور انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے روایت کی کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے — جب کہ آپ ”غدیر خم“ میں تشریف فرما تھے، لوگوں کو آواز دی، اور وہ

سب کے سب اکٹھے ہو گئے — پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر

فرمایا۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ .

جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔

فرماتے ہیں — یہ کلام بہت مشہور ہوا، اور دور، دور تک پہنچ گیا — حارث بن نعمان فہری کو جب یہ کلام پہنچا تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آیا — اونٹنی کو بٹھایا اور اتر کر کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے ہمیں اللہ کی طرف حکم فرمایا ہے — کہ ہم اللہ کی وحدانیت اور آپ کو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مانیں، ہم نے یہ قبول کیا — آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پانچ نمازیں پڑھیں — زکوٰۃ ادا کریں اور رمضان کے روزے رکھیں، ہم نے یہ قبول کیا، — آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ کا حج کریں، ہم نے یہ بھی قبول کیا۔

پھر آپ اس پر راضی نہ ہوئے — حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی کے بازو اٹھائے — اور اس کو ہم پر فضیلت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ .

آپ بتائیں کہ آپ نے یہ اپنی طرف سے فرمایا ہے — یا یہ بھی اللہ کا حکم ہے — حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّ هَذَا مِنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ .

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ”مجھے“ یہ — ”حکم“ — اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

حارث بن نعمان فہری واپس اپنی سواری کی طرف آیا — اور کہنے لگا — اے

اللہ! — اگر یہ سچ ہے، جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا — تو —

فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ نُنَّا بِعَذَابٍ إِلَيْهِ .

پھر ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسایا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا

کر۔

ابھی وہ سواری تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کھوپڑی پر پتھر مارا جو اس کی دبر سے نکل گیا۔ اور اس بد بخت گستاخ کو ہلاک کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار ص ۱۸۷، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت، لبنان)

ان تمام روایات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ خالق ارض و سماء نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ولایت علی کے اعلان کا حکم فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حارث بن نعمان کو اسی طرح کا جواب فرمایا۔ کہ یہ امر من اللہ ہے۔ میں نے اپنی مرضی سے نہیں، بلکہ خدا کی مرضی سے اعلان کیا ہے۔ ”کہ جس کا میں مولا ہوں، علی بھی اس کا مولا ہے۔“

آیت نمبر ۴

اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝

(پارہ ۱۱، سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۱۹)

اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے، اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ۔

☆ — امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ — اس آیت کے تحت رقمطراز

ہیں — حضرت ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے — اور ابن عساکر ابو جعفر سے

بیان کیا ہے — مَعَ الصَّادِقِينَ — میں کنایہ ہے — مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي

طَالِبٍ — کہ علی ابن ابی طالب کے ساتھ رہو —

اس آیت مبارکہ میں صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا گیا ہے — اور حضرت امیر المؤمنین، حیدر کرار کرم اللہ وجہہ صادقین و کالمین کے پیشوا اور امام ہیں — اور اس میں بعض مفسرین نے — مولائے کائنات، علی اور ان کے اصحاب کی معیت اختیار کرنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

آیت نمبر ۵

رب ذوالجلال کا پاک ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۝

(پارہ ۱۶ سورہ مریم آیت نمبر ۹۶)

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے، پیدا فرما دے گا، خدائے مہربان ان کے لیے (دلوں میں) محبت —

☆ — مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں — حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

فرماتے ہیں — هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ — کہ ”وہ علی ابن ابی طالب ہیں — (جن کی محبت ہر مومن کے دل میں ہے) — (مناقب خوارزمی ص ۲۷۸)

☆ — امام سیوطی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں — کہ ابن مردویہ (شیخ حافظ ابو بکر احمد

بن موسیٰ بن مردیہ بن فورک اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ) — اور امام دیلمی نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی — کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو ارشاد فرمایا — کہ ”اے علی“! تم اس طرح دعا مانگا کرو۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي عِنْدَكَ عَهْدًا وَاجْعَلْ لِي فِي صُدُورِ الْمُؤْمِنِينَ
مُؤَدَّةً .

اے اللہ تو مجھے اپنے ہاں عہد نبھانے اور محبت کرنے والا بنا، اور میرے لیے

مؤمنوں کے سینوں میں محبت پیدا فرما۔ (تفسیر درمنثور ج ۴، ص ۲۸۷)

☆ — حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مذکورہ آیت کے ضمن میں طبرانی کے حوالے

سے رقمطراز ہیں — کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی —

يَعْنِي — يَجْعَلُ اللَّهُ تَعَالَى مُحَبَّتَهُ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ وَ سَائِرِ
الْخَلَائِقِ غَيْرِ الْكَافِرِينَ .

یعنی — (اے علی) اللہ تعالیٰ تمہاری محبت سوائے کافروں کے تمام

مؤمنوں اور ساری مخلوق کے دلوں میں ڈال دے گا۔ (تفسیر مظہری ج ۶، ص ۱۲۲)

☆ — علامہ حافظ ابوالموید، موفق احمد بن محمد، بکری، مکی، حنفی المعروف اخطب

خوارزم متوفی ۵۶۸ھ — مندرجہ بالا آیت کی شان نزول میں ارقام فرماتے ہیں —

کہ حضرت زید بن علی ”زین العابدین“ نے اپنے آبا و اجداد (علیہم السلام) سے — اور

انہوں نے علی کرم اللہ وجہہ سے بیان کیا ہے، آپ فرماتے ہیں — کہ مجھے ایک شخص ملا،

اور اس نے کہا اے ابوالحسن خدا کی قسم، میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آپ سے محبت کرتا

ہوں۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں — کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر اس شخص کی بات کا ذکر کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و

السلام نے فرمایا — اے علی! — تو نے اس کے ساتھ کوئی بھلائی کی ہوگی —

حضرت فرماتے ہیں — میں نے بارگاہ مصطفوی میں عرض کیا — خدا کی قسم میں نے

اس پر کوئی احسان نہیں کیا — سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا —

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ تَتَوَقَّأُ إِلَيْكَ بِالْمُؤَدَّةِ .
 تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مؤمنوں کے دلوں کو تیری محبت
 کی طرف مائل کر دیا —

(مناقب خوارزمی ص ۲۷۹ مطبوعہ موسسۃ النشر الاسلامی قم سن اشاعت ۱۳۲۵ھ)

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت کی تفسیر سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا — کہ علی شیر خدا کی محبت
 ہر مومن کے دل میں موجود ہے — بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ صرف مومن ہی کے دل میں
 محبت علی پیدا ہو سکتی ہے — اور جن لوگوں کے دلوں میں بغض علی ہے، وہ منافقوں کا ٹولہ
 ہے، کہ وہ اللہ کریم سے محبت علی کی دعا مانگے —

مرے چمن میں الہی وہ انقلاب آئے
 کہ پھول پھول سے خوشبوئے بو تراب آئے

آیت نمبر ۶

ارشاد باری تعالیٰ ہے —

وَقِفُّهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ . (پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت نمبر ۲۳)

”انہیں کھڑا کرو، ان سے پوچھا جائے گا۔“

☆ — امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت بیان کی ہے — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا —

وَقِفُّهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ عَنْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ .

کہ انہیں کھڑا کر دو — ان سے ولایت علی کے بارے پوچھا جائے گا۔

☆ — وَقِفُّهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ

— ”انہیں کھڑا کرو، ان سے پوچھا جائے گا“ — کے متعلق مروی ہے۔

أَيُّ عَنُ وَوَلَايَةِ عَلِيٍّ وَوَأَهْلِ بَيْتِهِ .

”کہ وہ علی اور اہل بیت کی ولایت کے متعلق پوچھے جائیں گے۔“

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا ہے — کہ وہ لوگوں کو فرما دیں — کہ وہ تبلیغ رسالت پر اقرباء کی محبت کے سوا کوئی اجر طلب فرمائیں۔ اور پوچھے جانے کا مطلب یہ ہے — کہ کیا؟ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے مطابق حق موالات ادا کیا ہے یا اسے ضائع کر دیا ہے — اور اسے ایک بے کار چیز سمجھا ہے۔

فَتَكُونُ عَلَيْهِمُ الْمَطَالِبَةُ وَالتَّبَعَةُ .

بہر حال ان چیزوں کا اہل محشر سے مطالبہ ہوگا اور سزا ملے گی۔

(الصواعق المحرقة، ص ۱۴۹، تفسیر نور العرفان)

اس آیت کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے — کہ کل قیامت کے دن لوگوں سے ولایت علی کے بارے — اور اہل بیت کی محبت سے متعلق سوال کیا جائے گا، کہ تم نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کو یاد رکھا، یا اسے بھلا دیا — اگر جواب صحیح ہوا تو انعام میں جنت ملے گی — اور دوسری صورت میں سزا ملے گی۔

علماء کے نزدیک ہر وہ چیز ضروریات دین میں سے ہے — جس کے بارے میں قبر اور میدان محشر میں سوال ہوگا — فرائض اور واجبات بھی ضروریات دین میں سے ہیں — اہل بیت کی مؤذت اور علی المرتضیٰ کی محبت قرآن میں اللہ کریم نے امت پر فرض کی ہے۔ — جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علی اور دیگر اہل بیت کی محبت اور ان کے ساتھ

عقیدت ضروریات دین میں سے ہے — جو ان امور سے بے نیاز ہوگا — تو وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ سب سے بڑا بے نیاز ہے۔

آیت نمبر ۷

ارشاد خداوندی ہے۔

وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَآعِيَةٌ - (پارہ نمبر ۲۹ سورہ الحاقہ آیت نمبر ۱۲)

”اور محفوظ رکھیں اسے یاد رکھنے والے کان۔“

☆ — ابن جریر — ابن ابی حاتم — واحدی — ابن مردویہ — ابن

عسا کر — رحمۃ اللہ علیہم — نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے —

کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أُدْنِيكَ وَلَا أَقْصِيكَ وَأَنْ أُعَلِّمَكَ وَأَنْ تَعِيَ
وَحَقُّ لَكَ أَنْ تَعِيَ .

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ (اے علی!) میں تجھے اپنے قریب

رکھوں اور دور نہ ہونے دوں اور میں تجھے علم سکھاؤں، کیونکہ تم علم کو غور سے

سن کر سمجھ کر، محفوظ کر لیتے ہو۔“

(تفسیر درمنثور، (امام سیوطی) ج ۶، ص ۲۶۰)

☆ — امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ — مندرجہ بالا آیت شریفہ کے تحت

لکھتے ہیں — کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — اس آیت شریفہ کے نزول کے

وقت — حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔

سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَهَا أُذُنَكَ يَا عَلِيُّ!

اے علی! میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں سوال کیا ہے کہ وہ اس (اذن و

اعیة) کو تیرا کان بنائے۔

حضرت مولا علی فرماتے ہیں۔

فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ لِي أَنْ أَنْسِيَ .

”پس اس کے بعد، میں کوئی چیز بھی نہیں بھولا، اور نہ ہی میرے لیے ہے کہ

میں ”کوئی چیز“ بھولوں۔“ (تفسیر کبیر (امام رازی) ج ۳، ص ۱۰۷)

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت مبارکہ — حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ

کے بارے میں نازل ہوئی — اور یہ بھی کہ علی ”مَدِينَةُ الْعِلْمِ“ سے جو علم سیکھتے اسے یاد

رکھتے ہیں — فرمانِ رسول — کہ ”میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے“ بھی اسی

امر کا مظہر ہے — علی پاک خود فرما رہے ہیں کہ دنیا والو! — یہ بات میرے لیے نہیں

ہے کہ میں کسی چیز کو بھولوں —

عارض شرع رسول پاک کا غازہ علی

علم و حکمت کے مدینے کا ہے دروازہ علی

کون ہے دنیا میں، میرے مولا حیدر کے سوا

جس نے ہو دعویٰ ”سلسونی“ برسر منبر کیا

(خضر)

آیت نمبر ۸

خالقِ ارضین و سماوات کا ارشاد پاک ہے:

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ۝

(پارہ ۲۱ سورہ سجدہ آیت نمبر ۱۸)

تو کیا جو شخص ایمان دار ہو وہ اس کی مانند ہو سکتا ہے، جو فاسق ہو؟ (ہرگز) یہ برابر نہیں۔

شان نزول

ابن جریر — سیوطی — واحدی — خطیب — بغدادی — ابن مردویہ — قاضی پانی پتی — خازن — محبت — طبری — اور دیگر مفسرین و محدثین — رحمۃ اللہ علیہم — کے نزدیک یہ آیت مبارکہ — حضرت مولا علی — اور — ولید بن عقبہ کے متعلق نازل ہوئی۔

بات کچھ اس طرح ہے کہ حضرت علی — اور ولید بن عقبہ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا — تو ولید نے غصہ میں آ کر حضرت علی المرتضیٰ سے کہا — خاموش ہو جا تو ابھی بچہ ہے اور میں عمر رسیدہ اور جہاں دیدہ ہوں — میری زبان تجھ سے زیادہ فصیح و سبیط ہے — اور میرا نیزہ تمہارے نیزے سے زیادہ تیز ہے — اور جسم کے اعتبار سے میں تجھ سے زیادہ بھرا ہوا بہادر ہوں — اس کی یہ لاف و گزاف سن کر، اللہ کے شیر نے فرمایا:

أَسْكُتُ فَإِنَّكَ فَاسِقٌ .

خاموش رہ کہ تو فاسق و فاجر ہے۔

☆ — الریاض النضرۃ — میں محبت طبری لکھتے ہیں، کہ آپ نے اسے یوں فرمایا:

أَنْتَ فَاسِقٌ تَقُولُ الْكِذْبَ .

”تو فاسق ہے اور جھوٹ بولتا ہے۔“

تو اس پر یہ آیت مقدسہ اللہ کریم نے مولا علی علیہ السلام کی تائید میں نازل فرمائی۔

اس آیت کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولا علی کے مقابلے میں لاف زنی کرنا فاسقوں کا کام ہے۔ اور قہر خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اور ان لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مثل تصور کرتے ہیں۔ اور افعالِ نبوت کو اپنے سطحی افعال پر قیاس کرتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن اور فاسق برابر نہیں۔ انسان کا شرف مرتبہ ایمان و تقویٰ میں جلوہ گر ہے۔

خیال رہے کہ مولا مرتضیٰ نے۔ ولید بن عقبہ کی بے ہودہ سرائی کے جواب میں فقط اتنا فرمایا۔ کہ تو فاسق اور جھوٹا ہے۔ کہ نہ تیرا جسم میرے جسم سے طاقت ور ہے اور نہ تو میری طرح بہادر ہے۔ اور نہ ہی تیری زبان میری زبان سے زیادہ فصیح ہے۔ اور نہ ہی تیرا نیزہ میرے نیزے سے زیادہ تیز ہے۔ اور نہ ہی میں ابھی بچہ ہوں۔ کیونکہ میں اور میرا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ایک ہی نور سے ہیں۔ اور ہمارے نور کی تخلیق ساری مخلوق سے پہلے معرض وجود میں آئی۔

یہ امر بھی یاد رہے کہ مولویوں کی ایک خاص قسم ہے جن کے سینے بغضِ علی سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کے نزدیک علی کریم کا ہر دشمن اسلام کا بہت بڑا ہیرو ہے۔ وہ لاکھ کوشش کے باوجود بغضِ علی کو چھپانے میں ناکام رہتے ہیں۔ ان کی بے لگام زبان علی شیرِ خدا پر وار کرنے سے باز نہیں رہ سکتی۔ اس لیے کہ وہ منافقین کے زمرہ میں آتے ہیں۔

آیت نمبر ۹

فرمان خداوندی ہے:

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَصْحَكُونَ ۝ عَلَىٰ الْأَرْآئِكَ
يَنْظُرُونَ ۝ هَلْ تُؤبَبُ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

(پارہ ۳۰ سورۃ مصطفین آیت ۳۳-۳۵-۳۶)

پس آج (قیامت کے دن) مومنین، کفار پر ہنس رہے ہیں، کیوں، کچھ
بدلا ملا کافروں کو (اپنے کرتوتوں کا) جو وہ کیا کرتے تھے۔

☆ — حافظ ابوالمؤید موفق بن احمد بن محمد بکری، مکی، حنفی، المعروف اخطب
خوارزم متوفی ۵۶۸ھ — اس آیت کے ضمن میں ارقام فرماتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام
مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی وقار کی
طرف آرہے تھے۔

فَسَخِرَ بِهِ الْمُنَافِقُونَ وَتَضَاحَكُوا وَتَغَامَزُوا .

(کہ رستے میں) منافقین نے حضرت علی المرتضیٰ اور آپ کے ساتھیوں کا
مذاق اڑایا اور ان پر ہنسنے اور آنکھوں سے ایک دوسرے کی طرف اشارے

کیے۔ (المناب للخوازمی ص ۲۷۵ مطبوعہ موسسۃ النشر الاسلامی قم ایران)

تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی — جس میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کو
مومنین اپنے عروس پلنگوں پر بیٹھ کر کفار کی خستہ حالی پر ہنسیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مولا نے کائنات علی شہر خدا کا تمسخر اڑانا اور آپ کی طرف دیکھ
کر — یا آپ کا نام مبارک سن کر حقارت سے مسکرانا، منافقوں کا کام ہے — کیونکہ
اہل اسلام کے نزدیک تو محبت علی علیہ السلام ایمان کی جان ہے۔

آیت نمبر ۱۰

رب ذوالجلال والا کرام کا ارشاد گرامی ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ
مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝

(پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت نمبر ۱۸)

یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مؤمنوں سے، جب وہ بیعت کر رہے تھے
آپ کی اس درخت کے نیچے، پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں
تھا، پس اتارا اس نے اطمینان کو ان کو بطور انعام، انہیں یہ قریبی فتح بخشی
گئی۔

☆ — خطیب خوارزم موفق بن احمد کی خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ضمن
میں لکھتے ہیں — کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — کہ
مذکورہ بالا آیت، اہل حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی — اس روز — ان کی تعداد
چودہ سو افراد پر مشتمل تھی — نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔

أَنْتُمْ الْيَوْمَ خِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ -

آج تم تمام اہل زمین سے بہتر ہو۔

راوی فرماتے ہیں — کہ ہم سب نے درخت کے نیچے اس بات پر بیعت کی کہ ہم
جان کی بازی لگا دیں گے، لیکن منہ نہ موڑیں گے — حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَأَوْلَى النَّاسِ بِهَذِهِ الْآيَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ -

کہ اس آیت کے سب سے زیادہ حق دار علی ابن ابی طالب ہیں۔

کیونکہ اللہ کریم کا فرمان ہے۔

وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا -

اور بطور انعام انہیں قریب کی فتح سے نوازا۔

فرماتے ہیں — اور وہ قریب کی فتح — فتح خیبر تھی — اور خیبر حضرت مولا علی

کے دست حق پرست پر فتح ہوا۔ (مناقب خوارزمی ص ۲۷۶ مطبوعہ مؤسسۃ النشر الاسلامی قم ایران)

پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

آیت نمبر ۱۱

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ

ظہیر ○ (پارہ ۲۸ سورۃ تحریم آیت نمبر ۴)

(خوب جان لو!) کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے جبریل اور نیک بخت

مومنین بھی آپ کے مددگار ہیں اور اس کے علاوہ سارے فرشتے بھی مدد

کرنے والے ہیں۔

☆ — ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ — اور ابن

مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا ہے —

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا — صَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ — سے مراد حضرت علی

ابن ابی طالب ہیں۔ (تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۲۴۴)

بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ط ذَلِكَ فَضْلُ

اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ○ (پارہ ۶ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵۴)

اے ایمان والو! جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے (تو اس کی بد نصیبی) کہ

عنقریب لے آئے گا اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم، محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان سے، اور وہ محبت کرتے ہیں اس سے، جو نرم ہوں ایمان داروں کے لیے، بہت سخت ہوں گے کافروں پر، جہاد کریں گے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں، اور نہ ڈریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے، یہ (محض) اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، نوازتا ہے اسے جسے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بڑی کشادہ رحمت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

☆ — امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ، اس آیت کے تحت

آیت نمبر ۱۲

فرمان خداوندی ہے۔

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ (پارہ ۱۴ سورہ نحل آیت نمبر ۴۳)

”پس سوال کرو، اہل ذکر سے اگر تم خود نہیں جانتے۔“

☆ — امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے — حضرت جابر جعفی سے بیان کیا

ہے — کہ جب مذکورہ آیت مقدسہ نازل ہوئی — تو مولا علی نے فرمایا —

نَحْنُ أَهْلُ الذِّكْرِ .

کہ ہم اہل ذکر ہیں۔ (تفسیر ابن جریر)

آیت نمبر ۱۳

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ

لکھتے ہیں، کہ یہ آیت جناب علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی — جب نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کونخبر کے دن جہنمدا
عطا فرمایا — اور — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں کل جہنمدا اس کو
دوں گا —

يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ .

جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب رکھتے ہیں، اور
وہ شخص بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے۔
امام رازی فرماتے ہیں۔

هَذَا هُوَ الصِّفَةُ الْمَذْكُوْرَةُ فِي الْاٰيَةِ .

کہ یہی وہ صفت ہے جسے آیت کے اندر بیان کیا گیا ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۱۲ ص ۲۰ مشکوٰۃ ایران)

آیت نمبر ۱۴

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَ الَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَقَ بِهٖ اَوْلٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

(پارہ ۲۳ سورہ زمر آیت نمبر ۳۳)

اور وہ ہستی ہے جو سچ لے کر آئی، اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی،
یہی لوگ ہیں — جو پرہیزگار ہیں۔

☆ — امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے

تحت — حضرت ابن مردودیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے — حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں —

وَ الَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ — قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(وَآلِهِ) وَسَلَّمَ وَصَدَّقَ بِهِ — قَالَ — عَلِيّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ .

اور وہ ہستی جو سچ لے کر آئی — (سے مراد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہیں — اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق — (سے مراد)
حضرت علی ابن ابی طالب ہیں — (تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۳۲۸)

یعنی سچائی لے کر آنے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں — اور سچائی کی
تصدیق کرنے والے مولائے کائنات علی علیہ السلام ہیں۔
خیال رہے کہ جس جس نے سچ کو سچ سمجھ کر سچائی کی تصدیق کی وہ سب کے سب
لوگ اس امر میں شامل ہیں۔

آیت نمبر ۱۵

ارشاد خدائے لم یزل ہے۔

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِإِسْلَامٍ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ط فَوَيْلٌ
لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۗ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

(پارہ ۲۳ سورہ زمر آیت نمبر ۲۲)

بھلا وہ (سعادت مند) کشادہ فرما دیا ہو اللہ تعالیٰ نے جس کا سینہ اسلام کے
لیے، تو وہ اپنے رب کی طرف سے دیئے ہوئے نور پر ہے، پس ہلاکت ہے
ان سخت دلوں کے لیے، جو ذکر خدا سے متاثر نہیں ہوتے یہی لوگ کھلی
گمراہی میں ہیں۔

☆ — حافظ الحدیث امام محبت الدین احمد طبری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں، کہ یہ

آیت مقدسہ، حضرت علی — اور حضرت حمزہ علیہما السلام — ابولہب — اور اس کی

اولاد — کے بارے میں نازل ہوئی — فرماتے ہیں۔

فَعَلِيٌّ وَحَمْزَةُ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُمَا لِلْإِسْلَامِ وَابْوَاهِبٍ وَأَوْلَادُهُ
قَسَتْ قُلُوبَهُمْ -

علی اور حمزہ، دونوں کے سینوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کشادہ فرما
دیا — اور ابولہب اور اس کی اولاد کے دل سخت ہو گئے —

(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۷۹)

آیت نمبر ۱۶

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَتَبْنَا فَقَدْ
اِحْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ○ (بارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۸)

اور جو لوگ دل دکھاتے ہیں ایمان والے مردوں اور عورتوں کا بغیر اس کے
کہ انہوں نے کوئی (معیوب) کام کیا ہو، تو انہوں نے اٹھالیا (اپنے سر
پر) بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ —

— یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی — جو حضرت علی المرتضیٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایذا دیتے تھے — اور ان کے حق میں بدگوئی کرتے تھے —

حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا — کہ کتے اور سور کو بھی ناحق ایذا دینا

حلال نہیں، تو مومنوں اور مومنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین جرم ہے —

(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۱۷ مطبوعہ تاج کمپنی)

اس سے معلوم ہوا کہ مولائے کائنات کو اذیت دینے والا بہت بڑا گناہگار ہے —

اور پرلے درجے کا کذاب ہے — اور کھلا ہوا منافق ہے — اس آیت کی تفسیر سے

مذہب کے تشکیل دہار منافقوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔

آیت نمبر ۱۷

اللہ پاک کا ارشاد پاک ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا

اپنے اور اللہ کی رحمت سے بہ چاہئے

(اے محبوب) فرمادیتے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت سے بہ چاہئے

کہ اس (کے منے پر) خوشی کریں۔

— علامہ محبت اللہ نوری صاحب اپنی کتاب "باب مدنیہ" کے صفحہ نمبر

۱۷ پر — ابن عساکر (جلد ۱ صفحہ نمبر ۱۱) کے حوالے سے لکھتے ہیں — کہ اس آیت

میں — فضل اللہ — سے مراد حضور سیدنا مصطفیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں — اور —

رحمتہ — سے مراد مولانا علی کریم اللہ وجہہ الکریم شہید خدام اللہ ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ فضل خداوندی — معنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات

قدس ہے — اور علی المرتضیٰ، رحمت باری تعالیٰ ہیں — اور جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس

کی رحمت کا شکر کرے — اور بارہ رسوں یعنی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — اور اہل بیت اور

سے واسطہ رکھے —

آیت نمبر ۱۸

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ نَكُنْ كَآنَ عَلٰی بَيْنِنَا قَبْلُ رَبِّهِمْ وَ يَتَذَكَّرُ لِمَا جَاءَهُمْ

تو کیا، وہ نہیں (انہ کو کہتا ہے) جس کے پاس روشن آئین ہو اپنے ربوں

صرف سے، اور اس کے پیچھے ایک سچا گواہ نہیں آگیا ہو، جو اللہ تعالیٰ کی طرف

—

☆ — قاضی ثناء اللہ پانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں — اوپر والی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

مَنْ كَانَ عَلِيَّ بَيِّنَةً — (جس کے پاس روشن دلیل ہو) سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس مراد ہے۔

الشَّاهِدُ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ .

گواہ سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں۔

صاحب تفسیر مظہری — (قاضی پانی پتی) امام بغوی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا وَقَدْ نَزَلَتْ فِيهِ آيَةٌ مِّنَ الْقُرْآنِ .

قریش میں سے کوئی ایک بھی ایسا آدمی نہیں، جس کے متعلق قرآن پاک کی کوئی نہ کوئی آیت نازل نہ ہوئی ہو۔

وَأَنْتَ أَيُّ شَيْءٍ نَزَلَ فِيكَ، قَالَ يَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ .

کہ آپ کے بارے میں کیا چیز نازل ہوئی، آپ نے فرمایا — يَتْلُوهُ شَاهِدٌ

مِّنْهُ — یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی —

☆ — مولا علی کو شاہد اس لیے کہا گیا ہے — کہ سب سے پہلے آپ ہی ایمان

لائے

فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ شَهِدَ بِصِدْقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی سب سے پہلے گواہی دینے والے آپ

ہیں۔

جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے

ہیں۔ کہ میرے نزدیک آپ کو شاید کہنے کی قوی ترین دلیل یہ ہے۔

إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ قُطْبَ كَمَالَاتِ الْوَلَايَاتِ وَ سَائِرِ
الْأَوْلِيَاءِ حَتَّى الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَتْبَاعٌ لَهُ فِي مَقَامِ
الْوَلَايَةِ .

بلاشبہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام کمالات ولایت کے مرکزی نکتہ اور قطب
ولایت تھے تمام اولیائے کرام، بلکہ تمام صحابہ کرام بھی مقام ولایت میں
آپ کے تابع ہیں۔ (النسیر المنظری ج ۵، ص ۷۶)

عقاید و نظریات کے نام پر اندھیری وادیوں میں دھکے کھانے والے نام نہاد
محققین! — خطاب کے نام پر — پر خار۔ اور خطرناک بادلوں میں آوازہ گردی کرنے
والے جوشیلے، ادراک سے خالی واعظین! — اگر مندرجہ بالا عبارت پر غصہ آجائے
— اس چشتی فقیر پر نہیں — بلکہ نقشبندیوں کے اس عظیم مفسر پر غصہ اتار لینا، جنہوں
نے اپنا عقیدہ بتائے ہوئے عقیدتوں کے پھول سینہ قرطاس پر بکھیرے ہیں۔

آیت نمبر ۱۹

• خدائے لایزال کا ارشاد پاک ہے۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيْطَانِهِمْ

قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِؤُونَ ○ (پارہ اول سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۴)

اور جب ایمان لانے والوں سے ملتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے،

اور جب اپنے کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں،
ہم تو ان لوگوں سے مذاق کرتے ہیں۔

شانِ نزول

مروی ہے کہ ایک دن منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافقین شہر سے باہر نکلے۔ ادھر صحابہ کرام بھی تشریف لا رہے تھے۔ عبداللہ بن ابی اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ ذرا دیکھئے کہ میں ان سفہا کو تم سے کیسے ہٹاتا ہوں۔ جب قریب ہوئے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ کر خوشامد کے انداز میں کہنے لگا، مرحبا! آپ صدیق ہیں۔ اور قبیلہ بنی تمیم کے سردار۔ شیخ الاسلام۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یار غار۔ اپنی جان۔ اور اپنا مال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار کرنے والے۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بعینہ اسی طرح خوشامدانہ انداز میں تعریفیں کرنے لگا۔ پھر حضرت مولا کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا۔

مَرْحَبًا بِابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ وَخَتْنِهِ وَسَيِّدِ بَنِي هَاشِمٍ مَا خَلَا
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

مرحبا! (اے علی!) آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور ان کے داماد، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا تمام بنو ہاشم کے سردار ہیں۔

مولا علی مرتضیٰ نے اس کی یہ بات سن کر۔ اسے فرمایا۔

يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُنَافِقْ فَإِنَّ الْمُنَافِقِينَ شَرُّ خَلْقِ اللَّهِ .

اے عبداللہ! اللہ تعالیٰ سے ڈر، اور منافقت چھوڑ دے، کیونکہ منافقین تمام مخلوق سے بدترین ہیں۔

عبداللہ بن ابی نے اپنے خبث باطن کو طشت از بام ہوتے دیکھا تو کہا —
 مَهْلَا يَا اَبَا الْحَسَنِ اَنِّي تَقُولُ هَذَا وَاللَّهِ اِنَّ اِيْمَانَنَا كَاِيْمَانِكُمْ
 وَتَصْدِيْقُنَا كَتَصْدِيْقِكُمْ .

اے ابو الحسن! چھوڑیے، بات کو آگے نہ بڑھائیے — خدا کی قسم، ہم لوگ بھی آپ لوگوں کی طرح ایمان دار ہیں، اور آپ لوگوں کی طرح اسلام اور بانی اسلام کی تصدیق کرتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ج اول، ص ۶۲ ——— خزائن العرفان ص ۶)

جب وہ بد بخت اپنے دوستوں سے ملا تو کہنے لگا — دیکھا تم نے، کہ میں نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا — تم بھی جب ان سے ملو تو ایسا ہی کرو! — اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

جناب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی منافقت کو عیاں کر دیا — اور ابن ابی اپنے اصل عقیدے کو چھپانے میں ناکام رہا — اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے اس بدترین رویے کو بیان کرتے ہوئے — یہ آیت نازل فرمائی — اور بتا دیا کہ ایسا طریقہ کرنے والوں کو اہل ایمان اپنی نگاہوں میں رکھیں تاکہ وہ ایمان والوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

اے ایمان والو! — میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ منافقوں کا گروہ مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو کسی صورت میں تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں — اور یہ سلسلہ

قیامت تک کے لیے ہے۔ — قیامت سے ایک دن پہلے کا منافق بھی ابن ماجم لعین کی طرح دشمن علی ہوگا۔ — علی کے دشمنوں کو ہر وہ مسلمان جانتا ہے، جس کے دل میں نور ایمان چمک رہا ہے۔

لفظ شیطان

اللہ رب العزت نے منافقوں کو شیاطین کہا ہے۔ — اور لفظ شیطان — شطن سے بنا ہے۔ — جس کا معنی ہے۔ — دور ہوا۔ — چونکہ شیطان شر میں بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ — اور خیر سے بہت دور جا چکا ہے۔ — اس لیے اس کا نام شیطان رکھا ہے۔

— یا لفظ شیطان — شاط — سے مشتق ہے۔ — جس کے معنی ہے۔ — باطل ہوا۔ — اور شیطان کا ایک نام باطل بھی ہے۔ (تفسیر مظہری)

شیطان کسے کہتے ہیں؟

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالشَّيَاطِينُ كُلُّ شَيْءٍ مَرَدَّتْهُ وَيَكُونُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ .

کہ ہر بہکانے اور سرکشی کرنے والے کو شیطان کہتے ہیں، وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے ہو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۵۱)

قرآن کی گواہی

قرآن مجید میں بھی انسانی شیطانوں کے بارے میں آیا ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطِينًا الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي

بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ط (پارہ ۴ سورہ انعام آیت نمبر ۱۱۲)
 اور اسی طرح بنا دیئے ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن آدمیوں اور جنوں میں سے
 شیطان جو چپکے چپکے سکھاتے تھے ایک دوسرے کو خوش نما باتیں (لوگوں کو)
 دھوکہ دینے کے لیے۔

حدیث کی گواہی

حدیث شریف میں بھی انسانی شیطانوں کے بارے میں آیا ہے — حضرت ابو ذر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
 نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ ۔

”ہم جنوں اور انسانوں کے شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔“

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!
 کیا انسانوں کے شیطان بھی ہیں؟ — سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں — اور
 پھر سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴ تلاوت فرمائی۔

— ”کہ جب یہ منافق مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں — جیسے تم

ایمان لائے، ویسے ہی ہم بھی ایمان لائے۔“

قارئین کرام! — اس ساری بحث کا مطلب یہ ہے — کہ منافقین نوع انسانی
 کے شیطان ہیں — اور ان شیطانوں نے خدا کی زمین پر ایسے ایسے فسادات برپا کیے کہ
 شیطان رحیم بھی پناہ مانگے — ظلم و جور منافقین کا محبوب ترین مشغلہ حیات ہے۔

— ان کی ظاہری شکل و صورت پر نہ جائیں — ان کے باطن میں جھانک کر
 دیکھیں تو آپ کو نہایت خطرناک بھیڑیے نظر آئیں گے۔

— ان کے گندے نظریات کی بدبو سے ایک مدت تک آپ کا دماغ متاثر رہے

گا۔

بات ہو رہی ہے انسانی شیطانوں کی — جسے قرآن مجید نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے — کہ منافقین دنیائے آدمیت کے شیطان ہیں — اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بغض علی صرف منافق کے سینے میں شعلہ زن رہتا ہے۔ — اور مومن کے سینے میں، محبت علی علیہ السلام جلو گر رہتی ہے — میرے نزدیک ہر وہ آدمی منافق ہے جو حضرت علی علیہ السلام کا ذکر ان کی شان و مرتبت کے مطابق نہیں کرتا — اور ذکر علی علیہ السلام روکنے کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیتا ہے — خواہ وہ مولوی ہو — یا — خطیب — علامہ ہو — یا — فہامہ — اہل ایمان کے نزدیک وہ منافق ہے — اور منافق کا جہنمی ہونا یقینی امر ہے۔

آیت نمبر ۲۰

پَرَوْرٌ وَّكَارِ عَالَمٍ جَلَّ جَلَالُهُ كَا اِرْشَادِ پَاكِ هِي:

وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِۦٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَّ نُوْرُهُمْ ۗ (پارہ ۲۷ سورہ حدید آیت نمبر ۱۹)

”اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر۔ وہی (خوش

نصیب) اللہ تعالیٰ کی جناب میں صدیق اور شہید ہیں — ان کے لیے

(خصوصی) اجر اور ان کا (مخصوص) نور ہے۔“

☆ — ارنج المطالب کے صفحہ نمبر ۶۴ پر مسند امام احمد بن حنبل — اور تفسیر

ثعالبی — اور مناقب مغازلی کے حوالے سے مرقوم ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ — قَالَ: — إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ .

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی۔

مسند امام احمد — مفسر قرآن امام ثعلبی — اور مغازلی — رحمۃ اللہ علیہم —

کے مطابق اوپر والی آیت حضرت مولا علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ صدیقیت و شہادت کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہونے والوں، میں جو ہستی سرفہرست ہے وہ مولائے مومناں علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور ان کے لیے خصوصی اجر و ثواب ہے۔ اور آپ خصوصی نور و انوار کے حامل ہیں۔

آیات نمبر ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴

خالق ارضین و سماوات کا ارشاد گرامی ہے:

هٰذِهِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِعَتْ لَهُمْ
ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۖ يُمْسِكُونَ بِرِءُوسِهِمُ الْحَمِيمَ ۖ يُصْهَرُ بِهِ مَا
فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۖ وَلَهُمْ مَقَامِعٌ مِّنْ حَدِيدٍ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا
أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۖ

(پارہ نمبر ۱ سورہ حج آیت نمبر ۱۹-۲۰-۲۱-۲۲)

یہ دو فریق ہیں جو جھگڑ رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں، تو وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا تیار کر دیئے گئے ہیں ان کے لیے کپڑے آتش (جہنم) سے۔ انڈیلا جائے گا ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی، گل جائے گا اس کھولتے پانی سے جو کچھ ان کے شکموں میں ہے اور چمڑیاں بھی گل

جائیں گی اور ان (کو مارنے) کے لیے گرز ہوں گے لوہے کے، جب بھی ارادہ کریں گے اس سے نکلنے کا فرط رنج و الم کے باعث تو انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں اور (کہا جائے گا) کہ چکھو جلتی ہوئی آگ کا عذاب —

شانِ نزول

ان دو گروہوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ — اس سے متعلق امام مسلم قشیری صاحب صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے — اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث پر اپنی جلیل القدر کتاب کو ختم کیا — یعنی یہ صحیح مسلم شریف کی آخری حدیث شریف ہے۔“
حضرت قیس بن عبادہ کہتے ہیں۔

سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هَذَانِ خَصْمَانِ
اِخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ، إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ بَرَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ،
حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَعُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ، وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنِي رَبِيعَةَ
وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ .

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اس بات پر قسم اٹھاتے تھے (کہ یہ آیت ہذانِ خصمینِ اختصموا فی ربہم) ان کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بدر کے دن ایک دوسرے کو مبارزت کی دعوت دی (اسلام کی طرف سے) حمزہ و علی اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے (اور کفر کی طرف سے) ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ و شیبہ اور

عتبہ کا بیٹا ولید۔ (مسلم شریف کی آخری حدیث ج ۲، ص ۳۲۲ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

— اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے — کہ بدر کے دن عتبہ، اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر میدان جنگ میں نکلا، اور مسلمانوں کو لاکارا — انصار کے تین نوجوان مقابلے کے لیے نکلے، عتبہ نے پوچھا — تم کون ہو؟ — انہوں نے اپنا نام و نسب بتایا تو عتبہ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر کہا —

أَخْرِجِ الْيَنَّا أَكْفَاءَ نَا مِنْ قَوْمِنَا .

ہمارے مقابلے میں ان کو بھیجو جو نسب اور قوت میں ہمارے ہم پلہ ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قُمْ يَا عَبِيدَةَ بْنَ الْحَارِثِ يَا حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَلِيُّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ .

اے عبیدہ بن حارث کھڑے ہو جاؤ! اے حمزہ بن عبدالمطلب، ’’تلوار سونت

لو! — اے علی ابن ابی طالب میدان میں نکلو! —

تعمیل حکم میں تینوں بجلی کی سرعت کے ساتھ میدان میں جا کر کھڑے ہوئے —

حضرت عبیدہ نے عتبہ کو — حضرت حمزہ نے شیبہ کو — اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ولید کو لاکارا — حضرت حمزہ اور حضرت علی نے اپنے اپنے حریفوں کو چشم زدن میں ڈھیر کر

دیا — لیکن حضرت عبیدہ اور عتبہ کے درمیان جنگ جاری رہی۔ دونوں ایک دوسرے

کے وار سے زخمی ہو گئے — حضرت حمزہ اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خارہ شگاف

تلواروں کو لہراتے ہوئے عتبہ پر ٹوٹ پڑے — اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا —

حضرت عبیدہ کی ٹانگ کٹ کر الگ ہو گئی تھی اور اس کا گودہ باہر بہہ رہا تھا۔

— اسی حالت میں انہیں اٹھا کر بارگاہِ محبوب رب العالمین میں لے آئے —

آپ نے اپنے آقا و مولا کو دیکھ کر عرض کیا —

اَلَسْتُ شَهِيدًا

کیا میں نعمت شہادت سے سرفراز نہیں ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — بلی — ہاں بے شک تجھے شہادت کی سعادت ارزانی ہوئی — زندگی کے آخری لمحوں میں جوش عشق کا یہ عالم ہے کہ کسی بات کو یاد نہ کیا — صرف یہ کہا — کہ اگر آج ”حضرت“ ابوطالب زندہ ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان کے شعروں کا مصداق میں ہوں۔

كَذَّبْتُمْ وَ بَيْتِ اللّٰهِ يُنذِي مَحْمَدٌ وَ لَمَّا نَطَاعِنُ دُونَهُ وَ نُنَاضِلُ
وَ نُسَلِّمُهُ حَتَّى نَصْرِعَ حَوْلَهُ وَ نَدَهْكُ عَنْ اَبْنَاءِ وَ الْخَلَائِلِ ۔

اللہ تعالیٰ کے گھر کی قسم! اے مشرکین تم جھوٹ کہتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یونہی مغلوب کر لیا جائے گا اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تمہارے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ ہم اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حوالے کر سکتے ہیں جبکہ ہماری لاشیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد پڑی ہوں اور ہم اپنے فرزند وزن سے غافل ہو گئے ہوں۔ (تفسیر فیاء القرآن ج ۳ ص ۲۰۷)

سیدنا ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار میں ایک خاص قسم کا اشارہ پایا جاتا جو اہل یقین کی نظروں سے پوشیدہ نہیں — جناب ابوطالب سے متعلق بات کرنے سے پہلے اہل اسلام کو احتیاط کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے — فتوے بازوں کی شدت پسندی نے گلشن اسلام کو تاراج کرنے میں نامناسب کردار ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے

کہ آج طاغوتی قوتیں اہل اسلام کو غلامی کی زنجیروں میں کسنے کے لیے ہمہ وقت سرگرم عمل ہیں — علماء کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہئے —

آیت نمبر ۲۵-۲۶

اللہ ذوالجلال والا کرام ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ
وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ
آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ آیت نمبر ۵۵-۵۶)

تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور اس کا رسول (پاک) ہے، اور ایمان والے ہیں جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔ اور (ہر حال میں) وہ بارگاہِ الہی میں جھکنے والے ہیں، اور (یاد رکھو) جس نے مددگار بنایا اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ایمان والوں کو، تو بے شک اللہ تعالیٰ ہی کا گروہ غالب ہے۔

☆ — علامہ امام محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ — اس آیت کے ضمن میں یوں

رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مسجد کی طرف تشریف لائے — اس حال میں کہ لوگ رکوع و سجود میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سائل کو دیکھا — تو فرمایا کہ کسی نے تجھے کوئی چیز دی ہے؟ — اس نے عرض کیا: ہاں! — یہ چاندی کی انگوٹھی — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کس نے دی ہے؟ — اس سائل نے کہا، — وہ کھڑا ہونے والا ہے — اور جناب علی کی طرف اشارہ کیا — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا — کہ کس حالت میں اس نے تجھے انگوٹھی

دی۔

— اس نے عرض کیا — ہو رکوع — وہ رکوع میں تھا۔

فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ .

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعرہ بلند کیا پھر یہ (اوپر والی) آیت

تلاوت فرمائی۔ (روح المعانی ج ۶، ص ۱۶۷)

☆ — جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مظہری میں

اسی آیت کے تحت طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بروایت حضرت عمار

بن یاسر تحریر فرمایا ہے — کہ حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس ایک

سائل آیا — حالانکہ آپ نقلی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے —

وَنَزَعَ خَاتَمَهُ وَأَعْطَاءُ السَّائِلَ — فَنَزَلَتْ إِنَّمَا وَلِيكُمُ اللَّهُ

وَرَسُولُهُ — الْآيَةَ —

اور (حضرت علی) نے اپنی انگوٹھی اتار دی اور سائل کو عطا فرمادی — اور اس پر یہ

آیت (إِنَّمَا وَلِيكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ — الْآيَةَ) نازل ہوئی —

(التفسیر المظہری ج ۳، ص ۱۳۲)

☆ — سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے قاضی پانی پتی فرماتے ہیں — (کہ یہ

آیت مولا علی کے حق میں نازل ہوئی) اس کے کئی شواہد موجود ہیں — عبدالرزاق بن

عبدالوہاب بن مجاہد نے اپنے باپ سے، اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس (رضی

اللہ عنہم) سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں ذکر کیا ہے — کہ آپ نے فرمایا یہ آیت

مولا علی کے بارے میں نازل ہوئی — ابن مردویہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن

عباس سے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے اور مولا علی سے بھی اس کی مثل روایت نقل کی

ہے۔ ابن جریر نے مجاہد اور ابن ابی حاتم، سلمہ بن کہیل سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ ثعلبی نے حضرت ابو ذر سے۔ اور حاکم نے ”علام الحدیث“ نے حضرت علی

المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے۔ (التفسیر المظہری ج ۳، ص ۱۶۲)

☆ صاحب مظہری فرماتے ہیں۔ یہ وہ شواہد ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اس قصہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں عمل قلیل کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس پر علماء کا اجماع ہے۔ اور اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا۔

— کہ صدقہ نافلہ کو زکوٰۃ کہنا درست ہے۔ (تفسیر مظہری جلد ۳، ص ۲۶۲)

☆ صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہے کہ آپ نے نماز میں سائل کو انگشتی صدقہ دی تھی، وہ انگشتی، انگشت مبارک میں ڈبیلی تھی، بے عمل کثیر کے نقل کی گئی۔

تفسیر خزان العرفان ص ۱۷۱ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور سن اشاعت ۲۰۰۰ء

اس انگوٹھی کی قیمت

میں نے ایک تفسیر میں اسی آیت کے ضمن میں ایک مختصر سی تحریر دیکھی ہے۔ نکھا ہے۔ نیز یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ وہ انگوٹھی سونے کی تو ہرگز نہ تھی۔ کیونکہ سونا مردوں پر حرام ہے۔ یقیناً چاندی کی ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ اس کا وزن ایک تولہ ہو گا، جس کی قیمت ایک روپیہ سے کم تھی۔

☆ اب دیکھتے ہیں، کہ وہ انگوٹھی کیسی تھی۔ کس کی تھی؟ اور اس کی

قیمت کیا تھی — علامہ محمد صالح ترمذی، حنفی نے اپنی کتاب — ”کوب دری“ — میں لکھا ہے — کہ رکوع حالت میں جو انگوٹھی سائل کو عطا کی گئی، اس کا وزن چار مثقال تھا — اور اس کا نگینہ جو سرخ یا قوت کا تھا پانچ مثقال تھا — اور اس کی قیمت مملکت شام کے خراج کی مثل قیمتی تھی، وہ انگوٹھی طوق بن حران کی تھی — شیر خدا نے دوران جنگ اسے قتل کیا — اور اس کی قیمتی انگوٹھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ انگوٹھی حضرت مولانا علی علیہ السلام کو عطا فرمائی —

یہ کوئی عام انگوٹھی نہ تھی — اس پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے — شعر کہے — منجملہ ان میں سے ایک یہ ہے —

وَ أَنْتَ الَّذِي أَعْطَيْتَ وَ كُنْتَ رَاكِعًا فَذَلِكَ نَفْسُ الْقَوْمِ يَا خَيْرَ رَاكِعٍ .

پس وہ شخص ہے جس نے رکوع کی حالت میں بخشش و سخاوت کی — اے بہترین رکوع کرنے والے! یہ بات قوم کی جان و روح ہے۔

(کوکب دری ص ۱۳۶/۱۳۵ مطبوعہ امامیہ کتب خانہ، لاہور)

خیال رہے کہ تفسیر روح المعانی میں مندرجہ بالا شعر کا مصرع ثانی اس طرح ہے۔

زَكَاةً فَذَلِكَ النَّفْسُ يَا خَيْرَ رَاكِعٍ .

”اے بہترین رکوع کرنے والے تیری طرز بخشش پر جان فدا ہو۔“

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے — حضرت حسان بن ثابت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیگر اشعار بھی نقل فرمائے ہیں۔

۱ — اَبَا حَسَنِ تَفْدِيكَ نَفْسِي وَ مَهَجَتِي

وَ كُلُّ بَطِيٍّ فِي الْهُدَى وَمَسَارِعِ

۲ — اَيَذْهَبُ مَدْحِيكَ الْمُخْبِرُ ضَائِعًا

وَمَا الْمَدْحُ فِي جَنْبِ الْإِلَهِ بِضَائِعِ

۳ — فَانزَلْ فِيكَ اللَّهُ خَيْرَ وَآيَةٍ

وَ اثْبَتَهَا اِنَّنَا كِتَابِ الشَّرَائِعِ

اے ابوالحسن (علی) آپ پر میری جان اور میرا تعریف کرنا قربان ہو، اور

حیطہ ہدایت میں جلدی اور دیر سے آنے والے تجھ پر قربان ہوں —

کیا آپ کی سیاہی سے لکھی ہوئی تعریف ضائع ہو جائے گی؟ — اور اللہ

تعالیٰ کے ہاں جو تعریف ہے وہ ضائع ہونے والی نہیں ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے بہترین ولایت نازل فرمائی ہے، اور اس کو

ثابت رکھا ہے شریعتوں والی کتاب میں۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۶، ص ۱۶۷ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

امام خازن فرماتے ہیں

☆ — عظیم مفسر امام خازن (علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی رحمۃ اللہ

علیہ) اپنی تفسیر (لباب التاویل فی معانی التنزیل) میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں یوں

رقمطراز ہیں — کہ جناب سدی فرماتے ہیں —

مَرَّ بِعَلِيِّ سَائِلٌ وَهُوَ رَاكِعٌ فِي الْمَسْجِدِ فَأَعْطَاهُ خَاتِمَهُ

ایک سائل مولا علی کے پاس سے آیا اور آپ اس وقت حالت رکوع میں

تھے، تو آپ نے اسے اپنی انگوٹھی عطا فرمائی۔

نیز فرماتے ہیں۔

نَزَلَتْ فِي شَخْصٍ مُّعَيَّنٍ وَهُوَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ .

یہ آیت مخصوص شخصیت کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ علی ابن ابی

طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

تفسیر الخازن ج ۲، ص ۵۶ مطبوعہ دارالکتب العمیۃ بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۶

امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ

امام جلیل ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تفسیر

(مدارک التنزیل و حقائق التاویل) میں مذکورہ آیت کے ضمن میں ارقام فرماتے

ہیں۔

إِنهَا نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ سَأَلَهُ سَائِلٌ وَهُوَ رَاكِعٌ

فِي صَلَاتِهِ فَطَرَحَ لَهُ خَاتَمَهُ كَأَنَّهُ مَرَجًا فِي خِنْصَرِهِ فَلَمْ يَتَكَلَّفْ

لِخَلْعِهِ كَثْرَ عَمَلٍ يُفْسِدُ صَلَاتَهُ .

بے شک یہ آیت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نازل ہوئی آپ سے

ایک سائل نے سوال کیا، جب کہ آپ نماز میں رکوع کی حالت میں تھے تو

آپ نے اس کی طرف اپنی انگوٹھی پھینکی، گویا کہ وہ انگوٹھی آپ کی چھنگلی انگلی

میں ڈھیلی تھی، تو آپ کو اس کے اتارنے میں ایسے عمل کا تکلف نہیں کرنا پڑا

جو آپ کی نماز کو فاسد کر دے۔

(تفسیر مدارک علی باش تفسیر الخازن جلد اول ص ۵۰۶ مطبوعہ دارالکتب العربیۃ الکبریٰ منس)

☆ — صاحب مدارک فرماتے ہیں — کہ اس مقام پر جمع کا لفظ لایا گیا —

اگرچہ سبب ایک ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام ان کی اتباع کریں — تاکہ ان ہی کی طرح ثواب حاصل کریں — فرماتے ہیں — کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی حالت میں صدقہ و خیرات درست ہے اور فعلِ قلیل نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں امام طبرانی — ابن مردویہ اور امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے — حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا — جبکہ آپ آرام فرما رہے تھے اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی — گھر میں ایک طرف سانپ موجود تھا — میں نے (ازپئے ادب) یہ امر پسند نہ کیا کہ میں یہاں رات گزاروں — اور یہ بات بھی میں نے (خلاف ادب تصور کی) کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیدار کروں — اور یہ بھی خوف تھا کہ کہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نہ نازل ہو رہی ہو — تو میں سانپ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان سو گیا — تاکہ —

لَئِنْ كَانَ مِنْهَا سُوءٌ كَانَ فِي دُونِهِ .

سانپ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو مجھے پہنچے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچے۔

چند لمحوں کے بعد ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے — اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے — اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ الْاٰیة — اور اس آیت کی تلاوت کے بعد آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَتَمَّ لِعَلِيٍّ نِعْمَةً، وَهَيَّا لِعَلِيٍّ بِفَضْلِ اللّٰهِ اَيَّاهُ .

تہمتوں پر مشہور ہیں یہ تو جوں کے تو جوں ہے۔ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

نقشوں کو برسرِ اہل حق کے لیے نقشِ تیرا کیا۔

یہ سب کچھ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتبِ شریفہ پر دستِ مبارک سے فرما دیا:

☆ — ہر سیوٹی جو تمہارے لیے ہے، اس روایت کے ساتھ اس طرح نقشِ فریبی ہے

— اہل حق — ہر سیوٹی کے لیے ہے۔ اس میں — اور ہر ماہِ مبارک میں —

حضرت محمد بن یوسف نے یہ روایت فرمائی کہ اس روایت کے لیے ہے — کہ حضرت محمد صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آپ نے فرمایا ہے، وہ سب کچھ ہے، ہر ماہِ مبارک میں

نقشوں کو برسرِ اہل حق کے لیے ہے — اور ہر ماہِ مبارک میں اس کی خدمت میں

حاضر ہوا — اور ہر ماہِ مبارک میں اس کی خدمت میں اس کی خدمت میں

ہوں —

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اپنے صحابہ کرام کے سامنے تلاوت

فرمائی —

— پھر ارشاد فرمایا —

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَيَّْ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَآلَاهُ، وَعَادَ مَنْ

عَادَاهُ .

جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے، اے اللہ کریم!، تو اس کو دوست

رکھ جو علی کو دوست رکھے اور جو علی سے دشمنی رکھے، تو بھی اس سے دشمنی

رکھ۔ (روزِ منثور ج ۲، ص ۵۱۹ (ایضاً))

امام طبرانی

جناب امام طبرانی (حافظ الحدیث امام الحدیث ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب

جوئی اور جو بندھیے نے پیغمبرؐ (ص) کی نسبت مہربانہ اور ہمدردی
 کی نسبت زیادہ کے تحت — حضرت عبد بن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ جو بندھیے نے
 فرماتے ہیں — کہ حضرت عبد بن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ جو بندھیے نے —
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ

مَا كُنْتُ بِمَوْلَى كُنْتُ

یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ

یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ

یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ
 یہ جو بندھیے نے حضرت عبد بن عباسؓ کی حدیث میں فرماتے ہیں — کہ

دونوں آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ دونوں آنکھیں اندھی ہو جائیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے متعلق فرماتے

تھے — وہ نیوکاریوں کا پیشوا، اور بہادر داروں اور کافروں کا قاتل ہے۔

مَنْصُورٌ مِّنْ نَّصْرِهِ مَخْذُولٌ مِّنْ خِذْلِهِ .

وہ شخص فتح مند کی سے ہم کنار ہوا، جس نے علی علیہ السلام کی مدد کی — اور

چھوڑ دیا گیا وہ شخص جس نے علی علیہ السلام کو چھوڑا۔

حضرت ابو ذر غفاری فرماتے ہیں — میں ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز ادا کر رہا تھا — اسی اثناء میں ایک سائل

آیا — اور اس نے آکر سوال کیا — کسی نے اسے کچھ نہ دیا —

فَرَفَعَ السَّائِلُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، وَقَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ أَنِّي سَأَلْتُ

فِي مَسْجِدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّم يَوْمًا مِّنَ

الْآيَاتِ فَلَمْ يَعْطِنِي أَحَدٌ .

سائل نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا، اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ میں

نے ایک دن تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں سوال کیا، لیکن

مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا۔

وَكَانَ عَلِيٌّ رَاكِعًا فَأَوْ مَا إِلَيْهِ نَحْوَهُ بِخِصْرِهِ الْيُمْنَى وَكَانَ فِيهَا

خَاتَمٌ، فَأَخَذَ السَّائِلُ الْخَاتَمَ مِنْ خِصْرِهِ وَذَلِكَ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ .

اور اس وقت "مولانا علی رکو" کی حالت میں تھے تو آپ نے اپنے دائیں

ہاتھ کی چھنگلی انگلی سے اشارہ کیا، اس انگلی میں انگوٹھی تھی، تو سائل نے آپ کی اس انگلی سے انگوٹھی اتار لی، اور یہ معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔

تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اقدس آسمان کی طرف بلند کیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی — اے میرے اللہ! میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام نے تیری جناب میں دست دعا دراز کرتے ہوئے عرض کیا تھا۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَلْ لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝ هَرُونَ
أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝

(پارہ ۱۶ آیات نمبر ۲۵ — ۲۶ — ۲۷ — ۲۸ — ۲۹ — ۳۰ — ۳۱)

اے میرے پالنے والے! میرے لیے میرے سینے کو کھول دے — اور میرے لیے میرا کام آسان کر دے — اور کھول دے میری زبان کی گرہ — کہ وہ لوگ میری بات کی حقیقت تک پہنچ سکیں — اور میرے گھر والوں میں سے میرے لیے کام کا بوجھ اٹھانے والا مقرر فرما — ہارون میرا بھائی — اس کے ساتھ میری کمر مضبوط فرما اور اسے میرے کام میں شریک کر —

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی استدعا کو قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكَ مَوْلًى فَتَكُونُ

الْيَوْمَ بَايْتِنَا (بارہ نمبر ۲۰ سورہ قصص آیت نمبر ۲۵)

ہم مضبوط کریں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ذریعے سے، اور ہم تم دونوں کو غلبہ عطا کریں گے تو وہ تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کر سکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب۔

”پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے ان الفاظ کے ساتھ دعا کی۔“
 اللَّهُمَّ وَأَنَا مُحَمَّدٌ نَبِيُّكَ وَصَفِيُّكَ اللَّهُمَّ فَاشْرَحْ لِي صَدْرِي
 وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي، وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي عَلِيًّا أَشَدُّ بِهِ
 ظَهْرِي .

اے اللہ کریم! میں محمد ہوں، تیرا نبی ہوں، تیرا چنا ہوا برگزیدہ دوست ہوں،
 اے اللہ پاک میرے کام کو میرے لیے آسان فرما، اور میرے گھر والوں
 میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعے سے میری پشت کو مضبوط فرما۔
 ”حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ رسول معظم صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا یہ کلام دعا بھی ختم بھی نہ ہوا تھا — یہاں تک کہ حضرت
 جبریل امین علیہ السلام یہ آیت مقدسہ لے کر نازل ہوئے۔“

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ
 وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝

تمہارا مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا (پاک) رسول ہے اور ایمان
 والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حالت میں کہ وہ

التفسیر الکبیر (امام طبرانی) ج ۲، ص ۴۱۵، مطبوعہ دارالکتب الثقانی، اردن سن اشاعت ۲۰۰۸ء، رنج الطالب ص ۱۳۷/۱۳۸ مطبوعہ حق
 برادرانارکلی لاہور، پاکستان

رکوع کرنے والے ہوتے ہیں۔

سورہ مائدہ کی آیت نمبر پچپن کی تفسیر میں مفسرین و محدثین نے جو احادیث و روایات بیان فرمائیں — ان سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی، کہ یہ آیت مبارکہ مولا علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس سے مراد دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں — لیکن اس سے مراد اول مولا مرتضیٰ کی ذات اقدس ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت جو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی — اے رب اکبر جس طرح جو نے موسیٰ علیہ السلام کے اہل بیت میں حضرت ہارون علیہ السلام کو جناب موسیٰ کا مددگار بنایا تھا — اسی طرح میرے لیے میرے اہل بیت میں سے علی کو میرا مددگار بنا — اور علی کے ذریعے میرے بازوؤں کو مضبوط فرما — اور علی کے باعث میری پشت کو قوی فرما —

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی دعا بھی ختم نہیں ہوئی تھی — کہ جناب جبریل علیہ السلام یہ آیت مبارکہ لے کر نازل ہوئے — جس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ سرکار علیہ السلام کی دعا کا ایک ایک لفظ بارگاہ خداوندی میں قبول ہوا — اور اللہ کریم جلّ جلالہ نے دین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی کریم کی مدد سے مضبوط تر فرمایا۔

خوارج کی دہشت گردی — نواصب کی قتل و غارت گری — اور منافقین کی مویشگافیاں — اہل ایمان کے سینوں میں مولا مرتضیٰ کی محبتوں کے گلستانوں کو تاراج نہ کر سکیں گی۔

امام آلوسی بغدادی

سید المفسرین — امام سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے — اپنی تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے تحت طویل بحث کی ہے — جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے — لکھتے ہیں —

محدثین کبار کے نزدیک یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں نازل ہوئی — امامیہ اس آیت سے آپ کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلا فصل کا استدلال کرتے ہیں — آپ ہماری طرف سے ان کا رد اور جواب جانتے ہیں۔ صوفیائے عظام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی کثیر تعداد نے آپ کرم اللہ وجہہ کی — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت بلا فصل کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

إِلَّا إِنْ تِلْكَ الْخِلَافَةَ عِنْدَهُمْ هِيَ الْخِلَافَةُ الْبَاطِنَةُ الَّتِي هِيَ
الْخِلَافَةُ الْإِرْشَادِ وَالتَّرْبِيَةِ وَالْإِمْدَادِ وَالتَّصَرُّفِ الرَّوْحَانِيِّ .

گزرا ان کے نزدیک یہ خلافت، باطنی خلافت ہے، جو ہدایت اور اخلاقی تربیت، امداد ہے، اعانت اور روحانی تصرف سے عبارت ہے۔

یہ خلافت صوری نہیں — جس کا مطلب — حدود قائم کرنا — اور لشکر تیار کرنا — اسلام کی حفاظت کی غرض سے، اس کے دشمنوں کے ساتھ تلوار اور نیزہ سے جنگ کرنا ہے۔

صوفیاء کے ہاں اسی ترتیب کی خلافت ہے جو ابھی بیان ہوئی۔

— جس طرح کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے —

صوفیاء کے نزدیک دو خلافتیں ہیں — صرف صرف اتنا ہے —

كَالْفَرْقِ بَيْنَ الْقَشْرِ وَاللَّبِّ فَالْخِلَافَةُ الْبَاطِنِيَّةُ — لُبُّ
الْخِلَافَةُ الظَّاهِرَةِ وَبِهَا يَذُبُّ عَنْ حَقِيقَةِ الْإِسْلَامِ .
جتنا فرق چھلکے اور گودے کے درمیان ہوتا ہے، باطنی خلافت — ظاہری
خلافت کا مغز اور اصل ہے، اور اسی کے ذریعے سے اسلام کی حقیقت تک
پہنچا جاسکتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے — آگے چل کر لکھتے
ہیں — کہ ظاہری خلافت کے ذریعے اسلام کی ظاہری حفاظت مقصود ہوتی ہے —
فرماتے ہیں — کہ کبھی خلافت روحانی — اور خلافت ظاہری دونوں جمع ہو جاتی
ہیں — جس طرح حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی حکومت کا زمانہ پاک تھا۔
— اور جس طرح یہ دونوں خلافتیں امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ ظہور میں جمع
ہوں گی —

امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں — کہ نبوت اور باطنی خلافت دونوں ایک ہی
مرکز کا حصہ ہیں — اور اسی طرف اشارہ ہے —
حضور علیہ السلام کے اس فرمان مقدس کا — حضور سرورِ عالمیان فرماتے
ہیں —

خُلِقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ مِّنْ نُورٍ وَوَاحِدٍ وَكَانَتْ هَذِهِ الْخِلَافَةُ كَرَّمَ اللَّهُ
تَعَالَى وَجْهَهُ عَلَى الْوَحْدَةِ الْآتِمَّةِ .

میری اور علی کی تخلیق ایک ہی نور سے ہوئی ہے خلافت (باطنی) علی المرتضیٰ
میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

(تفسیر روح المعانی ج ۶، ص ۱۸۶ تا ۱۸۷ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

☆ — امام آلوسی فرماتے ہیں — کہ اسی وجہ سے اللہ والوں کے تمام سلسلوں کا اختتام آپ کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی پر ہوتا ہے۔

احادیث کے درمیان تطبیق

امام محمود آلوسی سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے چل کر لکھتے ہیں — کہ خلافت کو ان دو قسموں میں تقسیم کے ساتھ ساتھ بعض صوفیا اور عارفین نے — ان احادیث کو جو حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی ظاہری ترتیب خلافت کے بارے میں وارد ہوتی ہیں — اور ان احادیث کو — جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلا فصل کے بارے میں منقول ہیں — کے درمیان تطبیق قائم کی ہے — لکھتے ہیں:

وَبَيْنَ الْأَحَادِيثِ الْمَشْعِرَةِ أَوِ الْمَصْخَرَةِ بِخِلَافَةِ الْأَمِيرِ كَرَّمَ
اللَّهُ وَجْهَهُ بَعْدَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِأَنَّ فَصْلَ فَحْمَلِ
الْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ فِي خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ الثَّلَاثَةِ عَلَى الْخِلَافَةِ
الظَّاهِرَةِ وَالْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ خِلَافَةِ الْأَمِيرِ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى
وَجْهَهُ عَلَى الْخِلَافَةِ الْبَاطِنِيَّةِ .

اور ان احادیث کے درمیان جو جناب علی امیر کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلا فصل کے بارے میں وارد ہوئیں (ان میں یوں تطبیق قائم کی ہے کہ) جن احادیث کو خلفائے ثلاثہ کی خلافت ظاہری پر محمول کیا ہے — اور جو احادیث امیر علی المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کے بارے میں مروی ہیں، ان کو خلافت باطنیہ کا نام دیا گیا ہے —

تفسیر روح المعانی (امام آلوسی) ج ۶، ص ۱۸۶/۱۸۷ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

☆ — خیال رہے — کہ امام آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حنفیوں کی جماعت کے امام و مفسرین — اور انہوں نے نظریہ احناف کی ترجمانی کرتے ہوئے — ان لوگوں کا رد کیا ہے، جو اس آیت سے ظاہری خلافت بلا فصل کا استدلال کرتے ہیں — اور انہوں نے صوفیاء کے حوالوں سے سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی باطنی خلافت بلا فصل کے روحانی نظریہ کی حمایت کی ہے — اور جناب علی کرم اللہ وجہہ کو منبع ولایت قرار دیا ہے۔

جو ولایت کی ولایت کا ہے سرور وہ علی
 جو علوم باطنی کا ہے سمندر — وہ علی
 عارض شرع رسول پاک کا غازہ علی
 علم و حکمت کے مدینے کا دروازہ علی
 ہر ولی، ہر غوث، ہر قطب جلی کے سر کا تاج
 کشور فقر و غنا پر حشر تک جس کا ہے راج
 کون ہے دنیا میں میرے مولا حیدر کے سوا؟
 جس نے ہو دعویٰ ”سلونی“ برسر منبر کیا

علامہ زمخشری

— امام النجوم — مفسر، علامہ ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری (متوفی ۵۲۸ھ) اپنی تفسیر ”الکشاف“ — میں ارقام فرماتے ہیں، کہ اگر تو ”بغرض اعتراض“ یہ کہے کہ یہ امر علی المرتضیٰ کے لیے کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ جب کہ اس آیت میں جمع کا لفظ استعمال ہوا ہے جو پوری جماعت کے لیے ہے — لکھتے ہیں — میں کہتا ہوں اگرچہ اس میں سبب فرد واحد

(علی) ہے، جمع کا لفظ اس لیے استعمال ہوا۔

لَيَرْغَبِ النَّاسُ فِي مِثْلِ فِعْلِهِ فَيَنَالُوا مِثْلَ ثَوَابِهِ .

تاکہ لوگ آپ کرم اللہ وجہہ کے اس فعل سخاوت جیسا فعل کرنے کی طرف راغب ہوں، اور آپ جیسا ثواب حاصل کر لیں۔

فرماتے ہیں — کہ مؤمنوں کی عادت نیکی اور احسان کرنے کی حرص میں اسی انتہائی درجے کی ہونی ضروری ہے — کہیں ایسا نہ ہو کہ مانگنے والے مایوسی کے اندھیروں میں گم نہ ہو جائیں۔

إِنَّ لَزَّهُمْ أَمْرًا لَا يَقْبَلُ التَّأَخِيرُ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، لَمْ يُؤَخِّرُوهُ إِلَى الْفِرَاقِ مِنْهَا .

اگر انہیں کوئی اس قسم کا معاملہ درپیش ہو تو وہ دوران نماز بھی تاخیر قبول نہیں کرتے، کہ وہ ”اس عطا کو“ نماز سے فراغت تک بھی مؤخر نہیں کرتے (یعنی پڑھنے کے دوران ہی عطا کر دیتے ہیں)

(تفسیر الکشاف ج اول، ص ۳۹۹ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۶ء (علامہ ابو القاسم محمود بن عمر زحشری)

خیال رہے کہ کشف کے پرانے نسخوں میں — إِنَّ الزَّمَهُمْ — ہے — اور دارالکتب العربیہ کے مطبوعہ نسخے میں — لَزَّهُمْ — ہے — جو لغوی اعتبار سے مترادف ہیں —

☆ — علامہ زحشری نے اپنی تفسیر میں یہ امر واضح کیا ہے — کہ یہ آیت مبارکہ مولا علی کے حق میں نازل ہوئی — اور اس پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ آیت میں جمع کا لفظ ہے جو پوری جماعت کے لیے ہے — آپ نے اس کے جواب میں لکھا ہے — کہ اس کا مصداق فرد واحد علی علیہ السلام ہیں — اور جمع کا لفظ اس لیے مستعمل

ہوا — تاکہ لوگ آپ جیسا ثواب حاصل کرنے کے اشتیاق میں سرگرداں رہیں اور اگر کوئی سائل آ کر سوال کرے تو نماز سے فارغ ہونے کا انتظار نہ کریں — ادھر صدائے بھیک بلند ہو — ادھر دست سخا حرکت میں آ جائے — اور یہ انوکھا انداز سخاوت، آفتاب رسالت کی روشنی میں مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کر کے دکھایا — جس پر سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۵۵ — نازل ہوئی —

آیت نمبر ۲۷

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا۔

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَكَلِمَتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ

كَلِمَتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ○ (پارہ نمبر ۱۶ سورہ کہف آیت نمبر ۱۰۹)

(اے حبیب!) آپ فرمائیے، اگر ہو جائے سمندر روشنائی میرے رب کے

کلمات (لکھنے کے لیے) تو ختم ہو جائے گا سمندر، اس سے پہلے کہ ختم ہوں

میرے رب کے کلمات، اور اگر ہم لے آئیں اتنی اور روشنائی اس کی مدد کو۔

آسان لفظوں میں اس کا مطلب یوں سمجھیں کہ تمام سمندروں کے پانیوں کا خاتمہ

ممکن ہے — لیکن کلمات خداوندی کا خاتمہ ممکن نہیں — سمندروں کے پانی کو سیاہی بنا

کر — اگر کلمات ربی کو لکھنا شروع کیا جائے تو سمندروں کے قطرات ختم ہو جائیں —

یہاں تک کہ اس کے بعد ایک قطرہ بھی باقی نہ ہوگا، جس سے کچھ لکھا جاسکے — اس لیے

سمندروں کے قطرات متناہی (انتہا کو پہنچنے والے) ہیں — اور معلومات باری تعالیٰ

— غیر متناہی (انتہا کو نہ پہنچنے والے) ہیں — اس لیے وہ ختم نہ ہوں گے —

اسی سلسلے کی ایک اور آیت مقدسہ دیکھیں — اور اس کے معنی و تفسیر کے بعد ایک

حدیث مبارک دیکھیں — پھر اس پر غور فرمائیں اور مولا علی کے علم و حلم — شان و عظمت — فضائل و مناقب کا ناپ تول اور پیمائش کرنے والوں کے نازیبا چہروں کی طرف دیکھیں تو نفاق کا پورا مجسمہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوگا —

آیت نمبر ۲۸

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ
سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

(پارہ نمبر ۲۱ سورہ لقمان آیت نمبر ۲۷)

اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں، قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے، اور اس کے علاوہ سات سمندر اُسے (مزید) سیاہی مہیا کریں تو پھر بھی ختم نہیں ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے کلمات، بے شک اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے اور بڑا حکمت والا ہے۔

شَجَرَةٌ

شجرہ: — اس درخت کو کہا جاتا ہے، جس کا تنا ہو — اور اس کا منفرد ہونا، اس لیے ہے کہ ہر ایک درخت سے علیحدہ علیحدہ قلمیں تیار کی جائیں — اور دنیا کا کوئی درخت ایسا نہ ہو جسے قلم نہ بنایا جائے (یعنی تمام روئے زمین کے درختوں کی شاخوں کو قلمیں بنا دیا جائے — اور تمام سمندروں کے پانی سیاہی بن جائیں تو پھر بھی کلمات خداوندی لکھنے سے قاصر ہیں۔

قَلَمٌ

— قَلَمٌ — کا معنی ہے کسی سخت چیز کو توڑنا — جیسے ناخن وغیرہ — لیکن

اب صرف اس چیز سے مخصوص ہو گیا ہے۔

جس سے لکھا جائے —

☆ — علامہ حقی کشف الاسرار کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

سُمِّيَ قَلَمًا لِأَنَّهُ قَطُّ رَأْسُهُ .

قلم — اس نام سے اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ اس کا سر کاٹ دیا جاتا

ہے۔ (روح البیان ج ۷، ص ۹۴ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

اَقْلِيمٌ

اقلیم کا لفظ بھی اسی سے ہے، بمعنی زمین کا ایک حصہ سمات براعظموں میں سے ایک

براعظم —

☆ — ناخن کاٹنے کو — تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ — سے تعبیر کیا گیا ہے — اب

اس کا معنی یہ ہوا — کہ اگر ثابت ہو جائے کہ درخت قلمیں ہیں — اور تمام قلمیں گھس کر

رہ جائیں گی — لیکن علم الہی کا ایک قلیل ترین حصہ بھی رقم نہ ہو سکے گا —

وَالْبَحْرِ

بحر سمندر کو کہتے ہیں — آیت میں بحر سے — بحر محیط مراد ہے — اور

بحر محیط — وہ بحر اعظم ہے جو تمام روئے زمین پر سمندروں اور دریاؤں کا سرچشمہ

ہے — اور بحر اعظم کا کنارہ کسی کو معلوم نہیں — اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کی

گہرائی کو جانتا ہے — اس بحر محیط جیسے سمات اور سمندر بھی مل کر سیاہی بن جائیں تو

کلمات خداوندی کو محیط تحریر میں نہیں لاسکتے —

☆ — علامہ حقی فرماتے ہیں — کہ اس آیت میں اشارہ ہے — کہ حکمائے

الہیہ — یعنی اولیاء اللہ کے کلمات اور ان کے علوم غیر منقطع ہیں — اس لیے کہ ان کے علوم اور حکمتیں حق تعالیٰ کے چشمہ حکمت سے حاصل شدہ ہیں —

جب چشمہ غیر منقطع ہے — تو اس کا پانی بھی لازماً منقطع نہیں ہوگا (ختم نہیں ہو سکتا) — لکھتے ہیں:

وَ كَيْفَ يَنْقَطِعُ وَ حِكْمَةُ الْحَكِيمِ تَلْقِينُ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَفَيْضٌ مِنْ خَزَائِنُهُ لَا تَنْفَدُ كَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ .

”اولیاء اللہ کے“ علم و حکمت کا انقطاع کیسے ہو سکتا ہے، جب کہ انہیں علم و حکمت کی تلقین اور فیضِ پروردگار عالم اور اس کے خزانوں سے نصیب ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے خزانے غیر منقطع ہیں — جیسا کہ اس آیت سے

ثابت ہے۔ (تفسیر روح البیان ج ۷، ص ۹۵ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ پاکستان)

قارئین کرام! — مذکورہ دونوں آیتوں کی تفسیر، مفسرین کرام نے جس انداز سے کی ہے — ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں — اور ان کی شان نزول پر بھی اتفاق ہے — کلمات اللہ سے جو مفسرین نے علم و حکمت مراد لیا ہے، ہم اس کو صدق دل سے مانتے ہیں — یہاں کلمات خداوندی کی دو مشہور قسمیں بیان کرنے جا رہا ہوں، جس پر خاص قسم کی توجہ کی ضرورت ہے —

کلمات کی دو قسمیں

آیت میں لفظ کلمات استعمال ہوا — اور کلمات کی — دو قسمیں ہیں —
کلمات لفظی اور کلمات حقیقی — اور ان کلمات حقیقی — اور کلمات وجودی سے مراد —
وہ قدسہ ہیں — جن کو پنج تن پاک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے — اور یہ وہ حقیقت

ہے، جس کے سامنے اہل ایمان کا سر تسلیم خم ہے۔

کلمات وجودی کا معنی یوں سمجھیں — کہ اللہ کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

— کلمۃ اللہ — فرمایا ہے — جو وجود کے ساتھ موجود ہیں — اور کلمات حضرت

آدم علیہ السلام کو دعا کی صورت میں سکھائے گئے وہ یہ ہیں —

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَابْنَيْهِمَا .

اے اللہ کریم! میں سوال کرتا ہوں محمد و علی، فاطمہ اور حسنین (علیہم السلام)

کے وسیلہ سے۔

مفسرین کرام — نے ان بستیوں کو حقیقی اور وجودی کلمات قرار دیا ہے —

ایمان والوں نے، یہ بات اپنے سینوں میں عقیدت کی پوری کائنات بسا کے مان لی —

امام حقی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان بھی مان لیا — کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے کلمات — اور

ان کے علوم غیر منقطع ہیں۔

لیکن بندہ ناچیز ایک حدیث شریف بیان کرنے جا رہا ہے — جو محبت والوں کے

لیے یقین کی پختگی اور سرور و انبساط کا باعث بنے گی — اور منافقوں اور اہل عداوت

کے خرمین پر بجلی بن کر گرے گی — جگر کو تھام لیں — کہ میں نام نہاد علماء کی مویشی گانیوں

اور نکتہ چینوں کی پروا نہ کرتے — بلا خوف و خطر حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کی حدیث بیان کرنے والا ہوں — دماغوں کے درتچے وا کر لیں — اور

دلوں میں محبت کے گاشن کھلا کر اس امر پر غور فرمائیں تو انشاء اللہ العزیز — اطمینان قلبی کی

دولت نصیب ہوگی —

فرمان ابن عباس

اگر تمام درخت قلمیں بن جائیں

علامہ سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ — اپنی مشہور زمانہ کتاب ”تذکرۃ الخواص میں

رقمطراز ہیں —

وَقَدْ رَوَى مُجَاهِدٌ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، فَقَالَ مَا
أَكْثَرَ فَضَائِلَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَإِنِّي لَأُظَنُّهَا ثَلَاثَةَ آلَافٍ —
فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ هِيَ إِلَى الثَّلَاثِينَ أَلْفًا أَقْرَبُ مِنْ ثَلَاثَةِ آلَافٍ
ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ . لَوْ أَنَّ الشَّجَرَ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ مِدَادٌ وَالْإِنْسُ
وَالْجِنُّ مَا أُخْصُوا فَضَائِلَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ .

حضرت مجاہد نے روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس
سے پوچھا، کہ حضرت علی کے فضائل کس کثرت کے ساتھ ہوں گے؟ —
میں سمجھتا ہوں کہ ”مولا علی“ کے تین ہزار فضائل ہوں گے۔ حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے اسے جواباً ارشاد فرمایا — تیس ہزار کے قریب
— پھر حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا — اگر تمام درخت قلمیں بن
جائیں — اور سارے سمندر سیاہی بن جائیں، اور تمام انسان اور جن ان
کو لکھنا شروع کر دیں، تب بھی علی (علیہ السلام) کے فضائل کو شمار میں نہیں لا
سکتے —

تذکرۃ الخواص (امام سبط ابن جوزی) ص ۲۳ مطبوعہ موسسۃ اہل بیت بیرون، لبنان سن اشاعت ۱۹۸۱ء

اے ملت اسلامیہ کے ذیشان علمائے کرام! — جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض
کروں — وہ اس لیے کہ آپ کے فتوے کی تیغ دو دم سے اپنی گردن بچانا اس دور کا

سب سے زیادہ مشکل امر ہے۔

ارے صاحب! — ہماری مجال کہ دم ماریں۔ صرف دو شعر پیش خدمت ہیں۔
پھول ہیں سارے باغ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسیں، پر علی مولا مشکل
کشتا اور ہے

یوں تو اوروں کو بھی ہے فضیلت ملی، پر علی شوکت بل اتنی اور ہے
علم ہے سروری علم ہے روشنی، علم والوں سے ہے بزم عالم تجی
پر ہونمبر پہ جس نے ”سلوئی“ کہا، کون مولا علی کے سوا اور ہے

آیت نمبر ۲۹

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ
صَدَقَةٌ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرٌ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

رَحِيمٌ (پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ آیت نمبر ۱۲)

اے ایمان والو! جب تم کوئی بات کرنا چاہو، رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے تنہائی میں تو اپنی عرض سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لیے
بہتر ہے، اور (دلوں کو) پاک کرنے والی ہے، اور اگر تم (اس کی سکت) نہ
پاؤ، تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

اس آیت پر صرف مولا علی نے عمل کیا

حضرت صدر الافاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی شان نزول بیان
فرماتے ہیں — رقم طراز ہیں — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں جب اغنیاء

نے عرض و معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی — کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا، تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا — اور اس حکم پر ”صرف“ حضرت علی مرتضیٰ نے عمل کیا — کہ ایک دینار دے کر دس مسائل دریافت کیے —

وہ دس مسائل یہ ہیں: —

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد گرامی ہے — فرماتے ہیں —
هَذِهِ الْآيَةُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، مَا عَمِلَ بِهَا أَحَدٌ قَبْلِي، وَلَا عَمِلَ بِهَا أَحَدٌ بَعْدِي .

یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کی وہ آیت ہے، جس پر مجھ سے پہلے کسی نے عمل نہیں کیا، اور نہ ہی میرے بعد کوئی اس پر عمل کرے گا۔

فرماتے ہیں میرے پاس ایک دینار تھا — اور وہ میں نے صدقہ کر دیا۔
فَكُنْتُ إِذَا نَاجَيْتُهُ تَصَدَّقْتُ بِدِرْهَمٍ .

پھر جب بھی میں کوئی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی راز کی بات کرتا تو ایک درہم صدقہ کر دیتا —

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس مسائل دریافت کیے — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ان کے جوابات مرحمت فرمائے۔

ا — میں نے عرض کیا — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! — وفا کیا ہے؟

— آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — توحید اور لا الہ الا اللہ کی

شہادت۔

۲— عرض کیا — فساد کیا ہے؟ — فرمایا —
کفر اور شرک۔

۳— میں نے عرض کیا — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! — حق کیا ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

الْإِسْلَامُ وَالْقُرْآنُ وَالْوِلَايَةُ إِذَا انْتَهَتْ إِلَيْكَ .

اسلام، قرآن اور ولایت جب اس کی انتہا تم پر آ کر ختم ہو۔

۴— عرض کیا ”حیلہ“ (یعنی تدبیر) کیا ہے؟ — فرمایا۔
ترک حیلہ۔

۵— عرض کیا — مجھ پر کیا لازم ہے؟ — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:

طَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ .

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت۔

۶— علی المرتضیٰ نے عرض کیا — اللہ کریم سے کیسے دعا مانگوں — حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

بِالصِّدْقِ وَالْيَقِينِ .

صدق اور یقین کے ساتھ۔

۷— عرض کیا — اللہ کریم سے کیا مانگوں — فرمایا۔

عافیت —

۸— عرض کیا اپنی نجات کے لیے کیا کروں؟ — فرمایا۔

حلال کھاؤ اور سچ بولو۔

۹۔ عرض کیا، سرور کیا ہے؟ — فرمایا — جنت۔

۱۰۔ عرض کیا راحت کیا ہے؟ — فرمایا — اللہ تعالیٰ کا دیدار۔

فَلَمَّا فَرَغْتَ مِنْهَا نَزَلَ نَسْخُهَا .

”علی فرماتے ہیں“ جب میں ان سوالوں سے فارغ ہوا — تو یہ حکم منسوخ ہو

گیا — (تفسیر مدارک التزئیل (امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ) ج ۳، ص ۲۹۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اوپر درج آیت نجوی — یعنی سورہ کی آیت نمبر ۱۲ پر سوائے مولائے کائنات

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کسی کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا — یہ سعادت

صرف حسنین وعباس کے بابا کے حصہ میں آئی — پہلے حکم نازل ہوا — پھر مندرجہ ذیل

آیت کی صورت میں رخصت نازل ہوئی۔

آیت نمبر ۳۰

ارشاد خداوندی ہے:

ءَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقْتُمْ ۖ فَاذِلْمَ تَفْعَلُوا

وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا اللَّهَ

وَرَسُولَهُ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ ۙ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ (پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ آیت نمبر ۱۳)

”کیا تم (اس حکم سے) ڈر گئے کہ تمہیں سرگوشی سے پہلے صدقہ دینا

چاہئے۔ پس جب تم ایسا نہیں کر سکتے تو اللہ نے تم پر نظرِ کرم فرمائی۔ پس

(اب) تم صحیح صحیح نماز ادا کیا کرو، اور زکوٰۃ دیا کرو، اور تابع فرمائی کرو اللہ

اور اس کے رسول کی، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔“

☆ — سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ جب یہ آیت (آیت نجوی) نازل ہوئی — تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے بلا کر ارشاد فرمایا — کہ تمہاری کیا رائے ہے، اس معاملہ میں کہ جب کوئی مجھ سے راز کی بات سرگوشی کے انداز میں کرے — تو اس کے عوض ایک دینار صدقہ کرے — فرماتے ہیں — میں نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ ہے —

حضور علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا — نصف دینار ٹھیک ہے — میں نے عرض کیا: زیادہ ہے — یہ لوگ نصف دینار کی بھی طاقت نہیں رکھتے —

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا — پھر تم یہ بتاؤ کہ کتنا ہونا چاہئے — میں نے عرض کیا — حَبَّةٌ أَوْ شَعِيرَةٌ — گندم اور جو کا ایک دانہ — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

(ای مقدار ہا من ذہب — یعنی اس سے مراد سونے کی مقدار ہے۔)

إِنَّكَ لَزَهِيْدٌ — تم بڑے کفایت شعار ہو —

صاحب روح البیان نے — زَهِيْدٌ — کا معنی اس طرح کیا ہے۔

رَجُلٌ قَلِيْلٌ الْمَالِ لِيُزْهَدَكَ .

”ایسا شخص جو مال کی طرف رغبت نہ ہونے کی وجہ سے قلیل المال ہو۔“

فرماتے ہیں — لیکن یہ تمہاری قدرت و طاقت کے مطابق ہے — تمہیں

ہو منوں پر شفقت سے کیا؟ —

☆ — نسائی — ثعلبی — اور واحدی رحمۃ اللہ علیہم نے مولا علی کا قول نقل

فرمایا ہے — مولا علی فرماتے ہیں —

وَكَانَ يَقُولُ بِي خُفِّفَ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ .

کہ میری وجہ سے اس امت پر تخفیف ہوئی۔

تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۲۰۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۳ء ارجح المطالب ص ۱۳۲، مطبوعہ حق برادرز، انار
کلی لاہور

☆ — حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے

ہیں — کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کوا تین ایسی فضیلتیں حاصل ہیں — اگر ان میں

سے مجھے ایک بھی میسر ہوتی تو وہ میرے لیے بہترین نعمتوں سے محبوب تر تھی۔

تَزْوِيْجُهَا فَاطِمَةَ وَاِعْطَاؤُهُ الرَّأْيَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَايَةُ النَّجْوَى .

تزوج فاطمہ الزہراء غزوہ خیبر میں انہیں جھنڈا عطا کیا جانا ”آیت نجویٰ پر عمل

کرنا۔“ (تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۲۰۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

علماء و محققین کے نزدیک تین سو کے لگ بھگ قرآن مجید میں ایسی آیات موجود ہیں

جو مولا علی کے حق میں نازل ہوئیں — آیت نجویٰ پر اس باب کو بند کرتے ہوئے بارگاہ

خداوندی میں دعا ہے کہ اللہ کریم اس تحریر کو قبول فرمائے — آمین بحرمت سید

المرسلین —

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ .

مولانا علی از روئے حدیث شریف

ادائے احمد مرسل، ادائے مولا علی علیہ السلام

عطائے سرورِ عالم، عطائے مولا علی علیہ السلام

امام العارفین — امیر المؤمنین — مولائے کائنات — حضرت سیدنا و مرشدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے متعلق کثیر تعداد میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں — اتنی احادیث کسی اور صحابی رسول کے متعلق دیکھنے میں نہیں آئیں — اس کی چند جوہات ہیں — اور ان میں سے ایک ظاہری وجہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات میں منافقین کا ایک منظم گروہ اسلام کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔

ان کی علامات قرآن و حدیث میں موجود ہیں — ارشاد نبوی کے مطابق منافقوں کی علامتوں میں سے ایک واضح ترین علامت یہ ہے — کہ ہر منافق کے سینے میں بغض علی کی آتش ہر وقت شعلہ بار رہتی ہے — سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب، منافقوں کو بغض حیدر کرار کی وجہ سے پہچان جاتے تھے۔

— آج بھی منافقوں کی پہچان یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شیر کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں — اور اس قسم کے منافق ہمارے ملک میں بھی کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں — ایمان کو تباہ و برباد کر دینے والی بیماری کے بچاؤ کے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے بڑے بڑے اجتماعات میں — مولا علی کے اوصاف حمیدہ اور مناقب عالیہ، اور رفعت شان و فضائل کو بیان فرمایا۔

اور آپ کی نسبت قرابت اور عظمت و ولایت کا جا بجا تذکرہ فرمایا — تاکہ اہل ایمان بغضِ علی کی آگ سے محفوظ رہیں۔

— آئیے! — حدیث شریف کے بحرِ خار سے وہ موتی تلاش کریں، جن پر علی علیہ السلام کا نام کندہ ہے — اور جن کی چمک سے تاریکیاں، روشنیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں —

حدیث نمبر ۱

فضائلِ حضرت علی علیہ السلام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا اُكْتَسِبَ مُكْتَسِبٌ مِّثْلَ فَضْلِ عَلِيٍّ يَهْدِي صَاحِبَهُ اِلَى الْهُدَى
وَ يَرُدُّهُ عَنِ الرَّدَى .

کسی بھی نیکی کمانے والے نے علی کی فضیلت کی مثل نہیں فرمایا، وہ اپنے ساتھی کو ہدایت کاملہ تک پہنچاتے ہیں اور ہلاکت کے راستے سے ہٹاتے

ہیں۔ (الریاض النضرہ ج ۲، ص ۱۸۹)

حسن روایات

الاستیعاب میں امام احمد بن حنبل اور اسماعیل بن اسحاق قاضی کے حوالے سے مرقوم ہیں — فرماتے ہیں۔

لَمْ يُرَوْ فِي فَضَائِلِ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِالْأَسَانِيدِ الْحَسَانِ مَا رُوِيَ فِي فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ .

صحابہ کرام میں جتنی حسن روایات حضرت علی بن ابی طالب کے حق میں مروی ہیں — اتنی کسی اور کے بارے میں نہیں۔

☆ — حضرت امام احمد بن حنبل قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ .

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے جتنے فضائل حضرت علی ابن ابی طالب کو نصیب ہوئے اتنے کسی اور کے حصے میں نہیں آئے۔

(مستدرک حاکم ج ۳، ص ۱۰۷)

حدیث نمبر ۲

نورِ نبی ﷺ وعلی علیہ السلام — چودہ ہزار سال پہلے

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول کریم علیہ

الصلوة والتسليم کو فرماتے ہوئے سنا —

كُنْتُ أَنَا وَ عَلِيٌّ نُورًا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ تَعَالَى قَبْلَ أَنْ يُخْلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَرْبَعَةِ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَسَمَ ذَلِكَ النُّورَ جُزْءَيْنِ . فَجُزْءٌ أَنَا وَ جُزْءٌ عَلِيٌّ .

میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ

ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں نور تھے، جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام

کو پیدا فرمایا تو اس نور کے دو اچھے کردیئے، پس ایک حصہ میں صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہوں — اور ایک صلی اللہ علیہ وسلم —

(مرویش غنہ بن عباس ۱۰۰)

اگر عدل و انصاف اور علم و دانش کی دنیا ابھی تک آباد ہو — اور اگر بصیرت و
فراست کے گستان سرسبز و شاداب ہوں — اور ان کی و آگہی کے انوار پر سے جو بہن پر
ہوں — تو علم کلیم کے ماہرین کی خدمت میں دعوتِ فکر پیش کرنے کی جسارت کرتا
ہوں — تاکہ امت مسلمہ فرقہ وارانہ عنفرت کے چنگل سے آزاد ہونے کی جدوجہد کر
سکے —

حدیث نمبر ۳

ایک طینت سے

خصیب بغدادی (ابوہریرہ احمد بن علی بغدادی متوفی ۳۱۳ھ) نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —
بغداد میں کہتے ہیں — کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —

خَبِثَتْ اَنْاءُ هَارُونَ بْنِ عِمْرَانَ وَ يَحْيَىٰ بْنِ زَكْرِيَّا، وَ عَيْشَىٰ بِنْتُ
اَبِي طَالِبٍ قَبْلَ وَاحِدَةٍ .

میں، اور ہارون بن عمران، یحییٰ بن زکریا، اور عیسیٰ ابن ابی طالب (عیسہ)

اسلام) ایک ہی طینت سے پیدا کئے گئے ہیں۔ (مرویش غنہ بن عباس ۱۰۰)

حدیث نمبر ۴

جو جنت میں رہنا چاہتا ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عہد اللہ بن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری طرح حیات و انتقال پائے — اور اس جنت عدن میں رہے — جس کو میرے پڑوسرے دیگارتے تخلیق فرمایا ہے۔

فَلْيُؤَالَ عَلِيًّا مِّنْ بَعْدِي وَالْيُؤَالَ وَوَالِيَّهُ .

تو اس کو چاہئے کہ وہ میرے بعد علی کو والی بنائے اور اس کے ولی و وارث کو والی بنائے۔

وَالْيَقْتَدِ بِالْأَيْمَنَةِ مِنْ بَعْدِي فَإِنَّهُمْ عَشْرَتِي خَلِيفَةُ مِنْ حَيْثِي — وَرَزَقُوا فِيهَا وَعِلْمًا — وَوَيْلٌ لِّلْمُكَذِّبِينَ بِفَضْلِهِمْ مِّنْ أُمَّتِي — لِلْقَاطِعِينَ فِيهِمْ صَلَاتِي — لَا آتَانَهُمُ اللّٰهُ شَفَاعَتِي —

اور میرے بعد اماموں کی اقتداء و پیروی کرے، کیونکہ وہ میری اور وہاں عمرت ہیں، اور وہ میری طینت سے پیدا کیے گئے ہیں — اور جو لوگ میری امت میں سے ان کی فضیلت کو جھٹلانے والے ہیں — اور میری ان سے رشتہ توڑنے والے ہیں — اللہ تعالیٰ ان (بزدختوں کو) میری شفاعت نصیب نہ فرمائے —

اصحیہ روایت: صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲

حدیث نمبر ۱۰

جو جنتی قصبہ یا قومنی پانا چاہے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ارشاد فرمایا — جو اس دنیا میں میری طرح جینا چاہے — اور عالم برزخ میں میری طرح رہنا چاہے تو — فَلْيَتَوَلَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ مِنْ بَعْدِي .
اسے چاہئے کہ وہ علی ابن ابی طالب کو میرے بعد امیر بنائے۔

(حلیۃ الاولیاء ج اول، ص ۸۶)

حدیث نمبر ۶

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

— فرماتے ہیں — کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بارگاہ رسالت

میں سوال کیا — اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم —

ا، لَا تَسْتَخْلِفُ عَلَيَّ؟ قَالَ: اِنْ تَوَلَّوْا عَلِيًّا تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا

يَسْلُكُ — بِكُمْ الطَّرِيْقُ الْمُسْتَقِيْمَ —

کیا آپ علی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے؟ — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا — اگر تم خلافت علی کے سپرد کرو گے، ہادی و مہدی پاؤ گے، اور وہ

تمہیں سیدھے راستے پر چلائیں گے۔

حلیۃ الاولیاء ج اول، ص ۶۴ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ، بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۹۸۰ء

حدیث نمبر ۷

اگر تم ان کو خلیفہ بناؤ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ارشاد فرمایا:

إِنْ تَسْتَخْلِفُوا عَلِيًّا — وَمَا أَرَاكُمْ فَاعِلِينَ — تَجِدُوهُ
هَادِيًا مَهْدِيًّا يَحْمِلُكُمْ عَلَى الْمَحْجَةِ الْبَيْضَاءِ .

اگر تم علی کو خلیفہ بناؤ گے — اور میں نہیں دیکھتا کہ تم ایسا کرو گے (اگر تم ایسا
کرو) تو پھر ان کو ہادی و مہدی پاؤ گے اور وہ تم کو شریعتِ بیضاء پر چلائیں
گے۔

حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ج اول، ص ۶۴ (حافظ الحدیث ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ مطبوعہ بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۸

سات چیزوں میں برتری

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔

يَا عَلِيُّ اُخْصِمُكَ بِالنَّبُوَّةِ وَلَا نَبُوَّةَ بَعْدِي وَ تُخْصِمُ النَّاسَ بِسَبْعِ
وَلَا يَحَابُكَ فِيهَا أَحَدٌ مِّنْ قُرَيْشٍ — أَنْتَ أَوْلَهُمْ إِيْمَانًا بِاللَّهِ
وَأَوْفَاهُمْ بِعَهْدِ اللَّهِ — وَأَقْوَمُهُمْ بِأَمْرِ اللَّهِ — وَأَقْسَمُهُمْ
بِالسُّوِيَّةِ وَأَعْدَلَهُمْ فِي الرَّعِيَّةِ — وَأَبْصَرُهُمْ بِالْقَضِيَّةِ —
وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ مَزِيَّةً .

اے علی! — میں نبوت کی وجہ سے تم پر غالب ہوں — اور میرے بعد

نبوت نہیں — (اے علی!) تم سات چیزوں میں لوگوں پر غالب ہو —

اور قریش میں سے کوئی بھی تمہارے مد مقابل نہیں — تم ان سب سے

پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے پہلے مومن ہو — اور سب سے پہلے

اللہ کریم کے عہد کو پورا کرنے والے ہو — اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالانے والے ہو — اور انصاف کے ساتھ ان سب سے زیادہ تقسیم کرنے والے ہو — اور فیصلے کے بارے میں سب سے زیادہ عدل کرنے والے ہو — اور فیصلہ کرنے میں ان سب سے زیادہ (صاحب بصیرت اور) دور اندیش ہو — اور اللہ کریم کے نزدیک فضیلت میں ان سب سے افضل ہو —

(حدیث الاولیاء و طبقات الاصفیاء ج اول ص ۶۵/۶۶ مطبوعہ دارالکتب العربیہ (ابونعیم اصفہانی)

حدیث نمبر ۹

سب سے زیادہ مرتبے والا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے — حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کندھے پر تھکی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا عَلِيُّ! لَكَ سَبْعُ خِصَالٍ، لَا يُحَاجُّكَ فِيهِنَّ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ — أَنْتَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ بِاللَّهِ إِيْمَانًا — وَأَوْفَاهُمْ بِعَهْدِ اللَّهِ — وَأَقْوَمُهُمْ بِأَمْرِ اللَّهِ — وَأَرَأَفَهُمْ بِالرَّعِيَّةِ — وَأَقْسَمُهُمْ بِالسَّوِيَّةِ — وَأَعْلَمُهُمْ بِالْقَضِيَّةِ — وَأَعْظَمُهُمْ مَرْيَّةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

اے علی! تجھے سات ایسی فضیلتیں حاصل ہیں، جن میں تجھ سے قیامت کے دن کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا — اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانے میں سب

مؤمنوں سے پہلے — اللہ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے — اور امر الہی کو سب سے زیادہ قائم کرنے والے — اور سب سے زیادہ برابر اور انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے والے — اور رعایا میں سب سے زیادہ عدل و انصاف اور مساوات قائم کرنے والے، اور فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ صاحب بصیرت — اور قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ فضیلت والے۔

(حلیۃ الاولیاء ج اول، ص ۶۶)

حدیث نمبر ۱۰

علی پر چم ہدایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — کہ اللہ تعالیٰ نے علی کے بارے میں مجھ سے عہد لیا — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا — اے میرے رب! میرے لیے بیان فرمائیے کہ وہ عہد کیا ہے — اللہ کریم نے فرمایا سنو! — فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: میں ہمہ تن گوش ہوں — اللہ تعالیٰ نے فرمایا —

إِنَّ عَلِيًّا رَايَةَ الْهُدَىٰ — وَأَمَامَ أَوْلِيَائِي — وَنُورٌ مِّنْ
 أَطَاعَنِي وَهُوَ كَلِمَةُ الَّتِي أَلْزَمْتُهَا الْمُتَّقِينَ — مَنْ أَحَبَّهُ
 أَحَبَّنِي — وَمَنْ أَبْغَضَهُ أَبْغَضَنِي — فَبَشِّرْهُ بِذَلِكَ —
 فَجَاءَ عَلِيٌّ فَبَشَّرْتَهُ —

بے شک علی ہریت کا پرچم ہے — میرے دیس کا مہم ہے — اور
میرے فرزندوں کا نور ہے — یہ باتی کلمہ ہے جس کو میں نے پرہیز
کاروں کے لیے راز کر دیا ہے — جس نے علی سے محبت کرنے سے مجھ
سے محبت کرنے سے اور جس نے اس سے بغض رکھنے سے مجھ سے بغض رکھ
نے سے بچنے سے —

پس علی آئے تو میں نے ن کو بشارت دے دی —

(حسیہ رابوہرہ اور جس کے مشہور بیوت بہان)

حدیث نمبر ۱۱

رب کی رحمت کے خزانوں کی کنجی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے میرے ذریعے جناب ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا — اور
فرمایا — اے ابو ہریرہ سلمی! — اللہ تعالیٰ نے علی کے بارے میں مجھ سے عہد لیا
— ہے —

إِنَّهُ رَأْيَةُ الْهُدَى — وَمَنَارُ الْإِيمَانِ — وَإِمَامُ
أَوْلِيَائِي — وَنُورُ جَمِيعٍ مَّنْ أَطَاعَنِي — يَا أَبَا بَرزَةَ عَلِيُّ
بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِينِي غَدًا فِي الْقِيَامَةِ — وَصَاحِبُ رَأْيِي فِي
الْقِيَامَةِ — عَلِيُّ مَفَاتِيحُ خَزَائِنِ رَحْمَةِ رَبِّي .

علی ہدایت کا جھنڈا ہے — ایمان کا مینار ہے — اور میرے ولیوں کا
امام ہے — اور ان تمام لوگوں کا نور ہے — جنہوں نے میری اطاعت

و فرمانبرداری کی — اے ابو بزرگہ علی ابن ابی طالب کل قیامت کے دن
میرا امین ہوگا — اور قیامت میں میرا علمدار ہوگا — اور علی میرے
رب کی رحمت کے خزانوں کی چابی ہے —

(احادیث دیوبند، ج ۱، ص ۶۶) (۱۰۰۰ بولچشم)

حدیث نمبر ۱۲

بغیر حساب جنت میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا —

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُنَادُونَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بِسَبْعَةِ
أَسْمَاءَ —

يَا حَبِيبِي — يَا ذَا لِي —

يَا عَابِدِي — يَا هَادِي —

يَا مُبْدِي — يَا فَتِي —

يَا عَلِي — مَرُّوا أَلْتَّ وَ شِيعَتَكَ —

رَبِّي الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ —

جب قیامت کا دن ہوگا — تو علی ابن ابی طالب سات ناموں کے ساتھ

پکارے جائیں گے — کے صديق! — کے رضی اللہ عنہ! —

اسے! — کے عبادت کرنے والے! — کے ہادی! —

مبدی! — کے جون! — کے فتی! — تم و تمہارے پیروار پر

حساب کے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

شِيعَتُكَ

حدیث شریف میں — شِيعَتُكَ — لفظ استعمال ہوا ہے — لفظ شیعہ کا معنی گروہ — اور پیروکار کے ہیں — یہاں پر کوئی خاص قسم کا فرقہ مراد نہیں — شیعیان علی سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی علامات محدثین نے بیان فرمائی ہیں —

☆ — سیدنا امام الائمہ امام زین العابدین (علی اوسط) علیہ السلام کا فرمان ہے۔

شِيعَتُنَا الذَّبَلُ الشَّفَاةُ، وَالْاِمَامُ مَنَا مَنْ دُعَا اِلَى طَاعَةِ اللّٰهِ —

اور ہمارے امام اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف دعوت دینے والے ہیں —

☆ — جناب مجاہد فرماتے ہیں:

شِيعَةُ عَلِيٍّ، الْحُلَمَاءُ الْعُلَمَاءُ الذَّبَلُ الشَّفَاةُ الْاٰخِيَارُ الَّذِيْنَ

يَعْرِفُوْنَ بِالرُّهْبَانِيَّةِ مِنْ اَثْرِ الْعِبَادَةِ .

مولانا علی کے شیعہ وہ لوگ ہیں جو علم والے علماء ہیں (روزے کی وجہ سے)

خشک ہونٹوں والے وہ بہترین لوگ تھے — جو اپنی عبادت کی وجہ سے

راہب دکھائی دیتے تھے۔

☆ — امام ابو نعیم نے مہبان عترت طاہرہ کی علامات بیان فرمائی ہیں — اس کا

خلاصہ کچھ اس طرح ہے — فرماتے ہیں — عترت طیبہ، اولاد رسول سے عقیدت

رکھنے والے — خشک ہونٹوں والے (روزہ دار) ہیں — جو اپنی جبینوں کو خدا کے حضور

بچھائے رکھتے ہیں — دنیا کو ترجیح دینے والے سرکشوں سے کنارہ کرتے ہیں — یہ وہی

لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی راحت و شہوات اور مختلف قسموں کے کھانے اور مشروبات کو ترک کیا۔ اولیاء اور صدیقین کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ — مت جانے واپی دنیا کو چھوڑ کر، باقی رہنے واپی آخرت کو پانے کے لیے مشغول ہو گئے۔ (صحیحہ، بیہدوں جلد ۱، ص ۱۶)

اس سے معلوم ہوا کہ اولیائے عظام — عہائے حق اور صوفیائے کرام — روزہ دار — دنیا سے قطع تعلق کرنے والے — عبادت گزار — شب زندہ دار مومن علی کی جماعت ہے۔

☆ — کہنے کو تو فرقہ اہل حدیث کے جید علماء، بھی خود و شیعیان علی کہتے ہیں — اور اہل بیت کی محبت کا دم بھرتے ہیں —

علامہ وحیدانزماں جو اہل حدیث کے امام و پیشوا ہیں کہتے ہیں:

أَهْلُ الْحَدِيثِ هُمْ شِيعَةُ عَلِيٍّ يُحِبُّونَ أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

اہل حدیث شیعیان علی ہیں — اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ (ہدیہ سہدوں جلد ۱، صفحہ ۱۰۰، مشہور عربی کتب خانہ سیٹ ۱)

حدیث نمبر ۱۳

دشمن علی علیہ السلام کا زمین پر چلنا حرام ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — حضرت علی کرم اللہ وجہہ و فرمایا —

إِنَّ اللَّهَ زَوَّجَكَ فَمَا طَمَنَةً وَجَعَلَ صَدَاقَهَا الْأَرْضَ ، فَمَنْ مَشَى عَلَيْهَا مُبِغِضًا لَكَ مَشَى حَرَامًا .

بے شک اللہ تعالیٰ نے فاطمہ الزہراء (سلام اللہ علیہا) کو تیری زوجیت میں دیا، اور اس کا حق مہر ساری زمین کو بنایا ہے۔ — تو جو شخص تجھ سے بغض رکھ کر زمین پر چلے گا، اس کا چلنا حرام ہے۔

(المناقب خوارزمی ص ۳۲۸ سن اشاعت ۱۳۲۵ھ)

حدیث نمبر ۱۴

فرشتے چہرہ علی علیہ السلام کے نور سے بنے

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا —

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ مَلَائِكَةً مِنْ نُورٍ وَجْهَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ .

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے چہرہ انور

کے نور سے پیدا فرمایا۔ (المناقب (موفق بن احمد بن کی خوارزمی) ص ۳۲۸)

حدیث نمبر ۱۵

مُسْلِمِ اَوَّلِ شَيْءٍ مَرَدَا عَلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ .

بے شک سب سے پہلے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا، وہ علی ابن ابی طالب ہے۔

المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث (امام الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف حاکم) ج ۳، ص ۱۳۶
خصائص نسائی امام نسائی (احمد بن علی بن شعیب متوفی ۳۰۳ھ ابو عبد الرحمن) ص ۲

حدیث نمبر ۱۶

سب سے پہلے نبی ﷺ کے ساتھ نماز

جناب زید بن ارقم فرماتے ہیں۔

أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي

طَالِبٍ .

سب سے پہلے جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا

کی وہ علی ابن ابی طالب ہے۔

السنن الکبریٰ بیہقی (امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۳۵۸ھ) جلد ۶، صفحہ ۲۰۶

حدیث نمبر ۱۷

سب سے پہلے ایمان لانے والا

وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ آمَنَ بِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ .

جو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے وہ علی ابن ابی

طالب تھے۔ (السنن الکبریٰ بیہقی ج ۶، ص ۲۰۷)

حدیث نمبر ۱۸

پہلے ملکہ عرب — پھر سید العرب

یہ روایت بھی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ہے۔

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ .

سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بعد جو سب سے پہلے ایمان لائے وہ علی تھے۔

(السنن الکبریٰ امام بیہقی ج ۶، ص ۲۰۷)

ام المؤمنین خدیجہ علیہا السلام کے بعد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

وَ كَانَ عَلِيٌّ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ بَعْدَ خَدِيجَةَ .

ام المؤمنین حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بعد جو سب سے پہلے ایمان

لائے وہ علی علیہ السلام تھے۔ (الریاض النضرہ ج ۲ ہ ۱۱۰ - محبت الدین احمد طبری)

☆ — امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے — کہ عمرو بن مرہ کہتے

ہیں — میں نے ابراہیم نخعی سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ .

کہ سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق نے اسلام قبول کیا۔

☆ — امام ترمذی فرماتے ہیں۔

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ

الصِّدِّيقِ — فَاسْلَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ غُلَامٌ ابْنُ ثَمَانَ سِنِينَ —

وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ .

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا، حضرت علی سلام لاتے وقت آٹھ

سال کے تھے — اور عورتوں میں سب سے پہلے خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام

ایمان لائیں۔

(جامع ترمذی، ریاض ج ۲ ہ ۱۱۰، سنن ترمذی ص ۱۲۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

میں صدیق اکبر ہوں

حضرت معاذہ عددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں — کہ میں نے حضرت علی کرم

اللہ وجہہ کو بصرہ کے منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہوئے سنا — کہ —

أَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ أَمِنْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤْمِنَ أَبُو بَكْرٍ وَأَسْلَمْتُ قَبْلَ
أَنْ يُسْلِمَ أَبُو بَكْرٍ .

میں صدیق اکبر ہوں — اور ابوبکر سے پہلے ایمان لایا ہوں — اور ان

سے پہلے اسلام قبول کیا —

الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ (امام الحدیث ابو جعفر محبت الدین احمد طبری متوفی ۶۹۲ھ شافعی) ج ۲، ص ۱۱۰ مطبوعہ
دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان

پہلے تصدیق کرنے والے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول کریم علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو — حضرت علی سے فرماتے ہوئے سنا — (اے علی) —

أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي وَصَدَّقَ .

تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی —

(الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۱۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

سب سے پہلے حوض کوثر پر

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”مستدرک“ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے

اور محبت طبری نے الریاض النضرہ میں روایت فرمائی ہے — کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

أَوَّلُكُمْ وَرُودًا عَلَى الْحَوْضِ — أَوَّلُكُمْ إِسْلَامًا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ .

تم میں سے، سب سے پہلے حوض کوثر پر علی ابن ابی طالب وارد ہوں گے — جو تم میں سب سے پہلے ایمان لائے —

(مستدرک حاکم ج ۳، ص ۱۳۶، الریاض النضرہ ج ۲، ص ۱۱۰)

حدیث نمبر ۲۳

سب سے پہلے حوض کوثر پر

ایک اور روایت مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ ہے۔

أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَرُودًا عَلَى الْحَوْضِ .

اس امت میں سے حوض کوثر سب سے پہلے وارد ہونے والے ہیں۔

(ریاض النضرہ ج ۲، ص ۱۱۰)

حدیث نمبر ۲۴

بارگاہِ نبوت میں سب سے پہلے

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَرُودًا عَلَى نَبِينَا أَوَّلُهَا إِسْلَامًا عَلِيُّ بْنُ أَبِي

طَالِبٍ .

اس امت میں سب سے پہلے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہونے والے اور سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے علی ابن ابی طالب ہیں۔

(الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ج ۲، ص ۱۱۰)

حدیث نمبر ۲۵

اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — میں — ابو عبیدہ — ابوبکر — اور اصحابِ رسول میں سے ایک جماعت موجود تھی، جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے کندھے پر تھکی دیتے ہوئے فرمایا۔

يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا وَ أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ إِسْلَامًا
وَأَنْتَ مِنِّي مَنَزَلَةُ هَارُونَ مِنْ مُوسَى .

اے علی! — تو ایمان لانے میں، سب سے پہلا مومن ہے — اور اسلام قبول کرنے میں، سب سے پہلا مسلمان ہے — اور میرے نزدیک تیرا وہ مقام ہے، جو ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا۔

(الریاض النضرہ ج ۲، ص ۱۰۹-۱۱۰)

حدیث نمبر ۲۶

پہلا نمازی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں — کہ —

أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ .

سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علی ہے۔ (جامع ترمذی ج ۲، ص ۲۱۲)

حدیث نمبر ۲۷

میں پہلا شخص ہوں

جناب حبہ عربی سے روایت ہے — کہتے ہیں کہ میں نے — حضرت علی المرتضیٰ

کو فرماتے ہوئے سنا — آپ نے فرمایا — کہ —

أَنَا أَوَّلُ رَجُلٍ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

میں پہلا شخص ہوں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز

پڑھی۔ (الریاض المنيرة ج ۲، ص ۱۱۲)

حدیث نمبر ۲۸

پہلی نماز منگل کے دن پڑھی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

أُسْتَبِيَّ النَّبِيُّ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْثَلَاثِ .

پیر کے دن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت عطا ہوئی اور منگل کے دن

جناب علی کرم اللہ وجہہ نے نماز پڑھی۔ (الریاض المنيرة ج ۲، ص ۱۱۱)

حدیث نمبر ۲۹

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ اور اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

حضرت حکم بن عیینہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں،

خَدِيْجَةُ اَوَّلُ مَنْ صَدَّقَ — وَعَلِيٌّ اَوَّلُ مَنْ صَلَّى اِلَيْ

الْقِبْلَةَ —

ام المؤمنین خدیجہ وہ ہیں جو (حضور کی) سب سے پہلے تصدیق کرنے والی ہیں — اور علی وہ ہیں، جو سب سے پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے

ہیں۔ (الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۱۲)

قارئین کرام! — مندرجہ بالا احادیث — مذہب حق اہل سنت و جماعت کی معتبر ترین کتب احادیث سے لی گئی ہیں۔ ان تمام احادیث سے مقام حیدر کرار علیہ السلام کا پتہ چلتا ہے۔ ان روایات کی روشنی میں بات کھل کر سامنے آگئی — کہ جب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان نبوت فرمایا — تو سب سے پہلے اُمّ المؤمنین سیدہ طاہرہ خدیجہ الکبریٰ، ملیکہ العرب سلام اللہ علیہا نے — آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لا کر، آپ کی تصدیق فرمائی — اور سیدہ خدیجہ طاہرہ کے بعد جس بستی معظم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی وہ مولائے کائنات — سید العرب حیدر کرار — کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی تھی —

اس امر کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے — کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تاج نبوت سے سرفراز فرمایا گیا — تو آپ نے سب سے پہلے تبلیغ اسلام کا کام اپنے ہی گھر سے شروع کیا — اور فرمانِ خداوندی بھی یہی تھا — سیدہ خدیجہ — علی المرتضیٰ — سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے افراد تھے، — جب ان دونوں بستیوں پر اس امر کا انکشاف ہوا، تو سب سے پہلے — اُمّ المؤمنین علیہا السلام — اور ان کے فوراً بعد — امیر المؤمنین علی شیر خدا علیہ السلام نے — بغیر کسی قسم کی پس و پیش کے — اَمْنَا وَ صَدَقْنَا — کہہ دیا —

خیال رہے۔ کہ علمائے اہل سنت کے نزدیک زیادہ محتاط قول یہ ہے۔ کہ مردوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ابو بکر صدیق ہیں۔ نو عمروں میں علی المرتضیٰ۔ عورتوں میں خدیجہ الکبریٰ۔ موالی میں حضرت زید۔ غلاموں میں حضرت بلال۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ہیں۔

لیکن اس بات پر خارجیوں کو حضرت کے نام سے بے حد تکلیف ہوتی ہے۔ اور ان کے خرافات کی فہرست انتہائی طویل ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ علی تو اس وقت ایمان لائے، جب کہ ان کی عمر دس سال سے بھی کم تھی۔ اور وہ تمیز ہی نہیں کر سکتے تھے۔ کہ اسلام درحقیقت کیا چیز ہے۔ نیز یہ کہ۔ علی نے اگر اسلام قبول کر بھی لیا، تو وہ اس عمر میں اسلام کی کوئی خدمت انجام دے سکتے تھے۔ کہ اور اسلام کو ان سے کیا فائدہ پہنچ سکتا تھا۔

برادرانِ اسلام!۔ یہ بات یاد رہے۔ کہ خارجیوں کے ان شیطانی خیالات اور عقائد و نظریات نے ملت اسلامیہ کو مختلف فرقوں اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ غالباً ان کا یہ منشاء اور یہی مقصد ہے۔ جس میں یہ ناہنجار ٹولہ کافی حد تک کامیاب دکھائی دیتا ہے۔

ہمارے پیارے ملک پاکستان۔ بلکہ پورے برصغیر میں رہنے والے خارجیوں کا رنگ ڈھنگ پرانے زمانے کے خارجیوں سے ذرا مختلف ہے۔ وہ لوگ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آل رسول۔ اور نفس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جو باتیں اپنی کتابوں میں لکھ گئے ہیں، وہ بے حد غلیظ اور اسلامی مزاج کے خلاف ہیں۔ لیکن وہ بعض عنوانات اور مسائل کے ضمن میں اس قسم کی گندی اور گھٹیا باتیں لکھتے

رہے ہیں —

لیکن یہاں کے خارجیوں نے پوری زندگی — اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل رسول، عترت پیغمبر کے خلاف لکھنے کیلئے وقف کر دی ہے — اور ہزاروں صفحات سیاہ کر چکے ہیں — جس سے ان کے دل دوات کی سیاہی سے زیادہ سیاہ ہو چکے ہیں — ہم ان بغض کے مارے ناصبیوں کو صرف اتنا مشورہ دے سکتے ہیں — کہ اپنی علمی صلاحیتوں کو اپنے ہی ایمان کا بیڑا غرق کرنے پر صرف نہ کریں — قیامت بالکل قریب ہے — کون سامنے لے کر جاؤ گے — حسنین کریمین علیہما السلام کے نانا جان کے سامنے —

حضرات اہل سنت! — بڑے افسوس کے ساتھ اور نہایت افسردگی کے عالم میں یہ کہنا پڑ رہا ہے — کہ میری جماعت کے اندر بھی کافی تعداد میں ناسمجیدہ لوگ پیدا ہو گئے ہیں — جو چند سکوں کی خاطر یا چندہ بازی کے جنوں میں اپنے ضمیر کا سودا کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں پر زبان دراز کر رہے ہیں — سینے میں بغضِ علی — منہ سے اڑتی ہوئی جھاگ — منبر پر اچھل کود — بے ہنگم جملہ بازی — غیر موزوں الفاظ کا تکرار — نوٹوں کی برسات میں ناہموار تقریروں کا تماشہ متعدد بار دیکھنے میں آیا، کیا ہو گیا ہے خانہ رسول کے پہرے داروں کو —

سیدہ کائنات — زہراء بتول — مخدومہ ملائکہ سلام اللہ علیہا کے دروازہ سخا پر صدائے بھیک بلند کرنے والوں کی غیرت کو کس نے اڑا دیا ہے — کہ آج وہ غیروں کے سامنے دامن بچھائے بیٹھے ہیں — اور سلطان سلاطین اقالیم ولایت — مولائے مومنوں کے سخی دربار سے منہ موڑ کر کنگال لوگوں کے سامنے کیوں جبیں سائی کر رہے

ہیں — حسنین کریمین علیہما السلام پر تنقید کرنے سے پہلے وہ حیا مندی سے مر کیوں نہیں گئے۔
 اے خطیبانِ آتش فشاں! — تم نے داتا علی — سلطان الہند — حسن غریب
 نواز اجمیری — شاہ بغداد، — تاجدارِ کشور ولایت غوث عبدالقادر جیلانی — شاہ
 نقشبند شہریار بخارا بہاؤ الدین — سرہند کی ولایت کا تاجور مجدد — شیخ المشائخ شہاب
 الدین سہروردی نحی — اور ابوالحسن شازلی ”رضی اللہ تعالیٰ عنہم“ کی عطاؤں کو ٹھکرا کر —
 دنیائے بے ثبات کی سیاہی سے — کیوں اپنے مقدر کو سیاہ کر رہے ہو — علی کریم کی ہجو
 کر کے خارجیوں کے بچھائے ہوئے دسترخوانوں کے ریزہ چینیونو! اپنے ایمان و یقین کا
 بیڑا غرق نہ کرو! — اور اپنی جماعت کو بے آبرو نہ کرو — اپنی اس واہیات طرز زندگی کو
 نظریہ ضرورت کا نام دینا اہل سنت کے شیوخ کے افکار — اور جماعت کے وقار کے
 خلاف ہے —

☆ — بات ہو رہی تھی — مُسَلِّمِ اَوَّلِ کی — گزشتہ صفحات میں کافی تعداد میں
 احادیث و روایات بیان ہوئیں — صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے ایمانی اور اسلامی
 پرچوں اور پرچموں پر نمبر لگانے والے ممتحنین کی تسلی و تشفی کے لیے چند اور احادیث و
 روایات کے حسین ترین پھول سینہ قرطاس پر چننے کو ہوں — تاکہ قبر و قیامت میں
 شفاعت رسول و بتول کے امیدواروں میں نام آجائے —
حدیث نمبر ۳۰

میں صدیق اکبر ہوں — پہلا نمازی

مولائے کائنات، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: —

اَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَ أَخُو رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — اَنَا

الصِّدِّيقُ الْاَكْبَرُ لَا يَقُوْلُ لَهَا بَعْدِي اِلَّا كَذَابٌ صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ
بِسَبْعِ سِنِيْنَ .

کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں — اور اس کے رسول کا بھائی ہوں اور میں
ہی صدیق اکبر ہوں اور اس خطاب کا دعویٰ میرے بعد کوئی کذاب ہی
کرے گا — میں نے لوگوں کے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۲ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی سنن ابن ماجہ ص ۸۹ حدیث نمبر ۱۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
سن اشاعت ۱۹۹۶ء امام ابو عبد اللہ محمد ابن یزید قزوینی ابن ماجہ متوفی ۲۷۱ھ)

☆ — مذکورہ بالا حدیث شریف کی شرح میں — جناب علامہ عبدالغنی مجددی،

دہلوی — انجاء الحاجہ — میں یوں رقم طراز ہیں —

لَا يَقُوْلُهَا — اى — جُمْلَةٌ — اَنَا الصِّدِّيقُ الْاَكْبَرُ
بَعْدِي اِلَّا كَذَابٌ — الظَّاهِرُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اِنَّهُ اسْتَشْنَى بِقَوْلِهِ
بَعْدِي اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ لِاَنَّ صِدِّيقِيَّةَ
الْكُبْرَى حَصَلَتْ لَهُمَا لِاَنَّهُمَا اَمْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، بِمُجَرَّدِ نَزُوْلِ الْوَحْيِ لِكِنَّ الصِّدِّيقِ كَانَ عَاقِلًا بِالْغَا
وَعَلَى كَانَ صَبِيًّا .

(ابن ماجہ کی حدیث میں جو یہ جملہ آیا ہے کہ) ”میں صدیق اکبر ہوں —

میرے بعد اس خطاب کا دعویٰ کوئی کذاب ہی کرے گا“ — باطن کے

راز اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے — جملہ کے ظاہر مفہوم میں حضرت علی

نے — ”بعدی“ کے الفاظ استعمال فرما کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو مستثنیٰ کر دیا ہے کیونکہ آپ کا زمانہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پہلے ہے

— مستثنیٰ اس لیے کیا ہے، کیونکہ صدیقیت کبریٰ دونوں (ابوبکر و علی) کو حاصل ہوئی ہے، کیونکہ دونوں نے مطلق نزول وحی سے دین رسول قبول کیا — اور کوئی نئی دلیل طلب نہیں کی — لیکن حضرت ابوبکر اس وقت عاقل بالغ تھے۔ جب کہ مولا علی اس وقت بچے تھے۔

(حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۲ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

حدیث نمبر ۳۱

محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ — خدیجہ علیہا السلام — علی علیہ السلام

حضرت عقیف کنڈی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ ایک تاجر آدمی تھا — میں حج کے لیے آیا، تو حضرت عباس بن عبدالمطلب کے پاس سے کچھ مال خریدنے کے لیے آیا — کیونکہ وہ بھی ایک تاجر تھے — وہ قسم اٹھا کر کہتے ہیں، کہ میں مقام منیٰ میں ان کے پاس تھا کہ ایک آدمی قریب ہی نظر آیا — اس نے آسمان کی طرف دیکھا — پھر میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں — پھر اسی جانب سے ایک عورت نکلی اور وہ بھی اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی، اور نماز پڑھی، — پھر ایک نوجوان آیا — اور ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھی —

”عقیف“ کہتے ہیں کہ میں نے عباس سے پوچھا — اے عباس! — یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا — کہ یہ محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب میرے بھائی کے بیٹے ہیں — فرماتے ہیں — میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ — تو انہوں نے فرمایا — یہ اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہیں — پھر میں نے پوچھا — یہ نوجوان کون ہے؟ — تو انہوں نے جواب دیا یہ اس کے چچا کا بیٹا علی ابن ابی طالب ہے — میں نے کہا وہ کیا کر رہے ہیں — تو انہوں نے فرمایا — نماز پڑھ رہے ہیں — اور

ان کا گمان ہے کہ وہ نبی ہیں۔

وَلَمْ يَتَّبِعْهُ أَحَدٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ إِلَّا أُمَّرَاتُهُ وَأَبْنُ عَمِّهِ هَذَا الْفَتَىٰ وَهُوَ
يَزْعَمُ أَنَّهُ سَيُفْتَحُ عَلَيْهِ كُنُوزٌ كِسْرَىٰ وَقَيْصَرَ .

اور ان کی پیروی سوائے ان کی بیوی اور ان کے چچا زاد نوجوان کے، کسی
نے نہیں کی، اور وہ گمان کرتے ہیں، کہ عنقریب ان پر قیصر و کسریٰ کے
دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ (الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۱۲)

حدیث نمبر ۳۲

ان تینوں کے سوا

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیثِ عفیف کندی کو — ابن عدی —
ابن عساکر کے حوالے سے یوں نقل فرمایا ہے — کہ حضرت عفیف کندی رضی اللہ تعالیٰ
عنه — زمانہ جاہلیت میں مکہ معظمہ آئے — کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے — دن خوب
چڑھا ہوا تھا — کہ ایک جوان تشریف لائے — اور آسمان کو دیکھ کر رو بلکعبہ کھڑے ہو
گئے — ذرا سی دیر میں ایک لڑکے تشریف لائے وہ ان کے دائیں ہاتھ پر قائم
ہوئے — تھوڑی دیر میں ایک بی بی تشریف لائیں — وہ پیچھے کھڑی ہوئیں — پھر
اس جوان نے رکوع فرمایا — تو یہ دونوں رکوع میں گئے — انہوں نے (عفیف کندی
نے) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حال پوچھا ”تو انہوں نے“ کہا یہ نوجوان
میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں — اور یہ لڑکے میرے بھتیجے علی —
اور یہ بی بی خدیجہ الکبریٰ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا — یہ میرے بھتیجے کہتے ہیں کہ آسمان و
زمین کے مالک نے انہیں اس دین کا حکم دیا ہے۔

وَلَمْ يُسَلِّمْ مَعَهُ غَيْرُ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ .

ان تینوں کے سوا کسی نے اسلام قبول نہیں کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۸۳-۱۸۴)

— حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے — کہ نماز شروع روز بعثت شریفہ سے مقرر اور مشروع ہے — حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اول بار جس وقت وحی اتری — اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی — اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ تعلیم جبریل امین علیہ السلام نماز پڑھی — اور اسی دن بہ تعلیم اقدس حضرت اُمّ المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز پڑھی — دوسرے دن امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۷۹-۱۸۰)

حدیث نمبر ۳۳

نوسال پہلے

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

مَا أَعْرِفُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَبَدَ اللَّهَ بَعْدَ نَبِيِّنَا غَيْرِي عَبَدْتُ اللَّهَ قَبْلَ أَنْ يَعْبُدَهُ أَحَدٌ مِّنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ تِسْعَ سِنِينَ .

کہ میں نہیں جانتا اس امت میں سے کسی ایک فرد کو ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد میرے سوا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو — میں نے اس امت کے ہر فرد کی عبادت سے نوسال پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔

(حدیث ابن ماجہ ج ۱، ص ۱۰۰)

پیر کے دن

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں۔
 صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَصَلَّتْ خَدِيجَةُ
 الْآخِرَ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثَّلَاثِ .
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر کے دن نماز پڑھی — اور حضرت
 خدیجہ الکبریٰ طاہرہ نے اسی دن (یعنی پیر کے دن) کے آخری حصہ میں
 نماز پڑھی — اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے منگل کے دن نماز
 پڑھی۔ (الریاض النضرہ ج ۲، ص ۱۱ — ذخائر العقبیٰ ص ۵۹)

سات سال پہلے

حضرت مولا علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے —
 صَلَّيْتُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ .
 میں نے لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات سال پہلے نماز پڑھی (یعنی امت
 پر نماز فرض ہونے سے پہلے) (ذخائر العقبیٰ ص ۶۰ عن نسخة دار لكتب المصرية)
 مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں — سرکار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا سیدہ اُمّ
 المؤمنین خدیجہ الکبریٰ کے بعد سب سے پہلے نماز پڑھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے —
 کہ آپ علیہ السلام ہی وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے اعلان نبوت پر اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ طاہرہ کے بعد سب سے

پہلے — اَمْنَا وَ صَدَقْنَا — کی صدا بلند فرمائی — اور آگے چل کر اسلام کی خاطر ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جو رہتی دنیا تک تاریخ کے آسمان پر کواکب کی طرح چمکتے رہیں گے — اور ساری دنیا کے خوارج و نواصب مل کر بھی میرے مولا مرتضیٰ کی شان و عظمت کو نہیں مٹا سکیں گے — وہ خود مٹ جائیں گے — نام علی نہیں مٹے گا —

حدیث نمبر ۳۶

پہلا مومن

حضرت ابو بکر بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے حضرت حسن بصری سے

روایت بیان کی ہے —

وَ كَانَ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ هُوَ ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةَ، أَوْ سِتِّ عَشْرَةَ .

کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو سب سے پہلے ایمان لائے، وہ علی ابن ابی طالب تھے۔ جب کہ آپ کی اس وقت عمر پندرہ — یا — سولہ —

سال تھی۔ (السنن الکبریٰ ج ۶ ص ۲۰۶ مطبوعہ نثر السنۃ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان پاکستان)

اوپر درج حدیث اور اس کی مثل دیگر احادیث سے یہ امر واضح ہو گیا — کہ

مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ کے پہلے مومن ہونے کی گواہی — خود سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے — اور ان کی خوبیوں کو بیان فرمایا ہے — ان تمام شواہد کے باوجود بعض لوگ مولا مرتضیٰ کی عظمتوں کا انکار کئے جا رہے ہیں۔

پہلے زمانے کے خارجیوں کی خرمستیاں اہل اسلام کی سمجھ میں آنے والی باتیں

نہیں — اہل بیت اور مولا علی کے خلاف لکھی گئی کتابوں میں ابن تیمیہ اور بلاذری کی

کتابوں کے حوالے ملتے ہیں — یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم کلام میں جا بجا ٹھوکریں کھا کر اپنی محرومیوں کا اظہار کیا — جہاں پر انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت رسول کی توہین کی — وہاں مولا مرتضیٰ کے ایمان پر کلام کر کے اپنی بدبختی کا ثبوت بھی مہیا کیا ہے — آج کے خارجیوں نے تو اپنے ان مذہبی پیشواؤں سے بھی آگے نکلنے کی کوشش کی ہے — اور اس سے بھی شدید رویہ اختیار کرتے ہوئے — ابن ملجم خارجی کو جنتی قرار دے دیا — جیسے جنت کی ٹھیکیداری ان ہی لوگوں کے پاس ہو — جس ابن ملجم کو رسول دو جہاں نے سب سے بڑا بد بخت کہا ہے اس ابن ملجم کو موجودہ دور کے خارجی اپنا ہیروز تصور کرتے ہیں —

— ان خارجیوں کی محبوب ترین شخصیات میں سے ایک نام شمر ذالجوشن ہے — شبیر عالم علیہ السلام کے لیے ان کی لغت میں اگر کوئی لفظ ہے — تو وہ — باغی — کا لفظ ہے —

حضرت سیدنا علی کے بارے میں ان کے نہایت ہی حاسدانہ رویے سے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی عقیدتوں اور پاکیزہ نظریات کو محفوظ فرمائے —
آمین بجاہطہ ولسین

حدیث نمبر ۳

حجۃ اللہ

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا —

أَنَا وَعَلِيٌّ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَيَّ عِبَادِهِ .

میں اور علی، اللہ تعالیٰ کے بندوں پر، اللہ تعالیٰ کی حجت و برہان اور دلیل

ہیں۔

کنوز الحقائق علی ہامش الجامع الصغیر (سیوطی) ج اول، ص ۸۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان امام عبد الرؤف مناوی

حدیث نمبر ۳۸

دلیل خدا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولا علی علیہ السلام کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا۔

أَنَا وَهَذَا حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

میں اور یہ (علی) قیامت کے دن (بھی) خدا کی ساری مخلوق پر خدا کی دلیل اور برہان ہوں گے۔

کنوز الحقائق علی ہامش الجامع الصغیر (سیوطی) ج اول، ص ۸۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان امام عبد الرؤف مناوی

حدیث نمبر ۳۹

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم انبیاء — علی علیہ السلام خاتم اوصیاء

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالی شان ہے:

أَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتَ يَا عَلِيُّ خَاتَمُ الْأَوْصِيَاءِ .

میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور اے علی تیرے بعد کوئی وصی نہیں۔

کنوز الحقائق علی ہامش الجامع الصغیر ج اول، ص ۸۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ (امام مناوی)

حدیث نمبر ۴۰

سید العرب

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا — اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ

منہ سے روایت ہے — دونوں بہتیاں فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا—

أَدْعُوا إِلَى سَيِّدِ الْعَرَبِ

سید العرب کو میرے پاس بلاؤ۔

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا۔

أَلَسْتُ سَيِّدَةَ الْعَرَبِ يَا رَسُولَ اللَّهِ .

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ سید العرب نہیں ہیں؟

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَ عَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ .

میں تمام اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں، اور علی عرب والوں کا سردار

ہے۔
المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث ج اول، ص ۱۲۴۔ (امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف جاتم نیشاپوری متوفی ۳۲۰ھ)

حدیث نمبر ۴۱

ساقِ عرش پر

حضرت ابو بکر احمد بن علی — المعروف، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

اپنی تاریخ میں — اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت انس

بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا عَرَجَ بِي رَأَيْتُ عَلِيَّ سَاقِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَيَّدْتُهُ بِعَلِيٍّ وَنَصَرْتَهُ بِعَلِيٍّ .

جب مجھے (معراج کی رات) اوپر لے جایا گیا تو میں نے ساقِ عرش

(پنڈلی مراد ہے پایہ عرش) پر لکھا ہوا دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں — اور میں نے ان کی (رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) علی کے ساتھ تائید اور نصرت فرمائی۔

(تاریخ بغداد ج ۱۱، ص ۱۷۳-تفسیر درمنثور ج ۲، ص ۱۵۳)

حدیث نمبر ۴۲

تائید و نصرت

امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میں نے معراج کی رات ساق عرش پر لکھا ہوا دیکھا —

إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ غَيْرِي، خَلَقْتُ جَنَّةَ عَدْنٍ بِيَدِي، مُحَمَّدٌ صَفْوَاتِي مِنْ خَلْقِي، أَيَّدْتُهُ بِعَلِيٍّ وَنَصَرْتُهُ بِعَلِيٍّ .

بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں — میں نے جنت عدن کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا، اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری مخلوق میں سے، میرے چنے ہوئے پسندیدہ محبوب ہیں۔ میں نے علی سے ان کی تائید و امداد فرمائی۔

(حلیۃ الاولیاء (امام ابو نعیم) ج ۳، ص ۲۷ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۹۸۰ء)

قارئین عظام! — اوپر مندرجہ دونوں حدیثوں پر غور فرمائیں — اور پھر خارجیت کے بغض و عناد کا جائزہ لیں — تو حقیقتیں نکھر کر آپ کے سامنے آ جائیں گی — اور خدا تعالیٰ کی اس زمین پر ظلم و ستم کی آندھیاں برپا کرنے والوں کی اصلیت ظاہر ہو جائے گی۔

لوائے حمد

حدیث نمبر ۴۳

اے علی! تجھے بشارت ہو

حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے علی! — کیا تم نہیں جانتے؟ — کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جسے بلایا جائے گا — وہ میں ہی ہوں — میں عرش کی دائیں جانب، اس کے سایہ میں کھڑا ہوں گا — اور جنتی حلوں میں سے ایک سبز حلہ مجھے پہنایا جائے گا — پھر انبیاء کو بلایا جائے گا — وہ ایک دوسرے کے پیچھے آئیں گے — وہ عرش کی دائیں جانب دو قطاروں میں کھڑے ہوں گے — اور انہیں بھی جنتی حلوں میں سے سبز حلے پہنائے جائیں گے — ”خبردار“ — اے علی! میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ تمام امتوں سے پہلے میری امت کا ہی حساب لیا جائے گا —

ثُمَّ ابْشِرْ أَوَّلَ مَنْ يُدْنِي بِكَ بِقَرَابَتِكَ مِنِّي فَأُفَعِّ إِلَيْكَ لِيَوْمِ
وَهُوَ لِيَوْمِ الْحَمْدِ تُسِيرُ بِهِ بَيْنَ السَّمَاوَاتَيْنِ الْآدَامُ وَ جَمِيعُ خَلْقِ
اللَّهِ تَعَالَى يَسْتَظِلُّونَ بِظِلِّ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ .

”تجھے بشارت ہو کہ پھر تجھے سب سے پہلے میری قرابت کی وجہ سے بلایا جائے گا — پھر میرا جھنڈا، جسے لوائے حمد کہتے ہیں — مجھے دیا جائے گا — اور تو اسے لے کر دونوں صفوں کے درمیان چلے گا — آدم علیہ

السلام اور تمام خلق خدا قیامت کے دن میرے ہی جھنڈے کے سائے میں
ہوگی۔ —

پرچم حمد

امام محبت طبری سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لوائے حمد کی لمبائی ایک
ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ — اور اس کی چوٹی سرخ یا قوت کی ہوگی۔ — اور
اس کا قبضہ سفید چاندی کا ہوگا۔ — ان کا نچلا دستہ سبز موتی کا ہوگا۔ — اس پر نور کی تین
تختیاں ہوں گی۔ — ایک تختی مشرق میں اور دوسری مغرب میں ہوگی۔ — اور تیسری دنیا
کے درمیان ہوگی۔ — اس پر تین سطریں تحریر ہوں گی۔ — پہلی سطر پر — بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — لکھی ہوگی۔ — اور دوسری سطر پر — الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ — لکھا ہوگا۔ — اور تیسری سطر پر لکھا ہوگا۔

— لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ —

ہر سطر کی لمبائی ایک ہزار سال کی مسافت ہوگی۔ — اور اس کی چوڑائی ہزار سال کی
مسافت کے برابر ہوگی۔ — (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی!) تم لوائے حمد
کے ساتھ چلو گے۔ —

وَالْحَسَنُ عَنِ يَمِيْنِكَ، وَالْحُسَيْنُ عَنِ يَسَارِكَ حَتَّى تَقِفَ بَيْنِي
وَبَيْنَ اِبْرَاهِيْمَ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ .

اور حسن علیہ السلام تمہاری دائیں جانب اور حسین علیہ السلام تمہاری بائیں طرف
ہوں گے یہاں تک کہ تم میرے اور ابراہیم علیہما السلام کے سامنے عرش کے سائے میں
کھڑے ہو گے۔ — پھر آپ کو جنتی حلہ پہنایا جائے گا۔ — پھر ندا دینے والا عرش کے

نیچے سے ندادے گا (یہ آواز رسول دو جہاں کے لیے ہوگی)

نِعْمَ الْآبُ أَبُوكَ اِبْرَاهِيْمُ، وَنِعْمَ الْاَخُ اَخُوكَ عَلِيٌّ .

کتنا اچھا باپ ہے — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باپ ابراہیم علیہ السلام اور کتنا اچھا بھائی، آپ کا بھائی علی۔

(الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۷۱-۱۷۲)

حدیث نمبر ۴۴

علی کا صبر — حسن — زور

امام ابو جعفر محبت الدین احمد طبری نور اللہ مرقدہ نے — الریاض النضرۃ فی مناقب عشرۃ میں ایک اور روایت بیان فرمائی ہے — (کہ اتنا بڑا احمد کا جھنڈا جس کی لمبائی، چوڑائی اور ایک ایک سطر ہزار، ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے وہ کیسے اٹھایا جاسکتا ہے) — چنانچہ — حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! — علی لوائے حمد کیسے اٹھا سکیں گے — سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا —

وَ كَيْفَ لَا يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ وَقَدْ أُعْطِيَ خِصَالًا شَتَّى — صَبْرًا

كَصَبْرِي — وَحُسْنًا كَحُسْنِ يُوْسُفَ — وَقُوَّةَ كَقُوَّةِ

جَبْرِئِلَ .

وہ کیسے نہیں اٹھا سکیں گے — حالانکہ انہیں مختلف خصائل عطا فرمائے گئے

ہیں — کہ میرے صبر جیسا صبر — حسن یوسف علیہ السلام جیسا

حسن — اور جبریل کی قوت جیسی قوت۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب عشرۃ ج اول، ص ۱۷۲)

لوائے حمد علی کے ہاتھ میں ہوگا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا — جس میں سوائے ہم چار کے کوئی سواری پر نہیں ہوگا — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے عرض کیا — میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں — وہ چار شخصیات کون ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — کہ میں براق پر سوار ہوں گا — اور میرے بھائی صالح علیہ السلام، اللہ کی اونٹنی پر سوار ہوں گے — جس کی کونچیں ان کی قوم نے کاٹ دی تھیں — اور میرا بھائی علی جنتی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی — جو دونوں اطراف سے ریشم سے سجائی گئی ہوگی — اس پر سوار ہوگا۔

ان پر رحمان کے حلوں میں سے دو سبز رنگ کے حلے ہوں گے — ان کے سر پر نور کا تاج ہوگا — اس تاج کے ستر ہزار رکن ہوں گے — ہر رکن پر ایک سرخ یا قوت ہوگا — جس کی روشنی سواری پر سفر کرنے والے کے تین دن کے سفر کے برابر ہوگی۔

وَبِيَدِهِ لَوَاءُ الْحَمْدِ .

ان کے ہاتھ میں حمد کا پرچم ہوگا۔

— اور ندا دیں گے — لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ — میدان محشر

میں جمع اللہ تعالیٰ کی مخلوق کہے گی — کیا یہ کوئی مقرب فرشتہ ہے؟ — یا کوئی نبی، مرسل — یا کوئی حامل عرش (عرش کو اٹھانے والا) ہے — عرش کے دو حصوں کے

درمیان سے ایک منادی ندا دے گا — یہ نہ تو کوئی فرشتہ ہے، نہ کوئی نبی، مرسل — اور نہ کوئی حامل عرش ہے — بلکہ —

هَذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَصِيُّ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَقَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ فِي جَنَّةِ النَّعِيمِ .

یہ علی ابن ابی طالب ہے — یہ رب العالمین کے رسول کا وصی ہے — جنت نعیم میں چمکتے چہروں والوں کا قائد ہے —

المنائب للبخاری (امام مؤلف بن احمد بن محمد بن خوارزمی ص ۳۵۹-۷-۳۶۰ مطبوعہ موسسۃ النشر الاسلامی قم)

حدیث نمبر ۴۶

وہ علی کی طرف دیکھ لے

حضرت ابوالمہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا —:

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى آدَمَ فِي عِلْمِهِ وَإِلَى نُوحٍ فِي فَهْمِهِ —
وَإِلَى إِبْرَاهِيمَ فِي حِلْمِهِ — وَإِلَى يَحْيَى ابْنِ زَكَرِيَّا فِي
زَهْدِهِ — وَإِلَى مُوسَى ابْنِ عِمْرَانَ فِي بَطْشِهِ — فَلْيَنْظُرْ
إِلَى عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ .

جس نے یہ ارادہ کیا ہے، کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو ان کے علم میں دیکھے — اور نوح علیہ السلام کو ان کی دانائی میں دیکھے — اور ابراہیم علیہ السلام کو ان کی بڑدباری میں دیکھے — اور یحییٰ بن زکریا کو ان کے زہد و تقویٰ میں دیکھے — اور موسیٰ بن عمران کو ان کی گرفت اور پکڑ میں

دیکھے — تو وہ شخص (اکیلے) علی ابن ابی طالب کی طرف دیکھ لے۔

(الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۹۶)

حدیث نمبر ۴۷

جمال علی کو دیکھ لے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

مَنْ أَرَادَ . أَنْ يَنْظُرَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ فِي حِلْمِهِ — وَاللّٰهُ نُوْحٍ فِي

حِكْمِهِ — وَاللّٰهُ يُوسُفَ فِي جَمَالِهِ — فَلْيَنْظُرْ إِلَىٰ عَلِيٍّ

بْنِ أَبِي طَالِبٍ —

جو شخص ابراہیم علیہ السلام کو ان کی بُرڈ باری میں — اور نوح علیہ السلام کو

ان کی فراست — اور یوسف علیہ السلام کو ان کے حسن و جمال میں دیکھنا

چاہئے — تو وہ علی ابن ابی طالب کی طرف دیکھ لے —

(الریاض النضرۃ جلد ۲، ص ۱۹۶)

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں پر غور کرنے سے جو امور سامنے آتے ہیں وہ ایمان کی

بالیدگی اور انوار عقیدت کے حصول کا باعث بنتے ہیں — کہ جو آدم علیہ السلام کو ان کے

علم کی کائنات کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہے — اور نوح علیہ السلام کو آپ کے فہم و فراست اور

دانائی کی چمکتی ہوئی کہکشاں کا نظارہ کرنا چاہتا ہو — اور ابراہیم علیہ السلام کو آپ علیہ

السلام کے حلم و بردباری اور متحمل مزاجی کے بحرِ زخار کے تموج کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا

شوق رکھتا ہو — اور جناب یحییٰ علیہ السلام کے زہد و تقویٰ اور للہیت و خلوص کا خوشبوئیں

بکھیرنا چمنستان دیکھنا چاہئے — اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی مضبوط ترین گرفت اور دست جلالت مآب کی نگاہوں کو خیرہ کر دینے والی تابشوں کو تصور کی نگاہوں سے دیکھنا چاہے — اور حضرت یوسف علیہ السلام ان کے حسن و جمال کی پوری تابانیوں کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہے — وہ ایک مولا مرتضیٰ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے —

خیال رہے — کہ جمال علی کا تذکرہ اس پاک زبان سے بیان ہوا، جس زبان سے قرآن مجید کا لفظ لفظ بیان ہوا — یہ وہ زبان ہے جو منشائے خداوندی کی ترجمان ہے — اور جو شخص اس بات کا انکار کرے وہ خارج از امکان ہے —

مگر افسوس کہ آج کے خوارج و نواصب اپنے مرے ہوئے پیشواؤں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے — آپ کرم اللہ وجہہ کی جھلکی تصویر منیر کو جس انداز سے بیان کرتے ہیں — ہم اس کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے — یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ لعنت ہو اس شخص پر جس کے سینہ بے نور میں بغض علی کی نارشعلہ زن ہے —

ایمان والو! — آؤ ان خارجی مولوی یا وہ گوئی — بک بک اور چیخ چیخ کو صرف نظر کرتے ہوئے — محبت والوں سے مولا علی کے حسن جہاں آرا کے بارے میں پوچھتے ہیں — امام محبت طبری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں — کہ آپ کا قدم مبارک نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی زیادہ چھوٹا تھا — بلکہ آپ میانہ قامت تھے۔

أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمُهُمَا — حَسَنُ الْوَجْهِ كَأَنَّهُ قَمَرٌ لَيْلَةَ
الْبَدْرِ .

آپ کی آنکھیں بڑی بڑی — اور چہرہ مبارک انتہائی خوبصورت
تھا — جیسے چودھویں رات کا چاند ہو۔

زلفِ دوتا

حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حصول علم کی خاطر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا — تو میں نے ایک شخصیت کو دیکھا جو دو چادروں میں ملبوس تھے۔

وَلَهُ صَفِيرَتَانِ، وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى عَاتِقِ عُمَرَ .

اور ان کے کندھوں کی دونوں جانب زلفیں تھیں اور انہوں نے اپنا ہاتھ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر رکھا ہوا تھا۔

فرماتے ہیں — میں نے لوگوں سے پوچھا — یہ کون ہیں؟ — تو انہوں نے

کہا — یہ علی (علیہ السلام) ہیں — (الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۰۷)

صراحی نما گردن

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا — اور آپ کے کندھے کی ہڈی نرم اور لچکدار تھی — جیسے شکار کرنے والے جنگلی جانور کی ہوتی ہے — اور آپ کی کلائی سے آپ کا بازو ظاہر نہ ہوتا تھا، ”یہ بازو کی مضبوطی کی علامت ہے۔“

قَدْ اَدْمَجَ اَدْمَا جَا — شِشْنُ الْكَفَّيْنِ — عَظْمُ الْكَرَادِيْسِ

— اَغْيَدُ: — كَانَتْ عُنُقَهُ اَبْرِيْقُ فِضَّةٍ .

آپ کی آنکھیں سیاہ تھیں — بھاری ہتھیلیوں والے، بڑے کندھوں

والے تھے — آپ کی نزاکت کا یہ عالم تھا کہ گویا آپ کی گردن مبارک

چاندی کی صراحی تھی۔ (الریاض النضرہ جلد ۲، ص ۱۰۷)

— مندرجہ بالا سطور سے یہ امر واضح ہو گیا — کہ آپ نہایت حسین اور اعلیٰ

درجے کے خوبصورت تھے۔ ان کی خوبصورتی کا تذکرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے۔

حُسْنًا كَحُسْنِ يُوسُفَ — کہ آپ کا حسن — حسن یوسف کی طرح تھا —
اگر کوئی خارجی مولوی منبر پر کھڑے ہو کر بے ہودہ گوئی کرے تو میرے مولا علی کی جلالت حسن میں کوئی فرق نہیں پڑتا —

حدیث نمبر ۴۸

فاروقِ اعظم

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — جناب علی کرم اللہ وجہہ سے فرما رہے تھے۔

أَنْتَ الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ — وَأَنْتَ الْفَارُوقُ الْأَعْظَمُ الَّذِي
تُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ .

(اے علی علیہ السلام) تم صدیق اکبر ہو — اور تم فاروقِ اعظم — ہو کہ تم

حق اور باطل میں فرق کرو گے — (ارنج المطالب ص ۳۲)

کتابت کی غلطی — بھول — یا بددیانتی

خیال رہے کہ مندرجہ بالا حدیث شریف — صاحب ”ارنج المطالب“ نے — ”الریاض النضرۃ“ — کے حوالے سے نقل کیا ہے — لیکن رقم کے پاس ”ریاض نضرۃ“ کے نسخہ میں لفظ اعظم نہیں ہے شاید کتابت کمپوزنگ کی غلطی ہے — یا کمپوزنگ کرنے والے نے ایسا کیا ہے — یا عمدًا بطور عناد ایسا کیا گیا ہے — بندہ کے

پاس نسخہ ”دارالکتب العلمیہ“ بیروت، لبنان کا ہے اور دارالکتب العلمیہ کے مالک و منتظمین — یا تو نہایت غیر ذمہ دار ہیں — یا پھر خوارج و نواصب کے زیر اثر ہیں — یا پھر منکرین شان نبوت کے گروہ سے متعلق ہیں — اس ادارے کی چھپی ہوئی کتابوں میں لکھی ہوئی احادیث و روایات میں کافی مقامات پر قطع و برید کی کارستانیاں دیکھنے میں آئی ہیں — اگر یہ سب کچھ جان بوجھ کر ہو رہا ہے تو اس ادارے کے ارباب بست و کشاد کی انتہائی درجے کی بددیانتی ہے — اور دین اسلام کے ساتھ ظلمِ عظیم ہے — یہ ایسے ہی ہے جیسے بنی اسرائیل کے بدکماشوں نے — بابِ حطہ سے گزرتے ہوئے — حِطَّةٌ — کہنے کی بجائے — حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ — کہنا شروع کر دیا — جس کی وجہ سے ایسا کرنے والوں پر عذاب الہی نازل ہوا اور ان کے چہرے بندروں اور سوروں کی شکل میں مسخ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۴۹

وزیر رسول

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں — کہ میں نے — حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا — کہ میں وہ بات کہتا ہوں — جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے کہی تھی۔

اَللّٰہُمَّ اجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اٰہْلِیْ اٰخِیْ عَلِیًّا اَشَدُّ بِہِ اَزْرِیْ
وَ اَشْرَکُہُ فِیْ اَمْرِیْ کِیْ نُسَبِحَکَ کَثِیْرًا وَ نَذْکُرُکَ کَثِیْرًا اِنَّکَ
کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ۔

اے اللہ! میرا وزیر بنا میرے خاندان سے، علی کو جو میرا بھائی ہے — اور

مضبوط فرمادے، اس سے میری کمر — اور شریک (حصہ دار) بنا دے،
اسے میری اس مہم میں — تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح اور بہت
زیادہ تیرا ذکر کریں، بے شک تو ہمارے ظاہر اور باطن کو خوب دیکھنے والا

ہے۔ (الریاض النضر ج ۲، ص ۱۱۸)

وزیر کسے کہتے ہیں؟

وزیر عربی کا لفظ ہے — جو مددگار — معاون — مدار الہام — یعنی جملہ
مہمات کو سر کرنے میں مدد دینے والا — المنجد — میں ہے — الْوَزِيرُ — مَنْ
يُعِينُهُ الْمَلِكُ — أَوْ صَاحِبُ السُّلْطَةِ الْعُلْيَا فِي الْبِلَادِ لِيَتَوَلَّى شُؤُونَ الدَّوْلَةِ
فَيَسْتَعِينُ بِرَأْيِهِ وَتَدْبِيرِهِ — وزیر، وہ شخص ہوتا ہے جسے بادشاہ — یا پھر اقتدار عظمیٰ
کا مالک ”مختلف“ شہروں میں تعینات کرے — تاکہ وہ ملکی معاملات کو سرانجام دینے
میں مددگار ثابت ہو — پس پھر بادشاہ اس کی رائے اور تدبیر سے مدد حاصل کرتا ہے —
(المنجد ص ۸۹۸ مطبوعہ منشورات دارالمشرق بیروت لبنان، اشاعت ۱۹۷۳ء)

بوجھ اٹھانے والا

صاحب روح البیان امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے — قاموس —
کے حوالے میں لکھا ہے۔

الْوَزِيرُ، حِبَاءَ الْمَلِكِ أَيْ: جَلِيسُهُ وَ حَاصَّتُهُ الَّذِي يَحْمِلُ ثِقَلَهُ
وَ بَعِينُهُ بِرَأْيِهِ .

وزیر، بادشاہ کے اس خاص ہمنشین اور ساتھی کو کہا جاتا ہے، جو اس کے بوجھ
کو اٹھائے اور بادشاہ اس رائے کی تائید کرے۔

وَزِيرٌ — الْوَزْرُ — سے مشتق ہے — اور اس کا معنی بوجھ ہے — چونکہ وزیر بادشاہ کے بوجھ اٹھاتا ہے — اس لیے اسے اس نام سے پکارا جاتا ہے —
 یا وزیر — الْوَزْرُ — سے مشتق ہے — جس کا معنی ہے — الْمَلْجَأُ الْمُعْتَصِمُ — یعنی جائے پناہ — چونکہ وزیر کی رائے سے حمایت حاصل کی جاتی ہے — اور امور سلطنت میں اس سے پناہ لی جاتی ہے — اس بے لفظ وزیر کو اس نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۳۸۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

ان تمام معانی کو سامنے رکھتے ہوئے — مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیں — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ خداوندی میں دعا فرمائی — اے اللہ! — مجھے میرا بھائی علی علیہ السلام چاہئے جو میرے گھر کا آدمی ہے — اور اس کے ذریعہ سے میری مدد فرما — اور میری کمر مضبوط کر — تاکہ یہ میرے جملہ امور کا بوجھ اٹھائے اور میری معاونت کرے — اور مشکل مہمات میں میرا مددگار بنے — تاکہ میرے لیے آسانیاں پیدا ہوں — اور تیری توحید کا پرچار کرنے میں دونوں مل کر کوشش کریں — اور کثرت سے تیری تحمید و تقدیس اور تسلیم و رضا کی ادب آگیں صدائیں بلند کریں — اور ہر حال میں تیری تسبیح و تحلیل بیان کریں — تیرے جمال و جلال اور ایسی صفات کمال جو تیری شان کے لائق ہیں کو دنیا کے سامنے ظاہر کریں۔

☆ — اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نیک نفس اور پاک طینت لوگوں کی امداد و معاونت طلب کرنا نبیوں کی سنت ہے۔ اللہ والوں کی معاونت ایسی عظیم دولت ہے جو ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی — یہ نعمت ایمان والوں کے مقدر میں لکھی جاتی ہے۔

☆ — بات چل رہی تھی وزارت کی — کہ رسول دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی — اے اللہ کریم! — میری علی المرتضیٰ کے ذریعے مدد فرما — اور یہ امر امت کے لیے سنت کی صورت اختیار کر گیا — یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس العزیز غم آگیں انداز میں، اسد اللہ کی بارگاہ میں فغان جان غمگین یوں بیان کرتے ہیں۔

مرتضیٰ، شیرِ خدا، مرحبِ کشا، خیبرِ کشا
 سرور، لشکرِ کشا، مشکلِ کشا امداد کن
 یا ید اللہ، یا قوی، یازور بازوئے نبی
 من زپا افتادم اے دستِ خدا امداد کن
 اے شبِ ہجرت بجائے مصطفیٰ بر رختِ خواب
 اے دمِ شدت خدائے مصطفیٰ امداد کن

(حدائقِ بخشش حصہ دوم، ص ۶۰ مطبوعہ شبیر برادرزلاہور)

حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خیبرِ کشا کی جناب میں سولہ اشعار کہے ہیں بطور نمونہ یہاں پر صرف تین اشعار نقل کیے ہیں — جن میں التجا کی گئی ہے — اے مرتضیٰ — اے شیرِ خدا — اے قاتلِ مرحب — اے فاتحِ خیبر — اے شاہِ سرور — اے مضبوط و مستحکم — اے لشکرِ باطل کی صفوں کو چیرنے والے — اے مشکلات کی زنجیروں کو کاٹنے والے مدد فرما —

اے پرتو دستِ خدا — اے زور بازوئے رسول — میں تیرے قدموں میں پڑا ہوں — میری امداد کر — اے ہجرت کی رات رسولِ کریم صلی

بندوبست کی حرکت پر راحت پر راحت لڑتے رہے۔

شہوت اور شہاش تیز رفتاری میں مسخٹے اور کھسکے بندوبست کی حرکت پر

ہوتے رہے۔

بندوبست کی حرکت پر

یہ سب سب کو کھسکے اور کھسکے

مستحق ہوں میں تھوڑے تھوڑے

بندوبست کی حرکت پر کھسکے اور کھسکے

کھسکے رہے تھوڑے تھوڑے

ہو کر کھسکے اور کھسکے

میں سب سب تھوڑے تھوڑے

کھسکے اور کھسکے رہے تھوڑے تھوڑے

پہلے کھسکے اور کھسکے

تاریخ کی کوئی

تاریخ کی کوئی تاریخ سے تاریخ کی کوئی تاریخ

یہ کہ تاریخوں سے تاریخ کی کوئی تاریخ ہے تاریخ کی کوئی تاریخ

تاریخ کی کوئی تاریخ سے تاریخ کی کوئی تاریخ

تاریخ کی کوئی تاریخ ہے

تاریخ کی کوئی تاریخ ہے

تاریخ کی کوئی تاریخ ہے

سے۔ (پارہ ۱۰ سورہ انفال آیت نمبر ۶۲)

☆ — امام حقی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں — کہ اس آیت

شریفہ میں

فنصر اللہ سہاوی و نصر المؤمنین ارضی و بالکل یحصل الامداد
مطلقاً۔

نصر اللہ سے آسمانی — اور — نصر المؤمنین سے زمینی امداد مراد
ہے — اور ان تمام وزیروں سے علی الاطلاق ہر طرح سے مدد ملتی ہے۔

(وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یا جبریل و اسرافیل علیہ السلام
ہوں — یا علی ہوں) (علیہم السلام) (تفسیر روح البیان ج ۵، ص ۳۸۵ مطبوعہ بیروت لبنان)

حدیث شریف کی گواہی

ہو سکتا ہے اہل ایمان کو فریب دینے کے لیے یہ کہا جائے — کہ جی یہ تو اس دنیا
میں (ظاہری) حیات کی بات ہے۔ قبر میں جانے کے بعد — تو بس قصہ ختم — اس
کے لیے حدیث پاک کی گواہی ہے —

☆ — امام اسماعیل حقی بنی مصطفیٰ حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے — حضرت کاشفی کے

”الرسالة العلیہ“ — اور جناب ابن الکمال کی — شرح الاربعین کے حوالے سے یہ
حدیث بیان کی ہے۔

إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ -

جب تم دنیاوی معاملات میں پریشان ہو جاؤ تو تم قبروں والوں (کے

وسیلہ) سے مدد حاصل کرو۔ (تفسیر روح البیان ج ۵، ص ۳۸۵ - مطبوعہ بیروت لبنان)

☆ — امام حقی سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وَالْمُرَادُ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ الرُّوحَانِيُّونَ سَوَاءٌ كَانُوا فِي الْأَجْسَادِ
الْكَثِيفَةِ أَوْ اللَّطِيفَةِ .

اہل قبور سے روحانی لوگ مراد ہیں، خواہ وہ کثیف جسموں میں ہوں یا لطیف

جسموں میں۔ (تفسیر روح البیان ج ۵، ص ۳۸۵۔ مطبوعہ بیروت لبنان)

وزیر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — اور — وزیر سلیمان علیہ السلام

بات چل رہی تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر مولائے کائنات حضرت علی

المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی — قرآن مجید میں — حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر

آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ موجود ہے —

آصف سلیمان علیہ السلام کے وزیر — علی علیہ السلام سید العالمین صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے وزیر — آصف شاگرد پیغمبر — علی علیہ السلام نفس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم — آصف صدیق امت سلیمان علیہ السلام — علی علیہ السلام بفرمان رسول

صدیقوں کے سردار — آصف اللہ کا ولی ہے — علی مملکت ولایت کا تاجدار۔

رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء و رسل سے افضل — آپ کی امت

تمام انبیاء کی امتوں سے افضل — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیاء —

تمام پیغمبروں کے اولیاء سے افضل — علی منبع ولایت، ولی الاولیاء ہیں — یعسوب

المؤمنین ہیں — آصف جناب سلیمان علیہ السلام کے خالہ زاد ہیں — علی نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد ہیں — حضرت آصف بن برخیا کے قرآن مجید کے

مطابق — کتاب کا کچھ علم تھا — عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ — قرآن مجید کی کوئی

ایسی آیت نہیں جس کا علم علی کو نہ ہو — آصف سلیمان علیہ السلام کے کاتب —
اور — علی والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب! —

☆ — روح البیان میں ہے — و مودبہ فی حال صغیرہ! — اور

بچپن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی تربیت بھی ان کے سپرد تھی — علی علیہ السلام وہ
ہیں جن کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد تھی۔

(روح البیان ج ۶، ص ۳۷۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

☆ — آصف بن برخیا کو — وَقَدْ خَلَقَ اللَّهُ لِنُصْرَةِ سُلَيْمَانَ — اللہ

تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدد کے لیے پیدا فرمایا تھا — اور علی ابن ابی
طالب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے پیدا فرما کر — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی مدد و نصرت کے لیے مقرر فرمایا — قرآن پاک میں آصف بن برخیا کی ایک
کرامت — قوت اور تیزی کا ذکر ہے — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَنَا أَيْتِكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ط

”میں اسے (تحت بلقیس کو) آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا اس سے

پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔“ (پارہ نمبر ۹ سورہ نمل آیت نمبر ۴۰)

(روح البیان ج ۶، ص ۳۷۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

خیال رہے کہ آنکھ جھپکنا انسان کے لیے تیز رفتاری کی آخری قوت ہے۔ اس سے

بڑھ کر انسان کے لیے کوئی اور چیز تیز رفتاری نہیں کیونکہ آنکھ جھپکنے میں کوئی دیر نہیں لگتی۔

☆ — حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و عطاء

— اور پیغمبر کی صحبت و معیت کے فیضان سے یہ کمال حاصل ہے — تو مولا مرتضیٰ کرم

اللہ وجہ کار روحانی مرتبہ و مقام کیا ہوگا —

یہاں پر معاندین اہل سنت کی طرف سے — اہل اسرار کو فریب دینے کے لیے یہ کہا جاتا ہے — کہ یہ تمام باتیں حیات دنیوی سے متعلق ہیں — مگر برزخ میں جانے کے بعد وہی کچھ نہیں کر سکتا — وہ نفس کے اندر سے نہ دنیوی حیات کے امور کو سمجھ سکتے ہیں — اور نہ ہی برزخی زندگی کے رموز سے واقف ہیں — اور نہ ہی ان کا قدرت خداوندی کے کرشمہ و کماں پر ایمان ہے — ایسے معمول ہوتا ہے — کہ خالق و مآلک نے ان کا سب کچھ جسم کر دیا ہے — ورنہ صرف ان کے لیے کارگزار ثابت ہوتے ہیں جو چاہے جنابوں کے ساتھ حق کی تلاش میں ہوں۔

سچائیوں کے آسمان کا زینہ تلاش کرنے والوں کے لیے حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سے قاضی صاحب کا عقیدہ اور ان کا اس سلسلے میں شریعہ پیش خدمت ہے — غور فرمائیں کہ عہدے احناف کا اس معاملے میں مسکب کیا ہے —

قاضی پانی پتی — سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۱ ان تفسیر کرتے ہوئے شہداء کی برزخی زندگی اور تصرف کے بارے میں لکھتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُعْطِي لَأَرْوَاحِهِمْ قُوَّةَ الْأَجْسَادِ، فَيُلْذِهِبُونَ مِنَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْجَنَّةِ حَيْثُ يَشَاءُونَ وَيَنْصُرُونَ أَوْلِيَاءَهُمْ وَيُدْقِرُونَ أَعْدَاءَهُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

بے شک اللہ تعالیٰ ان (شہیدوں) کی روحوں کو جسموں کی قوت عطا فرماتا ہے، وہ زمین میں، آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں جاتے ہیں اور وہ (شہداء) اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہزیمت دیتے ہیں

انشاء اللہ تعالیٰ۔ (التفسیر المظہری جلد اول، ص ۱۵۲ مطبوعہ کوئٹہ)

امام آلوسی کا عقیدہ

حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ شہداء کی زندگی کے بارے میں

فرماتے ہیں۔

إِنَّهَا حَقِيقَةٌ بِالرُّوحِ وَالْجَسَدِ .

”کہ شہیدوں کی زندگی“ روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی ہے۔

(تفسیر روح المعانی ج ۲، ص ۲۰ مکتبہ امدادیہ ملتان)

☆ — شہیدوں کی زندگی روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی ہوتی ہے — یہ

شہداء جب چاہیں — جہاں چاہیں — آتے، جاتے ہیں — اپنے دوستوں اور

ماننے والوں کی مدد فرماتے ہیں — اور دشمنان دین و اسلام کو ہلاک کرتے ہیں — اللہ

کریم کی عطا کردہ قوتوں اور اس کے اذن سے — اور مولا علی کرم اللہ وجہہ — ہر دور

کے خارجیوں کے بابا اور پسندیدہ اور محبوب ترین پیشوا — لیڈر — اور ہیرو — ابن

ملجم بد بخت لعنتی کے ہاتھوں شہید ہوئے — ان کی شہادت کا انکار کافروں اور منافقوں

کے سوا کوئی نہیں کرتا — اور —

اہل ایمان کا عقیدہ ہے — کہ اذن خداوندی سے مولا علی ہماری امداد فرما سکتے

ہیں — روحانی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی۔

☆ — منکرین شان رسالت — ترنگ کے عالم میں کبھی کبھی یہاں تک کہہ

جاتے ہیں — کہ شہداء کی زندگی اور امداد تو ثابت ہے — لیکن طبعی طور پر انتقال کر

جانے والے مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ہم انہیں بار بار کہہ چکے ہیں — تمہارے منہ میں خاک — اگر تمہارے مقدر کا ستارہ حسد و عناد کی تاریکیوں میں ڈوب چکا ہے تو اس پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے — رہی دلائل کی بات تو وہ ہمارے عقیدے کے آسمان پر کہکشاں کی صورت میں درخشاں و تاباں ہیں۔

— محبت والوں کے ذوق جاوداں کی تسکین اور طمانیت قلبی کی خاطر ایک ایسا واقعہ بیان کر رہا ہوں، — جو اپنی نوعیت کا منفرد واقعہ ہے۔

امام سیوطی کا عقیدہ

امام جلال الدین، عبدالرحمن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ ابوعلی روبری علیہ الرحمۃ سے روایت کیا ہے۔

لکھتے ہیں — کہ حضرت ابوعلی نے ایک ”کامل“ فقیر کو دفن کیا — اور اس کے سر سے کفن ہٹایا — اور اس کے سر پر مٹی رکھی — تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی غربت پر رحم فرمائے — حضرت ابوعلی فرماتے ہیں — اس فقیر نے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا — اور فرمایا — اے ابوعلی! — مجھے اس کے سامنے ذلیل نہ کر — جس نے مجھے راہ دکھلائی ہے —

”ابوعلی فرماتے ہیں“ — میں نے اسے کہا۔

يَا سَيِّدِي اَحْيَاةٌ بَعْدَ الْمَوْتِ .

اے میرے سردار! کیا موت کے بعد زندگی ہے؟

تو اس فقیر نے فرمایا — میں زندہ ہوں — اور —

وَ كُلُّ مُحِبِّ اللّٰهِ حَيٌّ لَا نُصْرَنَكَ بِجَاهِيْ غَدًا .

اور ہر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا زندہ ہے اور کل میں تمہاری امداد کروں

گا۔ (شرح الصدور (امام سیوطی ص ۹۱)

اس سے معلوم ہوا — کہ علی کریم — اور دیگر اللہ تعالیٰ کے پاک بندے —
عالم برزخ میں — دنیاوی زندگی سے لاکھ درجے بہتر، نورانی زندگی گزار رہے ہیں —
اور دنیا والوں کی باذن اللہ امداد فرماتے ہیں —

علی علیہ السلام وزیر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کرتے ہوئے عرض کیا
— کہ اے میرے کریم اللہ! علی کو میرا وزیر بنا۔ اور اس کے ذریعے میری کمر مضبوط
کر — جناب علی المرتضیٰ میں وہ تمام صلاحیتوں موجود ہیں — کہ آپ سلطانِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بطور وزیر نیابت کر سکیں — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزارت
کے لیے — جناب علی کا انتخاب موجودہ دور کے حکمرانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے —
جو اپنی منفعت کے لیے نااہل لوگوں کو وزارتوں کا قلمدان سونپ دیتے ہیں — ایسے
حکمرانوں کے بارے میں ایک حدیث شریف دیکھیں —

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث مبارکہ ہے — سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں —

مَنْ قَلَّدَ إِنْسَانًا عَمَلًا وَفِي رَعِيَّتِهِ مَنْ هُوَ أَوْلَىٰ مِنْهُ فَقَدْ خَانَ اللَّهَ

وَرَسُولَهُ وَجَمَاعَةَ الْمُؤْمِنِينَ .

جس ”حکمران“ نے کسی شخص کو عامل و وزیر بنایا جبکہ اس کی رعیت میں، اس

شخص سے بہتر صلاحیتوں کے مالک افراد موجود ہیں — تو اس حکمران

نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام مؤمنوں سے
خیانت کی۔ (تفسیر روح البیان ج ۵، ص ۳۸۶ مطبوعہ بیروت)

صالح وزیر

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے — سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہیں:

إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِمَلِكٍ خَيْرًا قَيَّضَ لَهُ وَزِيرًا صَالِحًا إِنْ نَسِيَ ذِكْرَهُ
وَإِنْ نَوَى خَيْرًا أَعَانَهُ وَإِنْ نَوَى شَرًّا كَفَّهُ .

جب اللہ تعالیٰ کسی بادشاہ کی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے نیک وزیر عطا
فرماتا ہے — کہ اگر وہ اللہ کے ذکر سے غافل ہو جائے ”تو نیک وزیر
اسے یاد دہانی کراتا ہے“ اگر نیکی کی نیت کرے تو اس کی مدد کرتا ہے —
اور اگر برائی کی نیت کرے تو اسے روک دیتا ہے —

(تفسیر روح البیان ج ۵، ص ۳۸۵ مطبوعہ بیروت لبنان)

امام مہدی علیہ السلام کے وزراء

امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں — کہ بادشاہ زمین پر اللہ کا
سایہ ہوتا ہے — جو اللہ تعالیٰ کی صفات کی جامع حقیقت کا مظہر بن کر ظاہر ہوتا ہے —
اور وہ ایسا قطب ہوتا ہے، جس پر عالم کا مدار ہے — جیسے اس قطب کے لیے امین علمائے
کرام وزیر ہوتے ہیں، اسی طرح اسے ظلِ الہی کے لیے بھی ایسے ہی وزراء ہوتے
ہیں — جو صاحبانِ عدل و ادب ہوں۔

امام حقی فرماتے ہیں:

وَهَذِهِ الْوُزَارَةُ مُتَدَّةٌ إِلَى زَمَنِ الْمَهْدِيِّ وَوُزَرَاءُ هُ سَبْعَةٌ هُمْ
أَصْحَابُ الْكَهْفِ يُحْيِيهِمُ اللَّهُ فِي الْخَيْرِ الزَّمَانِ يَخْتِمُ بِهِمْ رُتْبَةَ
الْوُزَرَاءِ الْمَهْدِيَّةِ .

ایسی وزارت امام مہدی علیہ السلام تک جاری رہے گی اور اس وقت ان کے
سات وزراء ہوں گے اور وہ اصحاب کہف ہیں — خدا تعالیٰ انہیں زمانہ
امام مہدی میں زندہ (بیدار) فرمائے گا۔ وہ سب وزارت مہدیہ کے خاتم
ہوں گے۔

(تفسیر روح البیان ج ۵، ص ۳۸۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ سن اشاعت ۲۰۰۳ء امام اسماعیل حنفی متوفی ۱۱۴۱ھ)

☆ — قارئین کرام! آپ نے وزراء کے بارے میں بحث دیکھی اور یہ بھی آقا

علیہ السلام بارگاہ رب جہاں سے حضرت علی المرتضیٰ کو بطور وزیر مانگا — یقیناً خدائے
بزرگ و برتر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کو شرف قبولیت بخشا — اور حضرت
سلیمان علیہ السلام کے وزیر جناب آصف بن برخیا کا مختصر تذکرہ بھی ہوا — اس پر
جناب مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خوب شعر کہے ہیں — فرماتے ہیں۔

شاداں شاہے کہ اورا دستگیر

باشد اندر کار چوں آصف وزیر

چوں سلیمان علیہ السلام شاہ و چوں آصف وزیر

نور بر نور ست و عنبر بر عنبر

شاہ فرعون و چوں ہامانش وزیر

ہر دورا نبودز بدبختی گزیر

☆ — وہ بادشاہ مبارک باد کا مستحق ہے۔ ”شاداں رہے گا۔“ جس کا مددگار آصف جیسا وزیر ہو۔

☆ — بادشاہ سلیمان ہو اور وزیر آصف ہو — تو یہ ایسا ہے۔ جیسے نور پر نور اور عنبر پر عنبر (کستوری، گلاب اور صندل سے بنا ہوا خوشبودار سفوف)

☆ — بادشاہ فرعون ہو اور ہامان جیسا وزیر ہو تو پھر دونوں کے لیے بدبختی لازمی امر ہے۔

برادران اسلام! — اسلامی دنیا کے بادشاہوں، حکمرانوں کو دیکھیں اور ان کے ناہنجار وزیروں پر نظر ڈالیں تو آپ کو ہر طرف شیطنیت کی تباہ کاریاں اور خباثت کی چنگاریاں نظر آئیں گی۔

حدیث نمبر ۵۰

علی علیہ السلام کو سینے سے لگا لیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بہت باتیں ارشاد فرمائیں — اور پھر فرمایا —

أَيْنَ عَلِيٍّ بِنِ أَبِي طَالِبٍ .

علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟

حضرت علی المرتضیٰ یہ ارشاد سن کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تیزی کے ساتھ حاضر ہو — اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں حاضر ہوں۔

فَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ: يَا عَلِيُّ صَوْتِي —

مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ هَذَا أَخِي — وَأَبْنُ عَمِّي، وَخَتَنِي هَذَا
لَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي، هَذَا أَبُو السَّبْطَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
سَيِّدِي شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، هَذَا مُفَرِّجُ الْكُرُوبِ عَنِّي، هَذَا أَسَدُ
اللَّهِ وَ سَيْفُهُ فِي أَرْضِهِ عَلَى أَعْدَائِهِ عَلَى مُبْغِضِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ لَعْنَةُ
اللَّاَعِينِينَ وَ اللَّهُ مِنْهُ بَرِيءٌ، وَ أَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَبْرَأَ مِنْ
اللَّهِ وَ مِنِّي فَلْيَبْرَأْ مِنْ عَلِيٍّ وَ لِيَبْلُغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ .

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو (علی المرتضیٰ) کو سینے سے لگا لیا —
اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا — اور بلند آواز سے فرمایا —
اے مسلمانو! یہ (علی) میرا بھائی ہے — اور میرے چچا کا بیٹا ہے —
اور میرا داماد ہے — یہ (علی) میرا گوشت ہے — اور میرا خون
ہے — اور میرے (سر کے) بال ہے — یہ (علی) سبطین، یعنی حسن و
حسین کا باپ ہے ”جو“ جنتی جوانوں کے سردار ہیں — یہ مجھ کو مصیبتوں
سے دور کرنے والا — یہ اللہ تعالیٰ کا شیر ہے — اور اس کے دشمنوں کے
لیے اس کی زمین پر اس (اللہ تعالیٰ) کی تلواریں ہے — اس (علی) سے بغض
رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو — اور لعنت کرنے والوں کی لعنت
ہو — اور اللہ اس کے دشمن سے بری ہے — اور میں بھی اس سے بری
ہوں — اور جو یہ پسند کرتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اور مجھ سے بے تعلق ہو جائے،
بس وہ علی سے بے تعلق ہو جائے۔ اور جو یہاں موجود ہے۔ وہ اس کو یہ بتا
دے، جو یہاں موجود نہیں ہے —

ثُمَّ قَالَ اجْلِسْ يَا عَلِيُّ عَرَفَ اللَّهُ لَكَ بِذَلِكَ —

پھر ارشاد فرمایا — اے علی بیٹھ جاؤ — یہ وہ تعارف ہے جو اللہ تعالیٰ نے

خاص تیرے لیے کروایا ہے۔ (ذخائر العقبیٰ ص ۹۲ نسخہ دارالکتب المصریہ)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم — حضرت علی علیہ السلام سے بے تحاشہ محبت فرماتے — اور آپ کے دشمنوں سے

بیزاری کا اظہار فرماتے تھے — اور آخر میں علی سے تعلق نہ رکھنے والوں کی بدبختی کا اعلان

فرمایا — اور یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کا اللہ تعالیٰ — اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں — جس کا علی کے ساتھ تعلق نہ ہو —

مذکورہ حدیث شریف میں محبت و شفقت کا ایک پورا جہان آباد ہے — آقا علیہ

الصلوٰۃ والسلام کا دورانِ خطاب اچانک یہ پوچھنا کہ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ —

اور ان کو قریب کر کے سینے سے لگانا — ماتھا چومنا — اور پھر لوگوں کو متوجہ ہو کر فرمایا۔

— اے مسلمانو! یہ علی ہے — یہ میرا بھائی ہے — میرا چچا زاد ہے —

میرا داماد ہے — میرا گوشت، میرا خون، میرے ”سر کے بال“ ہے — یہ میرے

نواسوں کا باپ ہے اور میرے دونوں نواسے جنتی جوانوں کے سردار ہیں — اور مجھ سے

مصائب و آلام کو دور کرنے والا ہے — یہ اللہ کا شیر — اللہ کی تلوار اور اللہ کے دشمنوں کو

تباہی کے گھاٹ اتارنے والا ہے — اس کا دشمن لعنتی ہے — میرا اور میرے رب کا اس

سے کوئی تعلق نہیں جس کا علی سے تعلق نہ ہو —

اہل نظر کو دعوت فکر ہے — کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان میں چھپے

ہوئے ان امور پر غور فرمائیں — کہ نبوت کی نظر نے آنے والے حالات کا مشاہدہ فرمایا

ہوگا۔ اور علی کریم پر چلنے والے باد صرصر کے آوارہ تھپیڑوں کو نگاہ رسالت سے دیکھا ہو گا۔ جبھی تو یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ کہ لوگو! یاد رکھنا علی کا میرے ساتھ کیا رشتہ ہے۔ اس دہشت گردی کے پر فتن دور میں ٹکے ٹکے پر بکنے والے مولوی نما غارت گروں اور قزاقوں نے مولا مرتضیٰ کی دشمنی میں آخری حدود بھی پھلانگ دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہدایت کا راستہ ان کے مقدر میں نہیں ہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اپنا تعلق توڑ لیا ہے۔ اور رحمت خداوندی نے اپنا منہ موڑ لیا ہے۔ ملک و ملت سے غداری اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حدیث نمبر ۵۱

نفس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔۔۔ بنو ربیعہ کو انتباہ کرتے ہوئے فرمایا۔۔۔

أَوْلَا بُعِثَنَّ عَلَيْهِمْ رَجُلًا كَنَفْسِي يَنْفُذَ فِيهِمْ أَمْرِي فَيَقْتُلُ
الْمَقَاتِلَةَ وَيَسْبِي الدُّرِّيَّةَ .

کہ میں ان پر ایک ایسے شخص کو مقرر کروں گا، جو میری جان کی طرح ہے، اور میرا حکم نافذ کرے گا، اور ان کی اولاد کو قیدی بنائے گا۔

حضرت ابی فرماتے ہیں کہ میں اسی تعجب میں ہی تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حجرے میں تشریف لائے۔ اور میں نے ان سے کہا۔ اس سے مراد آپ کا ساتھی ہے۔ انہوں نے پوچھا کون؟ میں نے کہا۔ وہ جو تا مرمت کرنے والا۔ انہوں نے کہا۔

وَعَلَىٰ يَخْصِفُ النَّعْلَ .

جوتے تو علی مرمت کر رہا ہے۔

خصائص النساء ص ۸۰ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت لبنان مطبوعہ مصر ص ۱۹

اس حدیث مقدسہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی جان کی طرح فرمایا ہے — جس سے سرکار علی پاک کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان و عظمت کا پتہ چلتا — اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی پاپوش کی مرمت کرنا عار کی بات نہیں اور ایسا کام کرنے والے کو حقارت کی نظر سے دیکھنا بہت بری بات ہے۔

اور اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے — کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی علیہ السلام کو اپنی جان کہا ہے — اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان پر تلوار سے — یا قلم سے — یا زبان سے وار کرے — وہ اپنا انجام خود ہی سوچ لے۔

حدیث نمبر ۵۲

ابوبکر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے چھ دن بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ — اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے — تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے، جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

تَقَدَّمَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَآلِهِ) وَسَلَّمَ

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ آگے آئیے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

مَا كُنْتُ لِأَتَقَدَّمَ رَجُلًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ)
وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلِيٌّ مِثِّي بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَبِّي .

یہ امر میرے لیے روا نہیں کہ میں ایسی شخصیت سے آگے بڑھوں۔ جس سے متعلق میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ علی علیہ السلام کا مقام میرے نزدیک وہی ہے۔ جو میرا مقام اپنے رب کے ہاں ہے۔

الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج ۲، ص ۱۱۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

حدیث نمبر ۵۳

حدیث ولایت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی علیہ السلام بھی مولا ہے۔

۱- تفسیر کبیر (امام رازی) جلد ۲، ص ۵۹/۶۰ مطبوعہ ایران۔

۲- تفسیر الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (امام سیوطی) مطبوعہ بیروت۔

۳- تفسیر روح المعانی (امام آلوسی) ج ۶، ص ۱۹۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔

۴- الجایع الترمذی ج ۲، ص ۲۱۲ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی پاکستان۔

۵- سنن ابن ماجہ ص ۱۲ مطبوعہ میر محمد کراچی۔

۶- مسند امام احمد بن حنبل ج ۴، ص ۳۷۲ مطبوعہ دارصادر بیروت لبنان۔

۷- خصائص نسائی مطبوعہ مصر۔

۸- مستدرک حاکم ج ۳، ص ۱۱۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

- ۹- تاریخ بغداد (ج ۱، ص ۲۹۰) مطبوعہ مکتبہ النجفی قاہرہ مصر۔
- ۱۰- صحیحہ (ابو یوسف، ص ۱۰۰) (ج ۱، ص ۱۰۰) مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت۔
- ۱۱- مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی۔
- ۱۲- کتاب فضائل صحابہ (ابو احمد بن حنبل) (ج ۲، ص ۵۶۹) مطبوعہ جامعہ القادریہ مدینہ منورہ۔
- ۱۳- معجم صفیہ (ابو متجر بنی) (ج ۱، ص ۱۰۰) مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت۔
- ۱۴- معجم (ابو یوسف) (ج ۳، ص ۶۹) مطبوعہ مکتبہ معارف اریغز۔
- ۱۵- کفر عمال (ج ۱، ص ۱۸-۱۹)
- ۱۶- مجمع زوائد و تنبیح ضوائد (ابو سعید نور الدین بن ابوبکر البیہقی) (ج ۹، ص ۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰) مطبوعہ موسسہ معارف بیروت۔
- ۱۷- انساب بنی تمیم صحیحہ (ابو مزین حجر عسقلانی) (ج ۱، ص ۳۰۵) — انساب (ج ۲، ص ۳۰۸) مطبوعہ سنن دارالکتب بیروت بنان۔
- ۱۸- مناقب خوارزمی (ص ۹) مطبوعہ فیوض تہران، ایران۔
- ۱۹- اریغز نظر بنی مناقب عشرہ مجتہدین (ص ۲۶) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت بنان۔
- ۲۰- ذی الفقہین (ص ۶) مطبوعہ (سنن) دارالکتب المصریہ۔
- ۲۱- تاریخ خلفاء (ابو مسیوق) (ص ۱۶۹) مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی۔
- ۲۲- اصول عمل کفریہ (ص ۲۰) مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ مہمان پاکستان۔
- ۲۳- فضائل ائمہ (ج ۱، ص ۱۰۰) مطبوعہ دارالکتب العربیہ۔
- ۲۴- شرف مہاجرین (ص ۱۰۰) مطبوعہ مصر۔
- ۲۵- نور البصر فی مناقب آل بیت انبی مختار (ص ۱) مطبوعہ مصر۔

مذکورہ حوالوں کے علاوہ بھی یہ حدیث ولایت متعدد کتب تفسیر و احادیث — اور کتب تواریخ و سیر میں قوی سندوں کے ساتھ موجود ہے — لیکن ایک دہشت گرد مرد نے اس حدیث مقدسہ کو ضعیف — اور چند بے قرار افراد نے اس کو ”موضوع“ یعنی ”من گھڑت“ قرار دیا ہے — ان لوگوں کا ایسا کہنا کسی اصولی تحقیق کے تحت نہیں — بلکہ بغض علی کی وجہ سے ہے، جو اس قسم کے ناصبیوں اور خارجیوں کے سینوں میں آگ کی

صورت بن کر ہر وقت شعلہ بار رہتی ہے۔

آئیے! — دیکھتے ہیں کہ اس حدیث ولایت کا پس منظر کیا ہے؟

حدیث ولایت کا پس منظر

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — غدیر خم کے مقام پر — جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے — ایک خطبہ ارشاد فرمایا — جس میں اہل بیت کے ساتھ عقیدت و محبت کی تاکید فرمائی — اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں فرمایا۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ

کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔

اس ارشاد سے سرکارِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد، اس امر کو آشکارا کرنا تھا کہ علی اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب ہیں، ان سے اور میرے دیگر تمام اہل بیت سے محبت رکھنا تقاضائے ایمان ہے — اور ان سے عداوت و نفرت اور کدورت نفاق کی علامت ہے۔

☆ — حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے — حضرت مولا علی علیہ السلام کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

پاس بھیجا — کہ ان سے مالِ غنیمت کا خمس لے آئیں — ”حضرت علی“ نے خمس میں

سے ایک کنیر لے لی — جناب بریدہ کو یہ گمان گزرا کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے

غنیمت میں خیانت کی ہے — اس وجہ سے آپ کو برا سمجھا — حالانکہ یہ خیانت نہ

تھی — کیونکہ مالِ غنیمت میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ تھا — اور

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کے بڑے حق دار تھے — اور دوسرا یہ کہ امام کے لیے یہ امر

جائز ہے کہ مالِ غنیمت اس کے مستحقین میں تقسیم کرے — اور وہ خود بھی ان کے ساتھ

شریک ہوتا ہے — اور اسی طرح جو امام کا قائم مقام ہو — اس کو بھی یہ حق حاصل ہوتا ہے —

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اس بات کی شکایت کی — تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

يَا بُرَيْدَةُ اتَّبِعْ عَلِيًّا؟ قُلْتُ نَعَمْ .

اے بریدہ کیا تو علیؑ کے ساتھ بغض رکھتا ہے؟
میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَا تَبْغِضُهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمْسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ .

کہ علی سے بغض و کدورت نہ رکھو — کیونکہ ان کا خمس میں حصہ اس سے

زیادہ ہے۔ (صحیح بخاری شریف ج ۲، ص ۶۲۳ مطبوعہ اصح المطابع کراچی)

علماء فرماتے ہیں — کہ اسی واقعہ سے متاثر ہو کر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

خطبہ غدیر خم ارشاد فرمایا —

دوسرا سبب

یا پھر اس کا یہ سبب ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ

وجہ سے کہا۔

لَسْتُ مَوْلَايَ إِنَّمَا مَوْلَايَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

اے علی آپ میرے مولا نہیں — میرے مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم ہیں —

(تو اس پر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ

جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔

ایک شقی نے عذاب طلب کیا

اس کی تیسری وجہ یہ بھی ہے — ارشاد خداوندی ہے:

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ .

مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے، ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے۔

(پارہ ۲۹ سورۃ المعارج آیت نمبر ۱)

اس آیت کے بارے میں، حضرت امام ابو اسحاق احمد ثعلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے — کہ امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت

مبارکہ سے متعلق دریافت کیا گیا — کہ یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل

ہوئی — تو انہوں نے سوال کرنے والے سے فرمایا — کہ تم نے مجھ سے وہ سوال پوچھا

ہے، جو مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا۔

فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہ السلام سے اور

انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت بیان کی ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و

السلام نے جب کہ آپ غدیر خم کے مقام پر تشریف فرما تھے — لوگوں کو آواز دی اور وہ

سب اکٹھے ہو گئے — پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ

کر فرمایا —

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْتُ مَوْلَاهُ

جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔

امام ابو اسحاق فرماتے ہیں — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان و کلام بہت مشہور ہوا، اور دور دور تک پہنچ گیا — حارث بن نعمان فہری کو جب یہ کلام پہنچا تو وہ اونٹنی پر سوار ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا — اونٹنی کو بٹھایا — اور اس سے اتر کر — کہنے لگا —

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم فرمایا ہے — کہ ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت — اور آپ کو اس کا رسول مانیں ہم نے یہ قبول کیا — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا، کہ ہم پانچ نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں، اور رمضان کے روزے رکھیں ہم نے یہ بھی قبول کیا، — اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ کا حج کریں، ہم نے یہ بھی قبول کیا — پھر آپ اس پر راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کے بازو اٹھائے، اور اس کو ہم پر فضیلت دیتے ہوئے فرمایا۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْتُ مَوْلَاهُ

”حارث بن نعمان کہنے لگا“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے — اپنی طرف سے فرمایا ہے — یا یہ بھی اللہ کا حکم ہے — حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّ هَذَا مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ (جو میں نے فرمایا ہے)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

حارث بن نعمان فہری واپس اپنی سواری کی طرف آیا — اور کہنے لگا — اے اللہ! — اگر یہ سچ ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے۔

فَأَمْطِرُ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ إِنَّا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ .

تو پھر ہم پر آسمان سے پتھر برسایا، ہمیں دردناک عذاب میں مبتلا کر۔

ابھی وہ (حارث بن نعمان) اپنی سواری تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی

کھوپڑی پر پتھر مارا — جو اس کے نیچے سے نکل گیا — اور اس بد بخت گستاخ کو ہلاک

کر گیا، جس پر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔

نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المختار ص ۸۷ مطبوعہ دار الفکر — نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المختار ص ۱۸۷ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔

ان واقعات سے یہ چیز واضح ہوتی ہے — کہ حدیث ولایت کے پس منظر میں

کچھ امور کار فرما ضرور تھے — لیکن اس میں خلافت بلا فصل کا کہیں بھی اشارہ نہیں ملتا

— جو لوگ اس حدیث کے ضمن میں اصحاب ثلاثہ کو غاصب تصور کرتے ہیں، وہ غلطی پر

ہیں — اور نہ ہی اس سے یہ مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے — کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کی طرف کسی قسم کا اشارہ فرمایا ہے —

اگر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، غیر مبہم انداز میں خلافت مولا علی کا اعلان

فرماتے تو کون تھا؟ — جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس اعلان سے روکتا —

کتاب و سنت کے مطالعہ سے جو چیز سامنے آتی ہے وہ یہی ہے — کہ آقا علیہ الصلوٰۃ و

السلام نے امیر کا انتخاب امت پر چھوڑا ہے۔

ملوکیت کا چہرہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے تیس سال بعد سامنے آیا،

جس کی وجہ سے امت افتراق کا شکار ہو گئی اور نفرتوں نے محبتوں کی جگہ لے لی — اور

ایسے ایسے سنگین واقعات رونما ہوئے، جن سے روح اسلام تڑپ اٹھی۔

حارث فہری — لفظ مولا کا منکر

حارث بن نعمان فہری نے یہ سن کر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو مولا کا لقب عطا فرماتے ہوئے — کہا اے لوگو! ”جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے“ — یہ لفظ مولا اس منافق کو برداشت نہ ہو سکا، اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر بھی یقین نہ آیا — اور اٹھتے ہوئے کہنے لگا کہ اگر یہ بات سچ ہے تو اے اللہ ہم پر آسمان سے پتھر برسسا — اور پھر پتھر اس کی کھوپڑی پر پڑا جو اس کا کام تمام کر گیا۔

قارئین کرام! — آج اس دور پر آشوب میں بھی کچھ لوگ ہیں، بلکہ کافی تعداد میں ہیں جو علی کو مولا ماننے کے لیے کسی صورت تیار نہیں — رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو جہاں کی پاک زبان سے نکلے ہوئے اس لفظ سے ان کو بید چڑ ہے — اور اس ناگواری کا سبب نفاق کے سوا کچھ نہیں — منافق کسی صورت میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مولا کہنے کے لیے تیار نہیں —

یہ لوگ خود کو مولا نا کہلوا کر بہت خوش ہوتے ہیں — لیکن علی کو مولا کہنے سے ان کی فتویٰ ساز طبیعت میں بھونچال آجاتا ہے —

سوچنے کی بات ہے کہ ہر ایرے غیرے کو مولا نا کہنے سے کسی کی رگ تو حید نہیں پھڑکتی، صرف علی کو مولا کہنے سے مزاج میں حدت کیوں؟۔

خیال رہے کہ یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مولا نہیں مانتے — اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مولا مانتے ہوتے تو علی کرم اللہ

وجہہ کو بھی مولا مانتے — کیونکہ جس جس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا ہیں، اس اس کے علی علیہ السلام مولا ہیں —

حدیث نمبر ۵۴

ابن ماجہ کی روایت

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ — حجۃ الوداع — کے موقع پر موجود تھے — آپ نے رستے میں اتر کر لوگوں کو جمع کرنے کا حکم فرمایا — اور علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

اَلَسْتُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى — قَالَ:
اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ؟ قَالُوْا: بَلٰى —
قَالَ: — فَهٰذَا وَلِيٌّ مِّنْ اَنَا مَوْلَاہُ، اَللّٰهُمَّ وَاٰلِ مَنْ وَاٰلَاہُ، اَللّٰهُمَّ
عَادَ مَنْ عَادَاہُ .

کیا میں مومنوں کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا — کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں ہر مومن کا اس کی جان سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟ — صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا — کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری جان سے زیادہ مالک و مختار ہیں) — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — یہ (علی) ولی ہیں، اس شخص کے، جس کا میں مولا ہوں — اے اللہ! دوست رکھا سے، جو اسے دوست رکھے، اور دشمنی رکھا اس سے جو اس سے دشمنی رکھے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۲ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی پاکستان - سنن ابن ماجہ ج اول، ص ۸۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ابن ماجہ کی دوسری روایت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لیے تشریف لائے — جناب سعد ان کے پاس تشریف لے گئے — وہاں حضرت مولائے کائنات کا توہین آمیز الفاظ اور بے ادبی کے ساتھ ذکر ہوا — جسے سن کر جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ غضب ناک ہو گئے —

وَقَالَ: — تَقُولُ هَذَا الرَّجُلِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ، يَقُولُ: — مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ — وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي — وَسَمِعْتُهُ، يَقُولُ: — لَا عَظِيمَ الرَّأْيَةِ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ .

اور فرمایا: — تم لوگ اس شخص کے بارے میں ایسی گفتگو کر رہے ہو — جس کے بارے میں — میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے — کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے — میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی سنا — کہ (اے علی) تم میری جگہ اس طرح ہو، جس طرح ہارون، موسیٰ کی جگہ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں — اور یہ بھی فرمایا میں آج اس شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے۔

سنن ابن ماجہ ص ۱۲ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی پاکستان - سنن ابن ماجہ ج اول ص ۹۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ حدیث نمبر ۱۲۱

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مولا علی پر سب و شتم سن کر غضب ناک ہونا ایک فطری امر تھا۔ ان کی ایمانی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ میری موجودگی میں کوئی علی کریم کو گالیاں دے۔ انہوں نے ان لوگوں کو رعب بھرے انداز میں کہا کہ تم لوگ اس شخصیت کو برا بھلا کہہ رہے ہو، جس کے بارے میں رسولِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔ اور تم اس عالی مرتبت کے بارے میں گالی گلوچ پر اتر آئے ہو۔ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے۔ کہ علی کریم کو گالیوں کی بھرمار کرنے والے حج کرنے والے یا حج کر چکے تھے۔ اور یہ بات چمکتے ہوئے سورج کی طرح واضح ہے کہ مولائے کائنات کے ساتھ بغض رکھنے والے کی کوئی نیکی بارگاہِ خداوندی میں قبول نہیں۔

مندرجہ بالا حدیث شریف میں — فَنَالَ مِنْهُ — کا لفظ استعمال ہوا ہے — اور — نال — کا معنی منجریا قاموس اٹھا کر دیکھ لیں۔

حدیث نمبر ۵۶

نسائی کی روایت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — تَجَّهَ الْوَدَاعِ — سے واپس تشریف لائے تو غدیر خم کے مقام پر نزول اجلال فرمایا۔ اور لوگوں کو قیام کا حکم فرمایا۔ اور پھر فرمایا — کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا ہے (یعنی وقت وصال قریب آ گیا ہے) — اور میں نے اس امر کو قبول کر لیا ہے۔ اور میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں — جو ان

میں ایک دوسری سے بڑی ہے — اور وہ ہے —

كِتَابُ اللَّهِ وَ عِترَتِي أَهْلِ بَيْتِي .

اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور میری عترت، اہل بیت۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ تم میرے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔

فَإِنَّمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضِ .

بے شک یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ یہ

دونوں حوض کوثر پر مجھے آئیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ مَوْلَايَ وَأَنَا وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ .

بے شک اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے — اور میں تمام مؤمنوں کا مولیٰ ہوں۔

پھر مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا:

مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَهَذَا وَلِيُّهُ — اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ —

وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ .

جس کا میں ولی ہوں، اس کا یہ (علی) بھی ولی ہے — الہی! جو اس سے

دوستی و محبت رکھے تو اس شخص سے دوستی و محبت رکھ — اور جو شخص اس سے

عداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھ —

خصائص امیر المومنین علی ابن ابی طالب ص ۸۵ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت لبنان —

مطبوعہ مصر ص ۳۳

نسائی کی دوسری روایت

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معیت میں، یمن کی طرف بھیجا تو، میں نے ان کی سختی دیکھی — تو واپس آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اس امر کی شکایت کی — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھا کر میری طرف دیکھا، اور فرمایا —

يَا بُرَيْدَةَ! مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ .

اے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔

(خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب (خصائص نسائی) ص ۸۶ مطبوعہ دارالکتب العربی، بیروت، لبنان)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کی قیادت میں یمن کی طرف ایک لشکر بھیجا تھا، جس میں بریدہ بھی شامل تھے — اور یہاں سختی سے مراد، فوجی احکام منوانے میں سختی کرنا ہے — کیونکہ حضرت علی فوجی نظم و ضبط قائم رکھنے میں بڑے سخت تھے — جس کی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکایت کی، — تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے بریدہ! — جس کا میں مولا ہوں، علی بھی اس کے مولا ہیں — لہذا ان کی اطاعت و فرمانبرداری ضروری ہے —

نسائی کی تیسری روایت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے — اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی — پھر فرمایا —

اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ؟ — قَالُوْا
بَلٰی نَشْهَدُ لَاَنْتَ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ — قَالَ —
فَاِنِّیْ مَن كُنْتُ مَوْلَاَهُ (فَهٰذَا مَوْلَاَهُ) مَوْلَاَهُ، وَاَخَذَ بِيَدِ
عَلِيٍّ —

کیا تم جانتے ہو؟ — کہ میں ہر مومن کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہوں — صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری جان سے زیادہ مالک ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہر مومن کی جان سے زیادہ مالک و قریب ہیں — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — پس یقیناً جسکا میں مولا ہوں۔ اس کا یہ بھی مولا ہے — اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑا، ”اور بلند کر کے دکھایا۔“

حدیث نمبر ۵۹

نسائی کی چوتھی روایت

حضرت زید بن یثیع سے روایت ہے — کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو کوفہ کی جامع مسجد کے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں — اور اس سلسلہ میں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے کوئی گواہی نہ دے — کہ یوم غدیر خم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا تھا۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيَّْ مَوْلَاهُ — اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ
مَنْ عَادَاهُ .

کہ جس کا میں مولا ہوں، علی بھی اس کا مولا ہے — اے اللہ! جو اس کو
دوست رکھے، تو بھی اس کو دوست رکھ — جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی
اس سے دشمنی رکھ —

مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کے اس فرمان پر منبر کی جانب سے چھ آدمی
اٹھے — اور —

فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وآله) وَسَلَّمَ
يَقُولُ ذَلِكَ

اور انہوں نے گواہی دی کہ بے شک ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ (خصائص علی ص ۹۱ مطبوعہ دارالکتب العربی بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۶۰

نسائی کی پانچویں روایت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم علیہ
الصلوة والتسلیم نے ایک لشکر ترتیب فرمایا — اور علی کرم اللہ وجہہ کو اس لشکر پر امیر مقرر
فرمایا — جب اسلانی لشکر فتح سے ہمکنار ہوا تو مالِ غنیمت میں سے ایک باندی مولا علی
کے حصہ میں آئی جسے آپ نے شرف بخشا — تو یہ امر لوگوں کو ناگوار گزرا — اور ان
میں سے چار اصحاب نے آپس میں عہد کیا کہ مدینہ منورہ پہنچ کر بارگاہ رسالت میں اس امر

کی شکایت کریں گے۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب وہ سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام پیش کرتے، پھر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے جاتے۔ لشکر اسلام جب واپس آیا تو سب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان چار شخصوں نے اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق عمل کرنا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ! — أَلَمْ تَرَ أَنَّ عَلِيًّا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا كَذَا — فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ —

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! — کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابن ابی طالب کو نہیں دیکھتے کہ انہوں نے ایسے ایسے کیا؟ (اس کی یہ بات سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی طرف سے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا۔

پھر دوسرا آدمی اٹھا۔ اور اس نے بھی وہی بات دہرائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے بھی اپنا رخ انور پھیر لیا۔ پھر تیسرے نے بھی وہی بات کی۔ پھر چوتھے صاحب نے بھی وہی بات کی۔ جو پہلے تین کر چکے تھے۔

وَالْغَضَبُ يُبْصِرْفِي وَجْهَهُ — فَقَالَ: — مَا تُرِيدُونَ مِنِّي عَالِيًّا؟ إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ — وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِي!

تو آپ غضبناک ہو گئے، اور اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے فرمایا — کہ کیا تم نہیں جانتے؟ کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں — اور میرے بعد ہر مومن کا ولی و مددگار ہے۔

(خصائص نسائی ص ۹۲ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت)

حدیث نمبر ۶۱

نسائی کی چھٹی روایت

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ سے روایت ارشاد کرتے ہیں — کہ انہوں نے فرمایا — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بھیجا اور ہمارا امیر لشکر مولا علی کرم اللہ وجہہ کو مقرر فرمایا — جب ہم واپس لوٹے — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے دریافت فرمایا۔

كَيْفَ رَأَيْتُمْ صَاحِبَكُمْ؟

تمہارا امیر لشکر تمہارے ساتھ کیسا رہا؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سوال پر — میں نے یا کسی اور شخص نے شکایت کی، اور میں سر جھکا کر بات کرنے والا شخص تھا — جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس سرخ ہو رہا تھا — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا —

مَنْ كُنْتُ وَوَلِيُّهُ فَعَلِيٌّ وَوَلِيُّهُ .

جس کا میں ولی ہوں علی بھی اس کا ولی ہے۔

خصائص امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب (امام احمد بن شعیب نسائی) ص ۸۶ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت لبنان) سن اشاعت

نسائی کی ساتویں روایت

حضرت عبداللہ بن بریدہ — اپنے والد بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں — کہ رسول دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ملک یمن کی طرف بھیجا — اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک اور لشکر پر امیر مقرر فرما کر بھیجا — اور حکم فرمایا کہ اگر دونوں لشکر اکٹھے ہو جائیں تو تمام لوگوں کے قائد و امیر علی کرم اللہ وجہہ ہوں گے — اور اگر اکٹھے نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے لشکر کا امیر ہوگا — جناب عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں — ملک یمن کے علاقہ بنو زبید کے مقام پر ہم سب جمع ہو گئے ہم نے خوب جہاد کیا — مسلمانوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا — اور ہم نے دشمنوں کو قیدی بھی بنایا تھا — اور ان قیدیوں میں سے مولا علی علیہ السلام نے اپنے لیے ایک باندی رکھ لی — جناب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایک خط لکھا — اور مجھے حکم دیا کہ میں وہ خط سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پہنچاؤں۔

جناب بریدہ فرماتے ہیں — کہ میں نے وہ خط حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

جناب میں پیش کیا — اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شکایت کی۔

فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ .

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر غضب کے آثار نمودار

ہوئے۔

تو میں نے کہا یہ پناہ مانگنے کا مقام ہے — ”عرض کیا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک شخص کے ساتھ بھیجا — اور اس کی فرماں برداری کا حکم صادر فرمایا — میں نے تو خط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں پہنچایا ہے۔ جس کا مجھے امیر لشکر نے حکم دیا۔ اس پر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَبْغِضَنَّ يَا بُرَيْدَةَ عَلِيًّا، فَإِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَوَلِيُّكُمْ بَعْدِي .

اے بریدہ! علی علیہ السلام سے بغض مت رکھو، بیشک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

خصائص امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ص ۹۳ مطبوعہ دارالکتب العربیہ - بیروت، لبنان

حدیث نمبر ۶۳

مسند امام احمد بن حنبل کی روایت

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے مسند میں جناب حضرت ابو عبد اللہ میمون سے روایت بیان کی ہے — وہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا — کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک وادی میں اترے جس کو خم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے — وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا حکم دیا — ایک بڑے تالاب کے کنارے نہایت عمدگی کے ساتھ نماز ادا کی — اور کیکر کے درخت پر کپڑا ڈال کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے سایہ بنایا گیا — اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ خطبہ ارشاد فرمایا:

الَّتُمْ تَعْلَمُونَ — أَوْ — الَّتُمْ تَشْهَدُونَ إِنِّي أَوْلَىٰ بِكُلِّ

مُؤْمِنٍ مِنْ أَنْفُسِهِ — قَالُوا: بَلَىٰ — قَالَ: — فَمَنْ
 كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ عَلِيًّا مَوْلَاهُ — اَللّٰهُمَّ عَادَ مَنْ عَادَاهُ وَوَالِ
 مَنْ وَآلَاهُ .

کیا تمہیں معلوم نہیں؟ کیا تم اس امر کی گواہی نہیں دیتے؟ — کہ میں ہر بندہ
 مؤمن کی جان سے زیادہ مالک ہوں — سب نے عرض کیا، ہاں ہاں ”ہم اس امر کی
 گواہی دیتے ہیں“ — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — یاد رکھو — جس کا
 میں مولا ہوں، بے شک علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اے اللہ! جو اس سے دشمنی رکھے، تو بھی
 اس سے دشمنی رکھ — اور جو اس سے دوستی رکھے تو بھی اس سے دوستی رکھ۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۴، ص ۳۷۲ مطبوعہ دارصادر، بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۶۴

مسند امام احمد کی دوسری روایت

حضرت امام بن حنبل قدس سرہ العزیز نے جناب عطیہ عوفی سے روایت بیان کی
 ہے — وہ کہتے ہیں، کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت
 کرتے ہوئے، عرض کیا کہ میرے داماد نے آپ سے مروی ایک حدیث بیان کی
 ہے — اور وہ یوم غدیر سے متعلق ہے۔

اور وہ حدیث میں آپ سے سننا چاہتا ہوں۔

عطیہ فرماتے ہیں — کہ جناب زید بن ارقم نے فرمایا:

اِنَّكُمْ مَعَشَرُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فِيْكُمْ مَا فِيْكُمْ .

اے اہل عراق! تم میں وہ کچھ پایا جاتا ہے، جو تم میں ہے (یعنی تم میں

ناپسندیدہ باتیں پائی جاتی ہیں)

جناب عطیہ فرماتے ہیں — کہ جناب زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

میں عرض کیا۔

لَيْسَ عَلَيْكَ مِنِّي بَأْسٌ .

آپ میری طرف سے بے فکر رہیں۔

حضرت زید بن ارقم نے فرمایا — ہاں — ہم جحفہ میں تھے کہ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم، ظہر کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بازو پکڑے ہوئے ہماری طرف

تشریف لائے — اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ إِنِّي أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

قَالُوا بَلَىٰ، قَالَ: فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْتُ مَوْلَاهُ .

اے لوگو! کیا تمہیں معلوم نہیں؟ کہ میں مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ

ان کا مالک ہوں، سب نے عرض کیا: کیوں نہیں — آپ نے فرمایا —

پس جس کا میں مولا ہوں، علی (علیہ السلام) بھی اس کا مولا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۴، ص ۶۸، طبع دار صادر بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۶۵

مسند امام احمد کی تیسری روایت

جناب امام احمد بن حنبل قدس سرہ العزیز نے — جناب عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے

بیان کیا ہے — انہوں نے فرمایا — کہ میں نے حضرت مولا علی کو تمام رجبہ میں دیکھا

کہ آپ لوگوں سے پوچھ رہے تھے کہ — میں اس شخص سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر

پوچھتا ہوں — کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غدیر خم کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

الَّتِ اسْتُ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجِيْ اُمَّهَاتُهُمْ —
 قُلْنَا بَلٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: — فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلِيٌّ مَّوْلَاَهُ
 فَعَلِيٌّ مَّوْلَاَهُ اَللّٰهُمَّ وَاٰلِ مَنْ وَاٰلَاَهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاَهُ .

کیا میں مؤمنوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟ اور کیا میری بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں؟ ہم نے عرض کیا، — کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ”آپ ہماری جانوں کے ہم سے زیادہ مالک ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات ہماری مائیں ہیں۔“ — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پس جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی علیہ السلام بھی مولا ہے۔ اے اللہ! اس کے دوست کو اپنا دوست رکھ اور اس کے دشمن کو اپنا دشمن رکھ۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج اول ص ۱۱۹ مطبوعہ دار صادر بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۶۶

مستدرک حاکم کی روایت

امام حاکم نیشاپوری (امام الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ متوفی ۴۰۵ھ) نے ”المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث“ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے — کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس لوٹے — اور غدیر خم کے مقام پر اترے — اور سایہ کرنے کا حکم فرمایا — تو سایہ کر دیا گیا — اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا —

كَانِي دُعِيْتُ فَاَحْبَبْتُ — اِنِّي قَدْ تَرَكَتُ فِيْكُمْ الثَّقَلَيْنِ اَحَدَ

هُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخِرِ كِتَابُ اللَّهِ تَعَالَى وَ عِترَتِي فَأَنْظِرُوا كَيْفَ
تُخْلِفُونِي فِيهَا فَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضِ إِنَّ اللَّهَ
عَزَّ وَجَلَّ مَوْلَايَ وَأَنَا مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ، مَنْ
كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا وَلِيُّهُ — اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ
عَادَاهُ .

مجھے دعوت دی گئی ہے، جو میں نے قبول کر لی ہے ”یعنی میرے وصال کا
وقت قریب آ گیا ہے“ بے شک میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں،
جن میں ایک دوسری سے بڑی ہے ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور
ایک میری اولاد ہے — کہ میرے بعد تم ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک
کرتے ہو، بے شک وہ دونوں جدا نہیں ہوں گی — یہاں تک کہ حوض
کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گی۔ فرمایا — بے شک اللہ تعالیٰ میرا مولا
ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں — پھر حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ”فرمایا“
جس کا میں مولا ہوں یہ ”علی“ بھی اس کا مولا ہے — اے اللہ! دوست
رکھ اسے جو اس کو دوست رکھے۔

حدیث نمبر ۶۷

مشدرک کی دوسری روایت

جناب خثیمہ بن عبدالرحمن فرماتے ہیں — کہ میں نے سعد بن مالک سے سنا —
کہ ان سے ایک آدمی نے کہا — کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے بارے میں کہتے
ہیں کہ آپ اس سے پیچھے رہ گئے ہیں — تو جناب سعد نے فرمایا — خدا کی قسم میری

ایک رائے تھی، جس کو اس بات نے غلط کر دیا ہے — کہ علی ابن ابی طالب کو تین ایسی چیزیں عنایت فرمائی گئی ہیں، کہ ان میں سے ایک بھی میرے لیے ”دنیا و مافیہا“ سے پیاری ہے — ان میں سے ایک یہ ہے — کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — غدیر خم کے دن اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا۔

۱- هَلْ تَعْلَمُونَ اَنِّي اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ قُلْنَا نَعَمْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ مَنْ

كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَيْ مَوْلَاَهُ، وَاِلٰى مَنْ وَاٰلَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاَهُ

کیا تم جانتے ہو، کہ میں تمام مؤمنوں کا مالک ہوں؟ ”فرماتے ہیں“ ہم نے عرض کیا — ہاں — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے اللہ! جس کا میں مولا ہوں، پس علی بھی اس کا مولیٰ ہے اس کے دوستوں سے دوستی رکھ — اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھ۔

۲- اور دوسری بات یہ ہے کہ — جب علی علیہ السلام کو خیبر کے دن لایا گیا، جب

کہ آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں — حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری آنکھیں دکھتی ہیں — حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا — اور دعا فرمائی۔

فَلَمْ يَرْمَدْ حَتَّى قَتَلَ وَ فُتِحَ عَلَيْهِ خَيْبَرٌ

پھر آنکھوں کی بیماری ختم ہو گئی — یہاں تک کہ آپ نے جنگ لڑی اور خیبر آپ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔

۳- اور تیسری بات یہ ہے — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا سیدنا

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ — اور دوسرے لوگوں کو مسجد سے نکالا — تو جناب عباس رضی

اللہ عنہ نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نکالتے ہیں — حالانکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصبہ اور چپے ہیں — اور علی کو ٹھہراتے ہیں — آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَا أَنَا أَخْرَجَكُمْ وَأَسْكَنَهُ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَخْرَجَكُمْ وَأَسْكَنَهُ

کہ میں نے نہ تمہیں نکالا ہے اور اسے (علی کو) ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اللہ نے تمہیں نکالا ہے اور اسے (علی کو) ٹھہرایا ہے۔

(مشترک حاکم ج ۳ ص ۱۱۶، دارالکتب العلمیہ بیروت)

خیال رہے کہ مذکورہ بالا حدیث مقدسہ میں مسجد سے نکالنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں — کہ حضرت عباس اور دوسروں کو مسجد نبوی سے نکل جانے کا حکم دیا — بلکہ یہاں راوی کا اس بات کی طرف اشارہ ہے — جو نسائی اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے — کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے صحن کی طرف کھانے والے حجروں کے دروازوں کو بند کر دینے کا حکم فرمایا تھا — اور حضرت عباس کے عرض کرنے پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ میں نے حکم دیا ہے — یہ اپنی طرف سے ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسا کیا ہے۔

حدیث نمبر ۶۸

اللہ — رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علی علیہ السلام

علامہ ابن عسقلانی نے — "الاصابة في تمييز الصحابة" — میں

عبدالرحمن بن عبد رب سے بیان کیا ہے — کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَلِيِّيَ وَأَنَا وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيَّْ مَوْلَاهُ .

بے شک اللہ تعالیٰ میرا ولی ہے اور میں مومنوں کا ولی ہوں، اور جس کا میں
 مولا ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ (الاصابہ ج ۲، ص ۴۰۸)

حدیث نمبر ۶۹

خطبہ غدیر خم

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور ترین کتاب — ”الصواعق المحرقة“
 — میں خطبہ غدیر خم کا کچھ حصہ نقل فرمایا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
 اہل بیت خصوصاً مولا مرتضیٰ کے بارے میں ترغیب دلاتے ہوئے نورانی خطاب فرمایا۔
 ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند — طبرانی اور دوسرے محدثین کے
 نزدیک صحیح ہے — اور حدیث شریف میں اس طرح ہے — کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر درختوں کے نیچے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ نَبَانِي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ إِنَّهُ لَمْ يُعَمَّرْ نَبِيٌّ إِلَّا نِصْفَ
 عُمَرَ الَّذِي يَلِيهِ مِنْ قَبْلَهُ — وَأَنِّي لَا ظَنُّنُّ أَنِّي يُوشِكُ أَنْ
 أُدْعَى فَأَجِيبُ — وَأَنِّي مَسْئُولٌ وَأَنْتُمْ مَسْئُولُونَ —
 فَمَاذَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ — قَالُوا تَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ
 وَجَهَدْتَ — وَنَصَحْتَ فَجَزَاكَ اللَّهُ خَيْرَ — فَقَالَ أَلَيْسَ
 تَشْهَدُونَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ —
 وَأَنَّ جَنَّتَهُ حَقٌّ وَأَنَّ نَارَهُ حَقٌّ — وَأَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ — وَأَنَّ
 الْبُعْثَ حَقٌّ بَعْدَ الْمَوْتِ — وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا
 وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ — قَالُوا بَلَى نَشْهَدُ بِذَلِكَ .

قَالَ اللَّهُمَّ أَشْهَدُ — ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَوْلَايَ — وَأَنَا
 مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَا أَوْلَى بِهِمْ مِّنْ أَنْفُسِهِمْ — فَمَنْ كُنْتُ
 مَوْلَاهُ — يَعْنِي عَلِيًّا — اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ — وَعَادِ
 مَنْ عَادَاهُ ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي فَرَطُكُمْ وَارِدُونَ عَلَيَّ
 الْحَوْضِ — حَوْضٍ مِّمَّا بَيْنَ بَصْرِي إِلَى صَنْعَاءَ فِيهِ عَدَدُ
 النُّجُومِ قَدْحَانَ مِنْ فِضَّةٍ — وَإِنِّي سَأَلْتُكُمْ حِينَ تَرَدُّونَ عَلَيَّ
 عَنِ الثَّقَلَيْنِ فَاَنْظُرُوا كَيْفَ تَخْلِفُونِي فِيهِمَا — الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ
 كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ سَبَبٌ وَطَرَفُهُ بِيَدِ اللَّهِ — وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ
 فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ، لَا تَضَلُّوا وَلَا تُبَدِّلُوا — وَعِترَاتِي أَهْلُ بَيْتِي
 فَإِنَّهُ نَبَايَ اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ إِنَّهُمَا لَنْ يَنْقُضِيَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ
 الْحَوْضِ .

اے لوگو! مجھے اللہ لطیف وخبیر نے خبر دی ہے کہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنے
 سے پہلے آنے والے نبی علیہ السلام کی عمر سے نصف عمر پائی ہے — اور
 مجھے پورا یقین ہے کہ عنقریب مجھے اس کا جواب دینا ہوگا — اور بے شک
 میں مسؤل (سوال کیا گیا) ہوں اور تم بھی، بتاؤ تم اس کے بارے میں کیا
 کہتے ہو — سب صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم اس بات کی شہادت دیتے
 ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام حتی المقدور ہم تک
 پہنچا دیا ہے — اور ہمیں ہر طرح کی نصیحت سے نوازا ہے، اللہ تعالیٰ آپ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

— پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں — اور اس کی جنت اور دوزخ حق ہے — اور موت حق ہے — اور موت کے بعد قیامت کے دن اٹھنا حق ہے — اور بلاشبہ قیامت آنے والی ہے، اور اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو اٹھائے گا — صحابہ کرام نے عرض کیا — ہم اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ ایسا ہی ہوگا — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے اللہ! — تو بھی گواہ رہو — پھر فرمایا: اے لوگو! — اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے — اور میں مؤمنوں کا مولا ہوں — اور میں ان کی جانوں کا زیادہ مانگ ہوں۔ پس جس کا میں مولا ہوں، یہ بھی اس کا مولا ہے یعنی علی المرتضیٰ بھی اس کا مولا ہے۔ — اے اللہ! جو اس سے محبت کرے، تو بھی اس سے محبت کر — اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ — پھر فرمایا — اے لوگو! میں تمہارا فرط ہوں — اور تم حضو کوثر پر وارد ہونے والے ہو — وہ حوض کوثر میری نگاہ میں (علاقہ) صنعاء تک ہے، جس میں متعدد ستارے اور چاندی کے دو پیالے ہیں۔۔۔۔۔ جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم سب سے دو چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا، پس دیکھنا تم دو چیزوں میں میری نیابت کس طرح کرتے ہو (یعنی میرے بعد اس سے کیا سلوک کرتے ہو) —

— ان میں ایک بڑی اللہ کی کتاب (قرآن) ہے، جس کا ایک سر اللہ

تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ اور دوسرا سراسر تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اسے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھنا۔۔۔ نہ تم گمراہ ہو گے۔ اور نہ تم تبدیل ہو گے۔

۔۔۔ اور دوسری چیز۔۔۔ ”میری اولاد“۔۔۔ میرے گھر والے ہیں۔۔۔ یہ بات خدائے لطیف و خبیر نے مجھے بتائی ہے۔ یہ دونوں (قرآن و عترت) حوض کوثر پر وارد ہونے تک الگ نہ ہوں گے۔

فرط: کے معنی۔ کثرت۔ نہایت غلبہ۔ اور کسی چیز کے آگے بھیجنے کے ہیں۔

السواعق الخرقیص ۴۳-۴۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ پٹان پاکستان۔ السواعق الخرقیہ مطبوعہ دارالعلمیہ ۶۵-۶۶، بیروت، لبنان

حدیث نمبر ۷۰

سیدنا عمر فاروق کا اظہار مسرت

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۶۷ کے تحت

لکھتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ .

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پہنچا دیجئے جو اتارا گیا ہے، آپ کی طرف، آپ کے پروردگار کی طرف سے۔

فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ .

جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی بھی مولا ہے۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو حضرت مولا علی سے ملے اور

فرمانے لگے:

هَيْنًا لَكَ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ أَصْبَحْتُ مَوْلَايَ وَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ
وَمُؤْمِنَةٍ -

اے ابن ابی طالب! آپ کو مبارک ہو، کہ آپ میرے اور ہر اک مومن مرد
اور ہر ایک مومنہ عورت کے مولا بن گئے ہیں۔

تفسیر تبیر ج ۱۲، ص ۵۰ مطبوعہ ایران۔ مسند امام احمد بن حنبل ج ۴، ص ۲۸۱

حدیث نمبر ۱۷

ہے آفرین تیرے لیے

علامہ حافظ خبیب بغدادی (امام ابو بکر احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ) اپنی تاریخ میں —
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرماتے ہیں — کہ غدیر خم کے دن
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — حضرت مولا علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا:

اَلَسْتُ وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ — قَالُوا بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ -

کیا میں مومنوں کا ولی نہیں ہوں؟ — سب نے عرض کیا، کیوں
نہیں — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تمام مومنوں کے والی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ -

جس کا میں مولا ہوں، علی بھی اس کا مولا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر — یوں فرمایا:
 بَخُّ بَخُّ لَكَ يَا بَنَ أَبِي طَالِبٍ أَصْبَحْتُ مَوْلَايَ وَ مَوْلَى كُلِّ
 مُسْلِمٍ .

آفرین ہے آپ کے لیے، اے ابن ابی طالب آپ میرے اور ہر مسلمان
 کے مولا ہوئے۔ (تاریخ بغداد ج ۸، ص ۲۰۹ مطبوعہ المکتبۃ العربیہ بغداد، عراق)

حدیث نمبر ۷۲

وہ مومن نہیں جس کا علی مولا نہیں

علامہ حافظ محبت الدین احمد طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے — ”ذخائر العقبی“ —
 میں — حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے — کہ دو اعرابی
 آپس میں جھگڑتے ہوئے آپ کے پاس آئے — حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 — مولا علی کرم اللہ وجہہ سے کہا — اے ابوالحسن ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے —
 حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا — ان میں سے ایک نے
 کہا — ہمارے درمیان یہ فیصلہ! —

”اس نے فیصلہ نہ مانتے ہوئے ایسا کہا“ — حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے (غصہ میں آکر) جلدی سے اس کا گریبان پکڑ لیا — اور فرمایا —

وَيُحَكُّ مَا تَدْرِي مَنْ هَذَا؟ هَذَا مَوْلَايَ وَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مَنْ
 لَهُ يَكُنْ مَوْلَاهُ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ .

اوائے! تیرا بیڑا غرق، تو نہیں جانتا یہ کون ہے؟ یہ میرا اور ہر مومن کا مولیٰ
 ہے اور وہ مومن ہی نہیں جس کا یہ مولا نہیں۔ (ذخائر العقبی ص ۹۸)

اس حدیث سے یہ امر واضح ہوا — کہ جو علی کے فیصلے پر اعتراض کرے یا اسے نہ مانے — وہ شدید ترین مذمت کا مستحق ہے، اور کسی قسم کی رعایت کا حقدار نہیں — اگر اس دور پر آشوب میں حضرت عمر فاروق ہوں — تو آپ کا ہاتھ، موجودہ دور کے خارجیوں کے گریبان تک ضرور پہنچتا — حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدے کے مطابق وہ مومن نہیں ہے جو علی کو مولا نہیں مانتا — یعنی وہ شخص ایمان کی دولت سے محروم ہے — اور اسلام سے خارج ہے، جو علی کریم کو اپنا مولا تسلیم نہ کرے۔

حدیث نمبر ۷۳

زمین پر دے مارا

امام ابو جعفر محبت الدین احمد طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم کتاب — ”الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ“ — میں جناب سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں — کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا) کسی مسئلہ میں ایک آدمی سے جھگڑا ہو گیا۔

بَيْنِي وَ بَيْنَكَ هَذَا الْجَالِسُ وَأَشَارَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ — فَقَالَ الرَّجُلُ هَذَا الْأَبْطَنُ — فَهَضَّ عُمَرُ عَنْ مَجْلِسِهِ وَ أَخَذَ بِتَلْبِيئِهِ حَتَّى شَالَهُ مِنَ الْأَرْضِ اتَدْرِي مَنْ صَغَرْتُ؟ — مَوْلَايَ وَ مَوْلَى كُلِّ مُسْلِمٍ .

”حضرت عمر فاروق نے اس آدمی سے“

علیؑ کی سلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ میرے اور تیرے درمیان فیصلہ فرمائیں گے (یعنی ہم دونوں ان کو ثالث مانتے ہیں) اس

آدمی نے (بطور طنز) کہا یہ بڑے پیٹ والا! — (اس شخص کی یہ بات سن کر) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آ کر اٹھے اور اسے گریبان سے پکڑ لیا اور زمین پر دے مارا (اور فرمایا) کیا تو نہیں جانتا؟ کہ تو نے کس ہستی پر طنز کیا ہے — یہ میرے اور تمام مسلمانوں کے مولا ہیں۔

(الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۲۹)

حدیث نمبر ۷۴

ہرمومن کا ولی

حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

إِنَّ عَلِيًّا مَنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيٌّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي .

بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہرمومن کا

ولی ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۲۹)

حدیث نمبر ۷۵

علی ولی

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيَّهُ .

جس کا میں ولی و وارث ہوں، علی بھی اس کا ولی و وارث ہے۔

(الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۳۰)

تمہارا اولیٰ

حضرت بریدہ ہی سے ایک اور روایت ہے جو ان الفاظ کے ساتھ مرقوم ہے —
کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقَعُ فِيَّ عَلِيٌّ فَإِنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدِي .

علی کے بارے میں بحث و تمحیث اور جھگڑے میں نہ پڑو! کیونکہ وہ مجھ سے
ہے اور میں اس سے ہوں اور میرے بعد وہ تمہارا اولیٰ ہے۔

(الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۳۰)

ولایت علی

سیدنا و مرشدنا مولانا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے — کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَمَعَ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ — وَنَصَبَ
الصِّرَاطَ عَلَى جَسْرِ جَهَنَّمَ مَا زَاهَا أَحَدٌ حَتَّى كَانَتْ مَعَهُ بَرَاءَةٌ
بِوَلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ .

جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین اور آخرین کو جمع فرمائے گا — اور
جہنم کے اوپر پل صراط لگائے گا — تو اس کو کوئی بھی پار نہ کر سکے گا —

جب تک علی ابن ابی طالب کی سند نہ ملے۔ (الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۳۰)

علامہ محبت طبری مذکورہ بالا حدیث کے آخر میں فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِالْوَلَايَةِ . وَاللَّهُ أَعْلَمُ الْمَوَالَاةُ وَالنُّصْرَةُ وَالْمُحَبَّةُ .

ولایت سے مراد — موالیات — نصرت اور محبت و دوستی ہے — واللہ

اعلم

حدیث نمبر ۷۸

میرا ولی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا — کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

هَذَا وَلِيِّيَ وَأَنَا وَوَلِيُّهُ وَالْأَيْتُ مَنْ وَالآهُ وَعَادَيْتُ مَنْ عَادَاهُ —

یہ میرا ولی ہے — اور میں اس کا ولی ہوں — میں نے اس کو دوست بنا لیا — جس نے اس کو دوست بنایا اور میں نے اس کے دشمن کو اپنا دشمن بنا

لیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۳۰)

حدیث نمبر ۷۹

حق علی

حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

ہے — فرماتے ہیں کہ — رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا —

حَقُّ عَلِيٍّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَالِدِ .

علی کا مسلمانوں پر ایسا ہی حق ہے، جیسا باپ کا بیٹے پر۔

الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج ۲، ص ۱۳۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان۔

امت کے باپ

امام راغب اصفہانی (حسین بن محمد بن مفضل بن محمد متوفی ۵۰۲ھ) ”معجم المفردات الفاظ القرآن“ — میں ایک حدیث مقدسہ نقل فرماتے ہیں — کہ رسولِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو مخاطب کر کے فرمایا —

أَنَا وَأَنْتَ أَبَوَا هَذِهِ الْأُمَّةِ .

کہ میں اور تو اس امت کے باپ ہیں۔

مفردات امام راغب اصفہانی ص ۳ مطبوعہ المکتبہ المرتضویہ --- مفردات امام راغب اصفہانی ص ۱۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

حدیث نمبر ۸۱

ابن عباس کا عقیدہ

حضرت ابو مقدم صالح سے روایت ہے — انہوں نے کہا کہ — جب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آخری وقت آیا — تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں ان الفاظ کے ساتھ دعا کی —

اللَّهُمَّ إِنِّي اتَّقَرَّبُ إِلَيْكَ بِوَلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ .

اے اللہ! میں علی ابن ابی طالب کی ولایت کے وسیلہ کے ساتھ تیرے قریب

ہو رہا ہوں۔ (الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۳۰)

ولایت علی کے سلسلے میں جتنی احادیث پچھلے صفحات پر گزری ہیں وہ معنی و مفہوم کے اعتبار سے اپنے اندر ایک خاص مقام رکھتی ہیں — جس سے یہ امر یقینی صورت اختیار کر

گیا ہے، کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوستی، آپ علیہ السلام کے ساتھ محبت و عقیدت کو اہل ایمان کے لیے لازمی امر قرار دیا ہے۔ اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے، اور ایک منفرد اور خاص تعلق ہے، اس کا اظہار بھی الفت بھرے انداز، اور نفیس ترین پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل یقین کے دلوں میں، سیدنا ابوتراب کرم اللہ وجہہ کی عقیدت و محبت کے کئی سمندر موجزن ہیں۔

راہ سلوک کے مسافر ہوں — یا طریقت کی وادیوں میں گھومنے والے درویش — میخانہ توحید کے بادہ خوار ہوں — یا میدان ریاضت کے شہسوار — علم و حکمت اور بصیرت کی کائنات میں بسیرا کرنے والے علمائے ذی مرتبت ہوں — یا معرفت کے نوری جہاں میں بسنے والے مردان خدا ہوں — وہ علی کریم کا دامن تھامے بغیر گوہر مقصود تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے — یہ وہ حقیقت ہے، جس کا انکار امت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ناممکن ہے۔

اوپر درج روایات کو مختلف طرق سے بیان کرنے کی ایک خاص وجہ یہ ہے — کہ جو لوگ حدیث ولایت کو ضعیف — اور چند لوگ موضوع قرار دیتے ہیں، ان کو پتہ چل جائے کہ وہ محدثین کی ایک پوری جماعت پر بہتان تراشی کر رہے ہیں — اور یہ بات ذہن میں بٹھالیں کہ — حدیث ولایت — وہ حدیث ہے، جو یقیناً معنوی تواتر کا درجہ رکھتی ہے —

قارئین کرام! خیال رہے کہ اوپر درج احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — خارجیوں — ناصبیوں کی تمام اقسام کے لیے سوہانِ رُوح بنی ہوئی ہیں — اور ان عناد

کے ماروں کو کسی کروٹ بھی سکون میسر نہیں ہے، — جوان کی اندرونی بیماری کا منہ بولتا ثبوت ہے — وہ ناہنجار اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اسی تگ و تاز میں برباد کر رہے ہیں — ریسرچ — اور تخریج و تحقیق کے پرکشش ناموں پر ان حدیثوں کے بارے میں مسلمانوں کو یقین کے پرسکون اور راحت آگیں — ماحول — اور محبتوں کے مہکتے ہوئے چمنستان سے نکال کر شکوک و شبہات کی دلدل میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔

لیکن جن مسلمانوں کا اپنے پیارے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرہ بھر بھی قلبی تعلق ہے — تو وہ ان انصاف کے قاتلوں کے دام فریب میں ہرگز نہ پھنسیں گے — اور ان کے گندے خیالات سے اپنا دامن بچا کے رکھیں گے، اور محبت رسول — عقیدت علی — اور مؤدّت اہل بیت رسول کو اپنے ایمان کی جان سمجھیں گے۔

ایک اور گروہ — جو اس حدیث کی غلط تاویلات کے سہارے مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ظاہری خلافت کو پہلے نمبر پر رکھ کر، اور اس کو خلافت بلا فصل کا نام دے کر — شیخین و ذوالنورین کی خلافت کا انکار کرتا ہے — وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہے۔ راقم نے زیر نظر کتاب — ”آل رسول“ — اور اپنی دوسری کتاب — ”خلفائے رسول“ — میں فضیلت علی کے باب میں، حدیث ولایت کا پس منظر بیان کر دیا ہے — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی خاص وجہ کی بنا پر اعلان فرمایا — اس وجہ کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔

لفظ مولا کے معانی

لفظ مولا کے معانی — مددگار — دوست — محبوب — کے ہیں —

لفظ مولا کے مشہور معانی جو علماء نے بیان کیے ہیں — وہ ذیل میں درج کیے

جاتے ہیں۔

الْمَالِكُ _____ مالک — حکمرانی کرنے والا

السَّيِّدُ _____ سردار

الْمُنْعَمُ _____ انعام کرنے والا

الْمُنْعَمُ عَلَيْهِ _____ انعام یافتہ

الْمُعْتِقُ _____ آزاد کرنے والا

النَّاصِرُ _____ مددگار

الْمُحِبُّ _____ محبت کرنے والا

التَّابِعُ _____ اتباع کرنے والا

الْجَارُ _____ پڑوسی

ابْنُ الْعَمِّ _____ چچا زاد بھائی

الْحَلِيفُ _____ وہ دوست جو اپنے دوست کے ساتھ وفا کرنے والا

ہو، اور جو آڑے وقت میں ساتھ دینے کی قسم اٹھائے۔

الْعَقِيدُ _____ سپہ سالار، رئیس قوم، ضامن

الصَّهْرُ _____ داماد

الْعَبْدُ _____ غلام

حاشیہ سنن ابن ماجہ ص ۱۲ — حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۵۶ — — — — — مرقات ج ۱۱، ص ۳۴۱

☆ — علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ — — — — — ولی — کے معانی یوں بیان فرماتے

ہیں —

مَعْنَاهُ النَّاصِرُ لِأَنَّهُ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ مَعَانٍ كَالْمُعْتِقِ وَالْعَتِيقِ — اس کے معنی

مددگار کے ہیں کیونکہ ”لفظ مولیٰ“ (معتق) آزاد کرنے والا۔

وَالْعَتِيقِ — اور آزاد

وَالْمُتَّصِرِ فِي الْأَمْرِ — اور متصرف فی الامر، خود مختار، باختیار

وَالنَّاصِرِ — اور مددگار

وَالْمَحْبُوبِ — اور محبوب، پیارا

کے معنوں میں مشترک ہے۔

وَهُوَ حَقِيقَةٌ فِي كَلِّ مَنِهَا .

(یعنی مولا) حقیقت ہے ہر معنی میں۔

یعنی لفظ مولا کے یہ تمام معانی حقیقی ہیں۔ (صواعق المحرقة ص ۴۳)

☆ — جناب سید علی بن سلیمان مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قوت المقتدی علی جامع

الترمذی“ میں حدیث ولایت کے تحت لکھا ہے۔ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے

مراد لیا ہے۔

مَوْلَى الْإِسْلَامِ .

اسلام کا مددگار۔

جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے۔

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَإِنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ .

یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے۔ اور کافروں کا کوئی مددگار

نہیں۔

مفسرین نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے — کہ غزوہ احد کے دن ابوسفیان

نے پکارا تھا۔

لَنَا الْعُزَّىٰ وَلَا عُزَّىٰ لَكُمْ۔

کہ ہمارے لیے عزئی ہے اور تمہارے لیے نہیں ہے۔

ابوسفیان کی اس کافرانہ لٹکار کو سن کر — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — اپنے

غلاموں کو حکم دیا — کہ تم یوں پکارو!

وَاللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَىٰ لَكُمْ۔

اور اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے، تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

مذکورہ بالا تمام معنی مولائے کائنات پر صادق آتے ہیں۔

اور آپ کے اعلیٰ مرتبہ — ارفع مقام — اور رفعت شان کا پتہ دیتے ہیں —

لیکن ظاہری خلافت بلا فصل کی نشاندہی نہیں کرتے۔

ہے مولا اس کا علی علیہ السلام — جس کا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا

قارئین کرام! — آپ نے — لفظ مولا کے بارے میں احادیث کا ایک

پاکیزہ ترین گلستان اپنی آنکھوں سے دیکھا — اور لفظ ”مولا“ کے معانی بھی دیکھے اور یہ

بھی کہ تمام کے تمام معانی مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر صادق آتے ہیں — پیچھے ایک

حدیث گزری ہے — جس کے راوی جناب عبدالرحمن بن عبد رب ہیں — کہ اللہ کریم

میرا ولی ہے — اور میں مومنوں کا ولی ہوں — اور جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا

مولا ہے — اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ظاہری اور باطنی معانی کے اعتبار

سے ایک پورا جہاں آباد ہے — اس کی ترتیب لفظی پر غور کرنے والوں کو اسرار و رموز کی

ایک تاباں کہکشاں نظر آئے گی۔

منکرینِ ولایتِ علی کے سامنے لاکھوں اوصافِ حمیدہ بیان کیے جائیں — اور
 دلائل کی پوری کہکشاں ان ناصبیوں کی آنکھوں کے سامنے بچھا دی جائے، تو پھر بھی یہ لوگ
 ولایتِ علی کی بلندیوں کو تسلیم کرنے کے لیے کبھی تیار نہیں ہوں گے — اس کی وجہ اس
 کے سوا کچھ نہیں کہ ان کے بختوں کے ستارے بغضِ اہل بیت کی اندھیری وادیوں میں
 ڈوب چکے ہیں — یہی وجہ ہے، کہ اہل سنت کے بزرگوں نے بغضِ اہل بیت کو —
 رسول دشمنی کا نام دیا ہے — اور اس امر میں شک و شبہ کی ذرا بھر بھی گنجائش نہیں کہ خوارج
 کی تمام اقسام — علی علیہ السلام — بتول علیہا السلام — اور اولادِ رسول کے بغض کی لاعلاج
 بیماری میں مبتلا ہیں — اور اس بیماری کا دوسرا نام نفاق ہے — کیونکہ بغیر منافق کے
 رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے کوئی بغض نہیں
 رکھتا — صرف چند گروہ ایسے ہیں جو مختلف شکلوں اور مختلف ناموں سے اللہ کریم کی زمین
 پر آپ کو چلتے پھرتے نظر آئیں گے — کس قدر بد نصیب ہیں یہ لوگ کہ اسی زمین پر بسیرا
 کیے ہوئے ہیں — اور اس سے پیدا ہونے والا اناج کھاتے ہیں — جس زمین کو خالق
 ارضین و سماوات نے بوقت نکاحِ سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کے مہر میں دی تھی — اسی کو
 کہتے ہیں نمک حرامی۔

قارئینِ ذی مرتبت! — نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ناصبیت!
 وبائی بیماری کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے اور اس کے جراثیم، میری جماعت کے کچھ
 لوگوں کے دلوں کے اندر — اور دماغ کے خفیف ترین خانوں میں سرایت کرتے جا
 رہے ہیں — جو اہل ایمان کے لیے خطرناک بات ہے۔

— میری مذہبی دنیا میں یہ لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہیں — اور وہ بھی

خطیبان بے مہارتسم کے لوگ ہیں — جو سنی سنائی تقریروں کے علامتہ الدھر ہوتے ہیں — چند پڑھے لکھے افراد بھی میری نظر میں ہیں — سوچا کہ ان کی رگوں میں دوڑنے والا خون تو صاف و شفاف ہے، پھر ایسا کیوں؟ — بعد میں پتہ چلا کہ انسانی فطرت میں سب سے زیادہ بری بلا لالچ ہے — اور یہ لوگ چند ٹکوں کی خاطر ایسا کر رہے ہیں، اور یزیدی جہلتوں کے حامل لوگوں کی قارونی جیبوں سے نکلے ہوئے نوٹوں کی بارش تلے رقص و سرود میں مصروف رہے ہیں۔

چند جعلی قسم کے غیر معروف پیر بھی میری نظر میں ہیں، جو سادات بنوزہراء علیہا السلام کی دشمنی میں اتنے آگے جا چکے ہیں — کہ دیکھنے والے انہیں شمر و یزید کے سجادہ نشین گمان کرتے ہیں — وہ نہ پیر ہیں نہ ولی، انہوں نے ولایت اور پیری کا روپ دھار رکھا ہے — وہ بھیس بدل کر ایمان خانوں میں نقب زنی کرنے والے بہرو پیئے ہیں — وہ اپنا نسب تبدیل کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو لوٹ رہے ہیں — اور وہ خود کو ”سید“ کہلوا کر اپنے یزیدی مزاج کو تسلیاں دینے کی ناکام کوششوں میں مصروف رہتے ہیں — ان کے دولت کدوں میں ہر چیز موجود ہو سکتی ہے سوائے ولایت کے — کیونکہ ولایت کا مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کے وسیلہ و وساطت کے بغیر ملنا روحانی ضابطوں اور آئین ولایت سے متصادم ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ و مفسر حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر

میں رقم طراز ہیں:

وَكَانَ قُطْبَ الْإِرْشَادِ كَمَا لَاتِ الْوَلَايَةِ عَلَيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَلَغَ

أَحَدٌ مِّنَ الْأُمَمِ السَّابِقَةِ دَرَجَةَ الْأَوْلِيَاءِ إِلَّا بَتَسْطِ رُوحِهِ .

حضرت علی علیہ السلام کمالاتِ ولایت کے قطبِ ارشاد ہیں، سابقہ امتوں میں سے کوئی بھی آپ کرم اللہ وجہہ کے وسیلہ و وساطت کے بغیر درجہ ولایت کو نہیں پہنچا۔

— التفسیر المظہری ج ۲، ص ۱۲۰ مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو — کوئٹہ پاکستان — تفسیر المظہری ج ۲، ص ۱۲۲ مطبوعہ — دارالاحیاء التراث العربی، بیروت لبنان —

☆ — شیخ المشائخ شیخ احمد سرہندی جو مجدد الف ثانی کے لقب سے مشہور ہیں اور

سلسلہ نقشبندیہ کے ماہِ منور قدس سرہ العزیز اپنے مکتوبات شریف میں مکتوب ۱۲۳ میں فرماتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین اپنے جسدِ عنصری میں آنے سے قبل بھی اس مقام پر فائز تھے۔

(بحوالہ خصائص علی (از علامہ ظہور احمد فیضی) ص ۲۸۹)

ولایت کے سرچشمہ علی سے بے نیاز ہو کر پیری، فقیر کے چکر میں پڑنے والو! —

اپنے بغض پر مبنی نظریات پر نظر ثانی کرو — اور دروازہ علی علیہ السلام کے سامنے گردن جھکا کر صدائے لبیک دو، ہو سکتا ہے تمہاری عمر کی لغزشوں کو معاف کرتے ہوئے، علی کریم تجھے سلوک کی منزلوں کی طرف رہنمائی فرمائیں۔

☆ — انتہائی افسوس کی بات یہ ہے — کہ بغضِ ساداتِ کرام، خاتونِ جنت

کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والے بھی — اس موذی مرض میں مبتلا ہیں — میرے

شیخ کریم نے اپنے مریدین کو احترامِ سادات کا حکم ارشاد کیا ہے — اس لیے ان کے

احوال پر تبصرہ نہیں کروں گا — صرف اتنا عرض کروں گا — کہ لوگوں کے مال کی میل

کچیل سے پرہیز کریں — اور ان مولویوں سے دور رہیں جو اہل بیت علیہم السلام کی دشمنی

کا درس دیتے ہیں۔

— اے سادات عالی مرتبت! تمہاری ماں — سیدۃ نساء العالمین ہے۔
 تمہارا باپ علی سید الاولیاء ہے — اس کی عظمت و شان اور فضیلتوں کی بلندیاں انسانی
 تصور سے بالاتر ہیں — مسلمان تمہاری تعظیم اس لیے کرتے ہیں کہ تم، زہراء علیہا السلام و
 علی علیہ السلام کی اولاد ہو — کیا وجہ ہے کہ تم اپنے باپ کے ذکر کو روکنے میں پیش پیش
 نظر آتے ہو — تمہارا بابا علی سلطان سلاطین اقالیم ولایت ہے — ارے تمہارے
 باپ علی علیہ السلام پر ہر طرح کی شوکت و حشمت اور صولت و سطوت ناز کرتی ہے، اپنی
 محفلوں میں ذکر علی کیوں نہیں کرنے دیتے؟ — منقبت علی پڑھنے والے مدحت سرائے
 علی کو کیوں اور کس لیے روک دیتے ہو؟ —

آفرین ہے، اہل بیت رسول اور اصحاب رسول کے اس مدحت سرا پر، دنیا جس کو
 بریلی کا تاجور کہتی ہے — سلام ہو — اس کے انداز سلام کو — وہ علی کریم علیہ السلام
 کے تخت و تاج ولایت کو سلامی پیش کرتے ہوئے یوں ارقام فرماتا ہے۔

شیر شمشیر زن، شاہ خیر شکن!
 پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
 اصل نسل صفا، وجہ وصل خدا
 باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام

حدیث نمبر ۸۲

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ جب حضرت علی علیہ
 السلام نے احد کی جنگ کے دن کفار کے بڑے بڑے جنگ جو، تجربہ کاروں کو واصل جہنم

کیا — تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ بہت بڑی مدد ہے۔ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَإِنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ :

بے شک وہ (علی) مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔

وَإِنَّا مِنْكُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ .

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ دونوں سے ہوں۔

”یعنی مجھے ایسی کریمانہ اپنائیت سے محروم نہ فرمائیے — میں بھی آپ

دونوں سے ہوں۔“ (الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۳۱)

حدیث نمبر ۸۳

علی علیہ السلام — اللہ کی مدد سے

حضرت ابو حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — کہ معراج کی رات میں نے ساقِ عرش کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا — تو وہاں یہ لکھا ہوا دیکھا۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَيَّدْتُهُ بِعَلِيِّي وَنَصَرْتُهُ بِهِ .

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں — میں نے علی علیہ

السلام کے ذریعے اللہ کی تائید اور مدد فرمائی ہے۔ (الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۳۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کریم نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی — اپنے شیر، علی علیہ السلام کے ذریعے سے تائید و حمایت اور مدد فرمائی — اور

اپنے حبیب کی رعایت و نگہبانی اور تقویت و نصرت کے لیے مولا مرتضیٰ کا انتخاب فرمایا یہ اللہ جل جلالہ کی اپنی مرضی ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور اس کی ذات لا شریک ہے۔ اس کی قدرت کے امور میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ لہذا علمائے نواصب اپنی زبانوں کو لگام دے کر رکھیں۔

حدیث نمبر ۸۴

امام البررة

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا:

عَلِيُّ إِمَامُ الْبِرَّةِ — قَاتِلُ الْفَجْرَةِ مَنْصُورٌ مِّنْ نَّصْرَةِ —
فَخُدُولٌ مِّنْ خَدَلِهِ .

علی نیکیوں کا امام ہے۔ اور برے لوگوں کو قتل کرنے والا ہے۔ جس نے علی کی مدد کی وہ کامیاب اور فتح یاب ہوا۔ اور وہ بے یار و مددگار ہوا، جس نے علی علیہ السلام کی مدد نہ کی۔

(الجامع الصغیر (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ج ۲، ص ۱۷۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۸۳ میں یہ تھا کہ ساقِ عرش پر لکھا ہوا پایا گیا، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی المرتضیٰ کے ذریعے سے تائید و نصرت فرمائی گئی۔ مندرجہ بالا حدیث میں ہے کہ علی علیہ السلام نیکو کاروں کا امام۔ قاتلِ کفار ہے۔ جس نے اس کی حمایت کی وہ کامیاب و کامران ہے۔ اور وہ شخص بے یار و مددگار رہے گا۔ جس نے علی کی حمایت نہیں کی۔ خیال رہے کہ دونوں جہانوں کی ذلتیں اس کا مقدر ہیں۔

جو علی کریم کا دشمن ہے — اور جو علی کریم علیہ السلام کا حمایتی ہو — وہ ہر صورت ہر جہاں میں دستار عزت سے نوازا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۸۵

باب ھط

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ بَابٌ حِطَّةٍ مَنْ دَخَلَ مِنْهُ كَانَ مُؤْمِنًا — وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ
كَانَ كَافِرًا .

علی باب ھط کی طرح ہے، جو شخص اس میں داخل ہو اوہ مومن ہے — اور جو اس سے باہر نکلا وہ کافر ہے۔ (الجامع الصغیر (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ج ۲، ص ۱۷۷)

خیال رہے کہ باب ھط بنی اسرائیل کے لیے بمنزلہ کعبہ کے تھا — جو بیت المقدس — یا اس کے قریب — اریحا — نامی بستی کے سات دروازوں میں سے ایک تھا — اور اس میں داخل ہونا — اور اس کی طرف سجدہ کرنا، گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ قرار دیا گیا۔

حدیث نمبر ۸۶

عدل میں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَفِّيَّ وَكَفَّ عَلَيَّ فِي الْعَدْلِ سَوَاءٌ .

میرا اور علی کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔ (الجامع الصغیر ج ۲، ص ۱۷۷)

حدیث نمبر ۸۷

علی میری اصل ہے

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و

السلام نے فرمایا:

عَلِيٌّ أَصْلِيٌّ — وَ جَعْفَرٌ فَرْعِيٌّ .

علی میری اصل ہے — اور جعفر ”طیار“ میری فرع ہے۔

(الجامع الصغیر ج ۲، ص ۱۷۷)

لفظ اصل: — جڑ — بنیاد — نسب — عالی نسبی — اور اصل مسودہ

کتاب — شریف الاصل ہونا — مصدر — منبع — کسی کی رائے کا عمدہ ہونا، وغیرہ

کے معنوں میں آتا — اور یہ لفظ فرع کے مقابل ہے، — ان تمام معانی میں سے اپنے

اپنے ذوق و مزاج کے مطابق معنی میں سے اپنے ذوق و مزاج کے مطابق معنی مراد

لے لیں۔

حدیث نمبر ۸۸

علی علیہ السلام کا تعلق

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول

معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ مِّنِّي بِمَنْزِلَةِ رَأْسِي مِنْ بَدَنِي .

علی کا تعلق میرے ساتھ ایسا ہے — جیسا میرے سر کا میرے بدن سے۔

(الجامع الصغير (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ج ۲، ص ۱۷۷)

حدیث نمبر ۸۹

علی علیہ السلام کی جنت میں چمک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:

عَلِيٌّ يَزْهَرُ فِي الْجَنَّةِ كَمَا كَبِ الصُّبْحُ لِأَهْلِ الدُّنْيَا .

علی جنت میں اس طرح چمکے گا۔ جس طرح دنیا والوں کے لیے صبح کے

ستارے چمکتے ہیں۔ (کنوز الحقائق ج ۲، ص ۱۹۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حدیث نمبر ۹۰

موت و حیات میں

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ أَبَشِّرْ حَيَاتِكَ وَ مَوْتِكَ مَعِي .

اے علی علیہ السلام! بشارت و خوشخبری ہے تیرے لیے کہ تو موت و حیات

میں میرے ساتھ ہے۔

(کنوز الحقائق (امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ) علی ہاشم الجامع الصغير ج ۲، ص ۱۹۲)

حدیث نمبر ۹۱

واضح کرو گے

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ أَنْتَ تَبَيِّنُ لِأُمَّتِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنْ بَعْدِي .

اے علی! تم میری امت کے لیے اس امر کو واضح کرو گے۔ جس میں
انہوں نے میرے بعد اختلاف کیا۔

حدیث نمبر ۹۲

میری سنت پر

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ أَنْتَ تَقْتُلُ عَلِيَّ سُنَّتِي .

اے علی علیہ السلام! تمہیں میری سنت پر قتل کیا جائے گا۔ (کنز الحقائق ج ۲، ص ۱۹۲)

حدیث نمبر ۹۳

جب شیر کو دیکھو

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

يَا عَلِيُّ إِذَا رَأَيْتَ الْأَسَدَ فَكَبِّرُ .

اے علی علیہ السلام! جب شیر کو دیکھو، تو تکبیر بلند کرو۔ (کنز الحقائق ج ۲، ص ۱۹۲)

حدیث نمبر ۹۴

جب شیر کو دیکھو

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ (ابوشجاع شیر وئیہ بن شہردار بن شیر وئیہ الدیلمی البمدانی

متوفی ۵۰۹ھ) الفردوس بمانثور الخطاب میں مندرجہ بالا حدیث شریف کو ان الفاظ میں

بیان فرماتے ہیں۔ کہ علی ابن ابی طالب سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ إِذَا رَأَيْتَ الْأَسَدَ فَكَبِّرْ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، عَزَّ وَجَلَّ، أَعَزُّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَأَكْبَرُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ مَا أَخَافُ وَأَحْذَرُ تَكْفِي شَرِّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ .

اے علی! جب تم شیر کو دیکھو تو تین مرتبہ تکبیر بلند کرو، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ عزی و جل ہر چیز سے زیادہ طاقتور اور سب سے بڑا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے ہر چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، جس کا مجھے خوف و خطر لاحق ہو، اگر اللہ تعالیٰ چاہے، تو اس کا شیر (پیسٹ لینے میں) کافی ہے۔

الفرووس بماثور الخطاب ج ۵، ص ۳۲۶ حدیث نمبر ۸۳۲۹ (امام شیرویہ دینی رحمۃ اللہ علیہ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۸۶ء

حدیث نمبر ۹۵

میرے بعد

جدا الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:
يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِي .

اے علی علیہ السلام! — تم میرے بعد ہر مؤمن کے والی ہو۔

(کنوز الحقائق ج ۲، ص ۱۹۲)

حدیث نمبر ۹۶

مؤمن خلیفہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

يَا عَلِيُّ إِنَّكَ مُؤْمِنٌ مُسْتَخْلِفٌ وَإِنَّكَ مَقْتُولٌ .

اے علی علیہ السلام! — بے شک تم مؤمن خلیفہ ہو — اور بے شک تم قتل کیے جاؤ گے — (کنوز الحقائق ج ۲، ص ۱۹۲)

حدیث نمبر ۹۷

خوشخبری

فرمانِ رسول دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔
يَا عَلِيُّ طُوبَىٰ وَلِمَنْ أَحَبَّكَ وَصَدَّقَ فِيكَ .

اے علی علیہ السلام! تمہارے لیے خوشخبری ہے۔ اور اس کے لیے جو تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اور سچ کہتا ہے، اس چیز کے بارے میں جو تجھ میں ہے۔

(کنوز الحقائق ج ۲، ص ۱۹۲)

حدیث نمبر ۹۸

غیور سخی

امام الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:
يَا عَلِيُّ! كُنْ غَيُورًا وَكُنْ سَخِيًّا .

اے علی! تم غیور و سخی بن کر رہو۔

کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق (امام عبدالرؤف مناوی) ج ۲ ص ۱۹۲ علی ہامش الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان

حدیث نمبر ۹۹

بہادر بن کر جیو

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ — ”الفردوس“ — میں مندرجہ بالا حدیث کو ان الفاظ

میں ارقام فرماتے ہیں — حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ — رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا۔

يَا عَلِيُّ! كُنْ غَيُورًا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ الْغَيُورَ — وَكُنْ
سَخِيًّا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ السَّخَاءَ — وَكُنْ شُجَاعًا فَإِنَّ
اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ الشُّجَاعَةَ — وَإِنْ أَمْرٌ سَأَلَكَ حَاجَةً
فَاقْضِهَا لَهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا أَهْلًا كُنْتَ لَهَا أَهْلًا .

اے علی! غیور بن کر رہو — اس لیے کہ اللہ تعالیٰ غیرت کو پسند فرماتا ہے — اور تم سخی بن کر رہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ سخاوت کو پسند فرماتا ہے — اور تم بہادر بن کر جیو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بہادری کو محبوب رکھتا ہے — اور اگر کوئی آدمی تجھ سے اپنی حاجت کا سوال کرے تو اس کی حاجت روائی کرو — اگر وہ اس کا اہل نہیں ہے تم تو اس کے اہل ہو (یعنی اس کی اہلیت نہ دیکھو) اپنی عطاؤں کی لاج رکھو۔

(فردوس دیلمی ج ۵، ص ۳۲۵، حدیث نمبر ۸۳۲۷)

حدیث نمبر ۱۰۰

محب علی علیہ السلام

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ مُحِبُّكَ مُحِبِّي، وَمُبْغِضُكَ مُبْغِضِي .

اے علی علیہ السلام! — تمہارے ساتھ محبت رکھنے والا، میرا محبت ہے، اور

تمہارے ساتھ بغض رکھنے والا (اصل میں) میرے ساتھ بغض رکھنے والا

ہے۔ (الفردوس ج ۵، ص ۳۱۶، حدیث نمبر ۸۳۰۴)

حدیث نمبر ۱۰۱

حبِ علی علیہ السلام

امام مناوی ”کنوز الحقائق“ میں ان الفاظ کے ساتھ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نقل فرماتے ہیں — کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ .

اے علی! تمہارے ساتھ صرف مومن ہی محبت رکھتا ہے — اور تمہارے

ساتھ صرف منافق ہی بغض رکھتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۲

مخالفِ علی کی اصلیت

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ لَا يُبْغِضُكَ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا مُنَافِقٌ وَمَنْ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهِيَ

حَائِضٌ وَلَا يُبْغِضُكَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا السَّلْقَلِقُ .

اے علی! مردوں میں سوائے منافق اور ولدِ الحیض کے تم سے کوئی بغض نہیں

رکھے اور عورتوں میں سے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گی سوائے سلقلق

عورت کے۔ (فردوسِ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ ج ۵، ص ۳۱۹/۳۲۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ)

سَلَّقَلِقُ: — مندرجہ حدیث میں سے ہے کہ اے علی علیہ السلام! کوئی عورت تیرے ساتھ بغض نہیں رکھے گی سوائے سَلَّقَلِقُ عورت کے — چونکہ یہ لفظ بہت کم استعمال ہوا ہے، لہذا اس کا معنی بیان کرنا ضروری ہے۔

سَلَّقَلِقُ — کا معنی ہے۔

وَهِيَ الَّتِي تَحِيضُ مِنْ دُبُرِهَا .

(سَلَّقَلِقُ) وہ عورت جس کو پاخانے کے راستہ سے حیض آئے۔

حدیث نمبر ۱۰۳

ایک عورت کا واقعہ

اسی سلسلے کی ایک اور حدیث دیکھیں جسے جناب سعید زغلول نے ”زہر الفردوس“ جلد نمبر ۴ اور صفحہ نمبر ۳۰۸ کے حوالے سے — حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی — کہ ایک عورت حضرت مولا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پاس آئی — اور آ کر کہنے لگی۔

إِنِّي أَبْغِضُكَ .

”بے شک میں تم سے بغض رکھتی ہوں“

آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

فَأَنْتَ إِذَا سَلَّقَلِقُ .

پھر تو تم ”سَلَّقَلِقُ“ ہو۔

اس عورت نے کہا — سَلَّقَلِقُ — کسے کہتے ہیں۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا — کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

فرماتے ہوئے سنا — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا — اے علی! —
وَلَا يُبْغِضُكَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا سَلَقْتُ .

اور عورتوں میں سے کوئی عورت تم سے بغض نہیں رکھے گی سوائے سَلَقْتُ عورت کے۔

جناب مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں — میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — سَلَقْتُ کیا ہے؟ — تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا —

الَّتِي تُحِيضُ مِنْ دُبْرِهَا .

وہ عورت جس کو پاخانہ کے راستے سے حیض آئے۔

اس عورت نے کہا۔

صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِيهِ) وَسَلَّمَ أَنَا وَاللَّهُ أَحِيضُ
مِنْ دُبْرِي وَمَا عَلِمَ أَبَوَايَ .

سچ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی قسم مجھے پاخانہ کے راستے سے حیض آتا ہے اور اس کا علم میرے والدین کو بھی نہیں۔

(زہر الفردوس علی ہامش الفردوس ج ۵، ص ۳۲۰)

وَلَدُ الْحَيْضِ : — وہ شخص ہے — کہ اس کی ماں حیض کی حالت میں تھی، جب

اس کا حمل رحم مادر میں ٹھہرا۔

— حدیث نمبر ۱۰۲ میں یہ الفاظ آئے ہیں — وَمَنْ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهِيَ

حَائِضٌ — جن کا ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے — کہ اس کی ماں کا حیض بھی جاری رہا اور

حمل بھی ٹھہرا رہا — کسی بیماری کی وجہ سے — اور جو شخص اس قسم کی غلاظتوں سے گزر کر آیا ہو — وہ علی کریم کا محب و مرید کیسے بن سکتا ہے — علی علیہ السلام وہ امیر المؤمنین ہے جس کو جنابت سمیت کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی — اور اس پر قرآن و حدیث شاہد ہیں — اور یہ امر اہل علم کی نگاہوں سے مخفی نہیں۔

مُنَافِقٌ: — کا لفظ نفاق سے بنا ہے — جس کے معنی علیحدہ ہونے کے ہیں — چونکہ اس کا دل اور اس کی زبان علیحدہ علیحدہ ہیں — اس لیے اسے منافق کہا جاتا ہے — نفاق — کے قبیل کا ایک لفظ — نَفَقٌ — بھی ہے — نَفَقٌ — کہتے ہیں زمین یا پہاڑ کی دورخی سرنگ کو — اور منافق بھی دورخا ہوتا ہے — دل میں کفر چھپانے اور زبان سے ایمان ظاہر کرنے والا — دشمنی چھپا کر دوستی جتانے والے کو منافق کہا جاتا ہے — نَافِقَاءٌ — جنگلی چوہے کے سوراخوں میں سے ایک — جنگلی چوہا ایک سوراخ کو چھپاتا ہے اور دوسرے کو ظاہر کرتا ہے — یہی حال منافق کا ہوتا ہے — آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا کہ منافق کے سوا تجھ سے کوئی دشمنی نہیں رکھے گا —

منافقین

خدائے حمید نے قرآن مجید میں منافقین کی سخت ترین الفاظ میں مذمت فرمائی ہے — خدا کی زمین پر فساد برپا کرنے والے — دھوکے باز — اور بے وقوف قرار دیا —

مفسرین کے نزدیک منافقین، کفار سے بھی زیادہ بدترین مخلوق ہیں — قتل و غارت گری ان کا محبوب ترین مشغلہ حیات ہے — ان کے ظاہر اور باطن میں زمین و

آسمان کا فرق ہے — منافقوں کی ظاہری صورتوں کو دیکھنے والے انہیں فرشتے تصور کرتے ہیں — اور ان کا باطن باؤ لے کتے، بھیڑیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے — اہل ایمان کو ان سے بچ کر رہنا چاہئے — دنیا میں تمام فسادات کی جڑ، یہی لوگ ہیں یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے جھوٹ کو حکمت عملی کا نام دیتے ہیں —

حدیث نمبر ۱۰۴

فرشتوں کا حج

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:

يَا عَلِيُّ تَعَلِّمِ الْقُرَّانَ — وَعَلَّمَهُ النَّاسَ فَإِنْ مُتَّ حَجَّتِ

الْمَلَائِكَةُ إِلَى قَبْرِكَ كَمَا تَحُجُّ النَّاسَ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ —

اے علی! قرآن سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ، پس اگر (اسی حالت پر)

تمہاری وفات ہوئی — تو فرشتے تیری قبر کی طرف حج کرنے کے لیے

آئیں گے۔ جس طرح لوگ بیت عتیق (کعبہ شریف) کا حج کرنے کے

لیے آتے ہیں۔

القرودس بماثور الخطاب ج ۵، ص ۳۲۰، حدیث نمبر ۸۳۱۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، منجانب دارالبازعباس احمد البازمکتبة المکرمہ سن

اشاعت ۱۹۸۶ء

خیال رہے — کہ حج کے معنی ارادہ — نیت — اور قصد کرنے کے ہیں —

مطلب یہ ہوا — کہ اے علی! — فرشتے ارادہ باندھ کر تیری قبر کی زیارت کے لیے

آئیں گے — اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے مزارات پر نیت جما کر حاضری کے

لیے جانا — فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور فرشتوں کی سنت بھی — اس لیے ضروری ہے — کہ فتویٰ باز — شرک و بدعت کے فتوے لگانے سے باز رہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۵

کعبہ

امام مناوی نے ”کنوز الحقائق“ میں ارقام فرمایا ہے کہ حضور سرورِ عالم، سرکارِ مدینہ، سرورِ سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

يَا عَلِيُّ أَنْتَ بِمَنْزِلَةِ الْكَعْبَةِ .

اے علی! تم بمنزلہ کعبہ کے ہو۔ (کنوز الحقائق علی ہامش الجامع الصغیر ج ۲، ص ۱۹۲)

حدیث نمبر ۱۰۶

روزی کے لحاظ سے — کعبہ

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الفردوس“ میں مندرجہ بالا حدیث ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمائی ہے — کہ مولا علی سے روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ إِنَّمَا أَنْتَ بِمَنْزِلَةِ الْكَعْبَةِ، قُوتًا وَلَا يَأْتِي فَاِنْ أَتَاكَ هُوَ لَأَيُّ الْقَوْمِ فَسَلِّمُوا لَكَ هَذَا الْأَمْرَ فَأَقْبِلْهُ مِنْهُمْ وَإِنْ لَمْ يَأْتُوكَ فَلَا تَأْتِهِمْ .

اے علی! یقیناً تم روزی کے لحاظ سے کعبہ کی مانند ہو، اور ”روزی“ خود بخود

نہیں آتی اس کو اللہ کریم کی ذات ہی بھیجتی ہے — پس اگر یہ قوم تمہارے پاس آئے — اور یہ امر تمہارے سپرد کرے تو اس کو قبول کر لینا — اور اگر یہ قوم تمہارے پاس نہ آئے، تو تم بھی اس کے پاس نہ جانا —

(الفردوس (امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ) ج ۵، ص ۳۱۵)

حدیث نمبر ۱۰۷

خلافت کے لحاظ سے کعبہ

علامہ ابن اثیر (ابو الحسن علی بن ابی کرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی) نے ”اسد اللہ الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ“ میں اس حدیث مقدسہ کو اس انداز میں نقل فرمایا ہے — علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنْتَ بِمَنْزِلَةِ الْكَعْبَةِ تُؤْتَى وَلَا تَأْتِي فَإِنْ آتَاكَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ
فَسَلِّمُوهَا إِلَيْكَ يَعْنِي الْخِلَافَةَ فَأَقْبَلْ مِنْهُمْ وَإِنْ لَمْ يَأْتُوكَ فَلَا
تَأْتِيهِمْ حَتَّى يَأْتُوكَ .

(اے علی) تم کعبہ شریف کی مانند ہو — (کہ مخلوق خدا) اس کے پاس جاتی ہے وہ کسی کے پاس نہیں جاتا — اگر یہ قوم تمہارے پاس آئے — اور اس معاملے کو تمہارے سپرد کرے یعنی خلافت کو — تو تم ان کی طرف سے ”اس امر کو“ قبول کر لینا۔ اور اگر قوم تمہارے پاس نہ آئے تو تم بھی اس کے پاس نہ جانا — یہاں تک کہ وہ تمہارے پاس آئے۔

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر) ج ۴، ص ۳۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان

اوپر درج تینوں احادیث میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — مولا علی کو

بمذہب کعبہ قرار دیا ہے — اور کعبہ کسی کے پاس چل کر نہیں جاتا — لوگ کعبہ کے پاس
حاضر ہونے کے لیے آتے ہیں — اسی طرح روزی کا سلسلہ ہے — وہ بغیر سب کے کسی
کے پاس چل کر نہیں آتی۔

سید عالم نبی کا نکاحات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا اور
فرمایا — اے علی! — تو کعبہ اللہ کی مانند ہے — تم کسی کے پاس چل کر نہ جانا —
لوگ تیرے پاس چل کر آئیں گے — تمہارے دربار گوہر بار میں در یوزہ گری کیلئے
حاضر ہوں گے — اور تجھ سے ہر طرح کا فیشن حاصل کریں گے اور علم کی دولت پائیں
گے — روحانیت کے مدارج پر فائز ہوں گے — جو تیرے پاس آئیں گے خالی نہ
جائیں — اور اپنے آستان فیشن بار کو ہمیشہ وار رکھنا۔

امر خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا — کہ اگر قوم دستار خلافت
تمہارے سر پر سجانے کے لیے آئے تو اسے قبول کر لینا — اگر قوم ایسا نہ کرے تو حصول
خلافت کے لیے قوم کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے — یہاں تک قوم تمہارے
پاس خود بخود آئے اور امور خلافت کو انجام دینے کی استعداد کرے۔

خیال رہے کہ مولا علی کریم اللہ وجہ الکریم کسی صورت میں بھی فرمان رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو نظر انداز نہیں کر سکتے — ایک طرف حکیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہے — اور دوسری جانب جہلا کی مویشی گانیاں — ہم ان تمام من گھڑت باتوں کو مسترد
کرتے ہیں — جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — علی رضی اللہ عنہم —
اور خاتون قیامت کی بے ادبی کا پہلو نظر آتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ
اسلام کو کعبہ فرمایا ہے — اور کعبہ خدا کے برتر کے انوار کا مہبط ہے — قوم ہوش کے

ناخن لے — سیدۃ نساء العظیمین کی بارگاہ — اس جہاں کی نازک ترین بارگاہ ہے —
آپ علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں عامیانہ اور ہلکے الفاظ استعمال کرنے والے اس
کائنات ارضی کے سب سے زیادہ بد بخت لوگ ہیں۔

اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے — جو لوگ خاتونِ جنت اور آپ کی اولاد سے
بغض رکھتے ہیں — ان کی کسی قسم کی کوئی نیکی بارگاہِ خداوندی میں قبول نہیں —
نماز — روزہ — حج — زکوٰۃ — سخاوت و عبادت ہرگز ہرگز قبول نہیں — اور
یہ بات میں ڈنکے کی چوٹ پر کہہ رہا ہوں — اور اس پر حلف دینے کے لیے تیار
ہوں — اس لیے کہ ملکہ ملک ولایت کا گستاخ و منکر دنیا نے کفر کا بدترین کافر ہے —
اور کافروں کی نیکیاں قبول نہیں ہوا کرتیں۔

حدیث نمبر ۱۰۸

لوگوں کا سردار

امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب — کنوز الحقائق — میں رقم
طراز ہیں — کہ حسنین کریمین علیہما السلام کے نانا جانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

يَا عَلِيُّ أَنْتَ عَبَقْرِيْهُمْ .

اے علی علیہ السلام! تم لوگوں کے سردار ہو۔ (کنوز الحقائق ج ۲، ص ۱۹۲)

حدیث نمبر ۱۰۹

محبت علی علیہ السلام

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ مُحِبُّكَ مُحِبِّي وَ مُبْغِضُكَ مُبْغِضِي .

اے علی علیہ السلام! تمہارے ساتھ محبت کرنے والا، میرا محبت ہے — اور تیرے ساتھ بغض رکھنے والا، میرے ساتھ بغض رکھنے والا ہے۔

(فردوس دیلمی رحمۃ اللہ علیہ ج ۵، ص ۳۱۶)

حدیث نمبر ۱۱۰

دشمن علی علیہ السلام

معاویہ بن حیدرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ مَا كُنْتُ اُبَالِي مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِي وَهُوَ يَبْغِضُكَ مَاتَ يَهُودِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا .

اے علی! میں اس شخص کی پرواہ نہیں کرتا جو میری امت میں سے ہو اور اس حال میں فوت ہو کہ تجھ سے بغض رکھتا ہو، کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی

ہو کر مرے۔ (فردوس دیلمی رحمۃ اللہ علیہ ج ۵، ص ۳۱۶)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کی جلالت پر غور فرمائیں کہ رحمت کائنات کا فرمان کس

امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے — اے علی! جو شخص تیرا بغض سینے کے نہاں خانوں میں رکھ

کر مر جائے، مجھے اس بد بخت کی کوئی پرواہ نہیں — وہ یہودی ہو کر مر جائے یا نصرانی ہو کر

مر جائے — میرا اس سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں — اور نہ ہی وہ ملت اسلامیہ کا فرد

کہلانے کا حقدار ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۱

يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

مولانا رضی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے — کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرمایا:

عَلِيٌّ يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الْمُنَافِقِينَ .

علی مؤمنوں کا بادشاہ ہے — اور مال منافقوں کا بادشاہ ہے۔

الجامع الصغير ج ۲، ص ۱۸۸ — الصواعق المحرقة ص ۱۹۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۸۵ء

حدیث نمبر ۱۱۲

میرا قرض ادا کرنے والا

فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

عَلِيٌّ يَقْضِي دِينِي .

علی، میرے قرضوں کو ادا کرے گا۔ (الجامع الصغير ج ۲، ص ۱۸۸)

حدیث نمبر ۱۱۳

خدا تعالیٰ فخر فرماتا ہے

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَبَاهِي بِعَلِيٍّ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ الْمَلَائِكَةِ .

اللہ تعالیٰ ہر دن اور ہر رات فرشتوں میں علی کے ساتھ فخر فرماتا ہے۔

(کنوز الحقائق ج ۱، ص ۹۵ علی ہاشم الجامع الصغير)

بہترین بھائی

سید الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے:
خَيْرُ اخْوَانِي عَلِيٌّ وَ خَيْرُ اَعْمَامِي حَمْزَةُ .

میرا بہترین بھائی علی ہے — اور میرا بہترین چچا حمزہ ہے۔

(الجامع الصغير (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ج اول، ص ۶۶۵)

ذکر علی علیہ السلام

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ .

علی کا ذکر عبادت ہے۔

کنز العمال ج ۱۱، ص ۲۷۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۹۹۸ء

سید العرب

سلطان سلاطین اقلیم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

سَيِّدُ الْعَرَبِ عَلِيٌّ .

علی عرب کا سردار ہے۔ (کنوز الحقائق (امام مناوی) جلد اول، ص ۱۳۵)

جو علی کی عزت کرے

امام مناوی (عبدالرؤف) نے کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق میں حدیث شریف نقل فرمائی ہے — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اللَّهُمَّ أَكْرَمَ مَنْ أَكْرَمَ عَلِيًّا .

”اے اللہ کریم! اس کو عزت عطا فرما۔ جو علی کی عزت کرتا ہے۔“

محبتِ علی گناہوں کو کھا جاتی ہے

امام دیلمی اور امام مناوی رحمۃ اللہ علیہما نے ایک ایسی حدیث نقل فرمائی جو اہل محبت کے لیے امیدوں کا ایک نوری سہارا بھی ہے اور اپنے اندر بشارتوں کی ایک پوری کائنات لپیٹے ہوئے ہے — ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حُبُّ عَلِيٍّ يَأْكُلُ الذُّنُوبَ — كَمَا يَأْكُلُ النَّارُ الْحُطْبَ .

علی کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

(فردوسِ دیلمی ج ۲، ص ۱۴۲ — کنوز الحقائق ج ۲، ص ۱۱۷)

علی علیہ السلام کی محبت

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور حدیث فرمائی ہے — جس کے راوی جناب

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں — فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَبُّ عَلِيٍّ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ .

علی کی محبت دوزخ سے نجات ہے۔

(فردوس دیلمی ج ۲، ص ۱۴۲ — کنوز المحقق ج ۲، ص ۱۱۶)

حدیث نمبر ۱۲۰

محبتِ علی وہ نیکی ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا:

حَبُّ عَلِيٍّ بِنِ أَبِي طَالِبٍ حَسَنَةٌ لَا يَضُرُّ مَعَهَا سَيِّئَةٌ —
وَبُغْضُهُ سَيِّئَةٌ لَا تَنْفَعُ مَعَهَا حَسَنَةٌ .

علی ابن ابی طالب کی محبت وہ نیکی ہے، جس کے ہوتے ہوئے کوئی بدی ضرر
و نقصان نہیں پہنچا سکتی — اور علی کے ساتھ بغض رکھنا وہ بدی ہے —
جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں پہنچا سکتی۔

الفردوس بماثور الخطاب (امام شیرویہ دیلمی) ج ۲، ص ۱۴۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان حدیث نمبر ۲۷۲۵ سن اشاعت ۱۹۸۶ء.

حدیث نمبر ۱۲۱

یا علی

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف — ان

الفاظ کے ساتھ نقل فرمائی ہے — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

يَا عَلِيُّ أَنْتَ تَغْسِلُ جُثَّتِي وَتُوَدِّي دِينِي .

اے علی! تم میرے جسم کو غسل دو گے اور میرے قرض اور دیون کو ادا کرو

گے۔ (کنوز الحقائق ج ۲، ص ۱۹۳)

حدیث نمبر ۱۲۲

وعدہ پورا کرے گا

موت و حیات کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

عَلِيٌّ يَنْجِزُ عِدَانِي وَيَقْضِي دِينِي .

علی میرے کئے ہوئے وعدے پورے کرے گا اور میرے قرض کو ادا کرے گا۔

(کنوز الحقائق ج ۲، ص ۱۶)

حدیث نمبر ۱۲۳

ایک ہی شجرہ سے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

أَنَا وَ عَلِيٌّ مِّنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ

میں اور علی ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ (کنوز الحقائق جلد ۲، ص ۸۰)

حدیث نمبر ۱۲۴

خیر البشر

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے کنوز الحقائق میں — مسند امام ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۳۰۷) کے حوالے سے حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَى خَيْرِ الْبَشَرِ مَنْ شَكَّ فِيهِ كَفَرَ

علی تمام انسانوں سے بہتر ہے۔ جو اس میں شک کرے وہ کافر ہے۔

(کنوز الحقائق علی ہامش الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۶)

حدیث نمبر ۱۲۵

جو انکار کرے وہ کافر ہے

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرؤف) کنوز الحقائق میں — امام ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۳ھ کے حوالے سے حدیث رسول نقل فرماتے ہیں — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

عَلَى خَيْرِ الْبَشَرِ فَمَنْ أَبِي فَقَدْ كَفَرَ

علی تمام انسانوں سے بہتر ہے۔ جو انکار کرے وہ کافر ہے۔

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلق علی ہامش الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر (امام سیوطی) ج ۲ ص ۱۷)

(مطبوعہ دارالکتب العلمیہ - توزیع دارالبازمکہ مکرمہ)

خیال رہے کہ اس سلسلے کی مختلف احادیث — مختلف شخصیات کے بارے میں آئی

ہیں — مثلاً یہ حدیث

أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا

ابو بکر تمام نبیوں کے علاوہ تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔ (الصواعق المحرقة ص ۹۹)

اس قسم کی روایت سے مقصود فضائل کا اظہار ہوتا ہے — اور ایک شخص کی فضیلت سے دوسرے شخص کی فضیلت کی نفی نہیں ہوتی — لہذا روایات میں کوئی تعارض نہیں —

خوارج و نواصب اور روافض — اپنے اپنے جامہ میں رہ کر — اور اپنی اپنی

حیثیت کو سامنے رکھ کر بات کیا کریں۔

ادھم مچا کر، خدا کی زمین پر فساد پھا کرنا — عظمت انسانیت کے خلاف ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۶

کوثر کا مالک

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے — طبرانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ صَاحِبُ حَوْضِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

علی قیامت کے دن میرے حوض کوثر کا مالک ہوگا۔ (کنوز الحقائق ج ۲ ص ۱۷)

حدیث نمبر ۱۲۷

عنوان نامہ اعمال

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

نے ارشاد فرمایا:

عُنْوَانُ صَحِيفَةِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

مومن کے نامہ اعمال کا عنوان علی ابن ابی طالب کی محبت ہے۔

(الجامع الصغير ج ۲ ص ۱۸۲ حدیث نمبر ۵۶۳۳ طبع دار الفکر بیروت لبنان،

سن اشاعت ۱۹۸۱ء، الصواعق المحرقة ص ۱۹۳)

اپنے سینوں میں محبت مولا علی کے گلشن سجانے والو! — تمہیں مبارک ہو — کہ

تمہارے نامہ اعمال کا عنوان حب علی کرم اللہ وجہہ ہے —

ہڈیوں تک ایمان

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو نعیم کے حوالے سے حدیث نقل فرمائی ہے —
کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ مُلَىٰ اِيْمَانًا اِلَى مَشَاشَةِ

علی کی ہڈیوں تک میں ایمان بھرا ہوا ہے۔ (کنز الحقائق جلد ۲ ص ۱۷)

جو علی کو دوست رکھے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — فرماتے ہیں
— کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قُلْ لِمَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا تَهَيَّأْ لِدُخُولِ الْجَنَّةِ

جو شخص علی کو دوست رکھے اس سے کہہ دو کہ وہ جنت میں جانے کے لئے تیار

ہو جائے۔

(کنز الحقائق ج ۲ ص ۳۳ — ارنج الطالب ص ۴۹۵، مطبوعہ حق برادرزانا رکلی لاہور) (خرجہ الدیلی) سن اشاعت

(۱۹۹۴ء)

عبادت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

النَّظْرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيِّ عِبَادَةٌ

علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث (امام حاکم) ج ۳ ص ۱۴۲)

حدیث نمبر ۱۳۱

علی کی طرف دیکھنا

حضرت ابوسعید خدری اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

النَّظْرُ إِلَى عَلِيِّ عِبَادَةٌ

علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۴۱)

قارئین کرام! — حدیث نمبر ۱۱۵ — ذکر علی — کے عنوان کے تحت پیچھے لکھی

جا چکی ہے — ذِکْرُ عَلِيِّ عِبَادَةٌ — کہ علی کا ذکر عبادت ہے — اوپر درج تینوں

حدیثیں — علی کی طرف دیکھنا — علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے — علی

کا ذکر عبادت ہے — نے بعض لوگوں کی نیندیں اڑادی ہیں — اُچھل اُچھل کر ان

لوگوں نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے — اور ان ضعیف الایمان لوگوں نے — ضعیف

ضعیف کا ایسا شور مچا رکھا ہے کہ کچھ سنائی نہیں دیتا — گزشتہ حدیث شریف کا مختصر پس

منظر بیان کرنے کے بعد — کچھ اسی قسم کی چند احادیث بیان کی جائیں گی — جس

سے آپ کے دل و دماغ معطر ہو جائیں گے۔

اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں — کہ میرے والد خلیفۃ الرسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ — کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھا کرتے تھے — تو آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا — تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا — کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

النَّظْرُ إِلَى عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (الناقب للبخاری ج ۱ ص ۳۶۲)

صدیقہ عالم فرماتی ہیں

صدیقہ عالم اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ کثرت سے حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھا کرتے تھے۔

فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ رَأَيْتَكَ تُكْثِرُ النَّظْرَ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ

”میں نے پوچھا بابا جان! میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ کثرت سے علی کا

چہرہ دیکھتے رہتے ہیں۔“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا — کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

النَّظْرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيِّ عِبَادَةٌ

کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (ذخائر العتقین ص ۹۵ دار الکتب المصریہ)
مندرجہ بالا احادیث پر چنگھاڑنے سے پہلے منکرین شانِ علی رضی اللہ عنہ مندرجہ
ذیل احادیث پر ایک نظر ضرور ڈال لیں۔ تاکہ بعد میں شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔

حدیث نمبر ۱۳۴

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

النَّظْرُ إِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ — وَالنَّظْرُ إِلَى وَجْهِ الْوَالِدَيْنِ

عِبَادَةٌ — وَالنَّظْرُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عِبَادَةٌ

کعبہ شریف کی طرف دیکھنا عبادت ہے — اور والدین کے چہرے کو
دیکھنا عبادت ہے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں دیکھنا عبادت ہے —

(فردوسِ دیلمی ج ۴ ص ۳۹۳ حدیث نمبر ۶۸۶۴)

حدیث نمبر ۱۳۵

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

النَّظْرُ إِلَى وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ — وَالْجُلُوسُ مَعَهُ عِبَادَةٌ

— وَالْكَلَامُ مَعَهُ عِبَادَةٌ

عالم دین کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے — اور اس کے ساتھ
بیٹھنا عبادت ہے — اور اس سے ہم کلام ہونا عبادت ہے۔

(فردوسِ دیلمی ج ۴ ص ۲۹۴ حدیث نمبر ۶۸۶۷)

حدیث نمبر ۱۳۶

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:

النَّظْرُ إِلَى وَجْهِ الْأَخْوَانِ عَلَى الشَّوْقِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَلْفِ رَكْعَةٍ
تَطَوُّعٍ

اپنے بھائیوں کے چہرے کو شوق کی نگاہ سے دیکھنا میرے لئے ہزار رکعت

سے زیادہ محبوب ہے۔ (فردوس دیلمی رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۲۹۵ حدیث نمبر ۶۸۶۸)

حدیث نمبر ۱۳۷

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:

النَّظْرُ إِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ يَجْلُوا الْبَصَرَ — وَالنَّظْرُ إِلَى
الْخَضْرَاءِ يَجْلُوا الْبَصَرَ

خوبصورت چہرے کو دیکھنا بینائی میں اضافہ کرتا ہے — اور سبزے کو دیکھنا

بصارت میں اضافہ کرتا ہے۔ (فردوس دیلمی ج ۲ ص ۲۹۵ حدیث نمبر ۶۸۶۹)

حدیث نمبر ۱۳۸

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

النَّظْرُ إِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ — وَالْإِلَى الْخَضْرَاءِ وَالْمَاءِ هُوَ مِمَّا
يُحْيِي الْقَلْبَ — وَيُجَلِّي عَنِ الْبَصَرِ الْغِشَاوَةَ

خوبصورت چہرے کو دیکھنا — اور سبزے اور پانی کو دیکھنا یہ ان چیزوں میں سے ہیں، جو دل کو زندہ کرتی ہیں اور بصارت سے پردے ہٹاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۹

ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:

مَنْ نَظَرَ إِلَىٰ أَخِيهِ نَظْرَةً وَدَّ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ

جس شخص نے اپنے بھائی کو محبت کی نظر سے دیکھا اللہ تعالیٰ اس شخص کی

بخشش فرما دے گا۔ (الجامع الصغیر ج ۲ ص ۲۵۰ حدیث ۹۰۶۳)

حدیث نمبر ۱۴۰

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ رسولِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:

النَّظْرُ إِلَىٰ وَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاجِبٌ لِّكُلِّ نَبِيٍّ وَصِدِّيقٍ وَشَهِيدٍ

چہرہ خداوندی (کے انوار و جمال) کو دیکھنا ہر نبی — ہر صدیق اور ہر شہید

کے لئے واجب ہے۔ (فردوسِ دیلمی ج ۲ ص ۲۹۳ حدیث ۶۸۶۳)

حدیث نمبر ۱۴۱

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

النَّظْرُ فِي ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ عِبَادَةً، النَّظْرُ فِي وَجْهِ الْأَبْوَيْنِ —

وَفِي الْمُصْحَفِ — وَفِي الْبَحْرِ

کہ تین چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے

والدین کا چہرہ — قرآن مجید — اور سمندر میں دیکھنا۔

(فردوس دلیلی رحمۃ اللہ علیہ ج ۳ ص ۲۹۷ حدیث نمبر ۶۸۷۳)

کیوں جناب؟ کیا فرماتے ہیں مفتیانِ خوارج و نواصب بیچ اس مسئلہ کے — کہ کعبۃ اللہ — والدین — علمائے کرام — قرآن حکیم — سمندر — علماء کے ساتھ بیٹھنا — ان سے ہم کلام ہونا — عبادت ہے — تو پھر علی کو دیکھنا کیوں عبادت نہیں؟ — علی کریم کا ذکر اور آپ کے ذکر کی محفلیں سجانا کیوں عبادت نہیں؟ — والدین کے چہروں کی زیارت عبادت ٹھہری — تو پھر علی کریم کی زیارت کیوں عبادت نہیں؟ — سنو!! — بفرمانِ رسولِ خدا — نبی اور علی اُمت کے لئے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو! — منافقت کے زنا توڑ کر، علی کریم رضی اللہ عنہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جاؤ — بگڑی بن جائے گی — مقدر سنور جائیں گے — ذلت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے اندھیرے چھٹ جائیں گے — تم پر خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوں گے — اللہ کریم تمہاری نمازیں — روزے اور حج و زکوٰۃ قبول فرمائے گا — تمہارے قیام و سجود اور دُعائیں — اجابت کی قبائیں پہن لیں گی — قیامت کے دن حساب و کتاب اور میزان و صراط سے امان پاؤ گے — جنت کی بہاریں لوٹو گے —

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک حدیث بیان کرنے جا رہا ہوں — اگر نفاق نے دھوئیں نے آئینہ دل سیاہ نہ کر دیا ہو تو اس حدیث مقدسہ کے ایک ایک لفظ کے عکس انوار سے جگمگا اُٹھے گا — اور حسد و عناد کا بخار اتر جائے گا۔ بغض کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہو گے — کذب و فریب کے تپ دق سے چھٹکارہ مل جائے گا —

جو علی سے محبت رکھے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا قَبْلَ اللَّهِ مِنْهُ صَلَاتُهُ وَصِيَامُهُ وَقِيَامُهُ —
 وَاسْتَجَابَ دُعَاءَهُ، إِلَّا وَمَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا أَعْطَاهُ اللَّهُ بِكُلِّ عِرْقٍ
 فِي بَدَنِهِ مَدِينَةً فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ أَحَبَّ آلَ مُحَمَّدٍ أَمِنَ مِنَ
 الْحِسَابِ وَالْمِيزَانِ وَالصِّرَاطِ، إِلَّا وَمَنْ مَاتَ عَلِيٌّ حُبِّ آلِ
 مُحَمَّدٍ فَأَنَا كَفِيلُهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ، إِلَّا وَمَنْ أَبْغَضَ آلَ
 مُحَمَّدٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْتُوبًا بَيْنَ عَيْنَيْهِ : آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ
 اللَّهِ

جس شخص نے علی سے محبت کی — اللہ کریم اس کی طرف سے اس کا قیام
 و نماز اور اس کے روزے — اور اس کی دعا قبول فرمائے گا — خبردار!
 — جس نے علی سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس کے بدن کی ہر رگ
 کے بدلے جنت میں ایک شہر عطا فرمائے گا — اور جس نے آل محمد صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی، اسے حساب و کتاب اور میزان و صراط سے
 امان مل گئی — خبردار! جو شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں
 فوت ہوا، میں جنت اس کے لئے تمام نبیوں کے ساتھ اس کا کفیل —
 (ضامن و ذمہ دار) ہوں گا — خبردار! جس نے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے بغض رکھا، وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا۔ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

(المناقب للخوازمی (موفق بن احمد بن محمد بن محمد بن خوارزمی، متوفی ۵۶۸ھ ص ۷۲/۷۳ مطبوعہ موسیٰ سید النشر الاسلامی قم)

حدیث نمبر ۱۴۳

آسمان والوں نے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ اتَّخَذَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ مِّنْ أَهْلِ السَّمَاءِ، إِسْرَافِيلُ،
ثُمَّ مِيكَائِيلُ، ثُمَّ جِبْرَائِيلُ — وَأَوَّلُ مَنْ أَحَبَّهُ مِنْ أَهْلِ
السَّمَاءِ حَمَلَةُ الْعَرْشِ، ثُمَّ رِضْوَانُ، خَازِنُ الْجَنَانِ، ثُمَّ مَلِكُ
الْمَوْتِ، وَإِنَّ مَلِكَ الْمَوْتِ، يَتَرَحَّمُ عَلَيَّ مُحَمَّدِي عَلِيَّ بْنَ أَبِي
طَالِبٍ، كَمَا يَتَرَحَّمُ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

آسمان والوں میں سب سے پہلے، جس نے علی ابن ابی طالب کو بھائی بنایا
وہ جناب اسرافیل علیہ السلام ہیں، پھر میکائیل علیہ السلام ہیں، پھر جبریل
علیہ السلام ہیں اور آسمان والوں میں سے، جس نے سب سے پہلے علی کرم
اللہ وجہہ سے محبت کی وہ حاملین عرش ہیں، پھر رضوان جو حازن جنت ہیں،
پھر موت کا فرشتہ اور ملک الموت یعنی موت کا فرشتہ علی ابن ابی طالب سے
محبت کرنے والوں سے اس طرح نرمی سے پیش آتے ہیں جس طرح نبیوں

سے پیش آتے ہیں۔ (مناقب خوازمی ص ۷۲ حدیث نمبر ۴۹)

باغِ جنت

حضرت مولا علی فرماتے ہیں — کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے — اور ہم لوگ مدینہ منورہ کے رستوں پر چل رہے تھے، کہ ہمارا گزرا ایک باغ کی طرف ہوا، میں نے عرض کیا — یا رسول اللہ! — یہ کتنا اچھا باغ ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَكَ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْهَا —

(اے علی!) تمہارے لئے جنت میں اس سے بہت اچھا باغ ہے۔

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۳۹)

جو تجھ سے جدا ہوا

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ مَنْ فَارَقَنِي فَقَدْ فَارَقَ اللَّهَ وَمَنْ فَارَقَكَ يَا عَلِيُّ فَقَدْ

فَارَقَنِي

اے علی! جو مجھ سے جدا ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے جدا ہوا، اور جس نے تم سے

جدائی اختیار کی وہ مجھ سے جدا ہوا۔

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۴۴)

علی پر فرشتوں کا درود

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے — امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی فردوس کے حوالے سے حدیث شریف نقل فرمائی ہے — رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

لَقَدْ صَلَّتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَيَّ وَعَلَى سَبْعِ سِنِينَ

مجھ پر اور علی پر فرشتوں نے سات برس تک درود شریف بھیجا۔

(کنوز الحقائق جلد ۲ ص ۶۷)

اگر علی علیہ السلام پیدا نہ ہوتے

”کنوز الحقائق“ میں — ”فردوس دیلمی“ کے حوالے سے حدیث مرقوم ہے —

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ لَمْ يُخْلَقْ عَلِيُّ مَا كَانَ لِفَاطِمَةَ كُفُوٌ

اگر علی پیدا نہ ہوتے تو سیدہ فاطمہ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔

(کنوز الحقائق علی ہامش الجامع الصغیر ج ۲ ص ۷۵)

علی کب سے امیر المومنین ہیں

حضرت حذیفہ بن یامان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَتَى سُمِّيَ عَلِيُّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، مَا أَنْكَرُوا فَضْلَهُ
 سُمِّيَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَدَمَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ
 اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ علی کا نام — امیر المؤمنین — کب سے
 رکھا گیا ہے — تو وہ علی کی فضیلت کا انکار نہ کریں — علی کا نام امیر
 المؤمنین — اس وقت رکھا گیا — جب آدم علیہ السلام رُوح اور جسم
 کے درمیان تھے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ
 عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط

اور یاد کرو جب آپ کے رب نے اولادِ آدم سے ان کی پیٹھوں میں سے ان
 کی ذریت کو نکالا اور ان کے بارے میں انہیں خود گواہ بنایا — کیا میں
 تمہارا رب نہیں ہوں؟ — (پارہ ۹ سورۃ اعراف آیت ۱۷۲)

اس کے جواب میں فرشتوں نے عرض کیا — کیوں نہیں یقیناً تو ہمارا رب ہے۔

قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى — أَنَا رَبُّكُمْ — وَمُحَمَّدٌ نَبِيُّكُمْ
 — وَعَلِيُّ أَمِيرِكُمْ

اللہ کریم نے فرمایا — کہ میں تمہارا رب ہوں اور محمد تمہارا نبی ہے — اور

علی تمہارا امیر ہے۔ (فردوسِ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ ج ۳ ص ۳۵۲ حدیث ۵۰۶۶)

پل صراط

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذْ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَقَامَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ — جِبْرَائِيلَ
وَمُحَمَّدًا عَلَى الصِّرَاطِ فَلَا يَجُوزُهُ أَحَدٌ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ بَرَاءَةٌ
مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ جبریل اور مصطفیٰ کریم علیہما السلام کو پل صراط پر کھڑا کر دیں گے — تو پل صراط پر سے وہی گزرے گا، جس کے پاس علی ابن ابی طالب کا اجازت نامہ ہوگا — (المنقب (خوارزمی) ص ۳۲۰)

حدیث نمبر ۱۵۰

حوضِ کوثر پر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ مَعَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَصًا مِنْ عَصَا الْجَنَّةِ تَذُودُ بِهَا
الْمُنَافِقِينَ عَلَى حَوْضِي

اے علی! قیامت کے دن تمہارے پاس جنتی لاٹھیوں میں سے ایک لاٹھی ہو گی — اس کے ذریعے تم منافقوں کو میرے حوض سے ہٹاؤ گے۔

(فردوسِ دیلمی ج ۵ ص ۳۱۷ حدیث نمبر ۸۳۰۵)

تیرا حبیب، حبیب خدا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

أَنْتَ سَيِّدٌ فِي الدُّنْيَا وَسَيِّدٌ فِي الْآخِرَةِ مَنْ أَحَبَّكَ، فَقَدْ أَحَبَّنِي،
وَحَبِيبُكَ حَبِيبُ اللَّهِ، وَمَنْ أَبْغَضَكَ، فَقَدْ أَبْغَضَنِي، وَبِغْضِكَ
بِغْضُ اللَّهِ، وَالْوَيْلُ لِمَنْ أَبْغَضَكَ بَعْدِي —

(اے علی!) تم دنیا اور آخرت میں سردار ہو۔ جس نے تجھ سے محبت کی، گویا اس نے مجھ سے محبت کی — تیرا حبیب اللہ کا حبیب ہے — جس نے تجھ سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ تیرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔ اس کے لئے تباہی ہے، جس نے میرے بعد تجھ سے بغض رکھا۔

(المناقب خوارزمی ص ۳۲۷ — تاریخ بغداد ج ۴ فضائل صحابہ ج ۲: امام مستدرک حاکم ج ۳ — مناقب مغازی)

تیرا دشمن — میرا دشمن

امام حاکم (ابو عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ نیشاپوری) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے — ”المستدرک“ — میں حدیث مبارکہ ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا۔

يَا عَلِيُّ أَنْتَ سَيِّدٌ فِي الدُّنْيَا وَسَيِّدٌ فِي الْآخِرَةِ حَبِيبُكَ، حَبِيبِي،

وَحَبِيبِي حَبِيبُ اللَّهِ، وَعَدُوُّكَ عَدُوِّي، وَعَدُوِّي عَدُوُّ اللَّهِ
وَالْوَيْلُ لِمَنْ أَبْغَضَكَ بَعْدِي

اے علی! تم دنیا اور آخرت میں سردار ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے۔
اور میرا دوست خدا تعالیٰ کا دوست ہے، اور تمہارا دشمن، میرا دشمن ہے، اور
میرا دشمن خدا تعالیٰ کا دشمن ہے۔ دوزخ کا عذاب ہے۔ اس کے لئے جو
میرے بعد تم سے دشمنی رکھے۔

(المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث (امام حاکم) ج ۳ ص ۱۲۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۱۵۳

مولا علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول کریم نے فرمایا
لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا فَاجِرٌ رَدِيٌّ
(اے علی!) تجھ سے صرف مومن متقی ہی محبت کرے گا اور تجھ سے صرف
دُھتکارا ہوا منافق ہی بغض رکھے گا۔ (مناقب خوارزمی ص ۳۲۶)

حدیث نمبر ۱۵۴

علی سے متعلق وحی

حضرت اسد بن زرارہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَوْحِيَ إِلَيَّ فِي عَلِيٍّ ثَلَاثٌ أَنَّهُ سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ وَامَامُ الْمُتَّقِينَ
— وَقَائِدُ الْفُرِّ الْمُحَجَّلِينَ —

علی کے متعلق مجھے تین باتوں کی وحی کی گئی ہے۔ ایک یہ کہ وہ تمام مسلمانوں

کے سردار ہیں اور تمام متقین (یعنی اولیائے کاملین) کے امام ہیں — اور
روشن پیشانی اور روشن قدم والوں کے پیشوا ہیں۔

(المستدرک (امام حاکم) جلد ۳ ص ۱۳۸)

حدیث نمبر ۱۵۵

افضل ترین عمل

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہر سے اور انہوں نے اپنے باپ اور
انہوں نے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا غزوہ خندق کے دن عمرو ابن عبدود سے جنگ کرنا اور
اُسے واصل جہنم کرنا۔

أَفْضَلُ مِنَ الْأَعْمَالِ أُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

قیامت تک میری تمام امت کے تمام اعمال سے ”یہ عمل“ افضل ہے۔

(المستدرک ج ۳ ص ۳۲ (امام حاکم) المناقب (امام خوارزمی) ص ۷۰)

حدیث نمبر ۱۵۶

اطاعت علی علیہ السلام

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ — وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ

— وَمَنْ أَطَاعَكَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَاكَ فَقَدْ عَصَانِي

جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے

میری نافرمانی کی اس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی — اور جس نے تیری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی — اور جس نے تیری نافرمانی کی (اے علی) اس نے میری نافرمانی کی۔ (متدرک حاکم ج ۳ ص ۱۲۸)

حدیث نمبر ۱۵۷

جس نے تیرے ساتھ محبت کی

حضرت نماز بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ طُوبَى لِمَنْ أَحَبَّكَ وَصَدَّقَ فِيكَ وَيُلِّ لِمَنْ أَبْغَضَكَ
وَكَذَّبَ فِيكَ

اے علی! خوشخبری ہے اس شخص کے لئے، جس نے تیرے ساتھ محبت کی، اور تیری تصدیق کی، اور ہلاکت (یعنی عذاب جہنم) ہے اس شخص کے لئے جس نے تیرے ساتھ بغض رکھا — اور تمہارے بارے میں جھوٹ بولا۔

(متدرک حاکم ج ۳ ص ۱۳۵)

حدیث نمبر ۱۵۸

جو علی علیہ السلام سے دشمنی رکھے

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا —

عَادَى اللَّهُ مَنْ عَادَى عَلِيًّا

اللہ تعالیٰ اس کو دشمن رکھے جو علی کو دشمن رکھے۔

(منتخب کنز العمال علی ہاشم مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۰)

حدیث نمبر ۱۵۹

علی فنا فی اللہ ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا فَإِنَّهُ مَمْسُوسٌ فِي ذَاتِ اللَّهِ

علی کو برا نہ کہو! علی کو برا نہ کہو، علی فنا فی اللہ کے مقام پر فائز ہیں۔

(منتخب کنز العمال علی ہاشم مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۲ مطبوعہ دار صابریہ بیروت)

حدیث نمبر ۱۶۰

رفیق جنت

مولائے کائنات علی کریم فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

مجھے فرمایا۔

يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَخِي وَصَاحِبِي وَرَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ

اے علی! تم میرے بھائی، میرے ساتھی اور جنت میں میرے رفیق تہ۔

(منتخب کنز العمال علی ہاشم مسند امام احمد ج ۵ ص ۴۶)

حدیث نمبر ۱۶۱

يَا عَلِيُّ أَنْتَ فِي الْجَنَّةِ

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

آئینہ کے فرمایا:

يَا عَلِيُّ أَنْتَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَلِيُّ أَنْتَ فِي الْجَنَّةِ

اے علی! تو جنتی ہے۔ اے علی! تو جنتی ہے۔ (منتخب کلمہ اعمال میں بخش مسند احمد ج ۱ ص ۱۳۹)

حدیث نمبر ۱۶۲

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی

حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں نے علی امیرِ مومنین کو فرماتے ہوئے

سنا۔ آپ فرماتے تھے۔

أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَأَخُو رَسُولِهِ لَا يَقُولُهَا أَحَدٌ بَعْدِي إِلَّا كَاذِبٌ فَتَالِ

رَجُلًا فَأَصَابَتْهُ جُنَّةٌ

میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ میرے سوا

جو شخص ایسا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے یہی دعویٰ کیا تو

اسے جنون ہو گیا (یعنی وہ پاگل ہو گیا)

(منتخب کلمہ اعمال میں بخش مسند احمد ج ۱ ص ۱۳۹)

حدیث نمبر ۱۶۳

ایسا تعلق

حضرت عبید اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ مہرور نے مصلیٰ

اللہ صلیہ وآلہ وسلم کے فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ وَعُنْتَرُ مِثِّي كَعُنْتِي فِي رَأْسِي — وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ

مِنِّي كَلِسَانِي فَمِي — وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنِّي كَرُوحِي
فِي جَسَدِي

ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مجھ سے ایسا تعلق ہے جیسے میری آنکھ کو میرے
سر سے — اور عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو مجھ سے ایسا تعلق ہے جیسے
میری زبان کو میرے منہ سے — اور علی ابن ابی طالب کو مجھ سے ایسا تعلق
ہے، جیسے میری رُوح کو میرے جسم سے۔

(منتخب کنز العمال علی ہامش مسند امام احمد ج ۵ ص ۶۳)

حدیث نمبر ۱۶۴

بہتر فیصلے کرنے والا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا

أَرْحَمُ أُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ وَأَشَدُّهُمْ فِي اللَّهِ عُمَرُ — وَأَكْرَمُهُمْ

حَيَاءُ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ — وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر صدیق — اور اللہ تعالیٰ

کے احکام میں سب سے زیادہ سخت عمر رضی اللہ عنہ — اور حیا کے اعتبار

سے سب سے زیادہ مکرم عثمان بن عفان — اور میری امت میں سب

سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے علی ابن ابی طالب ہیں۔

(منتخب کنز العمال علی ہامش مسند امام احمد ج ۵ ص ۶۳)

وہ علی کو دیکھ لے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ فِي خُلَّتِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ
فِي سَمَاحَتِهِ — وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى نُوحٍ فِي شِدَّتِهِ
فَلْيَنْظُرْ إِلَى عُمَرَ فِي شُجَاعَتِهِ — وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى
إِدْرِيسَ فِي رِفْعَتِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى عُثْمَانَ فِي رَحْمَتِهِ — وَمَنْ
أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا فِي جِهَادَتِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى
عَلِيٍّ فِي طَهَارَتِهِ

جو شخص جناب ابراہیم علیہ السلام کی دوستی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ابو بکر رضی اللہ
عنہ کی سخاوت و فیاضی کو دیکھ لے — جو شخص جناب نوح علیہ السلام کی
شدت کو دیکھنا چاہتا ہے — وہ عمر کی شجاعت کو دیکھ لے — جو شخص
جناب ادریس علیہ السلام کی رفعت اور بلندی کو دیکھنا چاہتا ہے، وہ عثمان کی
رحمت و مہربانی کو دیکھ لے — اور جو شخص جناب یحییٰ بن زکریا علیہما کی
جدوجہد کو دیکھنا چاہتا ہے وہ علی کی پاکیزگی و طہارت کو دیکھ لے۔

(منتخب کنز العمال علی ہامش مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۶۳ مطبوعہ دارصادر، بیروت لبنان)

قیامت کے دن

مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
 يَا عَلِيُّ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَتَيْتَ أَنْتَ وَوَلَدُكَ عَلِيُّ خَيْلٍ بَلَقٍ
 بِالذُّرِّ وَالْيَاقُوتِ فَيَأْمُرُ اللَّهُ بِكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ
 اے علی! قیامت کے دن تم اور تمہاری اولاد موتی اور یاقوت رنگ رنگ
 (چمکیے) گھوڑوں پر سوار ہو کر آؤ گے۔ خدا تعالیٰ تمہیں جنت میں جانے کا
 حکم فرمائے گا اور لوگ (یہ نظارہ) دیکھ رہے ہوں گے۔

(منتخب کنز العمال علی بابش مسند امام احمد ج ۵ ص ۵۱/۵۲)

حب مولا علی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حُبُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَسَنَةٌ لَا يَضُرُّ مَعَهُ سَيِّئَةٌ —
 وَبُغْضُهُ سَيِّئَةٌ لَا يَنْفَعُ مَعَهُ حَسَنَةٌ

علی ابن ابی طالب کی محبت ایسی نیکی ہے جس کی موجودگی میں کوئی بدی
 نقصان نہیں پہنچا سکتی اور علی کا بغض ایسی برائی ہے جس کے ہوتے ہوئے
 کوئی نیکی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (مناقب خوارزمی ص ۷۶)

وہ مومن نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ آمَنَ بِيَّ وَبِمَا جِئْتُ بِهِ — وَهُوَ يُبْغِضُ عَلِيًّا
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهُوَ كَاذِبٌ لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ

کہ جو شخص یہ گمان کرے، کہ وہ مجھ پر، اور جو میں لے کر آیا ہوں (قرآن کریم) اس پر ایمان رکھتا ہے — اور وہ علی سے بغض رکھتا ہے، تو وہ جھوٹا ہے — اور مومن نہیں ہے۔ (مناقب خوارزمی ص ۷۶)

جنت عدن کی سرخ ٹہنی

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْتَمْسِكَ بِالْقَضِيبِ الْأَحْمَرِ الَّذِي غَرَسَهُ اللَّهُ فِي
جَنَّةِ عَدْنٍ بِيَمِينِهِ فَلْيَسْتَمْسِكْ بِحُبِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جنت عدن میں پیدا کی ہوئی سرخ ٹہنی کو اپنے دائیں ہاتھ سے تھام لے — تو اس کو چاہئے کہ وہ علی ابن ابی

طالب کی محبت کا دامن تھام لے —

(فضائل صحابہ (امام احمد بن حنبل) ج ۲ ص ۶۶۴، مطبوعہ احیاء التراث الاسلامی، جامعۃ أم القرى مکتہ المکترمہ مناقب خوارزمی ص ۷۶)

حدیث نمبر ۱۷۰

سعید و شقی

سیدۃ نساء العالمین زہراء بتول سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — ”یوم عرفہ کی شام ہمارے پاس تشریف لائے“ (اور مجھے) فرمایا — کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مبارک باد دی ہے — تمہارے لئے عمومی اور علی کے لئے خصوصی بخشش ہے — بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں — اور اس امر میں اپنی قوم سے کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہے — اور نہ ہی میں نے اس امر میں اقربا پروری کی ہے (اور نہ ہی یہ میں اپنی طرف سے کہہ رہا ہوں) — بلکہ

هَذَا جِبْرِئِيلُ، يُخْبِرُنِي: إِنَّ السَّعِيدَ كُلَّ السَّعِيدِ، مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا
عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَوْتِهِ — وَإِنَّ الشَّقِيَّ كُلَّ
الشَّقِيِّ مَنْ أَبْغَضَ عَلِيًّا فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَوْتِهِ

یہ جبرئیل ہیں جو مجھے اس بات کی خبر دے رہے ہیں — کہ یقیناً وہی سعادت مند ہے جو علی کے ساتھ، ان کی ”ظاہری“ زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد ان سے محبت کرے — اور یقیناً وہی شقی و بد بخت ہے جو علی کے ساتھ ان کی زندگی اور موت کے بعد ان کے ساتھ بغض رکھے۔

(المناقب للخوارزمی ص ۷۹ — فضائل صحابہ (امام احمد بن حنبل) ج ۲ ص ۶۵۸)

نورِ نبی و علی

امام موفق بن احمد بن محمد کی خوارزمی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اپنی کتاب ”المناقب“ میں — امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب ”فضائل صحابہ“ میں — امام محبت الدین احمد طبری نے اپنی کتاب ”ریاض النضرۃ“ میں حدیث پاک نقل فرمائی — جس کے راوی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ میں نے اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُورًا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مُطْبِقًا، يُسَبِّحُ اللَّهُ ذَاكَ النُّورُ وَيُقَدِّسُهُ قَبْلَ أَنْ يُخْلَقَ آدَمُ بِأَرْبَعَةِ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى آدَمَ رُكِبَ ذَلِكَ النُّورُ صُلْبِهِ فَلَمْ نَزَلْ فِي شَيْءٍ وَاحِدٍ، حَتَّى افْتَرَقْنَا فِي صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ فَجُزَّءٌ أَنَا وَجُزَّءٌ عَلِيٌّ .

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) میں اور علی اللہ کریم کی بارگاہ میں ایک ملے ہوئے نور کی حیثیت سے تھے۔ وہ نور آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ کریم کی تسبیح و تقدیس میں مشغول تھا — تو جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کی صلب میں رکھ دیا گیا — تو ہم دونوں ایک ہی چیز میں موجود رہے — یہاں تک کہ ہم

عبدالمطلب کی صلب میں جدا ہوئے پس ایک جز میں ہوں — اور دوسرا
جز علی ہیں —

(۱) المناقب للخوازمی ص ۱۳۵ مطبوعہ النشر الاسلامی قم ایران

(۲) فضائل صحابہ (امام احمد بن حنبل) ج ۲ ص ۶۶۳ حدیث نمبر ۱۱۳۰

(۳) الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ ج ۲ ص ۱۲۰

(۴) تفسیر ضیاء القرآن ج ۳ ص ۵۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

حدیث نمبر ۱۷۲

عبداللہ میں — ابوطالب میں

مولانا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا:

كُنْتُ وَأَنَا عَلِيُّ نُورٌ بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ قَبْلِ أَنْ يُخْلَقَ آدَمُ
بِارْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى آدَمَ، سَلَكَ ذَلِكَ
النُّورَ فِي صُلْبِهِ فَلَمْ يَزَلِ اللَّهُ تَعَالَى يَنْفُلُهُ مِنْ صُلْبِ إِلَى صُلْبٍ
حَتَّى أَقَرَّهُ فِي صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ، فَقَسَمَهُ قِسْمَيْنِ: قِسْمًا فِي
صُلْبِ عَبْدِ اللَّهِ، وَقِسْمًا فِي صُلْبِ أَبِي طَالِبٍ — فَعَلِيٌّ مِنِّي
وَأَنَا مِنْهُ — لَحْمَهُ لَحْمِي — وَدَمُهُ دَمِي — فَمَنْ
أَحَبَّهُ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُ — وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَبِغْضِي أَبْغَضَهُ —

میں اور علی آدم کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک نور
کی حیثیت سے موجود تھے — تو جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا
فرمایا — تو اس نور کو ان کی پشت میں رکھا — اور اللہ تعالیٰ اس نور کو ایک

صلب سے دوسری صلب میں منتقل کرتا رہا — یہاں تک کہ اس نور کو عبدالمطلب کی پشت میں رکھا — اور اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا — ایک حصہ عبد اللہ کی پشت میں اور دوسرا حصہ ابوطالب کی پشت میں رکھا — تو علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں — اس کا گوشت میرا گوشت ہے — اس کا خون میرا خون ہے — میں اس سے محبت کرتا ہوں — جو علی سے محبت رکھتا ہے — اور میں اس سے بغض رکھتا ہوں جو علی سے بغض رکھتا ہے۔

(مناقب خوارزمی (امام موفق بن احمد بن محمد کی خوارزمی حنفی) ص ۱۳۵/۱۳۶ مطبوعہ قم، ایران)

حدیث نمبر ۱۷۳

دروازہ جنت پر لکھا ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَكْتُوبٌ عَلَىٰ بَابِ الْجَنَّةِ — لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ — مُحَمَّدٌ

بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، رَسُولُ اللَّهِ — عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَخُو رَسُولِ

اللَّهِ — قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفِي عَامٍ

اللہ تعالیٰ کے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے — دو ہزار سال

پہلے، جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا تھا — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

— محمد بن عبد اللہ — اللہ کریم کے رسول ہیں — اور علی بن ابی طالب

— رسول کریم کے بھائی ہیں۔ (مناقب خوارزمی ص ۱۳۴)

جبریل کے پروں پر کیا لکھا ہے

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اتَانِي جِبْرَائِيلُ وَقَدْ نَشَرَ جَنَاحَيْهِ فَإِذَا فِي أَحَدِهِمَا مَكْتُوبٌ

— لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ — مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ — وَمَكْتُوبٌ

عَلَى الْآخِرِ — لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ — عَلِيٌّ وَصِيٌّ —

جبریل میرے پاس حاضر ہوئے — اور انہوں نے اپنے دو پر کھولے

— تو ان میں سے ایک پر لکھا ہوا تھا — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں —

محمد مصطفیٰ نبی ہیں — اور دوسرے پر لکھا ہوا تھا — اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں — اور علی وصی ہیں —

(المنقب۔ (امام خوارزمی حنفی کئی متوفی ۵۶۸ھ) ص ۱۳۸ مطبوعہ النشر الاسلامی قم ایران)

دائیں جبریل علیہ السلام بائیں علی علیہ السلام

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ازواج رسول میں سب

سے زیادہ نرم مزاج — اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کرنے

والی تھیں — روای (علی بن محمد بن منکدر) فرماتے ہیں — کہ اُمّ المؤمنین کا ایک

سر پرست تھا، جنہوں نے ان کی پرورش کی تھی — اور وہ جب بھی نماز پڑھتا تو اس میں

علی کو برا بھلا کہتا اور سب و شتم کرتا تھا۔

اُمّ المؤمنین نے اس سے پوچھا کہ اے میرے باپ! تمہیں کون سی بات علی کریم کو گالیاں دینے پر آمادہ کرتی ہے؟ تو اس نے جواباً کہا، کہ یہ اس لئے کرتا ہوں — کہ علی علیہ السلام نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے — اور اس کے خون میں شریک ہے — اس کی یہ بات سن کر اُمّ المؤمنین سلام اللہ علیہا نے فرمایا — اگر تم میرے کفیل نہ ہوتے اور میری پرورش نہ کی ہوتی — اور تم میرے والد کی جگہ نہ ہوتے — تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز تمہیں کبھی نہ بتاتی — لیکن اب بیٹھ جاؤ — میں تمہیں علی کے بارے میں وہ بتاؤں جو میں نے دیکھا ہے — رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرہ میں تشریف لائے اور وہ میری باری کا دن تھا — اور میرے حصے میں نو دن کے بعد ایک دن آتا تھا — مائی صاحبہ فرماتی ہیں جب رسول اللہ میرے گھر میں داخل ہوئے، تو منظر کچھ اس طرح تھا۔

وَهُوَ مُحَلَّلٌ أَصَابِعُهُ فِي أَصَابِعِ عَلِيٍّ وَاضِعًا يَدَهُ عَلَيْهِ

”کہ رسول کریم“ علی کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے اپنا ہاتھ ان کے اوپر رکھے ہوئے تشریف لائے۔

اور مجھے ارشاد فرمایا

يَا أُمَّ سَلْمَةَ أَخْرُجِي مِنَ الْبَيْتِ وَأَخْلِيهِ لَنَا

اے اُمّ سلمہ! گھر سے باہر چلی جاؤ اور ہمیں اکیلا چھوڑ دو۔

— فرماتی ہیں — کہ میں باہر چلی اور وہ دونوں (نبی اکرم اور علی کریم) سرگوشی

کرنے لگے — میں نے گفتگو سنی، لیکن مجھے ان کی باتوں کی سمجھ نہ آئی — یہاں تک کہ

میں نے سوچا، کہ آدھا دن گزر چکا ہے — تو میں آئی، اور عرض کیا، السلام علیکم۔ میں اندر آ جاؤں؟ تو نبی کریم نے فرمایا۔ نہیں۔ اپنی جگہ واپس چلی جاؤ پھر وہ دونوں راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے۔

یہاں تک کہ دوپہر کا وقت آ گیا — میں نے سوچا میری باری تھی میرا دن گزر گیا — اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی کے ساتھ محو گفتگو ہیں۔ فرماتی ہیں میں چلتی ہوئی آئی اور دروازے پر کھڑی ہو گئی اور عرض کیا۔ السلام علیکم — میں اندر آ جاؤں؟ — تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا — نہیں — اپنی جگہ پر واپس چلی جاؤ تو میں واپس جا کر بیٹھ گئی — یہاں تک کہ میں نے سوچا کہ اب تو زوال کا وقت گزر گیا ہے — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے جائیں گے — اور میرا دن گزر جائے گا — میں نے اس سے طویل گفتگو کبھی نہیں دیکھی — میں چلتی ہوئی آئی اور دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کیا — السلام علیکم — میں اندر آ جاؤں؟ — آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں آ جاؤ — جب میں اندر داخل ہوئی تو دیکھا —

وَعَلِيٌّ وَآضِعُ يَدُهُ عَلَيَّ رَكْبَتِي رَسُولِ اللَّهِ

کہ علی نے اپنے ہاتھوں کو رسول اللہ کے گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا۔

اور اپنا منہ نبی پاک کے کان کے قریب کیا ہوا تھا — اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ علی کے کانوں پر تھا — اور دونوں راز و نیاز کی باتیں کر رہے تھے — اور علی عرض کر رہے تھے ”اجازت“ میں جاؤں اور وہ کر دوں؟ — اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — ہاں — فرماتی ہیں — میں اندر آئی اور علی نے اپنا رخ انور دوسری طرف کیا اور باہر تشریف لے گئے — پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے

اپنے پاس بٹھایا اور شفقت سے نوازا — اور اضطرابی کیفیت کو طمانیت بخشی — پھر آپ نے مجھے فرمایا — اے ام سلمہ مجھ سے رنجیدہ خاطر نہ ہو —

فَإِنَّ جِبْرَائِيلَ آتَانِي مِنَ اللَّهِ تَعَالَى يَأْمُرُ أَنْ أُوصِيَ بِهِ عَلِيًّا مِّنْ بَعْدِي — وَكُنْتُ بَيْنَ جِبْرَائِيلَ وَعَلِيٍّ — وَجِبْرَائِيلُ عَنِ يَمِينِي وَعَلِيٌّ عَنِ شِمَالِي، فَأَمَرَنِي جِبْرَائِيلُ أَنْ أَمُرَ عَلِيًّا بِمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

اس لئے کہ جبرائیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پاس آئے تھے — کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم ارشاد فرمایا ہے — کہ میں علی کو اپنے بعد وصی بناؤں — میں جبرائیل اور علی کے درمیان تھا — جبرائیل میری دائیں جانب اور علی بائیں جانب تھے — جبرائیل نے مجھے کہا کہ میں علی کو قیامت تک ہونے والے حالات کا علم عطا کروں —

لہذا میری طرف سے معذرت کہ تم (رنجیدہ خاطر نہ ہو)

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اخْتَارَ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ نَبِيًّا وَاخْتَارَ لِكُلِّ نَبِيٍّ وَصِيًّا — فَإِنَّا نَبِيُّ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَعَلِيٌّ وَصِيٌّ فِي عِثْرَتِي وَأَهْلِ بَيْتِي وَأُمَّتِي مِنْ بَعْدِي

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں سے ایک نبی چنا ہے — اور ہر نبی کے لئے ایک وصی پسند فرمایا ہے — تو میں اس امت کا نبی ہوں اور علی میری عثرت، میرے اہل بیت اور میری امت میں میرے بعد میرے وصی ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا — تو یہ ہے، جو میں نے علی

کے بارے میں دیکھا — مائی صاحبہ نے اپنے اس بچپن کے کفیل سے فرمایا — اے میرے بزرگوار! — تم علی کو برا بھلا کہو — یا انہیں چھوڑ دو — (یہ تمہاری مرضی)۔

مائی صاحبہ فرماتی ہیں — کہ وہ میرے بچپن کے کفیل نے اس حال میں زندگی بسر کی — کہ رات دن سرگوشی کے انداز میں ایک ہی التجا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا جَهِلْتُ مِنْ أَمْرِ عَلِيٍّ فَإِنَّ وَلِيَّ، وَوَلِيَّ عَلِيٍّ
— وَعَدُوِّيَّ عَدُوَّ عَلِيٍّ

اے میرے اللہ! — علی کے بارے میں لاعلمی میں مجھ سے جو کچھ سرزد ہوا، اسے معاف کر دے — علی کے دوست میرے دوست ہیں — علی کے دشمن میرے دشمن ہیں —

راوی کے فرمان کے مطابق، اس بزرگ کی بقیہ زندگی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بخشش اور مغفرت کی التجا و دعا کرتے ہوئے گزر گئی —

(مناقب خوارزمی ص ۱۳۶..... ۱۶۷)

حدیث نمبر ۱۷۷

علی سے حسد کرنا کفر ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:

مَنْ حَسَدَ عَلِيًّا فَقَدْ حَسَدَنِي وَحَسَدَنِي فَقَدْ كَفَرَ

جس نے علی سے حسد کیا، اس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد

کیا، وہ کافر ہے۔ (منتخب کنز العمال علی باش مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۵)

حدیث نمبر ۱۷۸

خَيْرُ النَّاسِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

مَنْ لَمْ يَثْقَلْ عَلَيَّ خَيْرُ النَّاسِ فَقَدْ كَفَرَ

جو شخص علی کو خیر الناس نہیں کہتا وہ کافر ہے۔ (منتخب کنز العمال علی باش مسند امام احمد ج ۵ ص ۳۵)

حدیث نمبر ۱۷۹

معراج کی رات

حضرت عبداللہ بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ارض و سماء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لَيْلَةَ أُسْرِي بِيْ اَتَيْتُ عَلِيَّ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فَاَوْحَى اِلَيَّ فِيْ عَلِيٍّ

بِثَلَاثٍ اِنَّهُ سَيِّدُ الْمُسْلِمِيْنَ — وَوَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ — وَفَائِدُ

الْفِرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ

معراج کی رات میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے علی کے بارے میں تین باتوں کی میری طرف وحی فرمائی کہ وہ — سید المسلمین اور ولی المتقین اور روشن چہروں کے قائد ہیں۔

(منتخب کنز العمال علی باش مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۴)

صدقہ صدیق اکبر

حدیث نمبر ۱۸۰

صدقہ صدیق اکبر

حضرت مولا علی سے روایت ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —
اے علی! قیامت کے دن ہم چاروں کے سوا کوئی سوار نہ ہوگا — انصار میں سے ایک شخص
نے کھڑے ہو کر بارگاہ نبوت میں عرض کیا — میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں —
یا رسول اللہ! — وہ چار شخصیات کون ہیں؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا — میں براق پر سوار ہوں گا — اور میرے
بھائی صالح علیہ السلام اپنی اونٹنی پر سوار ہوں گے جس کی کونچیں کاٹ دی گئیں — اور
میرے چچا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری اونٹنی عضبا پر سوار ہوں گے اور میرے بھائی علی کرم
اللہ وجہہ جنتی ناقوں میں سے ایک ناقہ پر سوار ہوں گے۔

بِسْمِهِ لِيَوَاءُ الْحَمْدِ — يُنَادِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ

اللَّهُ

ان کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا — اور اعلان کرتے جائیں گے۔

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهُ!“

اولادِ آدم علیہ السلام کہے گی — یہ کوئی مقرب فرشتہ ہے یا کوئی نبی مرسل —
یا کوئی حامل عرش ہے — تو عرشِ مجید کے پردوں سے ایک فرشتہ انہیں جواب دے گا۔

يَا مَعْشَرَ الْأَدِمِيِّينَ لَيْسَ هَذَا مَلَكًا مُقَرَّبًا وَلَا نَبِيًّا مُرْسَلًا وَلَا
حَامِلَ عَرْشٍ هَذَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ -

اے اولادِ آدم! یہ تو نہ کوئی مقرب فرشتہ ہے اور نہ کوئی نبی مرسل ہے — اور
نہ کو حامل عرش ہے بلکہ یہ صدیق اکبر علی ابن ابی طالب ہے۔

(منتخب کنز العمال علی ہامش مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۵۱ مطبوعہ دار صادر بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۱۸۱

میں صدیق اکبر ہوں

حضرت عمر بن عباد بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَأَخُو رَسُولِ اللَّهِ وَأَنَا صِدِّيقُ اللَّهِ لَا يَكْبُرُ لِيَقُولَهَا بَعْدِي
إِلَّا كَاذِبٌ — اَمَنْتُ قَبْلَ النَّاسِ سَبْعَ سِنِينَ

میں اللہ کا بندہ — اور اللہ کے رسول کا بھائی ہوں — اور میں صدیق
اکبر ہوں — اس امر کا میرے بعد سوائے جھوٹے کے کوئی دعویٰ نہیں
کرے گا — میں لوگوں سے سات سال پہلے ایمان لایا ہوں۔

(خصائص امیر المومنین علی بن ابی طالب (امام نسائی) ص ۲۹ مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۱۸۲

تو صدیق اکبر ہے

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرما رہے تھے۔

أَنْتَ الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ — وَأَنْتَ الْفَارُوقُ الَّذِي تَفَرَّقُ بَيْنَ

الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ .

(اے علی!) تو صدیق اکبر ہے۔ اور تو وہ فاروق ہے، جو فرق کرتا ہے
حق اور باطل کے درمیان۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج ۲ ص ۱۰۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۱۸۳

یہ ”علی“ صدیق اکبر ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑا، اور فرمایا۔

إِنَّ هَذَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي — وَهَذَا أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِي يَوْمَ
الْقِيَامَةِ — وَهَذَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ — وَهَذَا فَارُوقُ هَذِهِ
الْأُمَّةِ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ — وَهَذَا يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الظَّالِمِينَ .

بے شک یہ (علی) وہ پہلا شخص ہے جو میرے ساتھ ایمان لایا۔ اور یہ وہ
شخص ہے۔ جو قیامت کے دن میرے ساتھ مصافحہ کرے گا۔ اور یہ
صدیق اکبر ہے۔ اور یہ اس اُمت کا فاروق ہے۔ حق و باطل کے
درمیان فرق کرتا ہے، اور یہ مؤمنوں کا سردار ہے۔ مال ظالموں کا
سردار۔

(مجمع الزوائد (امام نور الدین بیہقی) ج ۹ ص ۱۰۵ مطبوعہ الریاض النضرۃ (امام محبت طبری) ج ۲ ص ۱۱۰ مطبوعہ دارالکتب

العلمیہ)

علی فرماتے ہیں — میں صدیق اکبر ہوں

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں — کہ میں نے سنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ جامع مسجد بصرہ کے منبر پر کھڑے ہو کر فرما رہے تھے۔

أَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ أَمْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤْمِنَ أَبُو بَكْرٍ وَأَسَلَمْتُ قَبْلَ
أَنْ يُسَلِّمَ أَبُو بَكْرٍ

میں صدیق اکبر ہوں — میں ابو بکر صدیق کے ایمان لانے سے پہلے
ایمان لایا — اور ان کے اسلام لانے سے پہلے اسلام لایا۔

(الریاض النضرۃ (۱) محبت الدین احمد طبری) ج ۲ ص ۱۰۰ (الذخیرۃ ج ۱ ص ۵۸)

صدیق اکبر اور فاروق

حضرت ابو بلیغ غناری سے روایت ہے، فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول کریم
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا — آپ فرما رہے تھے۔

سَتَكُونُ بَعْدِي فِتْنَةٌ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَالْزَمُوا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ
فَإِنَّهُ، أَوَّلُ مَنْ يَرَانِي وَأَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ
الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ — وَهُوَ الْفَارُوقُ هَذَا الْأُمَّةِ يُفَرِّقُ بَيْنَ
الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ — وَهُوَ يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ .

عنقریب میرے بعد ایک فتنہ پیدا ہوگا — پس یہ فتنہ ظاہر ہو — تو علی
علیہ السلام کا دامن تھام لو! کیونکہ یقیناً وہ پہلے شخص ہیں — جو قیامت کے

دن مجھے دیکھیں گے — اور میرے ساتھ مصافحہ کریں گے — اور وہ صدیق اکبر ہیں، اور وہ اس امت کے فاروق ہیں جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں — اور وہ تمام مؤمنوں کے سردار ہیں۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (امام ابن اثیر) ج ۵ ص ۲۸۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حدیث نمبر ۱۸۶

تین صدیق

حضرت ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

الصِّدِّيقُونَ ثَلَاثَةٌ — حَبِيبُ النَّجَّارِ مُؤْمِنُ آلِ يَسِينِ الَّذِي،

قَالَ! يَقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ — وَحَزَقِيلَ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ

الَّذِي قَالَ: "اتَّقُوا رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ" — وَعَلِيَّ بْنَ

أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ أَفْضَلُهُمْ۔

کہ صدیق تین ہیں — حبیب نجار — جو مؤمن آل یاسین ہے —

جس نے کہا تھا — کہ اے میری قوم کے لوگو! رسولوں کی پیروی کرو —

اور حزقیل، جو مؤمن آل فرعون ہے — جس نے کہا تھا کہ (اے میری قوم

کے لوگو!) کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو؟ — جو یہ کہتا ہے کہ میرا

پروردگار اللہ تعالیٰ ہے — اور تیسرا صدیق علی بن ابی طالب ہے جو ان

سب سے افضل ہے۔

(تفسیر الدر المنثور ج ۵ ص ۲۶۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت تفسیر الدر المنثور ج ۵ ص ۳۹۲ دار الکتب العلمیہ بیروت سن اشاعت

۲۰۰۳ھ امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ) (ذخائر العقبیٰ ص ۵۶ مطبوعہ مصر — الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۱۵ — مطبوعہ بیروت، لبنان

(—

—○

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عساکر کے حوالے سے اور صدقہ قرشی کی سند سے ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ نِ الصِّدِّيقُ خَيْرُ أَهْلِ الْإَرْضِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ وَإِلَّا
مُؤْمِنٌ آلِ يَسِينَ — وَإِلَّا مُؤْمِنٌ آلِ فِرْعَوْنَ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام روئے زمین کے لوگوں سے افضل ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ نبی ہو آلِ یاسین کا مومن ہو اور آلِ فرعون کا مومن ہو —

(درمنثور ج ۵ ص ۲۹۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

○ — امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں —

سورہ مومن آیت نمبر ۲۸ کے تحت — امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما السلام سے روایت نقل فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔

كَانَ أَبُو بَكْرٍ خَيْرًا مِّنْ مُّؤْمِنِ آلِ فِرْعَوْنَ لِأَنَّهُ كَانَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ
— وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ جَهَارًا —

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہتر ہیں مومن آلِ فرعون (جناب حزقیل) سے — کیونکہ وہ ”حزقیل“ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے جناب ابو بکر اپنے ایمان کو ظاہر کرتے تھے۔

(تفسیر کبیر (امام فخر الدین رازی) ج ۲ ص ۵۷ مطبوعہ ایران)

تین ہستیاں ایسی بھی ہیں

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عدی اور ابن عساکر کے حوالے سے بیان فرمایا

ہے۔

ثَلَاثَةٌ مَا كَفَرُوا بِاللَّهِ قَطُّ: مُؤْمِنُ آلِ يَاسِينَ وَعَلِيٌّ بِنِ أَبِي طَالِبٍ
— وَأَسِيَّةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ .

تین ہستیاں ایسی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی کفر نہیں کیا —
ایک آل یسین کا مومن (حبیب نجار) اور دوسرا علی بن ابی طالب تیسری
ہستی جناب آسیہ بنت مزاہم ہیں۔ (تفسیر در منثور ج ۵ ص ۲۹۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ)

تین سبقت لے جانے والے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

السَّبِقُ ثَلَاثَةٌ — فَالسَّابِقُ إِلَى مُوسَى يُوشَعَ بْنِ نُونٍ —
وَالسَّابِقُ إِلَى عِيسَى صَاحِبُ يَسِينَ — وَالسَّابِقُ إِلَى مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وآلہ) وَسَلَّم عَلِيٌّ بِنِ أَبِي طَالِبٍ .

سبقت لے جانے والے تین حضرات ہیں، ایک یوشع بن نون جو موسیٰ علیہ
السلام کی طرف سبقت لے جانے والے تھے — دوسرے صاحب

یاسین (حز قیل) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے سبقت لے جانے والے تھے — اور تیسرے علی بن ابی طالب ہیں، جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سبقت لے جانے والے تھے۔

(تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۴۹۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر ۱۸۹

مردوں سے علی بہتر ہیں

جناب علقمہ نے حضرت عبداللہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسولِ دوسرا، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ رَجَالِكُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ — وَخَيْرُ شَبَابِكُمُ الْحَسَنُ
وَالْحُسَيْنُ — وَخَيْرُ نِسَائِكُمْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

تمہارے مردوں سے علی بن ابی طالب بہتر ہیں — اور تمہارے جوانوں سے حسن اور حسین بہتر ہیں — اور تمہاری عورتوں سے سیدہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہتر ہیں۔

(تاریخ بغداد (امام ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی متوفی ۳۳۰ھ، ج ۴ ص ۳۹۱)

خَيْرُ رَجَالِكُمْ — کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے خواجہ حافظ شمس الدین محمد (حافظ شیرازی) نے اپنے دیوان میں ایک طویل قصیدہ لکھا ہے — جس کے کچھ اشعار اہل ذوق کی بصرے تواریخ کی نذر کرتے ہیں۔

(۱)

نوشتہ برادرِ فردوس کا تباہِ قضا
بنی رسول، ولی عہدِ حیدرِ کرار

(۱) قضا کے کاتبوں نے جنتِ فردوس کے دروازے پر لکھا ہے نبی اکرم رسول ہیں

اور ان کے (روحانی) ولی عہدِ حیدرِ کرار ہیں۔

(۲)

امام جنی وانسی علی بود کہ علی
زکل خلق فزون ست از صغار و کبار

(۲) جنوں اور انسانوں کے علی امام ہیں — کیونکہ علی چھوٹے بڑے لوگوں سے

بڑھ کر ہیں۔

(۳)

علی امام و علی امین و علی ایمان
علی امین و علی سرور و علی سردار

(۳) — علی امام ہیں، امن دیئے ہوئے، علی ایمان ہیں — علی امین ہیں، علی

سرور ہیں اور علی سردار ہیں۔

(۴)

علی علیم و علی عالم و علی اعلم
علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار

(۴) — علی صاحب علم ہیں، علی عالم ہیں، علی سب سے بڑھ کر علم والے ہیں

— علی حکیم ہیں، علی حاکم ہیں، علی گفتار و کلام ہیں۔

(۵)

علی نصیر و علی ناصر و علی منصور

علی مظفر و غالب، علی سرو سردار

(۵) — علی مدد کرنے والے، علی معاون، علی فتح مند — علی فاتح، علی غالب، علی

صاحب سردار ہیں —

(۶)

علی عزیز و علی عزت و علی افضل

علی لطیف و علی انور و علی انوار

(۶) — علی عزت والے، علی (اسلام) کی عزت ہیں، علی علیہ السلام افضل ہیں،

علی پاکیزہ، علی نہایت نورانی، علی (صداقت کی) روشنی ہیں۔

(۷)

علی سلیم و علی سالم و علی مسلم

علی قسیم قصور و علی ست قاسم نار

(۷) — علی سلیم و سالم، علی مسلم ہیں — علی جنت کے مخلوق کو تقسیم کرنے والے

ہیں اور علی دوزخ کو تقسیم کرنے والے ہیں۔

(۸)

علی صفی و علی صافی و علی صوفی

علی و فی و علی صفر و علی سردار

(۸) — علی برگزیدہ ہیں، علی پاک و صاف، علی صوفی ہیں — علی جنگ کی صفیں

چیرنے والے اور علی سردار ہیں۔

(۹)

علی نعیم علی ناعم علی منعم
علی بود اسد اللہ قاتل کفار

(۹) — علی نعمت ہیں، علی ناز و نعمت میں پلے ہوئے ہیں، علی نعمت دینے والے

ہیں — علی شیر خدا ہیں اور کافروں کو قتل کرنے والے ہیں۔

(۱۰)

علی ز بعد محمد زہرچہ بہت بہ ست
اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار

(۱۰) — محمد کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد جو کچھ بھی ہے، علی سب سے

بہتر ہے — اگر تو پاک مومن ہے تو اطاعت سے گریز نہ کر۔

(۱۱)

حق دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، نجون پاک حسین
حق مردم نیک مہاجر و انصار

(۱۱) دین محمد کی قسم، اور حسین کے پاک خون کی قسم — مہاجر اور انصار (صحابہ رضی

اللہ عنہم) نیک مردوں کی قسم۔

(۱۲)

کہ نیست دین ہدیٰ را بقول پاک رسول
امام غیر علی بعد احمد مختار

(۱۲) — دین ہدایت (اسلام) کے لئے حضور کے فرمان کے مطابق — احمد

مختار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے بعدوں کو نہیں۔

(۱۳)

حرام زاویہ بعد نعل و شوم و بے بنیاد

پر مدت شام و جہاں کے کجا کند اقرار

(۱۳) — حرامی، بدکارہ بے اصل بدذات کب اور جہاں — جہاں کے بادشاہ

کی تعریف کا اقرار کرتا ہے؟

حدیث نمبر ۱۹

اگر میں چاہتا

جناب ابو مریم فرماتے ہیں — کہ حضرت مومن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت

ہے فرماتے ہیں۔

كَانَ عَلَى الْكَعْبَةِ أَصْنَامٌ فَلذَهَبْتُ لِأَحْمَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا فَلَمْ أَسْتَطِعْ فَحَمَلَنِي فَجَعَلْتُ أَقْطَعِيًا وَتَوَرَّ

بِشَيْءٍ لِنَأْتِ السَّمَاءِ .

کہ کعبہ (کن دیواروں) پر بت (نصب) تھے پس میں گیا (اور چاہا کہ) نبی

کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاندھوں پر اٹھاؤں (تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم بتوں کو توڑیں) تو مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے مجھے اپنے کاندھوں پر اٹھایا تو میں نے بتوں کو توڑنا شروع کر دیا،

اور اس وقت میں اپنے آپ کو اتنا بندھ لیکر رہا ہے کہ اگر میں چاہتا تو آسمان کو

چھو لیتا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۵۱ مطبوعہ دار صادر بیروت)

حدیث نمبر ۱۹۱

دو شخصوں کا انتخاب

سیدۃ نساء العالمین، فاطمۃ الزہراء، بتول عذرا سلام اللہ علیہا نے بازگاہ رسالت میں عرض کیا — یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب سے میری شادی کی جو صاحب فقر ہیں — سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ أَمَا تَرْضِينَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ أَطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ فَاخْتَارَ
رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبُوكَ وَالْآخَرُ بَعْلُكَ

اے فاطمہ رضی اللہ عنہ! تم اس پر راضی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر ڈالی تو تمام لوگوں میں سے دو شخصوں کا انتخاب فرمایا — ایک تمہارا باپ ہے — اور ایک تمہارا شوہر ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث (امام حاکم) ج ۳ ص ۱۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر ۱۹۲

اُمّ المؤمنین نے فرمایا

حضرت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی — حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا — کہ آپ اکثر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چہرہ انور کی طرف (بڑے انہماک و محویت کے ساتھ) دیکھا کرتے تھے — فرماتی ہیں میں نے عرض کیا —

يَا أَبَتِ رَأَيْتَكَ تَكْثُرُ النَّظْرَ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ

اے ابا جان! میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ اکثر علی کے چہرے کی طرف دیکھتے ہو۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا — کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

النَّظْرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

کہ جناب علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (ذخائر العقبیٰ ص ۹۵)

حدیث نمبر ۱۹۳

سب لوگوں سے زیادہ محبوب

حضرت معاذہ غفاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں، کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد انس اور بے پناہ عقیدت تھی — اور میں سرکار کے ساتھ سفر میں بھی جایا کرتی تھی — مریضوں کی تیمارداری — اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھی — فرماتی ہیں — میں ایک دن جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے در دولت پر حاضر ہوئی — اور اس وقت حضرت علی ان کے گھر سے نکل رہے تھے — تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

بَا عَائِشَةَ إِنَّ هَذَا أَحَبُّ الرِّجَالِ إِلَيَّ وَأَكْرَمُهُمْ عَلَيَّ فَأَعْرِفِي

حَقَّهُ وَأَكْرَمِي مَثْوَاهُ

اے عائشہ! بے شک یہ شخص (علی کریم) مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اور میرے نزدیک معزز ترین ہے — پس تم اس کے لئے اس کا حق

پچانو! اور اسے اس کی عزت دو۔

حضرت معاذہ فرماتی ہیں — کہ حضرت علی اور جناب عائشہ کے درمیان بصرہ میں جو واقعہ پیش آیا (یعنی جنگ جمل) — اور پھر جناب عائشہ صدیقہ، مدینہ منورہ واپس تشریف لائیں — تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا — اے امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا! آپ کے دل کی کیفیت کیا ہے؟ — اس امر کے بعد، کہ رسول اللہ کی زبان اقدس سے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔

”اے عائشہ! بے شک علی مجھے سب لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔“

حضرت عائشہ صدیقہ امّ المؤمنین نے فرمایا — اے معاذہ! — ایسے شخص کے بارے میں، میرے دل کی کیفیت کیسے بدل سکتی ہے (یعنی ایسے شخص سے میں کیسے ناراض ہو سکتی ہوں — یا میں دل میں کیسے کدورت رکھ سکتی ہوں؟) — کہ جب وہ شخصیت میرے ابا جان کی موجودگی میں میرے گھر میں آتی — تو میرے ابا جان، ان کی طرف دیکھتے دیکھتے نہ تھکتے — نہ اکتاتے تھے — میں نے اپنے ابا جان سے دریافت کیا — اے ابا جان! — آپ علی کی طرف دیکھتے رہتے ہیں، تو میرے والد گرامی (حضرت ابو بکر صدیق) نے فرمایا۔

يَا بِنِيَّةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ يَقُولُ

النَّظْرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ .

اے میری بیٹی! میں نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ علی کے

چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۹۷)

عمران بن حصین

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا:

عَدُّ عِمْرَانَ الْحُصَيْنِ فَإِنَّهُ مَرِيضٌ

کہ عمران بن حصین بیمار ہیں۔ ان کی بیمار پرسی کرو۔

اور جب حضرت علی ان کے پاس تشریف لے گئے — تو وہاں حضرت معاذ اور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود تھے اور حضرت عمران بن حصین، جناب مولا

علی کی طرف نظر جما کر دیکھتے رہے — اور ساتھ ہی فرمایا — کہ میں نے رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

النَّظْرُ إِلَى عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

حضرت عمران کی یہ بات سن کر وہاں موجود حضرت معاذ اور حضرت ابو ہریرہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کو یہ فرماتے ہوئے ہم نے بھی

سنا ہے۔ (الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۹۷)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ

”علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے“ — پچھلے صفحات میں

مستدرک حاکم اور دیگر کتب احادیث کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے اور یہاں پر اس

ارشاد عالی کے ضمن میں آنے والے واقعات کو اس لئے بیان کیا ہے — تاکہ اہل اسلام

پر یہ امر واضح ہو جائے — اور اس کے پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے قارئین پر یہ حقیقت واضح ہو جائے — کہ رسول مکرم کے نزدیک علی المرتضیٰ کا مقام و مرتبہ کس قدر بلند و بالا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس دور کے خارجیوں اور ناصبیوں کی بے ہودہ تحریریں اور بے ڈھنگی تقریریں سادہ مزاج مسلمانوں کے دلوں کو پراگندہ اور ذہنوں کو منتشر نہ کر سکیں — اور یہ بھی ضروری ہے کہ آج کے ان منکرین شانِ علی علیہ السلام سے اپنے دامن کو بچایا جاسکے۔

حدیث نمبر ۱۹۵

مشاقانِ علی علیہ السلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں، کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرَرْتُ بِسَّمَاءٍ إِلَّا يَشْتَاقُونَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ — وَمَا

فِي الْجَنَّةِ نَبِيٌّ إِلَّا وَهُوَ يَشْتَاقُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

میں ”شب معراج“ جس آسمان سے بھی گزرا وہاں کے رہنے والے اور

جنت میں کوئی بھی نبی علیہ السلام ایسا نہیں جو علی بن ابی طالب کا مشتاق نہ

ہو۔ (الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۹۸)

اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں کی تمام مخلوق اور جنت میں تمام انبیاء و مرسلین علیہم

السلام، علی المرتضیٰ کو چاہنے والے ہیں — اور آپ سے بے پناہ محبت کرنے والے ہیں

— بغضِ علی صرف منافقوں کے سینوں میں شعلہ بار رہتا ہے — اور ہمیشہ رہے گا

— اور جہاں حب علی کا نور جلوہ گر ہو، وہاں صرف محبت کے ہی چشمے پھوٹتے ہیں —

مولانا علی کا علمی مقام

علم ہے سروری، علم ہے روشنی، علم والوں سے ہے بزم عالم سچی
 پر ہو منبر پہ جس نے سلوئی کہا کون مولانا علی کے سوا اور ہے
 خالق ارضین و سماوات جل جلالہ نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو علم عطا
 فرمایا — قرآن مجید اس پر گواہ ہے — مفسرین کرام نے اس علم کو، علم ماکان وما یکون
 سے تعبیر کیا ہے — اور جملہ انبیاء و مرسلین — اور تمام جن و انس اور ملائکہ کے تمام علوم
 مل کر بھی سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے سامنے ایسے ہیں — جیسے سمندر کے
 سامنے ایک قطرہ، — آئیے دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — علم علی کی
 نسبت کیا ارشاد فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۱۹۶

باب العلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بِأَبْهَا فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِينَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے پس جو شہر میں داخل ہونے کا

ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ دروازے کے راستے سے آئے۔

(مشترک حاکم جلد ۳ ص ۱۲۶)

دروازے کے راستے سے آؤ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ میں نے رسول

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ

میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔ پس جو علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا

ہو اس کو چاہئے کہ وہ دروازے کے راستے سے علم حاصل کرنے آئے۔

(مشترک حاکم ج ۳ ص ۱۲۷)

خیال رہے کہ قرآنِ مجید کا حکم بھی یہی ہے — وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا

— (کہ گھروں میں دروازوں سے داخل ہوں) — اور مندرجہ بالا حدیث سے امر

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا — کہ رسول اللہ نے اپنی ذاتِ مقدسہ کو علم کا شہر اور علی کریم

کو اس کا دروازہ فرمایا ہے — جس سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آگئی کہ علی المرتضیٰ کے

وسیلہ کے بغیر علومِ مہدسول سے بہرہ یاب ہونا ممکن ہے — اس لئے کہ شہر یا مکان میں داخل

ہونے کا راستہ اس کا دروازہ ہوا کرتا ہے — مکان یا شہر سے جو چیز بھی حاصل کرنی ہو

— اس کے دروازے کا محتاج ہونا ایک لازمی امر ہے — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے حصولِ علم کو مولا مرتضیٰ کی ذات پر موقوف کیا۔

لہذا علی مرتضیٰ سے قطع تعلق کرنے والا — اور قلبی طور پر دور رہنے والا انسان علم

و حکمت — اور دینِ اسلام کی معرفت سے ہمیشہ کے لئے بے بہرہ رہے گا — اہل

حقیقت کے نزدیک ظاہری نقوش — اور لسانیات پر عبور حاصل کرنے کا نام علم نہیں

— بلکہ اشیاء کی حقیقتوں تک رسائی اور پہچان کا نام علم و حکمت اور دانائی ہے — قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا
اور جسے عطا کی گئی دانائی تو اسے یقیناً بہت بھلائی عطا کی گئی۔

(سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۲۹)

یہاں حکمت و دانائی سے مراد وہ صحیح علم ہے — جو اتنا پختہ اور طاقت ور ہو کہ وہ انسانی ارادوں کو حکماً عمل خیر کی طرف متوجہ کرے —

حدیث نمبر ۱۹۸

دارِ حکمت

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

(الجامع الترمذی ص ۱۲۱۹ حدیث نمبر ۲۳۳۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

حکمت کے معانی

حکمت — عدل و انصاف — فلسفہ و دانائی — اور علم و دانش کا نام ہے۔

امام خازن (علاء الدین بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں حکمت کے معانی بیان

کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

هِيَ الْأَصَابَةُ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ —

گفتار و کردار کی درستگی کو (حکمت) کہا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں —

هِيَ الَّتِي تَرُدُّ عَنِ الْجَهْلِ وَالْخَطَايَا الْحِكْمَةُ مَعْرِفَةُ الْأَشْيَاءِ
بِحَقَائِقِهَا

جو جہالت اور خطا سے دور کرے (اس کو حکمت کہتے ہیں) چیزوں کی حقیقتوں کے

جاننے کا نام حکمت ہے۔ (تفسیر خازن ج اول ص ۹۴)

حضرت امام محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں حکمت

کے معانی یوں بیان فرماتے ہیں۔

وَضَعُ الْأَشْيَاءِ مَوَاضِعُهَا — مَا يُزِيلُ مِنَ الْقُلُوبِ وَهَجَ حُبِّ
الدُّنْيَا

ہر چیز کو اپنے محل اور موقع پر رکھنا (حکمت کہلاتا ہے) جو چیز دُنیا کی آتش

محبت کو دل سے نکال دے (اسے) حکمت کہا جاتا ہے۔

(تفسیر روح المعانی ج اول ص ۳۸۷)

لفظ حکمت کی لغوی تحقیق کے بعد مندرجہ بالا حدیث (کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور

علی اس کا دروازہ ہے) پر غور کرنے سے جو چیز سامنے آتی ہے — وہ یہ ہے — کہ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی — قوی — فعلی — اور تقریری — سنن کی رو سے

قرآن حکیم کی جتنی تفسیر بیان کی ہے، اس تک رسائی حاصل کرنا ہو تو سیدنا مولا مرتضیٰ کا

وسیلہ ضروری ہوگا — اگر کوئی شخص قلبی اور ذہنی طور پر جناب علی سے اپنے آپ کو دور

رکھے گا — تو پھر وہ فلسفہ و دانائی علم و حلم — معرفت — ذہنی فقاہت اور حقائق سے

ہمیشہ کے لئے دور رہے گا — اور اُسے آتشِ حب : نیا جلا کر راکھ بنا دے گی — بغض

وعناد— اور جہالت کی دلدل میں دھنستا چلا جائے گا۔

مرے چمن میں الہی! وہ انقلاب آئے
کہ پھول پھول سے خوشبوئے بو تراب آئے

حدیث نمبر ۱۹۹

علم کی زنبیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

فرماتے ہیں— کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ عَيْبَةٌ عِلْمِيٌّ

علی میرے علم کی زنبیل ہے۔

(الجامع الصغير جلد ۲ ص ۷۷۷ حدیث نمبر ۵۹۹۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان، سن اشاعت ۱۹۸۱ء)

زنبیل کسے کہتے ہیں

پرانے زمانے میں گداگر جب برائے بھیک جب پھیری پر نکلتے تو ان کے پاس
کپڑے کا ایک تھیلا ہوتا تھا— جس کے اندر مختلف خانے بنے ہوئے ہوتے تھے—
کسی میں آٹا— کسی میں گندم کے دانے— اور کسی میں کچھ، کسی میں کچھ— اور
گدھے— خچر— یا ٹٹو پر باندھنے والی خرجی کو زنبیل کہا جاتا ہے جس میں مختلف اقسام
کا سامان رکھ کر لے جایا جاتا تھا— اور آج کل مختلف چمڑے وغیرہ کے بیگ جس میں
کافی خانے ہوتے ہیں اس کو بھی زنبیل کا نام دیا جاسکتا ہے— اس لئے بندہ نے—
عَيْبَةٌ— کا معنی زنبیل کیا ہے۔

عیبہ کسے کہتے ہیں؟

عَيْبَةٌ — جمع — عِيَابٌ — عَيْبٌ —

(۱)

وَعَاءٍ اِدْمٍ يَكُونُ فِيهَا الْمَتَاعُ

چمڑے کا وہ تھیلا جس میں سامان ہوتا ہے اسے عیبہ کہتے ہیں۔

(۲)

زَنْبِيلٌ مِّنْ اِدْمٍ يَنْقَلُ فِيهِ الزَّرْعُ الْمَحْصُودُ اِلَى الْبَحْرَيْنِ

چمڑے کا وہ بڑا بورا جس میں کائی ہوئی کھیتی کھلواڑے کی طرف منتقل کی

جائے۔ (اسے عیبہ کہتے ہیں)

(۳)

اہل ہمدان کی لغت میں عیبہ اسے کہا جاتا ہے۔

مَا يُجْعَلُ فِيهِ الثِّيَابُ

جس میں کپڑے رکھے جاتے ہیں۔

(۴)

حدیث کی رو سے صلح حدیبیہ کی دستاویز کو بھی عیبہ کہا گیا ہے۔

(۵)

وَالْعَرَبُ تَكْنِي عَنِ الصُّدُورِ وَالْقُلُوبِ الَّتِي تَخْتَوِي عَلَيَّ

الضَّمَائِرِ الْمَخْفَاةِ بِالْعِيَابِ

اہل عرب ان دلوں اور سینوں کو بھی عیباب (عیبہ کی جمع) کے ساتھ تعبیر

کرتے جو پوشیدہ تصورات اور خیالات پر حاوی ہوتے ہیں۔ (یعنی راز کو راز رکھنے کی صورت رکھتے ہوں)

(لسان العرب)

(۶)

عیبہ: — عیبہ اہل کو بھی کہا جاتا ہے — جیسا کہ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے ثابت ہے — وہ اس طرح کہ — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی وجہ سے اپنی ازواج مطہرات سے ناراض ہو کر علیحدگی اختیار فرمائی — تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی — جناب حفصہ — ام المؤمنین — اور حضرت عائشہ صدیقہ اُم المؤمنین کو اس بات پر ملامت فرمائی تو حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا نے جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

يَا ابْنَ الْخَطَّابِ عَلَيْكَ بَعِيَّتِكَ

اے خطاب کے بیٹے! اپنے اہل کو لازم پکڑو (یعنی اس قسم کی جھڑکیاں اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو دو)

(لسان العرب ابن منظور)

(۷)

عیبہ — برتن — خزانہ — کان (سرچشمہ) — چمڑے کا وہ صندوق جس میں کپڑے — اور اپنا خاص قیمتی سامان رکھا جاتا ہے — عیبہ کا لفظ — اسرار و رموز کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے — درج کی گئی لغوی تحقیق کی روشنی میں بھی —

اس حدیث — عَلِيٌّ عَيْبَةُ عَلِيٍّ (علی میرے علم کا برتن ہے) پر غور کرنے سے جو چیز معلوم ہوئی وہ یہ ہے — کہ علی المرتضیٰ — حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا بہت بڑا خزانہ ہے — جس طرح زنبیل کے مختلف خانوں میں مختلف اشیاء ہوتی ہیں — اسی طرح علی کریم کے سینے میں مختلف قسم کے علوم موجود ہیں — ہر شخص — ہر ہر زمانے میں — جس جس علم کا طالب ہوگا، اسے علی کریم کی چوکھٹ پر آنا پڑے گا — اور یہ بات بھی اعتقادی مزاج کے خلاف ہے — کہ علی کریم کے دشمن کو عالم کہا جائے — اور ایسا کہنا علم نبوت کی توہین تصور کیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۲۰۰

راز دان

امام مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنوز الحقائق میں حدیث موجود ہے — حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

صَاحِبُ سِرِّي عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

علی میرے رازوں والا ہے (یعنی میرے رازوں کا امین ہے)

(کنوز الحقائق علی ہامش الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۵۱)

سر کا معنی

— السِّرُّ — مِنْ الْأَسْرَارِ الَّتِي تَكْتُمُ

یعنی سر، اسرار سے ہے — جو چھپایا جائے

وَسِرٌّ — مَا أَخْفَيْتَ وَأَسْرَرْتَهُ أَعْلَنْتَهُ ، وَمِنْ الْأَظْهَارِ —

قَوْلُهُ تَعَالَى — وَأَسْرُو النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ — آئِي
أَظْهَرُ وَهَمَا

اور سر — جو تو چھپائے — میں نے اس کا اعلان کیا — اور سر —
اظہار سے بھی ہے — جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے — چپکے چپکے
پشیمان ہوئے، جب خدا کا عذاب دیکھا — یعنی — ظاہر کیا اس
ندامت کو۔

(لسان العرب)

سرکار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم — اللہ تعالیٰ کے ظاہری اور باطنی
اوصاف و کمالات کی کامل معلومات رکھتے ہیں — اور ان اسرار کی وجوہات سے بھی
واقف ہیں — کہ کن علوم کو ظاہر کرنا — اور کون سے علوم کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہے
— یہی وہ باطنی علوم و رموز اور امور ہیں — جن کی بنا پر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
حضرت علی المرتضیٰ کو — صاحب سری — فرمایا ہے۔

علم باطن

علوم کی اقسام میں سے ایک قسم — علم باطن ہے، جس کو اہل تصوف، طریقت
و حقیقت — اور معرفت کے ناموں سے تعبیر کرتے ہیں — اور اس علم کی طرف اشارہ
فرماتے ہوئے — سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے راوی
مولا علی ہیں۔

عِلْمُ الْبَاطِنِ سِرٌّ مِّنْ أَسْرَارِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحُكْمٌ مِّنْ حُكْمِ اللَّهِ
يَقْدِفُهُ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

باطنی علم اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے ایک حکم ہے — وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے — اسے (یہ علم) القافر ماتا ہے۔

(الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۶۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان، سن اشاعت ۱۹۸۱ء)

لیکن یہ امر بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ باطنی علوم کا حصول بغیر وسیلہ رسول کے ناممکن ہے — کیونکہ پیغمبر منشاءِ خداوندی کا ترجمان اور خالق و مخلوق کے درمیان ایک مضبوط وسیلہ ہوتا ہے جس کو بغیر خدا تک رسائی محال ہے۔

ہیں نظر لیتے سبھی منظور و ناظر آپ سے
نصرتیں پاتا ہے، ہر منصور و ناصر! آپ سے
رب عالم سے کسی نے مانگنا ہو تو اسے
رابطہ کرنا ہی پڑتا ہے بالآخر آپ سے
خضر

مسلمانوں پر کفر و شرک اور بدعت کے صادر فرمانے والے آتش مزاج لوگ، اس امر پر غور فرمائیں — کہ وہ اہل اسلام کو اپنے نبی سے لا تعلق کر کر کس نظریہ کی حمایت کر رہے ہیں — اس قسم کے نظریات تو صرف اس ناری کے ہیں — جس نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف رخ کر کے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

حدیث نمبر ۲۰۱

علم کے ہزار دروازے

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں — سورہ آل عمران کی آیت

نمبر ۳۳ — کے تحت مولا علی کی ایک حدیث نقل فرمائی ہے — کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں —

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْفَ بَابٍ مِنَ الْعِلْمِ
وَاسْتَنْبَطْتُ مِنْ بَابِ أَلْفٍ بَابٍ

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم فرمائے — اور میں نے ہر باب سے ہزار باب استنباط کئے۔

جب معلم نبی رحمت ہوں — اور متعلم مولا علی مرتضیٰ ہوں، تو پھر ان کی علمی حدود کا تعین کرنا مشکل ہو جاتا ہے — یہ اسی تعلیم کا اعجاز تھا کہ حضرت علی نے اعلانیہ ارشاد فرمایا — وہ بقول ابوالبختری اس طرح ہے —

حدیث نمبر ۲۰۲

سلوئی

جناب ابوالبختری فرماتے ہیں — کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کوفہ کے منبر پر تشریف فرما ہوئے — اس حال میں کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ پہنے ہوئے تھے — اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار حماکل کئے ہوئے تھے اور سر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا عمامہ باندھے ہوئے تھے — اور انگلی مبارک میں آقا علیہ السلام کی انگٹھی پہنے ہوئے تھے — اور آپ کرم اللہ وجہہ نے بطن سے زرہ کو ہٹایا اور فرمایا۔

سَلَوْنِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي — فَإِنَّمَا بَيْنَ الْجَوَانِحِ مِنِّي عِلْمٌ
جَمٌّ هَذَا سَفْطُ الْعِلْمِ — هَذَا لَعَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — هَذَا مَا زَقْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
(وآله) وَسَلَّمَ زَقًّا

کہ مجھ سے پوچھو! اس سے پہلے کہ مجھے گم پاؤ۔ بے شک میرے پہلوؤں
کے درمیان (یعنی سینے میں) بہت زیادہ علم ہے — یہ علم کا ظرف ہے
— یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب مبارک جو آپ علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے میرے منہ میں ڈالا —

(المنقب للخوازمی (موفق بن احمد بن محمد بن خنی خوارزمی ص ۹۱، مطبوعہ مؤسسۃ النشر الاسلامی قم ایران)

زقا کا معنی

زَقًّا — زَقًّا — فَرَخَهُ — أَطْعَمَهُ — بِمِنْقَارِهِ — اس
کا معنی بنتا ہے — چونچ سے چوزے کو چوگا دینا — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دیکھا ہوگا — کہ پرندے اپنے بچوں کو اپنی چونچ سے چوگا دیتے ہیں — پرندے دُور
دراز سے دانہ دُنکا اپنی چونچ میں لا کر اسے نرم کر کے پرورش کے لئے اپنی چونچ کے ذریعے
اپنے بچوں کے پیٹ میں اتارتے ہیں۔

اس طرح مولا علی نے — سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن چوسا
— یعنی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، علی المرتضیٰ کے اندر اس طرح علم منتقل فرمایا،
جیسے چوزے کو چونچ سے چوگا دیا جاتا ہے — اور یہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
لعابِ دہن کی برکت تھی — جس سے آپ علم کی بے پناہ دولت سے مالا مال ہو گئے —
اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے برسراِ اعلان فرمایا — کہ مجھ سے جو چاہو پوچھو! میں تمہیں
ہر سوال کا جواب دوں گا۔

سوائے علی کے —

”صواعق محرقة“ میں علامہ ابن حجر مکی نے — اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے — کہ حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ يَقُولُ سَلُونِي إِلَّا عَلِيًّا

کہ صحابہ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو یہ کہتا ہو — ”کہ مجھ سے پوچھو!

ہاں، یہ فقط علی کہا کرتے تھے — کہ مجھ سے پوچھو! —“

(الصواعق المحرقة ص ۱۹۶)

ایضاً

”ذخائر عقیبی“ میں علامہ محبت الدین احمد طبری یوں رقم طراز ہیں — کہ جناب

سعید بن مسیب سے روایت ہے — فرماتے ہیں —

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ: سَلُونِي إِلَّا عَلِيًّا —

کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی نے بھی دعوائے —

”سلونی“ — نہیں کیا سوائے علی کے۔ (ذخائر عقیبی ص ۸۳)

ایضاً — تمام لوگوں سے

شیخ العلماء علامہ ابن اثیر (ابوالحسن بن ابی کرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے — لکھتے ہیں:

مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، يَقُولُ: — سَلُونِي غَيْرَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ —

سوائے علی کے کسی نے بھی سلوئی (یعنی جو کچھ پوچھنا چاہو مجھ سے پوچھ لو!) کا دعویٰ نہیں کیا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۳ ص ۲۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان (ابن اثیر متوفی ۶۳۰ھ)

خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب کو وہ تمام علوم عطا فرمائے جو نبوت و رسالت اور مقام محبوبیت کے لئے ضروری ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان آپ کو — عالم ماکان وما یكون — کہتے — اور حضور نے وہ تمام علوم مولا علی کو سکھا دیئے جو ولایت و امامت اور خلافت کے لئے ضروری ہوتے ہیں — اسی لئے آپ فرمایا کرتے تھے — سلوئی — جو چاہو مجھ سے پوچھ لو!

حدیث نمبر ۲۰۸

جامع القرآن

جناب علی بن ریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔

جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلِيُّ
بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ

کہ قرآن کو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں علی ابن ابی طالب اور ابی
بن کعب نے جمع کیا۔ (مناقب خوارزمی ص ۹۳/۹۴ مطبوعہ قم، ایران)

حدیث نمبر ۲۰۹

پیٹھ پر چادر نہ رکھوں گا —

جناب عبدخیر سے مروی ہے — حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا — کہ —
لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْسَمْتُ أَوْ حَلَفْتُ
أَنْ لَا أَضَعَ رِدَائِي عَلَى ظَهْرِي حَتَّى أَجْمَعَ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا
وَضَعْتُ رِدَائِي عَلَى ظَهْرِي حَتَّى جَمَعْتُ الْقُرْآنَ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، وصال فرمایا، تو میں نے قسم اٹھائی
کہ میں اپنی پیٹھ پر چادر نہ رکھوں گا — یہاں تک کہ جو کچھ لوحین (دو
تختیوں کے درمیان ہے، اسے جمع نہ کر لوں) — پس میں نے اپنی پیٹھ پر
چادر نہ رکھی — یہاں تک کہ میں نے قرآن مجید جمع کر لیا۔

(مناقب خوارزمی ص ۹۴)

حدیث نمبر ۲۱۰

علم کے چھ حصے

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — فرماتے

ہیں — کہ —

الْعِلْمُ سِتَّةُ أَسْدَاسٍ فَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنْ خَمْسَةِ أَسْدَاسٍ
وَلِلنَّاسِ سُدْسٌ وَاحِدٌ وَقَدْ شَارَكْنَا فِي سُدْسِنَا حَتَّى هُوَ أَعْلَمُ
بِهِ مِنَّا

علم کے چھ حصے ہیں — پانچ علی کے لئے ہیں، اور ایک دیگر تمام لوگوں
کے لئے ہے اور بے شک وہ ہمارے (ایک حصہ) میں بھی شریک رہے
— یہاں تک کہ وہ اس (حصہ کو) بھی ہم سے بہتر جانتے ہیں۔

(المناقب للخواجہ ارزوی ص ۹۳)

حدیث نمبر ۲۱۱

حکمت کے دس حصے

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ میں
سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر تھا — کہ حضرت علی سے متعلق سوال کیا گیا
— آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — کہ —

قُسِمَتِ الْحِكْمَةُ عَشْرَةَ أَجْزَاءٍ فَأُعْطِيَ عَلِيٌّ تِسْعَةَ أَجْزَاءٍ
وَالنَّاسُ جُزْأً وَاحِدًا وَعَلِيٌّ أَعْلَمُ بِالْوَاحِدِ مِنْهُمْ

حکمت کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے حضرت علی کو مکمل نو حصے عطا ہوئے
اور اس ایک حصے کے بھی علی دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ عالم ہیں۔

- (۱) حلیۃ الاولیاء (امام ابو نعیم اصفہانی ج اول ص ۶۵ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت، لبنان)
(۲) منتخب کنز العمال علی ہامش مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۳ مطبوعہ دارصادر بیروت، لبنان

میرے بعد سب سے زیادہ عالم

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَعْلَمُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ عالم علی بن ابی طالب ہیں۔

(منتخب کنز العمال ج ۵ ص ۳۳)

علم — علی کی خوراک ہے

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں

عرض کیا — یا رسول اللہ! — مجھے کوئی وصیت فرمائیے — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:

قُلْ رَبِّيَ اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ

کہو! میرا رب اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہو۔

حضرت علی فرماتے ہیں — کہ میں نے یوں عرض کیا۔

اللَّهُ رَبِّي وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

اللہ میرا رب ہے اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے — میں نے

اسی پر بھروسہ کیا — اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

”یہ سن کر“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا.....

لِيْنِهَكَ الْعِلْمُ اَبَا الْحَسَنِ لَقَدْ شَرِبْتَ الْعِلْمَ شُرْبًا وَنَهَلْتَهُ نَهْلًا

اے ابوالحسن (علی) علم تو تمہاری خوراک ہے، اور تم نے علم کو خوب سیر ہو کر

پیا اور اپنی پیاس دُور کی۔

(حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ج اول ص ۶۵ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت)

حدیث نمبر ۲۱۴

تمام قراءتوں کا قاری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

اِنَّ الْقُرْآنَ اُنزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرَفٍ مَّا مِنْهَا حَرْفٌ اِلَّا لَهُ ظَهْرٌ

وَبَطْنٌ وَّ اَنَّ عَلِيًّا بَنَ اَبِي طَالِبٍ عِنْدَهُ عِلْمُ الظَّاهِرِ وَالبَّاطِنِ

بے شک قرآنِ مجید سات قراءتوں میں اترا۔ ہر ایک قرأت کا ظاہر بھی ہے

اور باطن بھی، اور بے شک علی ابن ابی طالب کے پاس اس کا ظاہر علم بھی

ہے اور باطنی علم بھی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج اول ص ۶۵)

یعنی — حضرت مولا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ — قرآنِ پاک کے ہر حرف اور ہر

قرأت کا — وہ عالم ہے، جو قرآن کے ہر حرف و قرأت کے ظاہر اور باطن سے پوری

طرح واقف ہیں کیوں نہ ہوں — دنیا والو! — یہ علی وہ عظیم المرتبت ہستی ہیں — جو

پیغمبر اسلام کے ظاہری اور باطنی علوم کے وارث بھی ہیں اور امین بھی — اور علم کے شہر کا

صدر دروازہ بھی ہیں۔

آسمانوں کی راہوں سے واقف

علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ شافعی (متوفی ۹۰۰ھ) نے دنیائے احناف کے امام و مفسر

امام نفسی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت مولا علی نے فرمایا۔

سَلُّوْنِي مِّنْ طُرُقِ السَّمَوَاتِ فَإِنِّي أَعْلَمُ بِهَا مِنْ طُرُقِ الْأَرْضِ

مجھ سے آسمانوں کے راستوں سے زیادہ آسمانوں کی راہوں سے واقف

ہوں۔

آپ یہ ارشاد فرما رہے تھے۔ کہ اسی اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام ایک

آدمی کی صورت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے۔

إِنْ كُنْتَ صَادِقًا، فَأَخْبِرْنِي أَيْنَ جِبْرِيلُ

اگر آپ اس دعوے میں سچے ہیں، تو بتائیے کہ اس وقت جبریل کہاں ہے؟

فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ يَمِينًا وَشِمَالًا — ثُمَّ إِلَى الْأَرْضِ

كَذَلِكَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُهُ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَعَلَّهُ أَنْتَ

جناب علی نے اپنے آسمان کی طرف اور پھر زمین کی طرف دائیں، بائیں

دیکھا۔ اور فرمایا۔ میں نے ”جبریل“ کو زمین اور آسمان میں نہیں

پایا، یقیناً تم ہی ”جبریل“ ہو۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۱ مطبوعہ مصطفیٰ البابی السجلی مصر۔)

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۳۰۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ)

علم میں برتری

قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَكَانَ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُهُ

میں نے جناب عطاء سے دریافت کیا، کہ اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم، میں، علی سے بڑھ کر بھی کوئی علم والا ہے — انہوں نے کہا نہیں
نہیں، خدا کی قسم میں کسی کو نہیں جانتا جو علی سے بڑھ کر علم والا ہو —

(اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۲)

حضرت مولا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا علمی مقام و مرتبہ اس قدر بلند و بالا ہے
— کہ آسمانِ علم کے تمام ستارے — اس ماہِ علم و حکمت سے، علم کا نور حاصل کر کے اپنی
اپنی دنیا میں چمک رہے ہیں۔

پھول ہیں سارے باغِ نبی کے حسین
پر علی مولا مشکل کشا اور ہے
یوں تو اوروں کو بھی شجاعت ملی
شدتِ ضربِ شیرِ خدا اور ہے
علم ہے سروری، علم ہے روشنی
علم والوں سے بزمِ عالم سچی
پر ہو نبر پر جس نے سلونی کہا
کون؟ مولا علی کے سوا اور ہے

آئے دنیا میں لاکھوں کروڑوں سخی
ہو رہی ہے جہاں میں سخاوت بڑی
راہِ خالق میں جس نے ہیں بیٹے دیئے
وہ علی شوکت ”ہل اتی“ اور ہے

حدیث نمبر ۲۱۷

فقہ کا شہر

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا مَدِينَةُ الْفِقْهِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا .

میں فقہ کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

(تذکرۃ الخواص، ص ۵۲۔ (سبط حسن جوزی متوفی ۶۵۳ھ) مطبوعہ موسسہ اہل بیت بیروت)

فقہ کے معانی

علمی مہارت — فہم و فراست — اصولِ دین کا تفصیلی علم — واقفیت —

احکامِ شریعت کی مکمل معلومات وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

— قارئین! — ان تمام معنوں کو ذہن میں رکھ کر — مندرجہ بالا حدیث

شریف پر غور فرمائیں — کہ علمِ شریعت ہو، یا علمِ طریقت — اعتقادی مسائل ہوں

— یا اصولِ دین کی تفصیلات — ان تمام امور کے حصول کے لئے فقاہت کے

دروازے پر آنا پڑے گا — اور وہ دروازہ علی کریم کی ذات ہے — جس کی چوکھٹ کے

سامنے کھڑے ہو کر — فہم و فراست — علمی مہارت — ہر قسم کے علوم کی خیرات
پانے کے لئے — صدائے بھیک بلند کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں —

عارضِ شرعِ رسولِ پاک کا غازہ علی
علم و حکمت کے مدینے کا ہے دروازہ علی

حدیث نمبر ۲۱۸

علم کا گھر

حضرت مولا علی سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا دَارُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ (ذخائر العقبیٰ ص ۷۷ مطبوعہ دارالکتب المصریہ)

حدیث نمبر ۲۱۹

سنت کا سب سے بڑا عالم

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ سلام اللہ علیہا نے ”صحابہ کرام“ سے پوچھا کہ تمہیں

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا فتویٰ کس نے دیا — انہوں نے عرض کیا — علی نے

— تو مائی صاحبہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا۔

أَمَّا أَنَا فَعَلَّمْتُ النَّاسَ بِالسُّنَّةِ

ہاں بے شک وہ (علی) لوگوں میں سب سے بڑے سنت کے عالم ہیں۔

(ذخائر العقبیٰ ص ۷۸ مطبوعہ دارالکتب المصریہ)

سب سے زیادہ صاحب علم

حضرت امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے جناب عبداللہ فرماتے ہیں — کہ میرے والد گرامی (امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی کتاب میں آپ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ حدیث شریف اس طرح ہے — سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی سیدہ عالم خاتون جنت سلام اللہ علیہا سے فرمایا۔

أَوْ مَا تَرْضَيْنَ إِنِّي زَوْجَتِكَ أَكْرَمُهُمْ سَلَمًا وَأَكْثَرُهُمْ عِلْمًا
وَأَعْظَمُهُمْ حِلْمًا —

کیا آپ اس بات پر راضی نہیں؟ کہ میں نے تمہارا نکاح اس شخصیت سے کیا ہے جو اہل اسلام میں سب سے زیادہ معزز ہے اور سب سے زیادہ علم والا

ہے — اور ان سب سے زیادہ بردبار ہے۔ (ذخائر العقبیٰ ص ۷۸)

علی سے پوچھو

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے

میں پوچھا گیا۔

قَالَتْ: اِنَّتِ عَلِيًّا فَاَسْأَلُهُ

آپ نے فرمایا علی کے پاس جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو!

(ذخائر العقبیٰ ص ۷۹)

قارئین کرام! — علی کریم کے علم سے متعلق احادیث کے ایک خوبصورت آسمان پر ایک نظر نواز کہکشاں اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ موجود ہے — جسے دیکھ کر ایمان کو تازگی اور دل میں مسرت کے پھول کھلتے ہیں — عقیدت کی دنیا آباد ہو جاتی ہے — موڈت و محبت کے سمندر میں مستی بھرا تموج بپا ہوتا ہے — ارضِ اسلام میں انبساط کی باد بہاری مشامِ جان کو معطر کر دیتی ہے اور فضاؤں میں نیاز مندی کی خوشبو پھیل جاتی ہے — یہ سب کچھ اُن دلوں کے لئے ہے جو اہل بیت کے ساتھ قرآنی حکم کے مطابق موڈت کرتے ہیں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے — کہ آج کے دورِ پرفتن میں مسلمانوں کی دنیا میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں — جو رحمتِ کائنات، — تمام عالمین کے محسنِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں سے عداوت رکھتے ہیں — بغض و عناد سے اپنے ایمانوں کا بیڑا غرق کر رہے ہیں اور تباہی کے آخری کنارے تک پہنچ چکے ہیں — ان کا سارا علمی زور صرف خصائصِ علی المرتضیٰ کے خلاف استعمال ہو رہا ہے — ان کی تمام علمی صلاحیتیں شہیدِ خنجر جو رو جفا — شہزادہ گلگلوں قبا حضرت امام حسین علیہ السلام کے دینی کردار کو، موجودہ دور کی سیاست کا رنگ دینے میں صرف ہو رہی ہیں — حسین کریم کے نوری کردار کو متنازع بنانے کے لئے طاغوت کی طرف سے کروڑوں ڈالر روزانہ صرف کئے جا رہے ہیں — مذہبی ضمیر کی خرید و فروخت کا کاروبار عروج پر ہے — بعض چالاک لوگوں نے اپنی ذاتی تعمیر کے لئے چھچھورے مقررین کو ستے داموں خرید کر سفلہ پزوری کا ثبوت دیا ہے — اور وہ خوشامد پسند لوگ اتنے گر چکے ہیں کہ ان کی محفلوں میں جب تک مولا علی کے خصائصِ عالیہ پر، وارنہ کیا جائے تو ان کو تسکین نہیں ملتی علی کریم کے

خاصہ علم کا انکار کرنے والے کس منہ سے خود کو عالم تصور کرتے ہیں — علامہ ضیاء
القادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

علی دروازہ شہر علوم مصطفائی تھے
علی گنجینہ اسرارِ شانِ کبریائی تھے
تھی پابوسِ علی، شانِ توکل شوکت شاہی
رگ و پے میں علی کے جذب تھا زورِ پید الہی
علی، من کنت مولاه، کی تفسیر مکمل تھے
علی میدان نصرت کے علمبردارِ اول تھے
علی تھے فرد، زہد و علم میں، زورِ شجاعت میں
علی تھے اول الاصحاب اصحاب نبوت میں
علی کا فضل ظاہر، ماہ سے لے تا بہ ماہی تھا
علی، زوجِ بتول پاک ہوں، امر الہی تھا
علی ابن ابی طالب کا اے صلی علی رتبہ
نکاحِ فاطمہ کا خود پڑھا سرکار نے خطبہ



طہارتِ علی کرم اللہ وجہہ

قارئین کرام! — اس باب میں مولا علی کریم کرم اللہ وجہہ کی طہارت و پاکیزگی کا تذکرہ ہوگا — مندرجہ ذیل احادیث سے یہ ثابت ہو جائے گا — کہ بیچ تن پاک کو کوئی امر ناک نہیں کر سکتا — سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ کے تحت بھی اس امر کے بارے میں بیان ہو چکا ہے — اب حدیث شریف کی رو سے ملاحظہ فرمانے کے بعد غور کریں گے تو طمانیت قلبی کی عظیم دولت سے بہرہ یاب ہوں گے — ان شاء اللہ تعالیٰ —

حدیث نمبر ۲۲۲

سوائے میرے اور تیرے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا

يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنَبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي
وَوَغَيْرِكَ

اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس مسجد میں جنبی (حالت میں) داخل ہو۔

(سنن ترمذی باب مناقب علی ابن ابی طالب ص ۱۴۲۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

○ — جناب علی بن منذر فرماتے ہیں کہ میں نے ضرار بن مرد سے پوچھا کہ اس حدیث شریف کا مطلب کیا ہے؟ — تو انہوں نے فرمایا (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

اس ارشاد کے مطابق) (کا مطلب یہ ہے) کہ اے علی!

لَا يُحِلُّ لِأَحَدٍ يَسْتَطِرُّهُ جُنْبًا غَيْرِي وَغَيْرِكَ

(اے علی!) میرے اور تیرے سوا کسی کے لئے حلال نہیں کہ وہ جنابت کی

حالت میں مسجد سے گزرے۔

(سنن ترمذی باب مناقب علی ابن ابی طالب ص ۱۴۲۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۲۲۳

نبی، علی، ازواج رسول، خاتونِ جنت

اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول کریم نکلے اور

بلند آواز کے ساتھ اعلان فرمایا۔

الْآنَ هَذَا الْمَسْجِدَ لَا يَحِلُّ لِحُجْبٍ وَلَا لِحَائِضٍ إِلَّا لِلنَّبِيِّ

وَأَزْوَاجِهِ — وَقَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ إِلَّا بَيْنَتْ لَكُمْ أَنْ

تَضَلُّوا

خبردار! بے شک کسی جنبی اور حیض والی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس مسجد

میں داخل ہو سوائے نبی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات،

— اور فاطمہ الزہراء بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور علی

المرتضیٰ کے، خبردار! یہ میں نے بیان کیا ہے، کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔

(۱) المعجم الکبیر (طبرانی) ج ۲۳ ص ۳۷۴ حدیث نمبر ۸۸۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان

(۲) مسند فاطمة الزہراء (امام سیوطی) ص ۱۲۲ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت، لبنان

حدیث نمبر ۲۲۳

اہل محمد ﷺ — آل محمد ﷺ

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ مَسْجِدِي هَذَا حَرَامٌ عَلَىٰ كُلِّ حَائِضٍ مِنَ النِّسَاءِ —
وَكُلِّ جُنْبٍ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا عَلَىٰ أَهْلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ — وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ — وَعَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ، عَلِيٍّ
وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ .

خبردار! بے شک میری یہ مسجد حرام ہے، ہر حیض والی پر عورتوں میں سے
— اور ہر جنبی پر مردوں میں سے، سوائے اہل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت مصطفیٰ (یعنی) علی اور سیدہ فاطمہ
الزہراء اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے۔

(مسند فاطمة الزہراء (امام سیوطی) ص ۱۲۲ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۲۲۵

سوائے پنج تن پاک کے

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا:

أَلَا لَا يَحِلُّ هَذَا الْمَسْجِدُ لِجُنْبٍ وَلَا حَائِضٍ إِلَّا لِرَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ
وَالْحُسَيْنَ، إِلَّا قَدْ بَيَّنْتُ لَكُمْ الْأَشْيَاءَ أَنْ تَضِلُّوا
خبردار! یہ مسجد (ہے اس میں داخل ہونا) جائز نہیں ہے، کسی جنبی کے لئے
سوائے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی، سیدہ فاطمہ، امام حسن اور
امام حسین کے — خبردار! — بے شک میں نے بیان کر دیا ہے تمہارے
لئے ان چیزوں کو کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔

(مسند فاطمہ الزہراء (امام سیوطی) ص ۱۲۴ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۲۲۶

إِلَّا أَنَا وَعَلِيٌّ

سیدہ اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے
فرماتی ہیں — کہ رسول دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُجَنَّبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ إِلَّا أَنَا وَعَلِيٌّ
کسی ایک لئے بھی جائز نہیں کہ وہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں داخل
ہو سوائے میرے اور علی کے۔

(المعجم الکبیر ج ۲۳ ص ۳۷۳ — (امام طبرانی) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان)

اوپر درج تمام احادیث — اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
پاکیزگی و طہارت کی گواہی دے رہے ہیں۔ اور یہ بھی دنیا کے تمام جنبی مردوں اور تمام
حیض والی عورتوں کا تمام مساجد میں داخلہ ممنوع ہے — سوائے اہل بیت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے — جن میں سیدہ فاطمہ الزہراء بتول، — علی المرتضیٰ — امامین

کریمین — حضرت حسن — اور حضرت حسین علیہم السلام کے۔

قارئین عظام! — یہ بات میرے علم میں ہے کہ مندرجہ بالا احادیث بعض لوگوں کو ہضم نہیں ہوں گی۔ بغض اہل بیت کی بیماری اُن کے دلوں کی دھڑکن کو کمزور کر دے گی۔ ان حسد و عناد کے مارے نام نہاد موحدین کی تشفی کے لئے ایک اور حدیث بیان کرنے جا رہا ہوں۔ تاکہ ان کا دماغ بخار سے محفوظ رہے، اور نیند کا فور نہ ہو۔

حدیث شریف یہ ہے —

حدیث شریف نمبر ۲۲۷

مومن پاک نہیں ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی — اس وقت میں جنابت کی حالت میں تھا — سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور ساتھ چلے — پھر ایک طرف بیٹھ گئے۔ تو میں خاموشی کے ساتھ وہاں سے اٹھا — اور غسل کر کے واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا — اے ابو ہریرہ! کہاں گئے تھے؟ تو میں نے ساری بات بتادی — اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجَسُ

سبحان اللہ — بے شک مومن ناپاک نہیں ہوتا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۹ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان — باب — مخالطة الجنب وما يباح له —)

برادران اسلام! — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر غور فرمائیں —

سُبْحَانَ اللَّهِ — پاک ہے، اللہ تعالیٰ — بے شک مومن ناپاک ہے، اللہ تعالیٰ —

بے شک مومن ناپاک نہیں ہوتا — مومن ناپاک نہیں ہوتا — تو پھر علی — کس طرح ناپاک ہوگا — علی کریم — **يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ** — (مؤمنوں کے سردار ہیں) — علی تمام مؤمنوں کے مولا ہیں — یہ وہ علی ہیں — جن کی پاکیزگی کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے —

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيرًا

اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والو! وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو روک دے اور ایسا پاک رکھے، جیسا کہ پاک کرنے کا

حق ہے۔ (پارہ ۲۲ سورہ احزاب آیت نمبر ۳۳)

ان تمام حقائق کی موجودگی میں اگر کوئی گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک احادیث کا انکار کرتا ہے، تو اس گروہ کو منافقین کے زمرہ میں ہی شمار کیا جاسکتا ہے — وہ اس لئے — کہ اہل ایمان وایقان اس قسم کی حرکتیں نہیں کرتے۔

جنب کا معنی

جنب — وہ شخص، جس کو جنابت ہوگئی ہو — عورت ہو یا مرد — اس میں واحد اور جمع برابر ہیں — یعنی اس لفظ کا جمع پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔

جنابت: — قاموس میں، جنابت کا معنی مادہ تولید لکھا ہے۔

○ — خفیوں کے نزدیک جنابت کا معنی ہے — مادہ تولید کا شہوت کے ساتھ

خارج ہونا۔

○ — منجد — میں — جنابت کا معنی ناپاک ہونا ہے — **صَارَ جُنْبًا** —

وہ ناپاک ہو گیا۔

تحقیق و تخریب کے پردے میں تخریب کاری

معاندین رسول اور شاتمان آل رسول — ایک عرصہ سے امانت و دیانت کا خون کرنے میں مصروف ہیں — کتب احادیث و تفاسیر میں لکھی ہوئی ہر وہ حدیث جو شانِ مصطفیٰ اور عظمتِ اہل بیت کی گواہی دیتی ہے — ان کے معیار پر پوری نہیں اُترتی خواہ اس میں معنوی تو اثر ہی کیوں نہ پایا جائے۔

دوسری ان کی بددیانتی یہ ہے — کہ حدیث و تفاسیر کی کتب سے وہ احادیث نکالی جا رہی ہیں جو شانِ رسولِ خدا اور اہل بیت علیہ السلام کی عظمت میں وارد ہوئی ہیں — یہ وہ ظلم ہے جو کفر کے مترادف ہے — اور یہ کام یہود و نصاریٰ کا ہے — اہل ایمان ایسا ہرگز نہیں کرتے — کہ کتاب سے پوری کی پوری عبارات حذف کر دیں — یہ ان نام نہاد مسلمانوں کا کام ہے جو رسول اللہ کے کھلے دشمن ہیں — اور غضب یہ ہے کہ وہ ناہنجار اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں — حالانکہ اُن کا اسلام سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں ہے — یہ وہ لوگ ہیں — جن کے بارے میں اللہ کریم کے آخری رسول کا فرمان ہے — کہ یہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے — یہ وہ بد باطن لوگ ہیں جنہوں نے خالقِ ارضین و سماوات کی پوری زمین فسادات اور قتل و غارت گری کی آگ بھڑکار رکھی ہے —

تحقیق و تخریب کے نام پر — اس دور کے خوارج جو ہاتھ کی صفائی دکھا رہے ہیں اُسے عدل و انصاف کی دنیا میں بہر طور ناروا سمجھا جائے گا دشمنانِ اہل بیت کی بے تکی اور ربط سے عاری تحریر و ریسرچ کو دیکھ کر ایسے محسوس ہوتا ہے — بغض و عناد کے دماغی خلل

کی وجہ سے یہ لوگ اپنے ہوش و ہواس کھو بیٹھے ہیں۔

— امام طبرانی (ابوالقاسم سلمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۰ھ) کی

عظیم اور مشہور زمانہ کتاب ”المعجم الکبیر“ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت — کی تخریج کرنے والے صاحب کا نام حمدی عبدالمجید سلفی ہے۔

— ”مسند فاطمۃ الزہراء“ — امام سیوطی (جلال الدین، عبدالرحمن سیوطی متوفی

۹۱۱ھ) مطبوعہ دار ابن حزم — کی تخریج فواد احمد زمرلی نامی شخص نے کی ہے۔

ان دونوں حضرات نے تحقیق و تخریج کے نام پر ایسے ایسے گل کھلائے ہیں — کہ

دیانت سر پکڑ کے بیٹھ گئی — ہر وہ حدیث جو خانہ رسول کے افراد کی عظمتوں کی نشاندہی

کرتی ہے — اس حدیث شریف کو من گھڑت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور

لگایا ہے — جس طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی روچیں تڑپ کر رہ گئی ہوں

گی۔

گروہ نواصب کی یہ عادت ہے — کہ وہ قرآنی آیات جو ان کے سطحی نظریات کا

ساتھ نہیں دیتیں، ان آیات کی طبع زاد تاویلات کے سہارے مسلمانوں کے ایمانوں کو

متزلزل کرنے میں مصروف رہتے ہیں — اہل ایمان کے لئے ضروری ہے — کہ وہ ہر

قسم کے گستاخانِ رسول سے دُور رہیں — یہ انسان نہیں بھیڑیئے ہیں — یہ مسلمان

نہیں منافق ہیں۔

ایک گروہ ایسا بھی ہے — جو آج کل علمی حلقوں میں محدثین کرام کی توہین میں

مصروف ہے — امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ — جسے بقول انور شاہ صاحب

کاشمیری — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیداری کی حالت میں ستر سے زیادہ مرتبہ

زیارت کے اعزاز سے نوازا ہے۔ — امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ گروہ حاطب اللیل سے پکارتا ہے۔ — دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام اور اہل ایمان کو ان شریروں کے شر سے محفوظ فرمائے۔

حدیث نمبر ۲۲۸

مصطفیٰ اور آل مصطفیٰ

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ جَعَلْتَ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَمَغْفِرَتَكَ وَرِضْوَانَكَ
عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ — اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ ، فَاجْعَلْ
صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَمَغْفِرَتَكَ ، وَرِضْوَانَكَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ يَعْنِي
عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا

اے اللہ! بے شک تو نے گردیا ہے اپنی صلوات اور اپنی رحمت و مغفرت اور
اپنی رضا مندی کو ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔ — اے اللہ! — بے شک وہ
مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، پس کر دے تو اپنی صلوات اور رحمت کو
اور اپنی مغفرت اور رضا مندی کو مجھ پر اور ان سب پر یعنی علی پر، فاطمہ
الزہراء پر اور حسن اور حسین پر۔

(مسند فاطمہ الزہراء (امام سیوطی) ص ۱۲۲ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت۔ لبنان)

رسول معظم کی دعا کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ — کہ اے اللہ! اس میں کوئی شک شبہ
کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ تو نے اپنی رحمتیں برکتیں۔ — اور اپنی صلوات و مغفرت اور رضا

مندری ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر کی اور انعامات سے نوازا۔ اسی طرح یہ میرے گھر والے یہ مجھ سے اور میں ان سے ہوں، مجھ پر۔ ان سب پر برکتیں نازل فرما۔ یعنی علی علیہ السلام۔ سیدہ کریمہ علیہ السلام۔ اور حسین علیہ السلام کریمین پر بھی کرم فرما۔

حدیث نمبر ۲۲۹

جبریل کو دیکھا اور اس کی گفتگو سنی

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در دولت پر حاضر ہوا جب کہ آپ کی طبیعت طاہرہ نے علالت کو باریابی کی اجازت بخشی اور آپ کا سراقدس۔ ایک ایسے شخص کی گود میں تھا۔ کہ اس سے زیادہ حسین و خوبصورت میں نے مخلوق میں نہیں دیکھا۔ آقا علیہ السلام اس کی گود میں سر رکھ کر استراحت فرما رہے تھے۔ جب میں داخل ہوا۔ تو اس شخص نے کہا۔

أُذِنُ إِلَى ابْنِ عَمِّكَ فَأَنْتَ أَحَقُّ بِهِ مِنِّي

اپنے چچا زاد بھائی کے قریب ہو جاؤ! کیونکہ آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت مولا علی فرماتے ہیں۔ کہ جب میں قریب ہوا تو وہ شخص چلا گیا۔ اور میں اس کی جگہ بیٹھ گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَهَلْ تَدْرِي مَنْ الرَّجُلُ؟

”اے علی“ کیا تم جانتے ہو یہ شخص کون تھا؟

علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔

لَا بَابِي وَ أُمِّي

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نہیں جانتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ذَلِكَ جَبْرِيلُ كَانَ يُحَدِّثُنِي حَتَّى خَفَّ عَنِّي وَجِعِي وَنُمْتُ
وَرَأْسِي فِي حُجْرِهِ

وہ جبریل تھا، میرے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ میرا درد کم ہو گیا

اور میں اپنا سر اس کی گود میں رکھ کر سو گیا۔ (الریاض النضرۃ — ج ۲ ص ۱۹۶)۔

حدیث نمبر ۲۳۰

محبتِ علی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ ایک بار

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ — اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ میں بازار میں گیا

— حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خربوزے خریدے، پھر ہم لوگ لوٹ آئے — حضرت

علی نے ایک خربوزہ توڑا، تو وہ تلخ اور بدمزہ نکلا — آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا —

کہ یہ خربوزہ — خربوزے بیچنے والے کو واپس کر آؤ — پھر مجھے فرمانے لگے — کیا

میں تمہیں ایک ایسی بات نہ سناؤں، جو مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی

— فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا الْحَسَنِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَخَذَ حُبَّكَ عَلَى الْبَشَرِ وَالشَّجَرِ

فَمَنْ أَجَابَ إِلَى حُبِّكَ عَذَبَ وَطَابَ وَمَنْ لَمْ يُجِبْ إِلَى حُبِّكَ

خَبَّتْ وَمَرَّ، وَأُظِنَّ هَذَا الْبَطِيخَ مِمَّنْ لَا يُحِبُّنِي

اے ابوالحسن (علی) خدا تعالیٰ نے ہر بشر اور ہر شجر پر تمہاری محبت پیش فرمائی

— جس نے تمہاری محبت کو قبول کر لیا — وہ بیٹھا اور پاکیزہ ہو گیا —

اور جس نے تمہاری محبت کو منظور نہ کیا وہ خبیث اور کڑوا بن گیا، اور میرا یہ

گمان ہے کہ یہ خر بوزہ میرے ساتھ محبت کرنے والوں میں سے نہیں۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۱۷ مطبوعہ مصر)

قارئین کرام! — مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں

— کہ وہ ہر پھل دار درخت جس نے سرکار علی المرتضیٰ کی محبت قبول کی، اس کا پھل لذیذ

اور خوش ذائقہ ہوگا — اس درخت کا پھل ترش اور کڑوا ہوگا — جس نے مولائے

کائنات کی محبت کو قبول کیا ہو۔

اسی طرح ہر وہ بشر جس نے جناب علی ابو تراب کی محبت کو اپنے دل میں بسا لیا —

وہ عجز و نیاز کا پیکر — خلق و خلوص کی تصویر — شیریں مقال اور خوش گفتار ہو گیا —

اور جو جو لوگ اپنے سینوں میں بغض علی رکھتے — ان کی ہر ادا ناپسندیدہ — اخلاقی

اعتبار سے نہایت پست — ترش زبان کے مالک — بد مزاج — اور حسد و عناد کی

دنیا کے بندے نظر آتے ہیں۔

اگر علم الیقین کی حد سے آگے نکل کر — عین الیقین کی دنیا میں قدم رکھنا چاہتے

ہیں — تو کسی خارجی — ناصبی — اور کسی بھی نجدی کے سامنے حضرت مولا علی کا نام

لے کر دیکھ لیں — آپ کو خود بخود میری اس بات کا یقین آ جائے گا۔

گزشتہ صفحات میں — یہ حدیث گزر چکی ہے — جو حضرت ابن عباس سے

مروی ہے — آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا —

حُبِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَأْكُلُ الدُّنُوبَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ

الْحَطَبَ وَلَوْ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى حُبِّهِ لَمَا خَلَقَ اللَّهُ جَهَنَّمَ

علی بن ابی طالب کی محبت گناہوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اگر تمام لوگ علی کی محبت پر جمع ہو جائیں تو خدا تعالیٰ دوزخ کو پیدا

نہ فرماتا۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۱۹)

اور یہ بات حق ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے قلبی تعلق اور مولا علی کرم اللہ وجہہ سے محبت و عقیدت۔ اللہ رب العزت کی نعمتوں میں سے ایک عظیم ترین نعمت ہے اور یہ وہ دولت دارین ہے۔ جو انسانی اندازوں سے کہیں زیادہ باعث برکت و رحمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۱

میرا وارث

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ وَوَصِيٍّ وَوَارِثٍ وَإِنَّ عَلِيًّا وَوَصِيِّيَّ وَوَارِثِيَّ
ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی و وارث "علی" ہے۔

(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۳۸)

حدیث نمبر ۲۳۲

یوشع بن نون اور علی بن ابی طالب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کریں کہ آپ کا وصی کون ہے؟۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض

کیا —

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ وَصِيُّكَ؟

یا رسول اللہ! آپ کا وصی کون ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا —

يَا سَلْمَانَ مَنْ كَانَ وَصِيُّ مُوسَى؟

اے سلمان بتا کہ موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون ہے؟

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا — یوشع بن نون (موسیٰ علیہ

السلام) کے وصی ہیں — آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنَّ وَصِيِّيَّ وَوَارِثِيَّ يَقْضِي دِينِي وَيَنْجِزُ مَوْعِدِي عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

بے شک میرا وصی و وارث — میرے قرض کو ادا کرنے — اور وعدے

پورے کرنے والا — علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہے۔

(الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۴۸)

○ — علامہ محبت الدین احمد طبری رحمۃ اللہ علیہ — مندرجہ بالا دونوں حدیثوں

پر کلام کرتے ہوئے آگے چل کر لکھتے ہیں — کہ وراثت سے مراد، وہی وراثت ہے، جس

کا ذکر حدیث مواخات میں آیا ہے — یعنی کتاب و سنت — اسی بحث کے ضمن میں

مندرجہ ذیل حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۳

میرا بھائی، میرا وارث

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ سے ارشاد فرمایا —

اے علی؟

أَنْتَ أَخِي — وَوَارِثِي

تو میرا بھائی — اور میرا وارث ہے

حضرت علی نے بارگاہِ مصطفویٰ میں عرض کیا۔

وَمَا أَرِثُ مِنْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

اے اللہ کے نبی! میں آپ سے ”متعلق“ کس چیز کا وارث ہوں۔“

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

مَا وُورِثَ الْأَنْبِيَاءُ مِنْ قَبْلِي

جس چیز کے، مجھ سے پہلے، انبیائے کرام کے وارث بنائے گئے۔

مولا علی نے عرض کیا

وَمَا وُورِثَ الْأَنْبِيَاءُ مِنْ قَبْلِكَ

کس چیز کے وارث بنائے گئے ہیں انبیاء کے — آپ سے پہلے۔

حضور سرورِ کونین نے فرمایا۔

كِتَابُ رَبِّهِمْ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِمْ

اپنے رب کی کتاب — اور اپنے نبی کی سنت کے۔ (الریاض المنضوہ ج ۲ ص ۱۳۸)

حدیث نمبر ۲۳۴

کتاب و سنت

حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ — بھی اسی مضمون پر شاہد ہے —

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا آرَثُ مِنْكَ

اے اللہ کے رسول! میں آپ سے کس چیز کا وارث ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا يَرِثُ النَّبِيُّونَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ كِتَابُ اللَّهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ

جس چیز کے بعض نبیوں سے بعض وارث ہوئے یعنی اللہ رب العزت کی

کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ (الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۳۸)

اور درج احادیث کو دیکھنے کے بعد — روافق اور خوارج و نواصب آرام سے

رہیں — ان کے لئے کچھ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۵

وصیت

حضرت علی کریم فرماتے ہیں — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ أَوْصِيكَ بِالْعَرَبِ خَيْرًا

اے علی! میں تجھے عربوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔

(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۳۸)

حدیث نمبر ۲۳۶

قربانی کی وصیت

حضرت حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ

وجہہ کو دو مینڈھے قربانی کرتے ہوئے دیکھا — اور آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ

کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

أَوْصَانِي رَسُولُ اللَّهِ أَنْ أُصْحِي عَنْهُ

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف

سے بھی قربانی کرو دینا۔ (الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۳۸)

حدیث نمبر ۲۳

غسل کی وصیت

حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ

أَوْصَى النَّبِيُّ عَلِيًّا أَنْ يَغْسِلَهُ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی پاک کو وصیت فرمائی کہ تم مجھے غسل دینا۔

حضرت علی نے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْشَى أَنْ لَا أُطِيقُ ذَلِكَ

اے اللہ کے رسول! میں ڈرتا ہوں کہ مجھے غسل دینے کی طاقت نہیں ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكَ سَتَعَانُ عَلَيَّ

یقیناً میرے غسل پر تیری مدد کی جائے گی۔

فَوَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ أَنْ أَقْلِبَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ عُضْوًا إِلَّا قَلْبَ لِي

اللہ کریم کی قسم! — جب میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی عضو کو پلٹنے

کا ارادہ کرتا تو میرے لئے پلٹ دیا جاتا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۴۰)

وصی کا معنی

وصی — وصیت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے —

○ — لسان العرب میں ہے۔

الْوَصِيُّ الَّذِي يُوصِي — وَالَّذِي يُوصَى لَهُ

وصی وہ ہوتا ہے جو وصیت کرے — اور وہ جس کے لئے وصیت کی جائے۔

○ — علامہ ابن منظور — لسان العرب — میں وصی کے معانی بیان کرتے

ہوئے — ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

وَقِيلَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَصِيٌّ لِاتِّصَالِ نَسَبِهِ وَنَسَبِهِ وَسَمْتِهِ

بِنَسَبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

جناب علی علیہ السلام کو وصی کہا جاتا ہے۔ اس لئے آپ کا نسب و قرابت اور

سمت و طریق، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب مبارک سے

ملتا ہے۔

○ — لغت کی کتابوں میں وصی وصی کے معنی — اس شخص کے ہیں جس

کو وصیت کی گئی ہو — اور وصیت پر عمل کرنے والا — سربراہ کار — منصرم ملنے والا

— جس سے کسی کام کا عہد لیا جائے — جس کو انتقال کے بعد اپنے مال اور بال بچوں

کے بارے میں وصیت کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

مندرجہ بالا احادیث — اور لغوی تحقیق سے جو بات بھی سامنے آتی ہے — وہ

یہ ہے کہ رسول کریم نے — مولا علی کو جن چیزوں سے متعلق اپنا وصی فرمایا ہے — وہ

کتاب و سنت اور شریعت مطاہرہ کی حفاظت — اور طریقت و سلوک کی راہوں کے باطنی

اُمور ہیں۔

حدیث نمبر ۲۳۸

نبی کی ہتھیلی اور علی کی ہتھیلی

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں — کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا — کہ آپ نے فرمایا

مَنْ كَانَتْ لَهُ عِدَّةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ

کون ہے؟ جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی وعدہ فرمایا ہو۔ مطلب یہ کہ — تم میں کوئی ایسا شخص ہے، جس کے ساتھ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ظاہر حیات میں کسی چیز کا وعدہ فرمایا لیکن وہ کسی وجہ سے پورا نہ ہو سکا ہو — اور یہ تمام باتیں جناب صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد فرمائیں۔ ایک آدمی اپنی جگہ سے اٹھا — اور اس نے کہا —

يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ وَعَدَنِي بِثَلَاثِ حَثِيَّاتٍ مِنْ تَمْرِ

اے خلیفہ رسول آقا علیہ السلام نے میرے ساتھ تین حثیات کھجوریں عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا۔

راوی کہتے ہیں کہ جناب ابوبکر صدیق نے — حضرت علی کو فرمایا اے ابوالحسن — اس آدمی کا خیال ہے — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تین حثیات کھجوروں کا وعدہ فرمایا تھا — لہذا آپ اس کا وعدہ پورا فرمائیں۔

راوی کہتے ہیں — کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا — ان

کھجوروں (کے حثیات نے علیحدہ علیحدہ گنو۔۔۔ جب گنا گیا۔۔۔ تو ہر حثیہ میں ساٹھ ساٹھ کھجوریں تھیں۔۔۔ نہ ایک کم نہ زیادہ۔۔۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔۔۔

صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔

اور اس کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی۔۔۔ فرماتے ہیں۔۔۔ کہ ہجرت کی رات جب ہم غار سے نکل کر مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا بَكْرٍ كَفِّيْ وَكَفِّ عَالِيَّ فِي الْعَدَدِ سَوَاءٌ

اے ابو بکر!۔۔۔ میری ہتھیلی اور علی کی ہتھیلی تعداد کے حساب سے (اندازہ شمار میں) برابر ہیں۔

(الرياض النضره ج ۲ ص ۱۲۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت المناقب للنحو ارزومی ص ۲۹۶ حدیث نمبر ۲۹۰ مطبوعہ قم)

حَثِيَّاتِ كَامِعْنِي

حَثِيَّاتِ — جمع ہے — حَيْثَةٌ — کی، اور اس کا معنی ہے — مَا رَفَعَتْ

بِهَ يَدَيْكَ — جس چیز کو تو دونوں ہاتھوں سے اٹھائے (یعنی بک بھر کر)۔

(لسان العرب ابن منظور)

حدیث نمبر ۲۳۹

خدا نے اجازت دی

ربیع الاول میں مذکور ہے۔۔۔ کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — مسجد میں

داخل ہوئے — تو آپ نے مسجد میں چند آدمیوں کو سوتے ہوئے دیکھا — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — تم مسجد میں نہ سویا کرو! — وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے — اور حضرت علی کو فرمایا —

أَمَّا أَنْتَ فَنِمَّ فَقَدْ أَذِنَ اللَّهُ لَكَ

”اے علی!“ تم (مسجد میں) سو سکتے ہو، کیونکہ خدا تعالیٰ نے تمہیں ”مسجد

میں سونے“ کی اجازت دی ہے۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۲۱ مطبوعہ مصر)

حدیث نمبر ۲۲۰

ہدایت کا نشان — ایمان کا مینار — امین — علمبردار

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے — حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے فرمایا — کہ ربِّ العالمین نے علی کریم کے بارے میں مجھ سے فرمایا۔

إِنَّهُ رَايَةُ الْهُدَى — وَمِينَارُ الْإِيمَانِ — وَنُورُ جَمِيعِ مَنْ

أَطَاعَنِي — أَمِينِي غَدًا فِي الْقِيَامَةِ — عَلِيَّ بْنَ أَبِي

طَالِبٍ مَعَهُ مَفَاتِيحُ خَزَائِنِ رَحْمَةِ رَبِّي .

کہ وہ ہدایت کا نشان ہے — اور وہ ایمان کا مینار ہے — اور میرے

تمام — فرماں برداروں کے لئے نور ہے — ”اے ابو ہریرہ!“ —

علی کل قیامت کے دن میرا امین ہوگا — اور قیامت کے دن میرا علمبردار

ہوگا — علی ابن ابی طالب کے پاس میرے رب کی رحمت کے خزانوں کی

کنجیاں ہوں گی۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۰)

زیارتِ خداوندی

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد پاک ہے:

لَمْ أَعْبُدُ رَبًّا لَمْ أَرَاهُ

میں نے اس رب کی کبھی عبادت نہیں کی، جس کو میں نے دیکھا نہ ہو۔

(تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۵۳)

علی کی رُوح

حضرت علامہ سید محمد بن عبداللطیف جردانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) نے اپنی عظیم کتاب ”مصباح الظلام“ میں حدیث شریف شریف نقل فرمائی ہے، لکھتے ہیں

— کہ —

وَرُوِيَ أَنَّ السَّيِّدَةَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا ، قَالَتْ يَا رَسُولَ

اللَّهِ إِنَّ عَلِيًّا يَنَامُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ: — فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ

بِنَوْمِهِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ — وَإِنَّهُ يَخْلُقُ مِنْ رُوحِهِ طَيْرًا أَخْضَرَ

يَسْرَحُ فِي طُرُقِ السَّمَاءِ فَمَا فِيهَا مَوْضِعٌ شِبْرٍ إِلَّا وَفِيهِ لَرُوحٌ

عَلِيِّ رَكْعَةً أَوْ سَجْدَةً

روایت ہے — کہ بے شک سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! علی ہر جمعہ کی رات کو سو

جاتے ہیں۔ وہ فضیلت والی رات ہے — آقا علیہ السلام نے فرمایا —

بے شک اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی رات کو سونا علی پر صدقہ کر دیا ہے — اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ (اس رات کو) علی کی رُوح سے ایک سبز رنگ کا پرندہ پیدا فرماتے ہیں جو آسمان کے راستوں میں سیر کرتا ہے — اور آسمان کے راستوں میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں رہتی، جس میں علی کی رُوح رُکوع یا سجدہ نہ کرتی ہو۔

(مصباح الظلام و ہجۃ الانام — الجزء الثانی ص ۱۳۷ — مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت لبنان نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۰۰ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۹۸ء)

اس حدیث مبارکہ سے سیدنا علی المرتضیٰ کی عظمتوں کی بلندی کی نشاندہی ہوتی ہے — سیدہ کائنات اپنے بابا کے حضور عرض کرتی ہیں — کہ علی المرتضیٰ جمعہ کی رات کو سوتے ہیں — حالانکہ یہ رات بڑی فضیلت والی ہوتی ہے — اس میں عبادت و ریاضت کرنا بہت زیادہ حصول ثواب کا موجب ہے — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اے بیٹی! — علی وہ عظمت نشان شخصیت ہے — جس پر اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی رات کو سونا صدقہ کر دیا ہے — اور اس رات کو علی کی رُوح سے ایک سبز رنگ کا نوری پرندہ پیدا فرماتا ہے — جو آسمان کے رستوں پر سیر کرتا رہتا ہے اور ایک بالشت کے برابر بھی جگہ خالی نہیں رہتی، جہاں علی کی رُوح، رکوع یا سجدہ نہ کرتی ہو — رُوح ایک ہے اور لاکھوں مقامات رکوع کی حالت میں ہے یا سجود کی حالت میں۔

حدیث نمبر ۲۴۳

محبوب تر شخصیت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں — کہ ایک دن میں نے بارگاہِ مصطفویٰ میں کھانا پیش کیا — آپ

نے بسم اللہ شریف پڑھ کر ایک لقمہ اٹھایا پھر ان الفاظ میں دُعا مانگی۔

اللَّهُمَّ اِنِّتِنِي بِاِحْبَابِ الْخَلْقِ اِلَيْكَ وَ اِلَيَّ

اے اللہ! جو شخص تجھے اور مجھے ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اسے میرے پاس بھیج دے۔

اتنے میں حضرت علی نے دروازے پر دستک دی — حضرت انس فرماتے ہیں

— میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب آیا — علی — میں نے کہا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَشْغُولٌ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصروف ہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر لقمہ اٹھایا — اور اسی طرح دعا مانگی — علی

المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے پھر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دریافت کیا کون ہے؟ — جناب

علی کریم نے بلند آواز سے فرمایا — میں ہوں علی! — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا —

اِفْتَحِ الْبَابَ يَا اَنَسُ

اے انس! دروازہ کھول دے

جب دروازہ کھلا تو علی کریم داخل ہوئے — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب

علی کو دیکھا تو مسکرائے — اور فرمایا —

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ فَاِنِّي اَدْعُو اللهَ فِي كُلِّ لُقْمَةٍ اَنْ يَّاتِنِي بِاِحْبَابِ الْخَلْقِ

اِلَيْكَ وَ اِلَيَّ

اے اللہ تعالیٰ! تیرا شکر ہے، میں ہر لقمہ اٹھاتے وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا

تھا کہ ”اے اللہ!“ اس شخص کو میرے پاس بھیج دے جو تجھے اور مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا — ”یا رسول اللہ“ اس ذات کی قسم ہے — جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے — میں نے تین بار دروازے پر دستک دی ہے اور ہر بار جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے تھے کہ رسول اللہ مشغول ہیں — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے انس رضی اللہ عنہ! — تو نے ایسا کیوں کیا — حضرت فرماتے ہیں — میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا — یا رسول اللہ! میں اس بات کا امیدوار تھا کہ کو کوئی شخص انصار میں سے آئے ”اور یہ سعادت پائے“ — آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَوْ فِي الْأَنْصَارِ خَيْرٌ مِنْ عَلِيٍّ وَأَفْضَلُ

کیا کوئی انصار میں سے ایسا شخص ہے جو علی سے بہتر اور افضل ہو۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۳۰۳/۳۰۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۹۸ء)

حدیث نمبر ۲۲۲۲

خارجیوں کے بارے میں ایک خبر

حضرت زید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ میں بھی اس لشکر میں جناب علی المرتضیٰ کے ساتھ تھا — جو خارجیوں سے جہاد کے لئے نکلا تھا — حضرت علی نے فرمایا — اے لوگو! — بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے — حضور نے فرمایا۔

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَةً تَكُمُ إِلَيَّ

قِرَاتِهِمْ بِشَيْءٍ ، وَلَا صَلَوَاتِكُمْ إِلَى صَلَوَاتِهِمْ بِشَيْءٍ — وَلَا
صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ — يَقْرَأُ وَنَ الْقُرْآنَ يَحْسَبُونَ
أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ — يَمْرُقُونَ مِنْ
الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ، وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ
رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ — وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ
حِلْمَةِ تَدِي الْمَرْأَةِ عَلَيْهِ شَعْرَاتٌ بَيضٌ

عنقریب میری امت سے ایک گروہ پیدا ہوگا کہ تمہاری قرأت، ان کی
قرأت کے مقابلے کچھ بھی نہ ہوگی — اور تمہاری نمازیں — ان کی
نمازوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہ ہوگی — اور تمہارے روزے، ان کے
مقابلے میں — ہیچ دکھائی دیں گے — اور وہ قرآن اس خیال سے
پڑھیں گے کہ یہ ان کے لئے ثواب ہے — حالانکہ وہ ان پر وبال ہے
— وہ ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا — وہ دین اسلام سے اس
طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار میں گھس کر نکل جاتا ہے — اور
ان کی نشانی یہ ہے — کہ ان میں ایک شخص ہے، جس کا بازو ہے، ہاتھ نہیں
ہے اس کے بازو کے سرے پر عورت کے پستان جیسا نشان ہوگا اور اس پر
سفید بال ہوں گے۔

مولا علی فرماتے ہیں — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا — جب تم
اہل شام کی طرف جاؤ گے اور ان کو چھوڑ دو گے — وہ تمہارے بال بچوں اور تمہارے
اموال پر چڑھ دوڑیں گے — اور تم کو غارت کریں گے — خدا کی قسم! میں یہ امید رکھتا

ہوں، یہ قوم وہی ہے — کہ انہوں نے ناحق خون بہایا — اور لوگوں کے جانوروں کو۔
لوٹا —

فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ

پس اللہ کا نام لے کر نکل پڑو!

جناب سلمہ کہتے ہیں — کہ جناب زید بن وہب نے ہمیں اس جگہ پر اتارا —
یہاں تک کہ ہم نے ایک پل عبور کیا — اس وقت خارجیوں کے لشکر کا امیر عبداللہ بن
وہب راہی تھا۔ اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ تیر پھینک دو — اور اپنی تلواریں، نیاموں
سے نکال لو! — جناب علی نے اپنے لشکر کو نیزے تاننے کا حکم دیا — جب حملہ ہوا تو
خارجیوں کو حضرت علی کے لشکر نے برچھیوں پر رکھ دیا — پھر کیا تھا؟ — کشتوں کے
پشتے لگ گئے — مولا علی نے حکم فرمایا — ان کی لاشوں میں سے ناقص ہاتھ والا تلاش
کرو! باوجود تلاش بسیار کے وہ نہ ملا تو حضرت علی المرتضیٰ خود اٹھے — اور کچھ لاشوں پر
آئے جو ایک دوسرے پر پڑی ہوئی تھیں — تو اس کو لاش کو سب لاشوں کے نیچے پایا۔

فَكَبَّرَ عَلِيٌّ، ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَبَلَغَ رَسُولُهُ

مولا علی نے تکبیر بلند فرمائی — اور پھر فرمایا — اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا
اور اس کے رسول نے سچ پہنچایا۔

حضرت عبیدہ سلمانی (یا یمانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مقام پر آپ کی جناب میں
کھڑے ہوئے — اور عرض کیا —

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتُ هَذَا

الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اے امیر المومنین! قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ حدیث میں

نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔ (یہ تین مرتبہ کہا)

(۱) خصائص امیر المومنین علی ابن ابوطالب (امام نسائی ص ۱۲۷/۱۲۸ مطبوعہ دارالکتب العربی بیروت لبنان

(۲) انوار علی، شرح خصائص علی شارح علامہ پیر سید محمد امیر گیلانی (محدث سرحد) رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ شاہ محمد غوث، اکیڈمی یکہ

توت پشاور پاکستان

(۳) خصائص علی (شرح خصائص علی - علامہ ظہور احمد فیضی) ص ۹۸۵ مطبوعہ مکتبہ باب العلم - جامع علی المرتضیٰ -

لاہور

مندرجہ بالا حدیث مقدسہ سے خوارج کے عقائد کے ساتھ ساتھ ان کے ظالمانہ

کردار کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہ بھی بظاہر وہ بہت ہی زیادہ پرہیزگار اور تقویٰ شعار نظر آتے

ہیں۔ لیکن اندر سے نہایت خونخوار ہیں۔ آج کے دور کے خارجی بھی۔ آج سے

چودہ سو سال پہلے کے خارجیوں کی پوری عکاسی کرتے ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے

فضل و کرم کے طفیل۔ اہل اسلام کو ان ظالموں کے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

حدیث نمبر ۲۲۵

ایک وقت آئے گا جب تجھے بھی ایسا ہی کرنا پڑے گا

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ کہ۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ کہ صلح حدیبیہ کے دن میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا کاتب تھا (یعنی وہ صلح نامہ میں نے ہی لکھا)۔ فرماتے ہیں۔ میں نے یہ

لکھا۔

مَا صَلَّحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ — قَالُوا — لَوْ نَعَلِمُ أَنَّهُ

رَسُولُ اللَّهِ — مَا قَاتَلْنَاهُ أُمَّحَهَا

وہ چیز جس پر محمد اللہ کے رسول نے صلح کی — کفار و مشرکین نے کہا — اگر ہم یہ مان لیں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں — تو ان سے جنگ کیوں کرتے؟ — تو اس (لفظ رسول) کو مٹا دو۔

مولانا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں:

قُلْتُ هُوَ وَاللَّهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — وَإِنْ رَغِمَ
أَنْفُكَ لَا وَاللَّهِ — لَا أَمْحُوهَا

میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ اللہ کے رسول ہیں — تیری ناک خاک آلود ہو — اللہ کی قسم! میں ہرگز اس (لفظ رسول) کو نہ مٹاؤں گا۔
حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا —

أَرِنِيهِ — مجھے دکھاؤ

فرماتے ہیں — میں نے آپ کو وہ جگہ دکھائی جہاں یہ تحریر تھی۔
فَمَحَاهَا — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس لفظ کو مٹا دیا
اور مجھے فرمایا

أَمَا إِنَّ لَكَ مِثْلَهَا وَسَتَاتِيهَا وَأَنْتَ مُضْطَرٌّ

(اے علی!) آگاہ ہو جاؤ — کہ عنقریب تم پر بھی ایسا ہی وقت آئے گا
— کہ تم بھی مجبوراً ایسا کرو گے۔

(— خصائص امیر المومنین علی بن ابی طالب ص ۱۵۳/۱۵۲ — مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت —)

چنانچہ جنگ صفین کے موقع پر اسی طرح ہوا — کہ شامیوں نے لفظ امیر المومنین

مٹانے کو کہا تھا — کہ اگر ہم آپ کو امیر المومنین مانتے تو آپ کے ساتھ جنگ کیوں

کرتے — تو آپ نے بھی سنت مصطفویٰ پر عمل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا۔

○ — امام زرقانی (محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری

مالکی) رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں — کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی ایسی ہی صورت حال پیش آئی تھی — جب آپ کے کاتب نے تکلم کے دن لکھا۔

بِهَذَا مَا صَالِحَ عَلَيْهِ عَلِيُّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

یہ وہ بات ہے جس پر علی امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ الکریم نے صلح کی۔

أَرْسَلَ مُعَاوِيَةَ — يَقُولُ : لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

— مَا قُلْتُهُ — أَمْحُهَا ، وَ أَكْتُبُ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ —

فَقَالَ : — عَلِيُّ اللَّهِ أَكْبَرُ ، مِثْلُ بِمِثْلِ — أَمْحُهَا

جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی بھیجا کہ اگر ہم ان کو امیر المؤمنین

مانتے تو یہ نہ کہتے (کہ امیر المؤمنین کے الفاظ) مٹادو — اور لکھو ابن ابی

طالب، جناب علی علیہ السلام نے کہا، اللہ اکبر! یہ اسی طرح ہے جیسے

”حدیبیہ میں معاملہ پیش آیا تھا“ — (اے کاتب!) یہ مٹادو۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ج ۳ ص ۲۰۱ مطبوعہ — دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۹۹۶ء)

راقم کے پاس نسخہ زرقانی میں مندرجہ بالا روایت میں — مَا قُلْتُهُ — کا لفظ لکھا

ہے — ہو سکتا ہے کتابت کی غلطی ہو، — یا پھر عمداً یہ لفظ لکھ دیا گیا ہو — مفہوم و معنی

کے اعتبار سے — مَا قُلْتُهُ — کی بجائے — مَا قَاتَلْنَاہُ ہوتا — تو بات واضح ہو

جاتی — ”کہ اگر ہم آپ کو امیر المؤمنین مانتے تو جنگ و جدال کیوں کرتے“ — کیونکہ

مولا علی نے یہ بات سن کر فرمایا تھا — مثل بمثل — جو حدیبیہ کے مقام پر جو معاملہ پیش

آیاتھا — یہ اسی طرح کا معاملہ ہے۔

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی لفظ بہ لفظ پوری ہوئی — اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا — کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام — مَا يَكُونُ — کا علم رکھتے تھے — یعنی آئندہ رونما ہونے والے حالات سے واقف تھے — جو لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں — وہ لوگ اپنے نظریات پر نظر ثانی کریں — اور توہین رسول کے مرتکب نہ ہوں —

حدیث نمبر ۲۳۶

ہڈیوں تک ایمان بھرا ہوا ہے

علی کریم کے ایمان کے بارے میں سید عالم نبی کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے۔

عَلِيٌّ مَلَأَ اِيْمَانًا اِلَى مَشَاشَةِ

علی کی ہڈیوں تک میں ایمان بھرا ہوا ہے۔ (کنوز الحقائق ج ۲ ص ۱۷)

حدیث نمبر ۲۳۷

نبی کا جھنڈا اور علی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

اَبُو بَكْرٍ وَ الصِّدِّيقُ وَ زَيْرِي وَ خَلِيْفَتِي عَلِيٌّ مِنْ اُمَّتِي مِنْ بَعْدِي

— وَعُمَرُ يَنْطِقُ عَلِيٌّ لِسَانِي — وَعَلِيٌّ ابْنُ عَمِّي وَ حَامِدٌ

رَأَيْتِي — وَعُثْمَانُ وَأَنَا مِنْ عُثْمَانَ

ابو بکر رضی اللہ عنہ میرا وزیر اور میرے بعد میری اُمت پر خلیفہ ہے — اور
عمر رضی اللہ عنہ میری زبان بولتا ہے — علی رضی اللہ عنہ میرے چچا کا بیٹا
ہے اور میرا جھنڈا اٹھانے والا ہے — اور عثمان رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے
— اور میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوں۔

(منتخب کنز العمال علی ہامش مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۶۳)

حدیث نمبر ۲۲۲۸

آنکھ — زبان — ہاتھ — رُوح

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ كَعَيْنِي مِنْ رَأْسِي — وَعُمَرُ كَلِسَانِي —

وَعُثْمَانُ كِيَدِي — وَعَلِيٌّ كَرُوحِي مِنْ جَسَدِي

ابو بکر ایسے ہیں جیسے میرے سر میں میری آنکھ — اور عمر ایسے ہیں جیسے

میری زبان — عثمان ایسے ہیں جیسے میرا ہاتھ — اور علی ایسے ہیں جیسے

جسم میں میری رُوح رضی اللہ عنہم —

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۶ مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ بابی حلبی قاہرہ مصر سن اشاعت ۱۹۶۸ء)

حدیث نمبر ۲۲۲۹

تکبیر اولیٰ — قرأت — رکوع — سجدہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — رسول کریم علیہ الصلوٰۃ

والتسليم نے فرمایا —

مَثَلُ أَبِي بَكْرٍ فِي أُمَّتِي كَمَثَلِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ
— وَمَثَلِ عُمَرَ كَمَثَلِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ — وَمَثَلِ

عُثْمَانَ كَمَثَلِ الرَّكُوعِ — وَمَثَلِ عَلِيٍّ كَمَثَلِ السَّجُودِ

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مثال میری امت میں ایسے ہے جیسے نماز میں تکبیر اولیٰ
— اور عمر رضی اللہ عنہ کی مثال ایسے ہے جیسے نماز میں قرأت — اور
عثمان کی مثال ایسے ہے جیسے نماز میں رکوع — اور علی کی مثال ایسے ہے

جیسے نماز میں سجدہ — (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۶ - ایضاً)

حدیث نمبر ۳۵۰

مسلمانوں پر حق علی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں — کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيَّ هَذِهِ الْأُمَّةُ كَحَقِّ الْوَالِدِ عَلَيَّ وَوَلَدِهِ

علی کا حق اس امت پر اتنا ہے، جتنا باپ کا حق اپنے بیٹے پر ہوتا ہے۔

(ابن عساکر ج ۲ ص ۲۳۲ مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی)

حدیث نمبر ۲۵۱

امت کے باپ

امام راغب اصفہانی (حسین بن محمد متوفی ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے ”مفردات

القرآن“ — میں حدیث نقل فرمائی ہے — کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حضرت مولا علی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

أَنَا وَأَنْتَ أَبَوَا هَذِهِ الْأُمَّةِ

(اے علی!) میں اور تم اس اُمت کے باپ ہیں۔

(المفردات ص ۱۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

منافقین — خوارج — نواصب — اور مخالفین علی — ان احادیث پر غور

کریں — اگر سمجھ آ جائے تو اپنے اعتقادی نظریات پر نظر ثانی کریں — اور توبہ کریں

— کیونکہ والد کا نام سن کر بوکھلاہٹ اور بدحواسی کا شکار ہونا حلالیوں کا کام نہیں۔

حدیث نمبر ۲۵۲

تعلین رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور علی عليه السلام

حضرت ربیع بن حراش سے روایت ہے — حضرت علی نے ہم سے رجبہ کے مقام

پر ارشاد فرمایا — صلح حدیبیہ کے دن مشرکین کے کچھ لوگ جن میں سہیل بن عمرو، اور کئی

دوسرے مشرکین رؤساء تھے، ہمارے پاس آئے — اور کہنے لگے، یا رسول اللہ! آپ

کے پاس ہماری بیٹیوں، بھائیوں اور غلاموں سے کچھ لوگ آئے ہیں، جنہیں دین کی سمجھ

بوجھ نہیں — وہ تو محض ہمارے مال اور جائیداد سے فرار ہو کر آئے ہیں — آپ ان کو

ہمیں واپس کر دیں — اگر انہیں دین کی سمجھ نہیں تو ہم انہیں سمجھا دیں گے — آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَتَتَّهِنَنَّ أَوْلِيَابَهُنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ

بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّينِ — قَدْ اُمْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ (قَلْبَهُ) عَلَى

الْإِيمَانِ .

اے گروہ قریش باز آ جاؤ — ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا —
جو دین کی خاطر تلوار سے تمہاری گردن اڑا دے گا — اللہ تعالیٰ ایمان پر
ان کے دلوں (اس کے دل) کی آزمائش کر چکا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق — حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر لوگوں نے
عرض کیا — یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ

وہ جوتیوں کو پیوند لگانے والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو اپنی نعلین مبارک مرمت کے لئے دے
دی تھی — حضرت ربیع بن حراش فرماتے ہیں — کہ پھر حضرت علی میری طرف متوجہ
ہوئے۔ اور فرمایا — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے —

مَنْ كَذَّبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ —

جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہئے —

(الجامع الترمذی ج ۲ ص ۲۱۳ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

سنن الترمذی ص ۱۲۱۷ - حدیث نمبر ۱۵۷۱ مطبوعہ دار المعرفۃ

بیروت لبنان - سن اشاعت ۲۰۰۲ھ

ذخائر العقبیٰ ص ۷۶ (علامہ محبت الدین احمد طبری)

حدیث نمبر ۲۵۳

جنت کا عصا

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ مَعَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَصِي مِنْ عَصَى الْجَنَّةِ تَدُوْدُ بِهَا

الْمُنَافِقِينَ عَنْ حَوْضِي

اے علی! جنت کی لاٹھیوں میں سے ایک لاٹھی تیرے پاس ہوگی۔ — جس

سے تم میرے حوض سے منافقوں کو بھگا رہے ہوں گے۔ —

(الفردوس (دیلمی) ج ۵ ص ۳۱۷)

حدیث نمبر ۲۵۲

فرمانِ علی

حضرت عبداللہ بن اجارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ

میں نے علی امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہوئے سنا — آپ فرما رہے تھے،

أَنَا أَذُوْدُ عَنْ حَوْضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ

هَاتَيْنِ الْقَصِيْرَتَيْنِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ كَمَا تَدُوْدُ السُّفَاةَ غَرِيْبَةَ

الْإِبْلِ عَنْ حِيَاضِهِمْ

میں اپنے ان دو چھوٹے ہاتھوں سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کے حوضِ کوثر سے کافروں اور منافقوں کو بھگاؤں گا۔ جس طرح پانی پلانے

والے، اجنبی اونٹوں کو اپنے حوضوں سے بھگاتے ہیں۔

(مجمع الزوائد منبع الفوائد) حافظ الحدیث امام نور الدین علی بن بکر پیشی متوفی ۸۰۰ھ) ج ۹ ص ۱۳۸ مطبوعہ موسسۃ المعارف

بیروت سن اشاعت ۱۹۸۶ء)

جنت کے درخت کا عصا

علامہ عبدالرحمن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے — اسی طرح کی ایک اور حدیث شریف نقل فرمائی ہے — جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

وَيُعْطَى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَصَا مُوسَى مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِي
غَرَسَهَا اللَّهُ فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ ذُو النَّاسِ فَيَذُودُ بِهَا مَبْغِضِي
أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَوْضِ
— أَى يَمْنَعُهُمْ

مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اس درخت سے جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں لگایا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح کا ایک عصا عطا کیا جائے گا اور آپ سے کہا جائے گا کہ حوض کوثر سے ان لوگوں کو بھگائیں — جو اصحاب رسول کے ساتھ بغض رکھتے ہیں علی المرتضیٰ اس عصا کے ذریعے اصحاب کے دشمنوں کے دشمنوں کو بھگا دیں گے — یعنی انہیں حوض کوثر کے قریب نہ آنے دیں گے۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۷ مطبوعہ مصر)

علی اور حوض کوثر

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ کرام) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا۔
 أَوْلُكُمْ وَرُودًا عَلَى الْحَوْضِ — أَوْلُكُمْ إِسْلَامًا عَلَيَّ بِنِ أَبِي

طَالِبٍ

تم میں سب سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہونے والے اور تم میں سب سے پہلے
 مسلمان علی ابن ابی طالب ہیں۔

(تاریخ دمشق الکبیر، امام ابن عساکر (ابو القاسم علی بن حسین شافعی متوفی ۵۷۵ھ) ج ۲۵ ص ۳۱ - حدیث نمبر ۹۰۱۶ مطبوعہ
 دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۱ء)

حدیث نمبر ۲۵۷

اُمت میں سب سے پہلے حوض پر

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَرُودًا عَلَيَّ نَبِيَّهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْحَوْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْلَهُمْ إِسْلَامًا عَلَيَّ بِنِ أَبِي طَالِبٍ

قیامت کے دن اس اُمت میں سے سب سے پہلے اپنے نبی کے پاس حوض

کوثر پر پہنچنے والے اور ان میں سب سے پہلے علی ابن ابی طالب ہیں۔

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۱ - مطبوعہ دار الاحیاء التراث العربی)

حدیث نمبر ۲۵۸

حوض کوثر اور عوج کی لاٹھی

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہم مسجد میں لیٹے ہوئے تھے — اور حضور علیہ الصلوٰۃ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک تر شاخ تھی اور اس سے ”ایک ہلکی سی“ ضرب لگائی — اور فرمایا — کیا تم مسجد میں سو رہے ہو؟ — اس میں کوئی نہیں سو سکتا — ” تو آپ کا یہ حکم سن کر ”ہم تیزی کے ساتھ اُٹھے — اور ہمارے ساتھ علی ابن ابی طالب بھی اُٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَعَالِ يَا عَلِيُّ إِنَّهُ يُحِلُّ لَكَ فِي الْمَسْجِدِ مَا يُحِلُّ لِي — يَا عَلِيُّ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا النَّبُوَّةَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكَ تَذُودَنِّ عَنْ حَوْضِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجَالًا كَمَا يُزَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ عَنِ الْمَاءِ بَعْصًا مَعَكَ مِنْ عَوْسَجٍ كَانِي أَنْظُرُ إِلَى مَقَامِكَ مِنْ حَوْضِي

اے علی! یہاں میرے پاس آؤ! — بیشک جو کچھ مسجد میں میرے لئے کرنا جائز ہے، وہ کام تمہارے لئے بھی جائز ہے۔ اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے سوائے نبوت کے وہی مقام رکھتے ہو، جو ہارون کا موسیٰ کیلئے تھا — اور قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے — بے شک تم ضرور قیامت کے دن میرے حوض سے لوگوں (منافقوں) کو اپنی عوج (کانٹوں سے بھرا ہوا پودہ) کی لاٹھی سے، اس طرح بھگاؤ گے جس طرح گم شدہ اونٹ کو پانی کے گھاٹ سے بھگایا جاتا ہے گویا کہ میں اپنے حوض پر تمہارے مقام کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں —

(تاریخ ابن عساکر ج ۳۵ ص ۱۰۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان سن اشاعت ۲۰۰۱ء)

حوضِ کوثر سے متعلق ان تمام احادیث پر تعصب کی عینک اتار کر اور نہایت ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے۔ تو آپ پر یہ امر واضح ہو جائے گا۔ کہ قیامت کے دن پیاس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے۔ علی کریم کی محبت کے نور کی شمع اپنے دل کے نہاں خانوں میں روشن کرنی پڑے گی۔ اگر سینوں میں بھڑکتی ہوئی بغصہ علی کی آگ بجھانے کی طاقت نہ ہو تو پھر حوضِ کوثر سے کانٹوں والی لاشی کی مار کھا کر بھاگنا پڑے گا۔

حدیث نمبر ۲۵۹

اولیتیں

حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔
— دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی کریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

أَلَا إِنَّ هَذَا أَوَّلُ مَنْ أَمَنَ بِي — وَهَذَا أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِي
يَوْمَ الْقِيَامَةِ — وَهَذَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ — وَهَذَا الْفَارُوقُ
هَذِهِ الْأُمَّةُ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ — وَهَذَا يَعْسُوبُ
الْمُؤْمِنِينَ — وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الظَّالِمِينَ .

خبردار! بے شک یہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا۔ اور
یہ وہ شخص ہے جو قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرے گا
— اور یہ صدیق اکبر ہے۔ اور یہ اُمت کا فاروق ہے جو حق و باطل
کے درمیان فرق کرتا ہے۔ اور یہ مؤمنوں کا سردار ہے۔ اور مال

ظالموں کا سردار ہے۔

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۲ مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی حدیث نمبر ۹۰۱۷)

حدیث نمبر ۲۶۰

اے علی! تو صدیق اکبر ہے تو فاروق ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي — وَأَنْتَ — أَوَّلُ يُصَافِحُنِي يَوْمَ
الْقِيَامَةِ — وَأَنْتَ صِدِّيقُ الْأَكْبَرِ — وَأَنْتَ الْفَارُوقُ
الَّذِي يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ — وَأَنْتَ يَعْسُوبُ
الْمُؤْمِنِينَ — وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الْكُفَّارِ

(اے علی!) تم وہ شخصیت ہو جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے — اور تم
قیامت کے دن سب سے پہلے میرے ساتھ مصافحہ کرو گے — اور تم
صدیق اکبر ہو — تم وہ فاروق ہو جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتے ہو
— اور تم مؤمنوں کے سردار ہو — اور مال کافروں کا سردار ہے۔

(تاریخ ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۲ مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۱ء)

حدیث نمبر ۲۶۱

”علی“ صدیق اکبر اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — فرماتے ہیں

— کہ عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا اور تم میں سے کوئی اُس فتنہ کے وقت موجود ہو —

اس پر دو امر لازم ہیں — ایک کتاب اللہ — اور دوسرے علی ابن ابی طالب — اس لئے کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ کو علی کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے ہوئے سنا —

هَذَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي — وَأَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِي وَهُوَ الْفَارُوقُ
هَذِهِ الْأُمَّةُ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ — وَهُوَ يَعْسُوبُ
الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الظُّلْمَةَ — وَهُوَ صِدِّيقُ
الْأَكْبَرُ . وَهُوَ أَبِي الَّذِي أُوتِيَ مِنْهُ — وَهُوَ خَلِيفَتِي مِنْ
بَعْدِي

یہ وہ پہلا شخص ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور سب سے پہلے میرے ساتھ مصافحہ کرے گا — اور یہ اس امت کا فاروق ہے — جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتا ہے — اور یہ مؤمنوں کا سردار ہے — اور مال ظلمت کا سردار ہے — اور یہ صدیق اکبر ہے اور یہ میرا وہ دروازہ ہے، جس سے (مجھ تک پہنچنے کے لئے) داخل ہو جاتا ہے — اور یہ میرے بعد میرا خلیفہ

— ہے

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۳ مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی بیروت لبنان سن اشاعت ۱۴۰۰ء)

حدیث نمبر ۲۶۲

علی کا خون میرے خون سے ہے

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم نے ام سلمہ سلام اللہ

علیہا سے فرمایا —

يَا أُمَّ سَلْمَةَ إِنَّ عَلِيًّا لَحِمُّهُ مِنْ لَحْمِي وَدَمُهُ مِنْ دَمِي — وَهُوَ

مِنِّي وَهُوَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
 اے امّ سلمہ! بے شک علی وہ ہے جس کا گوشت میرا گوشت ہے — اور
 اس کا خون میرا خون ہے اور وہ میرے لئے اس مقام پر ہے — جس
 مقام پر ہارون موسیٰ کے لئے تھے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں
 ہے —

(تاریخ ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۳ مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی بیروت لبنان سن اشاعت ۱۴۰۰ء)

حدیث نمبر ۲۶۳

سید المسلمین

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اے انس رضی اللہ عنہ! مجھے وضو کراؤ —
 پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی — اور پھر فرمایا۔

يَا اَنَسُ! اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا الْبَابِ، اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
 وَسَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ — وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ وَخَاتَمُ
 الْوَصِيِّينَ

اے انس! اس دروازے سے جو پہلے داخل ہوگا وہ امیر المؤمنین ہوگا —
 اور سید المسلمین ہوگا — جن کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں چمکدار ہوں گے
 — ان کا قائد ہوگا اور اوصیاء کا خاتم ہوگا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دعا کی کہ اے اللہ! اس آدمی کو انصار میں سے
 ہونا چاہئے — اور یہ بات میں نے دل کے اندر چھپا رکھی تھی — کہ ایک آدمی آیا —

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے انس! یہ کون آیا ہے — میں نے عرض کیا
— علی ہیں —

فَقَامَ مُسْتَبِشِرًا فَأَعْتَقَهُ

تو آپ خوش ہو کر کھڑے ہو گئے اور حضرت علی کو گلے لگا لیا۔

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۹۵ حدیث نمبر ۹۷۵ مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی، بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۲۶۲

علم و حکمت کا نور

مولائے اسلام حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے —
فرماتے ہیں — کہ میں بارگاہ رسالت میں دن رات آتا جاتا رہتا تھا — میں جب
سوال کرتا تو آپ اس کا جواب مرحمت فرماتے — اگر آپ خاموش رہتے تو پھر سب
سے پہلے مجھ سے ابتداء فرماتے۔

جو بھی آیت نازل ہوئی اسے میں نے ہی پڑھا — اور اس کی تفسیر و تاویل کو میں
نے سمجھا — اور آپ نے میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی — کہ میں کوئی چیز نہ
بھولوں جو آپ نے مجھے سکھائی ہے — ”آپ کی دعا کے بعد“ — مجھے حلال و حرام اور
اطاعت و معصیت — اور امر و نہی میں سے کچھ بھی نہیں بھولا۔

وَلَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي — وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اَمَلًا قَلْبَهُ

عِلْمًا — وَفَهْمًا — وَحِكْمًا وَنُورًا — ثُمَّ قَالَ لِيْ

اَخْبَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ اِنَّهُ قَدْ اسْتَجَابَ لِيْ فِيْكَ

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی

— اے اللہ! — اس کا دل علم و حکمت — فہم و فراست اور نور سے بھر دے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے خبر دی ہے — کہ اس نے میری دعا قبول فرمائی ہے۔

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۵۹ حدیث نمبر ۹۷۵۷)

حدیث نمبر ۲۶۵

اُمت کے اختلاف حل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔

أَنْتَ تَبِينُ لِأُمَّتِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ بَعْدِي —

تم وضاحت کرو گے میری امت کے لئے اس بات میں جس میں میرے

بعد وہ اختلاف کریں گے۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۹۶ حدیث نمبر ۹۷۶۲)

حدیث نمبر ۲۶۶

اُمت کے درمیان علامت

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔

جَعَلْتُكَ عَلَمًا فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ أُمَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَتَّبِعْكَ فَقَدْ كَفَرَ

میں نے اپنے اور اپنی اُمت کے درمیان تجھے علامت بنایا ہے، پس جس

نے تمہاری اتباع نہ کی تو اس نے کفر کیا۔

(تاریخ ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۹۶ حدیث نمبر ۹۷۶۳)

اللہ تمہاری زبان کو پختگی دے

حضرت علی سے روایت ہے — آپ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یمن — یاطائف کی طرف بھیجا — تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں ابھی کم عمر ہوں! — حضرت مولائے کائنات فرماتے ہیں — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا — اور فرمایا۔

اِذْهَبْ فَإِنَّ اللَّهَ سَيَّبِتُ لِسَانَكَ وَيَهْدِي قَلْبَكَ

جاؤ! اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو پختگی عطا فرمائے اور تیرے دل کو ہدایت سے

نوازے۔

حضرت مولا علی فرماتے ہیں — کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کے بعد جب بھی فریقین فیصلے کے لئے میرے سامنے آئے — تو مجھے ان کے فیصلہ کرنے میں کسی قسم کا کوئی تردد نہیں ہوا۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۳۵ ص ۲۹۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

علم کا جام پینے والا

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا — یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے — میرے عرض کرنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

قُلْ رَبِّيَ اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقِم

میرا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہو۔

حضرت علی کریم فرماتے ہیں — کہ میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں یوں عرض کیا — کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے — اور میری توفیق اسی کریم کے سبب سے ہے — یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هَنِيئًا لَكَ الْعِلْمُ أَبَا حَسَنِ فَقَدْ شَرِبْتَ الْعِلْمَ شُرْبًا — وَثَابَتَهُ
ثَقْبًا —

اے ابوالحسن علم تم پر آسان ہو جائے — تو نے علم کا جام پی لیا ہے —
اور اسے خوب روشن کیا ہے۔

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۹۹ مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت لبنان حدیث نمبر ۹۷۷۲)

حدیث نمبر ۲۶۹

دست نبی، سینہ علی پر

حضور مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں — کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا — تو میں نے عرض کیا کہ حضور آپ مجھے ایک قوم کی طرف بھیج رہے — جب کہ میں ابھی جوان ہوں — اور میرے پاس قضا علم بھی نہیں ہے — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — میرے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔

ثَبَّتَكَ اللَّهُ — وَسَدَّدَكَ — إِذَا جَاءَكَ الْخَصْمَانِ فَلَا
تَقْضِ لِلأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخِرِ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُبَيِّنَ لَكَ

الْقَضَا — قَالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا .

(اے علی!) اللہ تعالیٰ تجھے ثابت قدمی عطا فرمائے — اور تجھے درستگی عطا فرمائے جب دو فریق تمہارے پاس آئیں تو پہلے کے لئے فیصلہ نہ کرنا — جب تک تم دوسرے کی بات نہ س لو — یہ تمہارے لئے انصاف کی بات ہے، کہ تم فیصلہ کرو —

”حضرت علی“ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ قاضی رہا۔ (یعنی شریعت اسلامی کے

مطابق لوگوں کے مقدمات و معاملات طے کرتا رہا)

(تاریخ دمشق (امام ابن عساکر) ج ۳۵ ص ۲۹۸ مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت، لبنان، حدیث نمبر ۹۷۷۰)

حدیث نمبر ۲۷۰

ستارا علی کے گھر میں گرا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا — میرے ساتھ بنو ہاشم کا ایک نوجوان بھی تھا — کہ اچانک ایک ستارہ ٹوٹا — تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ انْقَضَ هَذَا النَّجْمُ فِي مَنْزِلِهِ فَهُوَ الْوَصِيُّ مِنْ بَعْدِي —

یہ ستارا جس کے گھر میں گرے گا — وہ میرے بعد میرا وصی ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں — (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ

ارشاد سن کر میرے ساتھ موجود بنو ہاشم کا وہ نوجوان کھڑا ہوا)

فَنظَرُوا — فَإِذَا الْكَوْكَبُ قَدْ انْقَضَ فِي مَنْزِلِ عَلِيٍّ —

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ غَوَيْتَ فِي حُبِّ عَلِيٍّ؟ — فَأَنْزَلَ اللَّهُ

تعالیٰ —

تو انہوں نے دیکھا کہ ستارہ مولا علی کے گھر میں گرا، تو (بعض) لوگ کہتے
— یا رسول اللہ! کیا آپ علی کی محبت میں حد سے بڑھ گئے ہیں؟ تو اس پر
اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ
الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ ذُو
مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۝ (پارہ ۷ سورہ نجم آیت نمبر ۷ تا ۱۷)

ترجمہ:

قسم ہے ستارے کی جب ٹوٹ کر گواہی دے (۱) تمہارے آقا نہ تو راہ
راست سے ہٹے اور نہ ہی مقصد کو گم کیا (۲) وہ اپنی خواہش سے کبھی بولتے
ہی نہیں (۳) ان کی ہر بات وحی ہوتی ہے، جو ان کی طرف کی جاتی ہے
(۴) انہیں بڑی قوت والے نے تعلیم دی ہے (۵) جو حد سے زیادہ قوت
اور علم والا ہے، سو وہ متوجہ ہوا (۶) جب کہ وہ سب سے بلند اُفق پر تھا (۷)

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۹۹/۳۰۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان سن اشاعت ۲۰۰۱ء حدیث نمبر ۹۷۷۵)

حدیث نمبر ۲۷۱

حبیب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے — فرماتی

ہیں — کہ رسول کریم اس وقت میرے گھر میں تھے — جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا وقت وصال قریب آیا — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

أَدْعُوا إِلَيَّ حَبِيبِي

میرے حبیب کو میرے پاس لاؤ

مائی صاحبہ فرماتی ہیں — ”کہ آپ کا یہ فرمان سن کر“ میں نے آپ کے لئے

حضرت ابو بکر کو بلایا — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا — اور پھر

سر مبارک نیچے کر لیا — اور پھر فرمایا —

أَدْعُوا إِلَيَّ حَبِيبِي

میرے محبوب کو میرے پاس لاؤ

مائی صاحبہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں — کہ لوگ حضرت عمر کو بلالائے — تو جب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھا تو اپنا سر نیچے کر لیا — پھر فرمایا۔

أَدْعُوا إِلَيَّ حَبِيبِي

میرے حبیب کو میرے پاس لاؤ

اماں جی حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں — میں نے انہیں کہا —

وَيُلُكُمُ ادْعُوا لَهُ عَلِيٌّ بِنِ ابِي طَالِبٍ، فَوَاللَّهِ مَا يُرِيدُ غَيْرَهُ —

فَلَمَّا رَأَاهُ أَفْرَدَ الثَّوْبَ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ ثُمَّ ادْخَلَهُ فِيهِ فَلَمْ يَزَلْ

يَحْتَصِنُهُ قُبْضَ وَيَدِهِ عَلَيْهِ

تم پر آفت نازل ہو — علی بن ابی طالب کو بلا کر لاؤ — خدا کی قسم یہ کسی اور کو

بلانا نہیں چاہتے (تو پھر حضرت علی کو بلایا گیا) جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں

دیکھا — تو اپنا وہ کپڑا کھولا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھا، پھر آپ نے انہیں اس میں

داخل کر لیا۔ اور آپ نے اپنی رُوح قبض ہونے تک اپنی گود میں بٹھائے رکھا — اور آپ

کا ہاتھ ان کے اوپر تھا — (یعنی معانقہ کی صورت — کلاوے میں لے کر سینے کے ساتھ لگائے رکھا)۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۴۵ حدیث نمبر ۶۷۷۹ مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۲۷۲

ہزار سال کی عبادت ضائع

حضور مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ عَبْدًا عَبَدَ اللَّهَ مِثْلَ مَا قَامَ نُوحٌ فِي قَوْمِهِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَدَّ فِي عُمُرِهِ، حَتَّى يَحْجَّ أَلْفَ عَامٍ عَلَى قَدَمَيْهِ ثُمَّ قُتِلَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَظْلُومًا وَلَمْ يُؤَالِكَ يَا عَلِيُّ لَمْ يَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَمْ يَدْخُلْهَا

اگر کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرے کہ جتنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں رہ کر وعظ و نصیحت کی، اور اس کے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو اور وہ (سارے کا سارا) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے، اور اس کی عمر اتنی لمبی کر دی جائے کہ وہ ہزار سال تک حج کرتا رہے — اور پھر صفا اور مروہ کے درمیان ظلماً قتل کر دیا جائے — اور اے علی! وہ تجھے مولا نہ مانے تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پاسکے گا اور نہ ہی اس میں داخل ہو سکے

گا —

(الفرودس (امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ) ج ۳ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۵۱۰۳ مطبوعہ دار الباز مکہ معظمہ سن اشاعت ۱۹۸۶ء)

مولانا علی علیہ السلام کے ایمان کا وزن

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں دو آدمی آپ سے کنیز کی طلاق کے بارے میں مسئلہ دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوئے — ان کے مسئلہ پوچھنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور ان دونوں آدمیوں کو ساتھ لیا اور مسجد کی طرف چل پڑے — یہاں تک کہ آپ مسجد شریف میں پہنچے، تو دیکھا کہ وہاں کافی لوگ ہلکا بنا کر بیٹھے ہیں، اور ان کے درمیان ایک چمکتے ہوئے سر والا ایک شخص جلوہ فرما ہے — جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کنیز کی طلاق کے بارے میں اس عظیم المرتبت شخصیت سے رائے دریافت کی — تو آپ نے سر اٹھایا اور اپنے ہاتھ کی دو انگلیاں اٹھا کر اشارہ فرمایا — حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں آدمیوں سے فرمایا کہ (کنیز کی دو طلاقیں ہوتی ہیں — ان دو آدمیوں میں سے ایک نے عرض کیا — سبحان اللہ! — ہم آپ کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے آئے تھے کہ آپ امیر المؤمنین ہیں — اور آپ ہمیں اس شخص کے پاس لے آئے — اور آپ صرف اس کے ایک اشارے پر راضی ہو گئے — تو ان کے اس سوال کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا — کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ — ان دونوں نے عرض کیا نہیں — آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ علی بن ابی طالب ہیں — اور فرمایا کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا — اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا —

لَوْ أَنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَضَعْنَ فِي كَفَّةِ مِيزَانٍ وَوَضَعَ إِيْمَانُ عَلِيٍّ فِي كَفَّةِ مِيزَانٍ لَرَجَحَ بِهَا إِيْمَانُ عَلِيٍّ

اگر ساتوں آسمانوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے، اور دوسرے پلڑے میں مولا علی کا ایمان رکھا جائے، تو یقیناً علی کا ایمان اس سے وزنی ہوگا۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۵۹ حدیث نمبر ۹۶۳۲ — مسند احمد ج ۵ ص ۳۳ — لسان المیزان ج ۵ ص ۳۲۸ — ذخائر العقبیٰ ص ۱۰۰)

حدیث نمبر ۲۷۴

ایمان علی کرم اللہ وجہہ

ساتوں زمینیوں اور ساتوں آسمانوں سے وزنی

امام ابن عساکر قدس سرہ العزیز نے دوسری سند کے ساتھ اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے — حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا — کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضَيْنِ السَّبْعَ لَوْ وَضَعْنَا فِي كَفَّةِ ثُمَّ ثُمَّ وَضَعَ إِيْمَانُ عَلِيٍّ فِي كَفَّةِ مِيزَانٍ لَرَجَحَ إِيْمَانُ عَلِيٍّ

بے شک ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں علی کا ایمان رکھ دیا جائے تو علی کا ایمان وزنی ہوگا۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۶۰ حدیث نمبر ۹۶۳۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان — الفردوس ج ۳ ص ۳۶۳، حدیث نمبر ۵۱۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، سن اشاعت ۱۹۸۶ء)

ہے سخی لہجہ اور خضر ولایت مرتضیٰ
روز محشر تک رہے گا جاری فیضانِ علی
اس کے راوی ہیں عمر جو ہے یہ فرمانِ رسول
وزنی ہے چودہ طبق سے نورِ ایمانِ علی

قارئین کرام! — خیال رہے کہ بعض ایسے لوگ جن کے دماغ، بغضِ علی کے بخار
میں مبتلا ہیں — وہ مولائے کائنات سے متعلق فرامینِ رسولِ خدا کو قبول کرنے میں جھجک
محسوس کرتے ہیں اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ مندرجہ بالا حدیث مبارکہ ان لوگوں کو
ہرگز ہضم نہیں ہوگی جن کی مذہبی اور اخلاقی قوت ہاضمہ کمزور ہو چکی ہے۔

ان تمام امور سے بندہ ناچیز بخوبی واقف ہے — اس لئے ان لوگوں کی علمی مفلسی
کو ڈھارس دینے کے لئے ایک سبق آموز حوالہ پیش کرنے جا رہا ہوں، تاکہ ان کا سلسلہ
تنفس ٹوٹنے نہ پائے۔

علامہ صفوری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز ہیں — کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
صدیقوں میں سے کسی ایک کے پاس بذریعہ القاء پیغام دیا —

إِنَّ لِي عِبَادًا يُحِبُّونِي وَأُحِبُّهُمْ — وَيَشْتَاقُونَ إِلَيَّ —

وَأَشْتَاقُ إِلَيْهِمْ وَيَذْكُرُونِي وَآذْكُرُهُمْ

میرے ایسے بندے بھی ہیں، جنہیں مجھ سے محبت ہے — اور مجھے ان

سے محبت ہے وہ میرے مشتاق ہیں، اور میں ان کا مشتاق ہوں وہ میری یاد

میں لگے رہتے ہیں اور میں ان کی یاد میں —

علامہ عبدالرحمن صفوری سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے چل کر لکھتے ہیں —

(کہ فرمانِ خداوندی ہے) کہ میں انہیں تین چیزیں پہلے عطا کرتا ہوں — وہ یہ ہیں — پہلی چیز ہے —

أَنَّ أَقْدِفَ فِي قُلُوبِهِمْ نُورِي

اپنے نور کا کچھ حصہ ان کے دلوں میں ڈال دیتا ہوں۔

دوسری یہ ہے۔

لَوْ كَانَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ فِي مَوَازِينِهِمْ لَا سَتَقَلَّتْهَا لَهُمْ

کہ اگر تمام آسمان اور ساری زمین بھی ان کے ترازوئے عمل میں ہوں تو

میں ان کی خاطر ”سارے آسمانوں اور تمام زمین“ کو کم جانوں —

تیسری چیز یہ ہے۔

أَقْبِلْ بِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ

کہ میں اپنے کریم چہرے سے ان پر متوجہ ہوتا ہوں —

(زبنة المجلس ج اول ص ۱۲۳ مطبوعہ مصر زبنة المجلس ج اول ص ۱۲۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

قارئین! — حدیث نمبر ۲۷۴ — کو دیکھنے کے بعد جن حضرات کے سینوں سے

بغضِ علی کا دھواں اٹھنا تھا، ان کی تسلی کے لئے چلتے چلتے سامنے آنے والا ایک حوالہ درج کر

دیا ہے تا کہ وہ لوگ کہیں آسمان سر پر نہ اٹھالیں — اور اپنے جامے میں رہیں —

خیال رہے — کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی صدیق کو بذریعہ القایہ بتایا کہ میرے

بندوں سے کچھ ایسے عظیم المرتبت اولیاء بھی ہیں — جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں

ان سے محبت فرماتا ہوں — وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں — اور

اگر ارض و سماوات ان کے میزانِ عمل میں رکھ دیئے جائیں تو میری رحمت کے نزدیک وہ ان

کے اعمال سے کم ترین ہیں — یہ بات ایک صدیق کو القایہ کی گئی ہے — تمام نبیوں کی

تمام اُمتوں کے تمام صدیقوں کا سردار اور پیشوا، اور مولا — مولا علی ہے جسے رسول مکرم نے صدیق اکبر فرمایا ہے — لہذا وہ لوگ جو علی کریم کا نام سننا گوارا نہیں کرتے ان کی بھلائی اسی میں ہے — کہ وہ دل سے علی المرتضیٰ کو اپنا مولا مان کر — ان کے دامن کرم سے وابستہ رہیں — کوچہ نجف کو تصورات میں لا کر اپنا کاسہ گدائی تھام کر صدائے بھیک بلند کرتے رہا کریں — اور اللہ کریم کی بارگاہ میں ہر وقت دعا کرتے رہا کریں — کہ دلوں میں علی سخی کی محبت کا اجالا پیدا ہو — پھر دیکھنا کہ مزاج کے انقباض کی گرہیں خود بخود کھلتی جائیں گی — منزلیں قریب اور مشکلیں آسان ہوتی جائیں گی — اس لئے کہ فقر و ولایت کی سلطنت کا تاجدار علی ہے — اس کی وساطت کے بغیر دنیاۓ طریقت میں قدم رکھنے کا تصور کرنا نادانی کی انتہا ہے — جیسے بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی — اسی طرح علی کریم سے بے نیاز ہو کر طریقت کے اسرار و رموز کی فضاؤں میں سیاحی ناممکنات میں سے ہے۔

○ — بعض علماء کے تخیلات میں علمی قواعد کی بنا پر نشیب و فراز آتے رہتے ہیں — اور وہ اپنے ماحول اور مزاج کے مطابق اپنی تحریر و تقریر میں تشریح و تصریح اور توضیح کے معاملات میں خود مختار نظر آتے — جس حدیث کو چاہیں موضوع اور ضعیف قرار دے دیں — ان کی تلون خیزیوں نے احادیث رسول پر اہل اسلام کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے — مجھے ان امور میں خارجیت کے تانے بانے اور رافضیت کی مشرکانہ روش دکھائی دیتی ہے۔

○ — مجھے خارجی فرقوں — ناصبی ٹولوں — اور راسبی گروہوں کی مولا مرتضیٰ کے ساتھ بدترین دشمنی پر اتنا افسوس نہیں ہے — جتنا طریقت و روحانیت کا دم

بھرنے والے نام نہاد اور خود ساختہ قسم کے پیروں پر ہے۔ جو پیری اور مریدی کا دھندا بھی کرتے ہیں اور علی کریم سے دشمنی بھی رکھتے ہیں۔ یہ بہروپے ہیں تو آٹے میں نمک کے برابر، لیکن اپنا کام دکھا رہے ہیں۔ اور ضمیر کے سوداگروں اور کاسہ لیس قسم کے مولویوں کے درمیان بیٹھ کر خود کو ولی سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھنے والے خوشامد سے آمد کے نظریات کے حامل خزانہ قسم کے مولوی ان جعلی پیروں کی قصیدہ گوئی میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ اور اپنے ٹوٹے پھوٹے کشلولوں کی طرف دیکھ کر عجیب و غریب صدائیں بلند کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ کوئی صدائے بھیک دیتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ جناب کے فیض کا جریان قیامت تک کے لئے ہے۔

علی لچپال کی عظمتوں کے منکروں کے جھوٹے برتن چاٹنے والو! اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔ مذہبی غیرت کو فروخت نہ خاندان رسالت سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ سخی گھرانہ آپ لوگوں کو کسی قسم کی کمی نہیں آنے دے گا۔ کچھریوں کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر جھوٹی گواہی دینے کی بجائے منبروں پر کھڑے ہو کر علی کی عظمتوں کی گواہی دو۔ قیامت کے دن مولا علی کرم اللہ وجہہ تمہارے ایمان کی گواہی دیں گے۔

حدیث نمبر ۲۷۵

علی کا عمل تمام مخلوق کے اعمال پر بھاری

اسی سلسلے کی ایک اور حدیث شریف دیکھیں۔ جسے سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ المشائخ علامہ سلیمان قندوزی حنفی، مفتی اعظم قسطنطنیہ نے اپنی کتاب ”ینایع المودۃ“ امام زین العابدین علیہ السلام کی سند سے نقل فرمایا ہے۔

امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے — مولا علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا۔

يَا اَبَا الْحَسَنِ لَوْ وُضِعَ اِيْمَانُ الْخَلَائِقِ وَاَعْمَالُهُمْ فِي كَفَّةٍ مِيزَانٍ
وَوُضِعَ عَمَلُكَ يَوْمَ اَحَدٍ عَلٰى كَفَّةٍ اٰخَرٰى لَرَجَعَ عَمَلُكَ عَلٰى جَمِيعِ
مَا عَمَلَ الْخَلَائِقُ، وَاَنَّ اللّٰهَ بَاهِي بِكَ يَوْمَ اَحَدٍ مَّلَآئِكَةَ الْمُقَرَّبِيْنَ
وَرَفَعَ الْحُجُبَ مِنَ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَاَشْرَفَتْ اِلَيْكَ الْجَنَّةُ وَمَا فِيْهَا
وَابْتَهَجَ بِفِعْلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ — وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعَوِّضُكَ
ذٰلِكَ الْيَوْمَ مَا يَغِيْبُ كُلَّ نَبِيٍّ وَّرَسُوْلٍ وَّصِدِّيْقٍ وَّشَهِيدٍ .

اے ابوالحسن! (علی) اگر تمام مخلوق کا ایمان اور ان کے اعمال ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور تمہارا صرف جنگِ احد والے دن کا عمل، ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے — تو تمہارا عمل تمام مخلوق کے تمام اعمال سے بھاری ہوگا — اور بے شک اللہ تعالیٰ نے احد والے دن اپنے مقرب فرشتوں پر تمہارے ذریعے فخر کیا اور ساتوں آسمانوں کے پردے اٹھا دیئے، جنت اور اس کے اندر رہنے والی ہر چیز اور ہر نعمت تمہاری طرف بڑھی (یعنی آپ کو دیکھا) اور تمہارے اس فعل پر سارے جہانوں کے رب نے فخر کیا — اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس دن کے بدلے میں ایسا صلہ عطا فرمائے گا، جس کو دیکھ کر ہر نبی، ہر رسول، ہر صدیق، ہر شہید رشک کرے گا —

(ینابیع المودّة ج اول ص ۶۳ - مطبوعہ موسسۃ الاعلیٰ للمطبوعات — بیروت، لبنان)

جس نے تجھے قتل کیا اس نے مجھے قتل کیا

امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا۔

اے لوگو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا مہینہ برکت و رحمت اور مغفرت لے کر آ رہا ہے — اور آپ نے رمضان المبارک کے فضائل بیان فرمائے — پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے — حضرت علی فرماتے ہیں — میں نے عرض کیا — اے اللہ کے رسول آپ کیوں روتے ہیں؟ — آپ نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ ابْكِي لِمَا يُسْتَحَلُّ مِنْكَ فِي هَذَا الشَّهْرِ

اے علی! میں اس لئے روتا ہوں کہ اس مہینے میں تمہارے (قتل کو) حلال سمجھا جائے گا (یعنی تجھے اس مہینے میں شہید کیا جائے گا)

گویا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور یہ دیکھ رہا ہوں — کہ تم (مسجد کوفہ میں) نماز کا ارادہ کر رہے ہو — اور اولین و آخرین میں سب سے زیادہ بد بخت ترین آدمی حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کوچیوں کاٹنے والا (یعنی صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کوچیوں کاٹنے والے کی طرح بد بخت ترین ابن ملجم) اٹھ کر تمہارے سر پر ضرب لگا رہا ہے — تمہارے سر کے خون سے تمہاری داڑھی رنگین ہو گئی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں نے عرض کیا — یا رسول اللہ! — اس وقت میرا دین سلامت ہوگا —

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا دین سلامت ہوگا۔ علی علیہ السلام فرماتے ہیں
— میں نے عرض کیا —

هَذَا مِنْ مَوَاطِنِ الْبُشْرَى وَالشُّكْرِ

یہ تو خوشخبری اور شکر کا مقام ہے۔

پھر ارشاد فرمایا

يَا عَلِيُّ! مَنْ قَتَلَكَ فَقَدْ قَتَلَنِي . وَمَنْ أَبْغَضَكَ فَقَدْ أَبْغَضَنِي

— وَمَنْ سَبَّكَ فَقَدْ سَبَّنِي — لَأَنَّكَ مِنِّي كَنَفْسِي —

رُوحَكَ مِنْ رُوحِي — وَطِينَتِكَ مِنْ طِينَتِي — وَإِنَّ اللَّهَ

تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَنِي وَخَلَقَكَ مِنْ نُورِهِ وَاصْطَفَانِي وَاصْطَفَاكَ

— فَاخْتَارَنِي لِلنَّبُوَّةِ — وَاخْتَارَكَ لِلْإِمَامَةِ — فَمَنْ

أَنْكَرَ إِمَامَتَكَ فَقَدْ أَنْكَرَ نُبُوتِي — يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَصِيِّي

وَوَارِثِي . وَأَبُو وَلَدِي — وَزَوْجُ ابْنَتِي — أَمْرُكَ أَمْرِي

— وَنَهْيُكَ نَهْيِي — أَقْسِمُ بِاللَّهِ الَّذِي بَعَثَنِي بَعَثَنِي

بِالنَّبُوَّةِ — وَجَعَلَنِي خَيْرَ الْبَرِيَّةِ — إِنَّكَ لِحُجَّةُ اللَّهِ عَلَيَّ

خَلْقِهِ — وَآمِنِهِ عَلَيَّ سِرِّهِ — وَخَلِيفَةُ اللَّهِ عَلَيَّ عِبَادِهِ

اے علی! — جس نے تجھے قتل کیا، اس نے مجھے قتل کیا — اور جس نے

تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا — اور جس نے تجھے برا بھلا

کہا، اس نے مجھے برا بھلا کہا — اس لئے کہ تم میرے لئے میری جان کی

طرح ہو — تمہاری رُوح میری رُوح سے ہے — تمہاری مٹی، میری

مٹی سے پیدا کی گئی ہے — اور بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اور تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے — مجھے اور تجھے جن لیا ہے — مجھے نبوت کے لئے اور تجھے امامت کے لئے منتخب کیا ہے — جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا — اس نے میری نبوت کا انکار کیا — اے علی! — تم میرے وصی ہو اور میرے وارث ہو — اور میرے دو بیٹوں کے باپ ہو — اور میری بیٹی کے شوہر ہو — تمہارا حکم دینا میرا حکم دینا ہے — اور تمہارا روکنا میرا روکنا ہے قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے مجھے نبوت عطا فرما کے مبعوث فرمایا — اور مجھے بہترین مخلوق بنایا — کہ تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی حجت ہو اور اس کے راز کے امین ہو — اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اس کے خلیفہ ہو —

(ینابیع المودّة ج اول ص ۵۱ مطبوعہ بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۲۷۷

اللہ کی حجت اس کی ساری مخلوق پر .

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا — کہ اچانک حضرت علی بن ابی طالب تشریف لائے — تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

يَا اَنَسُ! اَنَا وَهَذَا حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهِ

اے انس! میں — اور یہ (علی) اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں —

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۳۵ حدیث نمبر ۹۵۶۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان سن

اشاعت ۲۰۰۰ء)

اُمت پر تاقیامت حجت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں —
کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں حاضر تھا — کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے مولا علی کو آتے دیکھا — اور فرمایا —

أَنَا وَهَذَا حُجَّةٌ عَلَى أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

میں اور یہ (ہم دونوں) میری اُمت پر قیامت کے دن حجت ہوں گے۔

(تاریخ دمشق الکبیر (ابن عساکر) ج ۵ ص ۲۳۲ حدیث نمبر ۹۵۷۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان سن اشاعت
۲۰۰۱ء)

علی حجتہ اللہ

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت
علی المرتضیٰ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

أَنَا وَهَذَا حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ

میں اور یہ (ہم دونوں بھائی) اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر، اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) حدیث نمبر ۹۵۷۸ ج ۲۵ ص ۲۳۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان سن
اشاعت ۲۰۰۱ء)

اللہ کے تمام بندوں پر اللہ کی برہان

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

أَنَا وَعَلِيٌّ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ

میں اور علی اللہ تعالیٰ کی برہان حجت ہیں ان تمام بندوں پر۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۳۵ ص ۲۳۵ حدیث نمبر ۹۵۷۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، سن اشاعت ۲۰۰۱ء)

حجت کے معانی

مندرجہ بالا احادیث میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات اقدس کو — اپنے بھائی مولا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو تا قیامت مخلوق خداوندی اللہ تعالیٰ کی حجت قرار دیا ہے — جب تک حجت کے معنوں کو واضح نہ کیا جائے — اوپر درج احادیث کی اصل مراد تک پہنچنے میں دشواری ہوگی۔

(۱) — حجت — کہتے ہیں — دلیل کو — اور دلیل ثبوت کے معنوں میں آتی ہے — یعنی مصطفیٰ اور مرتضیٰ — اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہر جگہ موجود ہے — اور اس کی ذات اپنے وجود میں کسی کی — محتاج نہیں۔

(۲) — حجت — کا ایک معنی — برہان بھی ہے — اور برہان کہتے ہیں واضح ترین دلیل کو، جس میں یقینی امور پائے جائیں — اس سے معلوم ہوا کہ یقین کی دولت، رسول کی چوکھٹ سے ملتی ہے — یا علی کے کوئے ولایت سے میسر آتی ہے۔

(۳) — حجت — قابل وثوق امر کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے —

اور وثوق، مضبوطی — پختگی — بھروسہ — اعتماد اور اعتبار کے معنوں میں آتا ہے — احادیث کا مطلب یہ بنتا ہے — کہ میں اور علی مضبوطی اور پختگی میں یکتا روزگار ہیں — ہم پر مخلوق خالق بھروسہ کر سکتی ہے — اعتماد کا نور ہمارے دروازوں سے حاصل کرو — ہم پر اعتبار نہ کرنے والا خدائے لایزال کا باغی ہے۔

(۴) — حجت — علامہ ابن منظور (ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن

منظور۔ افریقی۔ مصری) رحمۃ اللہ علیہ — اپنی شہرہ آفاق کتاب — ”لسان العرب“ — میں حجت کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں۔

الْحُجَّةُ مَا دُوْفِعَ بِهِ الْخَصْمُ

حجت وہ چیز ہے جس کے ساتھ دشمن کو ہٹایا، بھگایا اور دفع کیا جائے۔

احادیث رسول کا ایک مطلب یہ بھی ہے — کہ میں اور علی، وہ ہیں جن کے سبب

سے دشمنوں کو دور ہٹایا جاسکتا ہے — چونکہ انسانیت کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے

— اور شیطان کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے رسول کریم — اور علی فہیم کا دامن

مضبوطی سے تھام لو! — شیطانِ رجیم کی دہشت گردی کو دفع کرنے کے لئے یہ دونوں

ہستیاں تم پر اللہ کی حجت ہیں۔

(۵) — حجت — امام ابن منظور — رقم طراز ہیں۔

الْحُجَّةُ — الْوَجْهُ الَّذِي — يَكُونُ بِهِ الظَّفَرُ عِنْدَ

الْخُصْمَةِ

حجت — ایسی وجہ کو کہتے ہیں جس کے ساتھ بوقت جنگ کامیابی حاصل

کی جائے۔

مذکورہ حدیث کو سامنے رکھ کر — حجت کے اس پانچویں معنی پر غور فرمائیں تو آپ کو حیدر کرار کی ہمتوں — عظمتوں — بلندیوں اور رسول دو جہاں کے ساتھ قربتوں کا پتہ چلتا جائے گا۔

ایمان والو! — احادیث پیغمبر — اشارہ دے رہی ہیں۔ کہ جب کفر و کفار سے — نفاق و منافقت سے اور مشہور زمانہ منافقین سے — یا رسولِ معظم کی عظمتوں کے ازلی دشمنوں سے جنگ چھڑ جائے تو — رسولِ خدا — اور علی المرتضیٰ — کو فراموش نہ کرنا۔

(۶) — یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ — حجت کو — حجت — کہتے کیوں ہیں؟ — تو اس کا جواب لسان العرب میں اس طرح مرقوم ہے۔

لِأَنَّهَا تُحَجُّ — أَيْ — تَقْصُدُ لِأَنَّ الْقَصْدَ لَهَا وَالْيَهَا
کہ حجت کا ایک معنی قصد بھی ہے — تو چونکہ بوقت ضرورت اس کا قصد کیا جاتا — اس لئے اس کو حجت کہتے ہیں۔

(۷) — قصد: — کسی کام کا ارادہ کر کے کوشش و محنت کرنا قصد کہلاتا ہے۔

برادرانِ اسلام! — مندرجہ بالا معنوں پر غور فرمائیں — اگر — لفظ حجت کے معنی آپ کی سمجھ میں آگئے — تو پھر مذکورہ حدیثوں سے علی کریم کی شان و مرتبت کا کچھ نہ کچھ پتہ ضرور چل جائے گا۔

ظاہری طور پر یوں سمجھیں — کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — رب العزت کی دلیل و برہان ہیں — اور مولا علی — رسول اللہ کی صداقت کی برہان و دلیل ہیں —

حدیث نور

خیال رہے کہ مولائے کائنات سے متعلق ایک نوری حدیث بیان کرنے سے پہلے ایک حدیث شریف بیان کرنے جا رہا ہوں جس کی ضیائے نور سے آپ کے دل جگمگا اٹھیں گے۔

علامہ قندوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نور ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ جس کے راوی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ رُوحِي — وَ

أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي — وَ

أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلُ — وَ

أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ — وَ

أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورَ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ

اے جابر! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری رُوح کو تخلیق فرمایا — اور

سب سے پہلے خالق اکبر نے میرے نور کو پیدا فرمایا — اور سب سے

پہلے اللہ کریم نے عقل کو پیدا فرمایا — اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم

کو پیدا فرمایا — اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا — (ینایع المودۃ ج اول ص ۹ مطبوعہ بیروت)

○ — علامہ شیخ سلیمان نقشبندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کو نقل فرمانے

کے بعد ارقام فرماتے ہیں — ان سب احادیث سے مراد حقیقت محمدیہ کی یہ خلقت ہے جو تکمیل کے مراحل و درجات طے کر رہی تھی اور یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح تھی — رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث — کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ یعنی خمیر کئے جا رہے تھے — یہ تمام باتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مقدس کے اول ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

— اس حدیث میں عقل و قلم کے پہلے پیدا ہونے کا ذکر ہے — عقل — حصولِ علم — اور ضبط حقائق کے کردار کا نام ہے اور قلم علم کے ظاہر کرنے کا ذریعہ اور سبب ہے یہی وجہ ہے کہ علماء کی ایک پوری جماعت نے عقل و قلم سے ذاتِ اقدس مراد لیا ہے۔

حدیث نمبر ۲۸۲

میں اور علی اللہ کے نور سے ہیں

جناب سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کی ہے — کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا — کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا — کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کریم سے فرما رہے تھے۔

أَنَا وَأَنْتَ مِنْ نُورِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

میں اور تم اللہ کے نور سے (پیدا کئے گئے) ہیں۔ (بیانج المودہ ج اول ص ۱۰)

چودہ ہزار سال پہلے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ حَبِيبِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ —
 يَقُولُ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُورًا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ — يُسَبِّحُ
 اللَّهُ ذَلِكَ النُّورَ وَيُقَدِّسُهُ، قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ اللَّهُ آدَمَ بِأَرْبَعَةِ عَشَرَ
 أَلْفَ عَامٍ — فَلَمَّا خَلَقَ آدَمَ أَوْ دَعَا ذَلِكَ النُّورَ فِي صُلْبِهِ
 — فَلَمْ يَزَلْ — أَنَا وَعَلِيٌّ شَيْءٌ وَاحِدٌ — حَتَّى
 افْتَرَقْنَا فِي صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ — فِي النُّبُوَّةِ وَفِي عَلِيٍّ
 الْإِمَامَةِ

کہ میں نے اپنے پیارے محمد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے
 ہوئے سنا ہے — کہ میں اور علی — اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نور کی صورت
 میں موجود تھے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے یہ
 نور، اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتا تھا — جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ
 السلام کو پیدا فرمایا — تو اس نور کو آدم کی پشت میں ”بطورِ امانت“ رکھ دیا،
 میں اور علی ایک ہی شکل و صورت میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں
 صلب عبدالمطلب میں دو حصوں میں تقسیم کر دیا — مجھے نبوت اور علی کو
 امامت عطا کی — (یہ حدیث دیلمی کی الفردوس میں بھی موجود ہے)

(بیانج المودۃ ج اول ص ۱۰)

علی مقیم حجت ہیں

قدوزی نے موفق بن احمد خوارزمی کی حنفی کے حوالے سے روایت بیان فرمائی ہے

— لکھتے ہیں — کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ عَطَسَ — فَقَالَ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ — فَأَوْحَى إِلَيْهِ أَنَّكَ حَمَدْتَنِي، وَعِزَّتِي وَجَلَالِي

لَوْلَا الْعَبْدَانِ إِلَّا زَانٍ، أُرِيدُ أَنْ أَخْلُقَهُمَا مَا خَلَقْتُكَ — قَالَ:

— إِلَهِي أَيْكُونَا مِنِّي — قَالَ: نَعَمْ — قَالَ: يَا آدَمُ

ارْفَعْ بَصْرَكَ وَانظُرْ، فَانظَرَ فَإِذَا مَكْتُوبٌ عَلَى الْعَرْشِ لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، هُوَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَعَلِيٌّ مُقِيمُ الْحُجَّةِ

کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس میں اپنی روح

پھونکی تو اس امر پر جناب آدم علیہ السلام کو چھینک آگئی — حضرت آدم

علیہ السلام نے کہا — الحمد للہ — اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف

سے وحی فرمائی کہ (اے آدم) تو نے میری حمد بیان کی ہے — مجھے اپنی

عزت و جلال کی قسم — اگر مجھے اپنے دو بندوں کو پیدا نہ کرنا ہوتا — تو

تجھے ہرگز نہ پیدا کرتا — حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا — اے

میرے اللہ! وہ دونوں مجھ سے ہوں گے — اللہ کریم نے فرمایا — ہاں

— ”وہ دونوں تیری اولاد سے ہوں گے“ — ذرا اپنی نگاہوں کو بلند

کر کے اوپر دیکھو — حضرت آدم علیہ السلام نے نظریں اٹھا کر دیکھا
— تو عرش کے ایک مقام پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، هُوَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ — وَعَلِيُّ
مُقِيمُ الْحُجَّةِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں — محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبی رحمت ہیں
— اور علی حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

(ینایع المودۃ ج اول ص ۱۰ مطبوعہ بیروت)

حدیث نمبر ۲۸۵

علی علیہ السلام کا خون میرا خون ہے

مولائے ارض و سماء علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے علی! میں اور تو اللہ کے حضور میں
ایک نور کی صورت میں موجود تھے — جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس
نور کو آدم علیہ السلام کی صلب میں رکھا — اللہ تعالیٰ مسلسل اس نور کو ایک پشت سے دوسری
پشت کی طرف منتقل کرتا رہا — یہاں تک کہ اس نور کو حضرت خواجہ عبدالمطلب کی پشت
میں منتقل کیا — پھر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا — ایک حصے کو عبد اللہ کی پشت میں
— اور دوسرے حصے کو میرے چچا حضرت ابوطالب کی پشت میں منتقل کیا۔

فَعَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ — لَحْمُهُ لَحْمِي وَدَمُهُ دَمِي — فَمَنْ

أَحَبَّهُ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُ، وَمَنْ وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَبِغْضِي أَبْغَضَهُ

پس علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی کا گوشت میرا گوشت ہے اور

علی کا خون میرا خون ہے۔۔۔ پس جس نے علی سے محبت کی۔۔۔ تو اس نے میری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کی۔۔۔ اور جس نے علی سے بغض رکھا۔۔۔ تو اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے علی کے ساتھ بغض رکھا۔

(الناقب للخوازمی ص ۱۳۵/۱۳۶ مطبوعہ قم ایران ینابیع المودّة ج اول ص ۱۰ مطبوعہ بیروت لبنان)

اس حدیث مقدسہ سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ رسولِ دو جہان سے محبت رکھنے والا ہی۔۔۔ مولا علی سے محبت رکھتا ہے۔۔۔ جس کے سینے میں بغضِ رسول کے شعلے اُٹھ رہے ہوں۔۔۔ بغضِ علی کے زہریلے دھوئیں سے اپنے چہروں کو سیاہ کرنے والے۔۔۔ درپردہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بغض اور دشمنی رکھنے کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲۸۶

وہ جھوٹا ہے جو یہ گمان کرے۔۔۔

اوپر والی حدیث کے مفہوم کو واضح کرنے والی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔۔۔ جسے امام ابن عساکر (ابو القاسم علی بن حسین شافعی) رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ دمشق الکبیر میں نقل فرمایا۔۔۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔۔۔ فرماتے ہیں۔۔۔ کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ علی کریم سے فرمایا۔

يَا عَلِيُّ! كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُحِبُّنِي، وَيُبْغِضُكَ

اے علی! جس شخص نے گمان کیا کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔ اور تجھ سے

بغض رکھتا ہے۔۔۔ وہ جھوٹ بولتا ہے۔۔۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۴۵ ص ۲۰۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، سن اشاعت ۱۴۰۰ء)

ظن باطل

ام المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے — فرماتی ہیں — کہ بارگاہ رسالت میں علی المرتضیٰ حاضر ہوئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا —

كَذِبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُحِبُّنِي، وَيُبْغِضُ هَذَا

وہ شخص جھوٹا ہے، جو یہ گمان کرے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے — لیکن اس (علی) سے بغض رکھتا ہو۔

(تاریخ دمشق (ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۰۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، سن اشاعت ۲۰۰۰ء)

محبت علی دراصل محبت رسول ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مولا علی سے یہ فرماتے ہوئے سنا۔

مُحِبُّكَ مُحِبِّي — وَمُبْغِضُكَ مُبْغِضِي

(اے علی) تجھ سے محبت کرنے والا (دراصل) مجھ سے محبت کرنے والا ہے — تجھ سے بغض رکھنے والا، مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۰۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، سن اشاعت ۲۰۰۰ء)

اے علی! تیرا محب، میرا اور اللہ کا محب ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے علی ابن ابی طالب کی ران اور سینے پر ہاتھ پر ہاتھ مارا اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

مُحِبُّكَ مُحِبِّي — وَمُحِبِّي مُحِبُّ اللَّهِ — وَمُبْغِضُكَ
مُبْغِضِي — وَمُبْغِضِي مُبْغِضُ اللَّهِ —

(اے علی!) تجھ سے محبت کرنے والا (دراصل) مجھ سے محبت کرنے والا ہے — اور — مجھ سے محبت کرنے والا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہے — اور تجھ سے بغض رکھنے والا (درحقیقت) مجھ سے بغض رکھنے والا ہے — اور مجھ سے بغض رکھنے والا (دراصل) اللہ تعالیٰ سے بغض رکھنے والا ہے۔

اطاعت علی علیہ السلام — اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

مَنْ أَطَاعَ عَلِيًّا فَقَدْ أَطَاعَنِي — وَمَنْ عَصَى عَلِيًّا فَقَدْ
عَصَانِي — وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ — وَمَنْ أَحَبَّ

عَلِيًّا فَقَدْ أَحْبَبْتَنِي، وَمَنْ أَحْبَبْتَنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللَّهُ — وَمَنْ أَبْغَضَ
عَلِيًّا فَقَدْ أَبْغَضَنِي — وَمَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللَّهُ — لَا
يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ — وَلَا يَبْغُضُكَ إِلَّا كَافِرٌ أَوْ مُنَافِقٌ

جس شخص نے علی کی اطاعت و فرمانبرداری کی، اس نے میری اطاعت
و فرمانبرداری کی — اور جس نے علی کی نافرمانی کی، اس نے میری
نافرمانی کی — اور جس نے میری نافرمانی کی — بیشک اس نے خدا
تعالیٰ کی نافرمانی کی — اور جس نے علی سے محبت کی — بے شک اس
نے مجھ سے محبت کی — اور جس نے مجھ سے محبت کی یقیناً اس نے اللہ
تعالیٰ سے محبت کی — اور جس نے علی کے ساتھ بغض رکھا یقیناً اس نے
میرے ساتھ بغض رکھا — اور جس نے مجھ سے بغض رکھا — بے شک
اس نے اللہ کریم کے ساتھ بغض رکھا — (اے علی!) سوائے مومن کے
تجھ سے کوئی محبت نہیں کرے گا — اور تجھ سے کافر یا منافق کے سوا کوئی
شخص بغض نہیں رکھے گا —

(تاریخ دمشق الکبیر (ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۰۴/۲۰۵ مطبوعہ دارحیاء التراث العربی بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۱ء)

حدیث نمبر ۲۹۱

وہ جھوٹا ہے — اور — مومن نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ آمَنَ بِبِيٍّ وَمَا جِئْتُ بِهِ وَهُوَ يُبْغِضُ عَلِيًّا، فَهُوَ كَاذِبٌ
لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ .

جس شخص نے یہ گمان کیا کہ وہ مجھ پر — اور جو میں لے کر آیا ہوں
(قرآن و دین اسلام) اس پر ایمان لے آیا ہے۔ حالانکہ، وہ علی سے بغض
رکھتا ہے، تو وہ جھوٹا ہے اور وہ مومن نہیں ہے۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۱۳ حدیث نمبر ۹۵۱۹ - مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان سن
اشاعت ۲۰۰۱ء)

حدیث نمبر ۲۹۲

علی کے بارے میں عہد

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَهْدَ إِلَىَّ عَهْدًا فِيَّ عَلِيٍّ فَقُلْتُ يَا رَبِّ بَيْنَهُ لِي
— فَقَالَ: اسْمَعُ — فَقُلْتُ: سَمِعْتُ — فَقَالَ: إِنَّ
عَلِيًّا رَايَةَ الْهُدَى — وَإِمَامُ الْأَوْلِيَاءِ — وَنُورٌ مَنْ
أَطَاعَنِي — وَهُوَ الْكَلِمَةُ الَّتِي أَلْزَمْتُهَا الْمُتَّقِينَ — مَنْ
أَحَبَّهُ، أَحَبَّنِي — وَمَنْ أَبْغَضَهُ أَبْغَضَنِي — فَبَشِّرْهُ بِذَلِكَ
— فَجَاءَ عَلِيٌّ فَبَشَّرْتَهُ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علی کریم کے بارے میں ایک عہد لیا —
میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا — یارب مجھے اس امر کی وضاحت

فرمائیں — تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا — سنو! میں نے عرض کیا — سن رہا ہوں — تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا — بے شک علی ہدایت کا نشان ہے — اور میرے اولیاء کا امام ہے — اور جس نے میری اطاعت کی — اس کا نور ہے — اور وہ ایسا کلمہ ہے جسے میں نے پرہیزگاروں کے لئے لازم کر دیا ہے۔ جس نے اس سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت — اور جس نے اس سے بغض رکھا — اس نے مجھ سے بغض رکھا (اے میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی کو) اس بات کی بشارت دے دو — تو علی آئے اور میں نے انہیں اس بات کی بشارت دے دی۔

(حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ج اول ص ۶۶/۶۷) (امام ابو نعیم متوفی ۳۳۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت لبنان

(اشاعت ۱۹۸۰ء)

حدیث نمبر ۲۹۳

منارۃ ایمان

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے ابو بزرہ! — بے شک عالمین کے رب نے علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بارے میں عہد لیا ہے — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

إِنَّهُ رَايَةُ الْهُدَى — وَمَنَارُ الْإِيمَانِ — وَامَامُ أَوْلِيَائِي

— وَنُورُ جَمِيعٍ مَّنْ أَطَاعَنِي — يَا أَبَا بَرْزَةَ! عَلِيُّ بْنُ أَبِي

طَالِبٍ أَمِينِي غَدًا فِي الْقِيَامَةِ — وَصَاحِبُ رَأْيَتِي فِي

الْقِيَامَةِ، عَلَى مَفَاتِيحِ خَزَائِنِ رَحْمَةِ رَبِّي

بے شک وہ (علی) ہدایت کی علامت ہے — اور ایمان کا منارہ ہے —
 اور میرے اولیاء کا امام ہے — اور ان تمام لوگوں کے لئے نور ہے —
 جنہوں نے میری اطاعت کی — اے ابو بزرہ! — علی بن ابی طالب کل
 قیامت میں میرا امین ہوگا — اور قیامت میں میرا جھنڈا اٹھانے والا، میر
 علم دار ہوگا — میرے رب کی رحمت کے خزانوں کی چابیوں کا امانت دار
 ہوگا۔ (حلیۃ الاولیاء ج اول ص ۶۶)

حدیث نمبر ۲۹۴

اللہ نے محبتِ علی کا وعدہ لیا

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ میں نے
 رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا۔

إِنَّ اللَّهَ أَخَذَ مِيثَاقَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى حُبِّكَ وَأَخَذَ مِيثَاقَ الْمُنَافِقِينَ
 عَلَى بُغْضِكَ — وَلَوْ ضَرَبْتَ خَيْشُومَ الْمُؤْمِنِينَ مَا أَبْغَضَكَ
 — وَلَوْ نَشَرْتَ الدُّنَا نِيرَ عَلَى الْمُنَافِقِ مَا أَحَبَّكَ يَا عَلِيُّ لَا
 يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ — وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے تمہاری محبت کا وعدہ لیا ہے — اور
 منافقوں سے تمہارے بغض کا — اور اگر تم مومن کی ناک پر بھی ضرب
 لگاؤ گے تو وہ تم سے بغض نہیں رکھے گا — اور اگر تم منافق پر دیناروں کی
 بارش بھی کر دو گے — تو وہ تم سے محبت نہیں رکھے گا — اے علی! تم سے

صرف مومن ہی محبت کرے گا۔ اور تم سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۱۰/۲۱۱ حدیث نمبر ۹۵۱۲ مطبوعہ دار احیاء التراث، بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۲۹۵

مومن مجھ سے کبھی بغض نہیں رکھے گا

جناب ابو طفیل سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ مولا علی نے اس

جگہ پر میرا ہاتھ پکڑا۔ اور فرمایا۔

يَا اَبَا طَفَيْلٍ! — لَوْ اَنِّي ضَرَبْتُ اَنْفَ الْمُؤْمِنِ بِخَشْبَةِ مَا
 اَبْغَضَنِي اَبَدًا — وَلَوْ اَنِّي اَقَمْتُ الْمُنَافِقَ وَنَشَرْتُ عَلَيَّ
 رَأْسَهُ حَتَّى اَغْمَرُهُ مَا اَحْبَبْتَنِي اَبَدًا — يَا اَبَا طَفَيْلٍ! — اِنَّ
 اللّٰهَ اَخَذَ مِيثَاقَ الْمُؤْمِنِينَ بِحُبِّي — وَاَخَذَ مِيثَاقَ الْمُنَافِقِينَ
 بِبُغْضِي — فَلَا يُبْغِضُنِي مُؤْمِنٌ اَبَدًا — وَلَا يُحِبُّنِي مُنَافِقٌ
 اَبَدًا

اے ابو طفیل! — اگر میں مومن کی ناک پر چھڑی سے ضرب لگاؤں تو وہ
 کبھی مجھ سے بغض نہیں رکھے گا۔ اور اگر میں منافق کو کھڑا کر کے اس پر
 دیناروں کی بارش کر دوں یہاں تک کہ وہ ان میں ڈوب جائے تو وہ کبھی بھی
 مجھ سے محبت نہیں کرے گا۔ اے ابو طفیل! — بے شک اللہ تعالیٰ نے
 مومنوں سے میری محبت کا وعدہ لیا ہے۔ اور منافقوں سے میرے بغض
 کا وعدہ لیا ہے تو مومن مجھ سے کبھی بھی بغض نہیں رکھے گا، اور منافق مجھ سے

کبھی بھی محبت نہیں رکھے گا۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۱۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، سن اشاعت ۲۰۰۱ء)

حدیث نمبر ۲۹۶

بغضِ علی کی بیماری سے بچو!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا رَفَعَ اللَّهُ الْقَطْرَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ بِسُوءِ رَأْيِهِمْ فِي أَنْبِيَائِهِمْ
وَأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، يَرْفَعُ الْقَطْرَ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ
أَبِي طَالِبٍ

بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے بارش صرف ان کے اپنے نبیوں کی
”گستاخی“ اور ان کے متعلق بری رائے قائم کرنے کی وجہ سے بند فرمائی تھی
— اور اللہ تعالیٰ نے اس امت سے بغضِ علی کی وجہ سے بارانِ رحمت کی
بندش فرمائی۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۱۱ حدیث نمبر ۹۵۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، اشاعت
۲۰۰۱ء)

○ — قارئین عظام! — گزشتہ صفحات میں درج کی گئیں احادیث رسول،

جن میں رسول خدا نے علی کریم کے ساتھ بغض و عناد اور عداوت رکھنے والوں کی مذمت
فرمائی — ان احادیث کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں — تو حقیقتیں نکھر کر آپ کے
سامنے آ جائیں گی — آج کے اس پر فتن دور میں عجیب و غریب قسم کی تحریکیں جنم لے
رہی ہیں — کچھ گروہ ایسے ہیں — جو رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھٹی رساں

تصور کرتے ہیں۔ اس کائنات ارضی پر کچھ ایسے بد بخت لوگ بھی موجود ہیں۔ جن کا نظریہ باطل یہ ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم۔ گاؤں کے چوہدری اور بڑے بھائی کی طرح کرنی چاہئے یہ اس ہستی معظم کے بارے میں کہتے ہیں۔ جو باعث تکوین کائنات ہے۔ جو اس امت کے لئے باپ کا مقام رکھتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دشمنی میں ابن ملجم لعین کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

○ — برادرانِ اسلام! — بغضِ علی — ایک ایسا زہریلا اور لاعلاج مرض ہے۔ جس سے دل کو پرگندگی — ذہن کو درندگی اور خیالات کو گندگی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ یہ بیماری ان لوگوں پر اثرات مرتب کرتی ہے، جن کا خون صاف نہیں — رحمت خداوندی کی بارش ان لوگوں پر برستی ہے۔ جن کے سینوں میں محبتِ علی کا نور موجود ہو۔

○ — عداوتِ علی علیہ السلام کی بیماری خوارج و نواصب کو جہنم رسید کرتی ہوئی آگے ہی آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے فضائے اسلام میں آلودگی اور ماحول میں ارتعاش — اور فرقہ واریت کا ایک نہ تھمنے والا طوفان دکھائی دے رہا ہے۔

رسولِ کریم کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کے دشمن طاغوتی طاقتوں قوتوں کی کٹھ پتلیاں ہیں۔ جو امتِ مسلمہ کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں اور گروہوں میں تقسیم کر کے صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے نہایت گھناؤنا، ظالمانہ اور بدبودار کردار ادا کر رہے ہیں۔

○ — صد افسوس کہ نام نہاد قسم کے علماء، جن کو کٹھ پتلی ملا کہنا زیادہ مناسب ہوگا، میں بغضِ حیدرِ کرار کے جراثیم کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں، اور ان کے پاس ایک ایسا

شاطرانہ حربہ ہتھیار ہے۔ جس سے بیچ نکلنا ہر ایک کے بس میں نہیں ہے۔ اس ہتھیار کو نہایت چالاکی سے استعمال کرتے ہوئے۔ اپنی ناپاک زبان سے یوں اگ اگتے ہیں۔ کہ علی کی شان و عظمت کا پرچار کرنے سے رافضیت کو تقویت ملتی ہے۔ سیدہ جلیلہ۔ علی المرتضیٰ اور حسین کریمین کا نام مت لو۔ اور ان کے ذکر سے اپنی تقریروں اور تحریروں کو مزین نہ کرو!

○ — ان نادانوں کو کون بتائے کہ رافضیت کا زور توڑنے کے لئے اگر کوئی موثر ترین امر ہے تو وہ ہے۔ علی کریم کے فضائل و خصائص اور علمی کمالات و خصائل کا بیان کرنا ہے۔ یہ کر کے دیکھو! — تو رافضیت کو دم توڑتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو گے۔ ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں! — شاید ہدایت کا راستہ مل جائے۔

حدیث نمبر ۲۷۹

قیامت کے دن کذابوں کی صف میں

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے علی! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس چیز سے زینت فرمائی ہے۔ کہ اس نے بندوں میں سے کسی ایک کو بھی ایسی چیز سے مزین نہیں فرمایا۔ جو اسے اس چیز سے زیادہ پسند ہو (جس سے تجھے زینت بخشی)۔ جو چیز بارگاہِ خداوندی میں نیک لوگوں کے لئے زینت ہے۔ وہ دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا بنایا ہے کہ تم دنیا سے کچھ نہیں لیتے۔ اور نہ ہی دنیا تجھ پر کسی قسم کا کوئی عیب لگا سکتی ہے۔

وَوَهَبَ لَكَ حُبَّ الْمَسَاكِينِ — فَجَعَلَكَ تَرْضَى بِهِمْ أَتْبَاعًا

وَيَرْضُونَ بِكَ إِمَامًا فَطُوبَى لِمَنْ أَحَبَّكَ وَصَدَّقَ فِيكَ فَهُمْ
جِيرَانُكَ فِي دَارِكَ وَرُفَقَاؤُكَ فِي جَنَّتِكَ — وَأَمَّا مَنْ أَبْغَضَكَ
وَكَذَبَ عَلَيْكَ فَحَقَّ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُوقِفَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُوقِفَ
الْكَذَّابِينَ

اور اللہ تعالیٰ نے تجھے مسکینوں کی محبت عطا فرمائی ہے اور تجھے ایسا بنایا ہے کہ
تم ان کی اتباع پر راضی ہو اور وہ تیرے امام ہونے پر راضی ہیں — پس
خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے تیرے ساتھ محبت کی — اور
تیرے بارے میں سچ بولا — تو ایسے لوگ جنت میں تیرے پڑوسی اور
تیرے رفیق ہوں گے — اور جس (بد بخت) نے تجھ سے بغض رکھا اور
تیرے بارے میں جھوٹ بولا — تو اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کہ وہ ایسے
لوگوں کو قیامت کے دن کذابوں (سب سے زیادہ جھوٹوں) کی صف میں
کھڑا کرے۔

(تاریخ دمشق الکبیر امام ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۱۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی سن اشاعت ۱۴۰۰ء)

حدیث نمبر ۲۹۸

علی خیر الناس

نوٹ: — مندرجہ ذیل احادیث — خیر البشر — کے عنوان کے تحت —
دو حدیثیں گزشتہ صفحات میں — کنوز الحقائق کے حوالے سے بیان ہو چکی ہیں — امام
مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس ترتیب سے احادیث بیان فرمائی ہیں، ان میں رایوں کے
ساتھ حدیث نہیں رقم فرمائیں، — یہاں امام ابن عساکر کی تاریخ دمشق الکبیر — کے

حوالے سے اور راویوں کے نام کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَقُلْ عَلِيٌّ خَيْرُ النَّاسِ فَقَدْ كَفَرَ

جو علی کو تمام لوگوں سے بہتر نہیں کہتا بیشک اس نے کفر کیا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۲۸۴ حدیث نمبر ۹۷۲۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۸۷ حدیث نمبر ۳۳۰۳۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت سن اشاعت ۱۹۹۸ء)

حدیث نمبر ۲۹۹

علی خیر البشر

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ مَنْ أَبِي فَقَدْ كَفَرَ .

علی خیر البشر ہیں، جس نے انکار کیا اس نے کفر کیا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۲۸۴ حدیث نمبر ۹۷۲۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۱ء)

حدیث نمبر ۳۰۰

علی افضل

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ فَمَنْ شَكَ فَقَدْ كَفَرَ

علیٰ بشروں سے افضل ہیں، جس نے شک کیا اس نے کفر کیا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۲۸۵ حدیث نمبر ۹۷۳۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۴۰۰ھ)

حدیث نمبر ۳۰۱

علیٰ خیر البشر ہیں، اس میں کوئی شک نہیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ، لَا يَشُكُّ فِيهِ إِلَّا مُنَافِقٌ

علیٰ خیر البشر ہیں، اس میں منافق کے سوا کوئی شک نہیں کرے گا۔

(تاریخ دمشق الکبیر (ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۸۵ حدیث نمبر مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان سن اشاعت

۱۴۰۰ھ)

حدیث نمبر ۳۰۲

علیٰ خیر البریۃ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے مولا علیٰ کے بارے میں سوال کیا گیا — تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ذَاكَ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ لَا يَبْغِضُهُ إِلَّا كَافِرٌ

وہ (علیٰ) تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ اس سے سوائے کافر کے کوئی بغض نہیں

رکھتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۲۵۸ حدیث نمبر مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان سن اشاعت ۱۴۰۰ھ)

ذاک خیر البشر

حضرت ابو زبیر سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ میں نے حضرت جابر کی خدمت میں عرض کیا — کہ علی کا تمہارے درمیان کیا مقام تھا — تو انہوں نے جواب دیا۔

ذَاكَ مِنْ خَيْرِ الْبَشَرِ، مَا كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا
آيَاهُ

وہ تمام بشریت سے بہتر ہیں — ہم منافقوں کو صرف ان (علی) سے بغض رکھنے کی وجہ سے ہی پہچانتے تھے —

(فضائل الصحابة (امام احمد بن حنبل) ج ۲ ص ۲۷۲ مطبوعہ جامعہ القرطبي مكة المكرمة سن اشاعت ۱۹۸۳ء)

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۳۵ ص ۲۸۶ حدیث ۹۷۳۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان)

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ میں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے — مولا علی کے بارے میں سوال کیا — تو مائی صاحبہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

ذَاكَ خَيْرُ الْبَشَرِ لَا يَشُكُّ فِيهِ إِلَّا كَافِرٌ

وہ (علی) تمام بشریت سے بہتر و افضل ہیں اس بات میں سوائے کافر کے

کوئی شک نہیں کرتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۲۸۶ حدیث نمبر ۹۷۳۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۳۰۵

شریک بن عبد اللہ فرماتے ہیں

حضرت شریک بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ فَمَنْ أَبِي فَقَدْ كَفَرَ

علی خیر البشر ہیں۔ پس جس نے اس بات سے انکار کیا اس نے کفر کیا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۲۸۲ حدیث نمبر مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۶۷ حدیث نمبر ۳۳۰۴۲)

خیال رہے: — کہ اس سلسلے کی مختلف احادیث — مختلف شخصیات کے بارے

میں کتب احادیث شریفہ میں پائی جاتی ہیں — مثلاً یہ حدیث — جسے علامہ ابن حجر مکی نے ”الصواعق المحرقة“ کے صفحہ نمبر ۶۹ پر لکھی ہے۔

أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا

کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ انبیاء کے علاوہ تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔

اس قسم کی روایات سے مقصود فضائل کا اظہار ہوتا ہے — اور ایک شخص کی فضیلت

سے — دوسرے شخص کی فضیلت کی نفی نہیں ہوتی — حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

جناب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”صدیق“ کہا — اور جناب علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو ”صدیق“ کہا — اس میں کسی کی صدیقیت کی نفی نہیں ہوتی — اس لئے اس میں

سیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

— غوغائے رقیباں سے صرف نظر کرتے ہوئے — معاندین اہل بیت رسول کے سینوں سے اٹھنے والے زہریلے دھوئیں سے چشم آبدیدہ کو بچاتے ہوئے — اور کوہ نلعلہ سے اٹھنے والی منحوس و مکروہ آوازوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے — عقیدت کے نوری چمنستان کو تازگی سے ہمکنار کرنے والی ایک حدیث شریف بیان کرنے جا رہا ہوں — جو اہل ایمان کے لئے باعث مسرت و شادمانی ہوگی — اور منافقین کے لئے سوہانِ روح اور ناگوار خاطر ہوگی —

حدیث مبارکہ یہ ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ۳۰۶

زہرا علیہا السلام — علی علیہ السلام — حسن علیہ السلام
— حسین علیہ السلام —

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ رَجَالِكُمْ عَلِيٌّ — وَخَيْرُ شَبَابِكُمْ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ
وَخَيْرُ نِسَائِكُمْ فَاطِمَةُ

تم سب مردوں میں سے علی بہتر ہیں — اور تمہارے جوانوں میں سے حسن و حسین افضل ہیں — اور تمہاری عورتوں میں سے زہراء و بتول افضل ہیں۔

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۸ حدیث نمبر ۳۴۱۸۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

○ — اہل بیت رسول علیہم السلام — اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
 اجمعین کی شان و عظمت — درجات و فضائل اور علم و فضل کو اپنی ناقص عقل کے میزان پر
 تولنے والے خود ساختہ محققین — اور فتویٰ فروش مفتیوں کی آگ برسائی ہوئی توپوں کو
 خاطر میں نہ لاتے ہوئے — اور اندیشہ سود و زیاں کی پروا نہ کرتے ہوئے — ایک
 حدیث شریف بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حدیث نمبر ۳۰۷

علم علی — نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — آپ فرماتے

ہیں۔

عِلْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ —
 وَعِلْمُ عَلِيٍّ مِنْ عِلْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَأَلِهِ) وَسَلَّمَ —
 وَعِلْمِي مِنْ عِلْمِ عَلِيٍّ — وَمَا عِلْمِي وَعِلْمُ الصَّحَابَةِ فِي
 عِلْمِ عَلِيٍّ إِلَّا كَقَطْرَةٍ فِي سَبْعَةِ أَبْحُرٍ

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم، اللہ تعالیٰ کے علم سے ہے — اور
 علی کا علم، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم سے ہے — اور میرا علم علی
 کریم کے علم سے ہے — میرا اور تمام صحابہ کرام کا علم، مولا علی کے علم کے
 مقابلے میں ایسے ہے، جیسے سات سمندروں کے سامنے ایک قطرہ ہو۔

(ینایع المودون، اول ص ۶۸ مطبوعہ مؤسسۃ الاعلیٰ للمطبوعات بیروت، لبنان (الطبعة الاولى فی استنبول) — اشرف المؤید

آل محمد ص ۸۱ مطبوعہ مصطفیٰ حلبي مصر)

— قارئین عظام! — گزشتہ صفحات میں علم علی المرتضیٰ سے متعلق کافی احادیث بیان ہوئیں — یہاں پر بھی چند احادیث سپرد قلم کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۳۰۸

نقطہ بائے بسم اللہ

شیخ قندوزی رحمۃ اللہ علیہ — الدر المنظمہ — (از ابو طلحہ حلبی شافعی) کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔

اعْلَمُ أَنَّ جَمِيعَ اسْرَارِ الْكُتُبِ السَّمَاوِيَّةِ فِي الْقُرْآنِ —
 وَجَمِيعُ مَا فِي الْقُرْآنِ فِي الْفَاتِحَةِ — وَجَمِيعُ مَا فِي
 الْفَاتِحَةِ فِي الْبَسْمَلَةِ — وَجَمِيعُ مَا فِي الْبَسْمَلَةِ فِي بَاءِ
 الْبَسْمَلَةِ — وَجَمِيعُ مَا فِي بَاءِ الْبَسْمَلَةِ فِي النُّقْطَةِ الَّتِي
 تَحْتَ الْبَاءِ — قَالَ الْإِمَامُ عَلِيُّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ — أَنَا
 النُّقْطَةُ الَّتِي تَحْتَ الْبَاءِ

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمام آسمانی کتابوں کے راز و اسرار قرآن مجید میں موجود ہیں — اور تمام قرآن کے علوم سورہ فاتحہ میں موجود ہیں — اور فاتحہ کے تمام علوم و اسرار بسم اللہ شریف میں ہیں — اور تمام بسم اللہ کے علوم بسم اللہ کی باء میں ہیں — اور بسم اللہ کی باء کے تمام علوم و اسرار بسم اللہ شریف کے نیچے والے نقطہ میں موجود ہیں — امام علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں — کہ میں وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ شریف کی باء ”ب“ کے

نیچے موجود ہے۔

(ینایح المودّۃ ج اول باب ۱۴ ص ۲۸ مطبوعہ بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۳۰۹

اسرارِ بائے بسم اللہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

أَخَذَ بِيَدِي الْإِمَامُ عَلِيُّ لَيْلَةً مُقَمَّرَةً فَخَرَجَ بِي إِلَى الْبَقِيعِ بَعْدَ
الْعِشَاءِ — وَقَالَ: — أَقْرَأُ يَا عَبْدَ اللَّهِ. فَقَرَأْتُ —
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ — فَتَكَلَّمْتُ لِي فِي اسْرَارِ الْبَاءِ
إِلَى بُرُوعِ الْفَجْرِ

کہ امام علی، ایک چاندنی رات کو عشاء کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت
البقیع کی طرف لے گئے — اور فرمایا — اے عبداللہ! پڑھو! —
فرماتے ہیں میں نے ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ کی تلاوت کی۔ تو
آپ مجھے صبح کے طلوع ہونے تک — حرف باء — کے اسرار و رموز

کے بارے میں بتاتے رہے۔ (ینایح المودّۃ ج اول ص ۱۲۸ مطبوعہ بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۳۱۰

وارثِ علومِ انبیاء و المرسلین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے

فرمایا:

سَلُونِي عَنْ اسْرَارِ الْغُيُوبِ فَإِنِّي وَاَرِثُ عُلُومَ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ .

کہ مجھ سے غیب کے رازوں کے بارے میں پوچھ لو! — اس لئے کہ میں
نبیوں اور رسولوں کے علوم کا وارث ہوں۔

(ینایع المودۃ ج اول ص ۱۳۸ باب ۱۴ مطبوعہ بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۳۱۱

نبی کریم ﷺ نے علی کرم اللہ وجہہ کو وہ تمام علوم سکھا دیئے
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — فرماتے ہیں
— کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا — کہ جبریل علیہ السلام جنت کا
ایک قالین میرے پاس لائے — اور میں اس پر بیٹھ گیا —

فَلَمَّا صِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَبِّي كَلَّمَنِي وَنَاجَانِي فَمَا عَلَّمْتَنِي شَيْئًا
إِلَّا عَلَّمْتُهُ عَلِيًّا — فَهُوَ بَابُ عِلْمِي — ثُمَّ دُعَاءُ إِلَيْهِ
— فَقَالَ — يَا عَلِيُّ سَلْمَكَ، سَلِمِي وَحَرْبُكَ حَرْبِي
وَأَنْتَ الْعَلَمُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ أُمَّتِي

جب میں اپنے پروردگار کی خدمت میں حاضر ہوا — تو اس نے مجھ سے
کلام فرمایا — اور مجھ سے سرگوشیاں فرمائیں، (یعنی راز کی باتوں سے
آگاہ فرمایا) جو بھی علوم مجھے عطا ہوئے — وہ میں نے علی کو سکھا دیئے ہیں
— تو وہ (علی) میرے علم کا دروازہ ہے — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے پھر علی کو اپنے پاس بلایا — اور فرمایا — اے علی! تیری صلاح میری صلاح

ہے — تیری جنگ میری جنگ ہے — اور تم میرے اور میری امت

کے درمیان نشان ہو۔ (ینایع المودۃ باب ۱۴ ص ۶۹ مطبوعہ بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۳۱۲

قرآنِ ناطق

شیخ قندوزی نے مناقب کے حوالے سے لکھا ہے — کہ جنگ صفین کے دن جب اہل شام نے قرآن کو حکم بنانے کا ارادہ فرمایا — تو امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا —

”أَنَا الْقُرْآنُ النَّاطِقُ“

میں خود قرآنِ ناطق ہوں۔

(یعنی بولنے والا قرآن ہوں)۔ (ینایع المودۃ باب ۱۴ ج اول ص ۶۸ مطبوعہ بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۳۱۳

گوہ کی بیعت اور علم علی رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین مولا علی کے کاتب حضرت اصبح بن نباتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ ہمیں ہمارے مولا نے اپنے ساتھ کوفہ سے مدائن کی طرف جانے کا حکم فرمایا — ہم اتوار کے دن روانہ ہوئے — عمر بن حریت سات آدمیوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا — یہ لوگ بھی اتوار کو ہی چلے تھے، یہ لوگ حیرہ کے مکان میں ٹھہر گئے، جس کو — خورنق — کہتے ہیں — ان لوگوں نے کہا کہ ہم یہاں سیر و تفریح کریں گے — اور یہاں بدھ کے روز چل کر — جمعہ کی نماز سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مل جائیں گے۔

جب یہ لوگ کھانا کھا رہے تھے — کہ ایک گوہ نکل آئی جس کو ان لوگوں نے شکار کر لیا — عمر بن حریت نے گوہ کو پکڑ کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا — اور ان حضرات سے کہا۔

يَا يَعْزَابُ لِهَذَا، هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

اس کی بیعت کرو! یہ امیر المؤمنین ہیں۔

سات آدمیوں نے گوہ کی بیعت کی — اور عمر بن حریت بیعت کرنے والوں میں آٹھواں آدمی تھا۔

(خیال رہے کہ — گوہ — ایک صحرائی جانور ہے، جو چھپکلی کے مشابہ ہوتا ہے)

جب یہ لوگ مدائن میں وارد ہوئے — حضور مولائے کائنات نے ان لوگوں کی

طرف دیکھا — اور فرمایا — اے لوگو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک ہزار (باطنی) باتوں کی تعلیم دی۔

فِي كُلِّ حَدِيثِ أَلْفِ بَابٍ — وَفِي كُلِّ بَابٍ أَلْفٌ مِفْتَاحٍ

— وَإِنِّي أَعْلَمُ بِهَذَا الْعِلْمِ —

اور ہر بات میں ایک ہزار دروازے تھے — اور ہر دروازے کی ایک ہزار

کنجیاں تھیں — بے شک میں اس علم کو جانتا ہوں۔

فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

— کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

جس دن (قیامت کے دن) ہم انسانوں کے ہر طبقہ کو اپنے امام کے ساتھ

بلائیں گے۔ (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۱)

مولا علی المرتضیٰ نے فرمایا —

وَإِنِّي أَقْسِمُ لَكُمْ بِاللَّهِ لَيَبْعَثَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَمَانِيَةَ نَفَرٍ بِأَمَامِهِمْ

وَهُوَ ضَبٌّ — وَلَوْ شِئْتَ أَسْمِيهِمْ

میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ قیامت کے دن آٹھ آدمی اپنے

امام کے ساتھ اٹھائے جائیں گے — اور وہ (ان کی امام) گوہ ہوگی —

اور اگر میں چاہوں — تو ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں —

جناب اصبح بن نباتہ فرماتے ہیں — کہ میں نے عمر بن حریت کو دیکھا کہ وہ (علی

کے) رعب جلال — اور (اپنی حرکت پر) شرمندگی کی وجہ سے گر پڑا تھا۔

(ینابیح المودۃ ج اول ص ۷۰ مطبوعہ موسسۃ العلمی للمطبوعات بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۳۱۲

مدینہ ہدایت

کاتب علی جناب اصبح بن نباتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ جب

امیر المؤمنین علی علیہ السلام مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے

ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جسے ابوسعید خدری نے آخر تک بیان کیا ہے — حضرت مولا مرتضیٰ

کرم اللہ وجہہ نے اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا — اے میرے بیٹے منبر پر

کھڑے ہو کر کچھ بیان کرو! — امام حسن منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و صلوات کے بعد

ارشاد فرمایا — اے لوگو! میں نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے

سنا —

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بِأَبْهَا وَهَلْ تَدْخُلُ الْمَدِينَةَ إِلَّا مَنْ بِأَبْهَا

کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے اور شہر میں دروازے سے داخل ہونا پڑتا ہے۔

یہ فرمانِ رسول بیان کر کے امام حسن منبر سے نیچے تشریف لے آئے — پھر مولا علی نے اپنے فرزندِ عالی مرتبت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا —

فَاَصْحِدِ الْمُنْبِرَ وَتَكَلَّمْ

اٹھو! اور منبر پر جا کر بیان کرو۔

امام حسین منبر پر تشریف فرما ہوئے — اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور رسولِ خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا — اور فرمایا — اے لوگو! میں نے اپنے جدِ امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

إِنَّ عَلِيًّا مَدِينَةٌ هُدًى — مَنْ دَخَلَهَا نَجَا — وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ

بے شک علی ہدایت کا شہر ہیں — جو اس میں داخل ہو گیا وہ نجات پا گیا — اور جو اس سے باہر ہا وہ ہلاک ہو گیا —

یہ کہہ کر امام حسین علیہ السلام منبر سے نیچے اتر آئے — پھر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمَا وَلَدَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
وَوَدِيعَتُهُ الَّتِي اسْتَوَدَّ عَنْهُمَا عَلَى أُمَّتِهِ — وَسَائِلٌ عَنْهُمَا

اے لوگو! یہ دونوں (حسن و حسین) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ہیں — اور یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت

ہیں — میں ان دونوں کو اُمت کے سپرد کرتا ہوں اور ان دونوں سے متعلق سوال کرنے والا ہوں۔ (ینایع المودّۃ ج اول ص ۱۷ مطبوعہ بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۳۱۵

جنت کے شہر کا دروازہ علی ہے

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا مَدِينَةُ الْجَنَّةِ وَأَنْتَ بَابُهَا — يَا عَلِيُّ كَذِبٌ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ

يَدْخُلُهَا مِنْ غَيْرِ بَابِهَا

میں جنت کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو — اے علی! وہ شخص جھوٹا ہے،

جس نے یہ گمان کیا یہ کہ وہ داخل ہو جنت میں بغیر اس دروازے کے۔

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۸۹، مطبوعہ بیروت، لبنان)

○ — شیخ قندوزی نے مندرجہ بالا حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۶

بہشت کا شہر اور اس کا دروازہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا مَدِينَةُ الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا — فَمَنْ أَرَادَ الْجَنَّةَ فَلْيَأْتِهَا

میں جنت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں — جو شخص جنت میں داخل

ہونے کا ارادہ کرے تو وہ دروازے سے ہو کر آئے۔

(ینایع المودّۃ ج اول ص ۱۷ مطبوعہ بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۳۱

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

مولا علی سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

يَا عَلِيُّ! اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَاَنْتَ بَابُهَا — كَذِبَ مَنْ زَعَمَ اَنَّهُ
يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ بِغَيْرِ الْبَابِ — قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَاَتُوا
الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَا (پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۹)

اے علی! میں علم کا شہر ہوں — اور تم اس کا دروازہ ہو — جو شخص یہ خیال
کرتا ہے کہ وہ شہر میں دروازے کے بغیر داخل ہوگا — وہ جھوٹا ہے —
اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرمان ہے (کہ گھروں میں دروازوں سے آیا کرو!)

(ینایع المودّۃ ج اول ص ۱۷، مطبوعہ بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۳۱۸

جب قیامت کا دن ہوگا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔

اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُوتَى بِكَ يَا عَلِيُّ بِسَرِيرٍ مِّنْ نُورٍ وَعَلَى
رَأْسِكَ تَاجٌ قَدْ أَضَاءَ نُورُهُ وَكَأَدَ يَخْطِفُ أَبْصَارَ أَهْلِ الْمُؤَقِّفِ

فِيَا تِي النَّدَاءِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ — أَيْنَ وَصِيُّ مُحَمَّدٍ
رَسُولِ اللَّهِ فَتَقُولُ هَا أَنَاذَا — فَيُنَادِي الْمُنَادِي أَدْخِلْ مَنْ
أَحَبَّكَ الْجَنَّةَ — وَأَدْخِلْ مَنْ عَادَاكَ فِي النَّارِ — فَأَنْتَ
قَسِيمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ —

جب قیامت کا دن ہوگا — اے علی! تمہارے لئے ایک نور کا تخت لایا
جائے گا اور تمہارے سر پر ایک تاج ہوگا — جس کی ضیاء باریوں سے اہل
محشر کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی — اللہ جل جلالہ کی طرف سے ایک
آواز بلند ہوگی — ”محمد رسول اللہ“ — کے وصی کہاں ہیں؟ ”اے
علی!“ تم کہو گے کہ میں یہاں موجود ہوں — تو منادی ندا دے گا —
جو تم سے محبت رکھتا ہے اسے جنت میں داخل کر دو — اور جو تم سے دشمنی
رکھتا تھا — اسے دوزخ میں ڈال دو۔ (اے علی!) تم جنت اور دوزخ کو
تقسیم کرنے والے ہو۔ (بیان بیع المودۃ باب ۱۶ ج ۱ اول ص ۸۱، بیروت)

حدیث نمبر ۳۱۹

جنت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! إِنَّكَ قَسِيمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ أَنْتَ تَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ —

وَتَدْخُلُهَا أَحْبَاءَكَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اے علی! تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو، تم جنت کا دروازہ

تختاؤ گے — اور اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل

کرو گے۔ (بیان المودۃ باب ۱۸ ج اول ص ۸۱ مطبوعہ بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۳۲۰

اراکین شوریٰ سے پوچھا

حضرت ابو شیبہ عامر بن واثلہ کنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ منولا

علیٰ کرم اللہ وجہہ نے شوریٰ کے موقع پر — ایک طویل حدیث مقدس بیان فرمائی —
اور مجلس شوریٰ سے فرمایا۔

فَسَأْنَشِدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ — قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ (وَالِدِهِ) وَسَلَّم أَنْتَ قَسِيمُ النَّارِ وَالْجَنَّةِ، غَيْرِي —

قَالُوا أَللَّهُمَّ لَا .

میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں — کہ تم میں کوئی ایسا شخص

موجود ہے — جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

میرے سوا فرمایا ہو — کہ تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو —

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا

”اللَّهُمَّ لَا“ — یقیناً نہیں ہے۔ (بیان المودۃ ج اول ص ۸۲ باب ۱۸)

حدیث نمبر ۳۲۱

علیٰ کے منہ میں لعابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ حضرت سیدنا

ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جناب علی کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال رہے ہیں۔ حضرت ابوطالب نے کہا۔

مَا هَذَا يَا ابْنَ أَخِي

اے میرے بھائی کے بیٹے یہ کیا ہے۔

حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِيمَانٌ وَحِكْمَةٌ

یہ ایمان اور حکمت ہے۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔

يَا بَنِيَّ انصُرْ ابْنَ عَمِّكَ وَاِزْرَهُ

اے میرے بیٹے اپنے چچا کے بیٹے کی مدد کر اور اس کے وزیر بنے رہو۔

(بیانج المودة ج اول ص ۱۷ مطبوعہ بیروت)

حدیث نمبر ۳۲۱

اس کو ہر خطیب زبانی یاد کرے

مولائے اسلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس دن ارشاد فرمایا جس دن خیبر فتح ہوا — اور فرمایا —

اگر میری امت کے لوگ تمہارے بارے میں وہ بات نہ کہتے جو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ

السلام بن مریم علیہا السلام کے متعلق کہتے ہیں — تو میں آج تمہارے حق میں ایسی بات

کہتا کہ تم مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتے — تو وہ تمہارے قدموں کی

مٹی اور تمہارے وضو کے بچے ہوئے پانی کو اٹھا لیتے — اور اس سے شفا حاصل کرتے

— لیکن تمہارے لئے میرا یہ امر ہی کافی ہے۔

أَنْ تَكُونَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ — تَرْتِنِي وَأَرْتِكَ — وَأَنْتَ مِنِّي
بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي — أَنْتَ
تَوَدِّي دِينِي — وَتُقَاتِلُ عَلَيَّ سُنَّتِي — وَأَنْتَ فِي الْآخِرَةِ
أَقْرَبُ النَّاسِ مِنِّي — وَأَنْتَ غَدًا عَلَيَّ الْحَوْضِي خَلِيفَتِي
— تَذُودُ عَنْهُ الْمُنَافِقِينَ — وَأَنْتَ أَوَّلُ مَنْ يَرْضُ عَلَيَّ
الْحَوْضَ — وَأَنْتَ أَوَّلُ دَاخِلٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ أُمَّتِي —
وَإِنَّ شَيْعَتَكَ عَلَيَّ مَنَابِرٍ مِنْ نُورٍ رَوَاءَ مَرَوِيِّنَ مُبَيَّضَةً وَجُوهَهُمْ
حَوْلِي — أَشْفَعُ لَهُمْ فَيَكُونُونَ غَدًا فِي الْجَنَّةِ جِيرَانِي
— وَإِنَّ عَدُوَّكَ غَدًا ظَمَاءٌ مُطْمَئِنِّينَ، مُسَوَّدَةٌ وَجُوهُهُمْ
مُقْمَحِينَ — حَرْبُكَ حَرْبِي — وَسَلْمُكَ سَلَمِي —
وَسِرُّكَ سِرِّي وَعَلَانِيَتُكَ عَلَانِيَتِي — وَسَرِيرَةُ صَدْرِكَ
كَسَرِيرَةِ صَدْرِي — وَأَنْتَ بَابُ عِلْمِي — وَإِنَّ وَلَدَكَ
وَلَدِي — وَلَحْمُكَ لَحْمِي — وَدَمُّكَ دَمِي — وَإِنَّ
الْحَقَّ مَعَكَ — وَالْحَقُّ عَلَيَّ لِسَانَكَ وَفِي قَلْبِكَ وَبَيْنَ
عَيْنَيْكَ — وَالْإِيمَانُ مُخَالِطُ لَحْمِكَ وَدَمِّكَ، كَمَا خَالَطَ
لَحْمِي وَدَمِي، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَنِي أَنْ أُبَشِّرَكَ أَنَّكَ
وَعِزَّتِكَ فِي الْجَنَّةِ — وَإِنَّ عَدُوَّكَ فِي النَّارِ —
(يَا عَلِيُّ) — لَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضِي مُبْغِضٌ لَكَ — وَلَا

يُغِيْبُ عَنْهُ مَوْجِبُ لَكَ

یہ کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں — تم میرے وارث ہو اور میں تمہارا وارث ہوں — تم میرے لئے اس مقام پر ہو جس مقام پر ہرون ہوا کے لئے تھے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا — تم میرے قرض کو پورا کرو گے — اور تم میری سنت پر جنگ کرو گے — اور تم آخرت میں سب لوگوں سے زیادہ میرے قریب ہو گے — اور قیامت کے دن خوش پر میرے خلیفہ ہو گے — اس سے منافقوں کو دور رکھو گے — اور تم خوش بوٹر پر سب سے پہلے میرے پاس آؤ گے — اور تم میری نعمت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ہو گے — اور بے شک تمہاری جماعت نور کے چہوتروں پر میرا رب ہوگی — میرے پاس ان کے چہرے تابناک ہوں گے — میں ان کی شفاعت کروں گا — اور جنت میں میرے پڑاؤں ہوں گے — اور بے شک تمہارے دشمن کل قیامت کے دن پیاس کی شدت میں بہتو ہوں گے اور ان کے چہرے سیاہ اور بد صورت ہوں گے — اور ان کے عمل اور تمہارے ساتھ جنگ کرنے والوں، میرے ساتھ جنگ کرنے والے — اور تم سے صلح رکھنے والے کی مجھ سے صلح ہے — اور تیرا زادہ میرا زادہ ہے — اور تیرا خا بر، میرا خا بر ہے — اور تیرے دل کی بات، میرے دل کی بات ہے — تو میرے نعم کا دروازہ ہے — اور بے شک تمہارے بیٹے میرے بیٹے ہیں — اور تیرا گوشت میرا گوشت ہے — اور تیرا خون

میرا خون ہے — اور بے شک حق تمہارے ساتھ ہے — اور حق تمہاری زبان پر ہے — اور حق تمہارے دل میں اور تمہاری آنکھوں کے درمیان ہے — اور ایمان تمہارے گوشت اور خون میں اس طرح ملا ہوا ہے جس طرح میرے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے — اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں خوشخبری دوں — کہ تم اور تمہاری اولاد و عزت جنتی ہے — اور تمہارا دشمن دوزخی ہے — اور (اے علی!) تجھ سے بغض رکھنے والا میرے پاس حوض کوثر پر نہیں آئے گا، — اور تجھ سے محبت رکھنے والا، حوض کوثر سے غائب نہیں ہوگا —

مولانا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

فَخَرَرْتُ لَهُ سُبْحَانَهُ تَعَالَى سَاجِدًا وَحَمِدْتُهُ عَلَيَّ مَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيَّ، مِنَ الْإِسْلَامِ وَالْقُرْآنِ وَحَبِيبِي إِلَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر پڑا — اور میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی کہ اس نے مجھے اسلام اور قرآن کے انعام سے نوازا اور مجھے خاتم الانبیاء اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب بنایا۔

(المناقب للخواجہ ارزمی ص ۱۲۹ مطبوعہ مؤسسۃ النشر الاسلامی قم ایران — بیانچ المودۃ ج اول ص ۶۱/۶۲ مطبوعہ بیروت، لبنان)

○ — مندرجہ بالا حدیث مبارکہ اپنے اندر فضیلت و مرتبت کا ایک پورا جہاں بسائے ہوئے ہے — سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن امور کی طرف اشارے فرمائے ہیں — کہ اگر میری امت کے لوگ وہ نہ کہنا شروع کر دیں جو نصاریٰ جناب عیسیٰ بن

مریم کے بارے میں کہتے ہیں، تو میں آج تمہاری حقیقی عظمت و شان اور تمہاری فضیلت، تمہاری مرتبت کو اس طرح آشکارا کر دیتا کہ لوگ تیرے تلوؤں کے نیچے آنے والے خاک کے ذرّوں کو اٹھا کر اس سے شفا حاصل کرتے — اور تمہارے وضو کے پانی کے ہر قطرے کو اٹھا کر اپنے چہروں پر مل لیتے — اور اس سے شفا حاصل کرتے — لیکن تمہارے لئے یہی بات کافی ہے کہ — تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں —

اگر خطیبانِ اسلام اس حدیث شریف پر غور فرمائیں تو اس کا ہر جملہ اپنے اندر ایک

پوری تقریر رکھتا ہے۔

نوٹ: مولا علی از روئے حدیث کے عنوان کے تحت تین سو تیرہ احادیث درج

کرنے کا ارادہ تھا — لیکن کتب حدیث میں شانِ علی میں اتنی زیادہ احادیث ہیں کہ کچھ

مزید احادیث درج کرنے کو جی چاہتا ہے۔

بڑھا اور دردِ نہاں رکتے رکتے

میں پہنچا کہاں سے کہاں رکتے رکتے

ابھی چشمِ گریاں کو رہنے دے نا صح!

رُکے گا یہ سیلِ رواں رکتے رکتے

حدیث نمبر ۳۲۳

علی کی زبان سے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — کہ میں نے رسول

مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (اس وقت) فرماتے ہوئے سنا (جس وقت) کسی شخص نے

آپ کی خدمت میں سوال کیا — کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات کس زبان میں گفتگو

فرمائی — رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

خَاطَبَنِي رَبِّي بِلُغَةِ عَلِيٍّ — وَالْهَمْنِي أَنْ قُلْتُ يَا رَبِّ
خَاطَبْتَنِي أَنْتَ، أَمْ عَلِيٌّ؟ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَنَا شَيْءٌ لَا كَالْأَشْيَاءِ
وَلَا أَقَاسُ بِالنَّاسِ وَلَا أُوصَفُ بِالشُّبُهَاتِ خَلَقْتُكَ مِنْ نُورِي
— وَخَلَقْتُ عَلِيًّا مِنْ نُورِكَ وَأَطَّلَعْتُ عَلَى قَلْبِكَ فَلَمْ أَجِدْ
فِي قَلْبِكَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ عَلِيٍّ فَخَاطَبْتُكَ بِلِسَانِهِ كَمَا يَطْمَئِنُّ
قَلْبُكَ

کہ میرے رب نے میرے ساتھ علی علیہ السلام کی زبان میں گفتگو فرمائی
تھی، اور مجھے اس کا الہام فرمایا — کہ میں یہ بات عرض کروں، کہ اے
میرے رب! — آپ مجھ سے گفتگو فرما رہے ہیں — یا علی؟ —
(میرے ساتھ گفتگو کر رہا ہے) — اللہ تعالیٰ نے فرمایا — یا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم! میں ایک ایسی شے ہوں جو دوسری چیزوں کی مثل نہیں ہوں
— میرا لوگوں کے ساتھ قیاس نہیں ہو سکتا، میرا وصف شبہات سے بیان
نہیں ہو سکتا — میں نے تمہیں اپنے نور سے پیدا کیا ہے — اور علی کو
تمہارے نور سے پیدا کیا ہے — اور میں نے تمہارے دل کی طرف (اپنی
شان کے مطابق) نظر شفقت و رحمت فرمائی — تو تمہارے دل میں علی کی
محبت سے بڑھ کر کسی کی محبت نہ تھی — تو میں نے تمہارے ساتھ علی کی
زبان و ”لہجہ“ میں گفتگو فرمانا مناسب جانا — تاکہ تمہارا دل مطمئن ہو۔

(المنائب للخواجہ ارزی (موفق بن احمد بن محمد کی حنفی ص ۷۸ مطبوعہ موسسۃ النشر الاسلامی قم ایران ینایج المنوۃ) (شیخ سلیمان
بن شیخ ابراہیم، حنفی نقشبندی قندوزی مشق اعظم قسطنطنیہ)

علامہ قندوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے تحت حضرت خواجہ فریدین عطار
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک شعر لکھا ہے۔

فرماتے ہیں۔

مصطفیٰ ارسارِ حق ازولے شنفت

ہم از او بشنودہم با او بگفت

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے اللہ تعالیٰ کے راز علی کرم اللہ وجہہ

کی زبان سے سنے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

حدیث نمبر ۳۲۴

ربوبیت — نبوت — ولایت

حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا قَبَضَ اللَّهُ نَبِيًّا حَتَّىٰ أَمَرَهُ أَنْ يُوصِيَ إِلَىٰ أَفْضَلِ عَشِيرَتِهِ مِنْ

عَصَبَةٍ — وَأَمَرَنِي أَوْصِيَ إِلَىٰ ابْنِ عَمِّكَ عَلِيٍّ أَتْبَتَهُ فِي

الْكِتَابِ السَّابِقَةِ وَكَتَبْتُ فِيهَا أَنَّهُ وَصِيكَ وَعَلَىٰ ذَلِكَ أَخَذْتُ

مِيثَاقَ الْخَلَائِقِ وَمِيثَاقَ أَنْبِيَائِي وَرُسُلِي — وَأَخَذْتُ

مَوَائِقَهُمْ لِي بِالرَّبُّوبِيَّةِ — وَلَكَ يَا مُحَمَّدُ بِالنَّبُوءَةِ —

وَبِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِالْوَلَايَةِ وَالْوَصَايَةِ

کہ جب کسی کا وصال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پیغمبر کو اس امر کا حکم دیتا ہے — کہ وہ اپنے عصبہ کے رشتہ داروں میں سے افضل و اعلیٰ شخص کے متعلق وصیت فرمائے — اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے — کہ تم اپنے چچا کے بیٹے علی کے بارے میں وصیت کرو — میں نے اس بات کو کچھلی (آسمانی) کتابوں میں لکھ دیا ہے — اور میں نے ان کتابوں میں لکھ دیا ہے کہ علی تمہارے وصی ہیں — میں نے تمام مخلوق سے — تمام نبیوں اور رسولوں سے اس بات کا عہد لیا ہے — اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) — میں نے ان تمام لوگوں سے اپنی ربوبیت — تمہاری نبوت — اور — علی ابن ابی طالب کی ولایت و وصایت کا عہد لیا ہے۔

(ینایع المودۃ ج اول ص ۸۰ مطبوعہ موسسۃ الانامی بیروت) (بیروت، لبنان الطبعة الاولى فی استنبول ترکی)

حدیث نمبر ۳۲۵

بیت المعمور میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — لَمَّا عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ — جب میں (شب معراج) آسمان کی طرف گیا — اور جب میں جبریل کے ساتھ چوتھے آسمان پر پہنچا — تو میں نے وہاں ایک مکان دیکھا جو سرخ یا قوت کا بنا ہوا تھا — جبریل نے عرض کیا۔

هَذَا الْبَيْتِ الْمَعْمُورُ فَمَنْ يَأْتِيهِ فَصَلِّ إِلَيْهِ

یہ بیعت المعمور ہے یا مصطفیٰ! اٹھو! اور اس میں نماز ادا فرماؤ۔

حضور فرماتے ہیں — اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کو میرے پیچھے ایک صف میں جمع کر دیا — میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی — اور جب میں نماز کا سلام کہہ چکا، تو میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پیغام پہنچا۔

يَا مُحَمَّدُ رَبُّكَ يَقْرُوكَ السَّلَامَ

یا محمد تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے۔

اور تمہیں یہ حکم مرحمت فرماتا ہے — کہ ان رسولوں سے پوچھو! کہ یہ تم سے پہلے کس بات پر رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

قُلْتُ مَعَاشَرَ الرُّسُلِ عَلَى مَاذَا بَعَثَكُمْ رَبِّي قَبْلِي —

میں نے کہا — اے گروہ رسول! تمہیں مجھ سے پہلے رب تعالیٰ نے کس بات کے لئے بھیجا تھا۔

فَقَالَتِ الرُّسُلُ، عَنْ نُبُوتِكَ وَوَلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ —
وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى — (وَسئَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا)

(پ ۲۵ سورۃ زخرف آیت نمبر ۲۵)

رسولوں نے کہا (یا محمد) آپ کی نبوت اور علی ابن ابی طالب کی ولایت کی خاطر۔ اور اسی امر کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی دلالت کرتا ہے ”آپ پوچھئے ان سے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا۔“

(ینایع المودۃ ج اول ص ۸۰ باب ۱۵ — بیروت المناقب للخوازمی ص ۳۱۲ — قم — ایران)

جنت اور دوزخ کی چابیاں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ أَعْطَانِي مَفَاتِيحَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَقَالَ يَا

سَلْمَانَ قُلْ لِعَلِّي إِنْكَ تَخْرُجُ مَنْ تَشَاءُ وَتَدْخُلُ مَنْ تَشَاءُ

کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے جنت اور دوزخ کی چابیاں عطا فرمائی ہیں۔

اے سلمان رضی اللہ عنہ! علی سے کہہ دو کہ بیشک تم جس کو چاہو گے داخل کرو

گے اور جس کو چاہو گے نکالو گے۔ (بیانج المودۃ ج ۲ ص ۸۱)

حدیث نمبر ۳۲۷

قیامت کے دن منبر اور کنجیاں

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے — کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ بَخَّ بَخَّ مِنْ مِثْلِكَ وَالْمَلَائِكَةُ تَشْتَاقُ إِلَيْكَ وَالْجَنَّةُ لَكَ

— فَإِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُنْصَبُ لِي مِنْبَرٌ مِّنْ نُورٍ وَلَكَ مِنْبَرٌ

مِّنْ نُورٍ وَلَا بُرَاهِيمَ مِنْبَرٌ مِّنْ نُورٍ وَلَكَ مِنْبَرٌ مِّنْ نُورٍ فَتُجْلِسُ

عَلَيْهِ، وَإِذَا مُنَادِينَا دَىٰ بَخَّ بَخَّ مِنْ وَصِي بَيْنَ حَبِيبٍ وَخَلِيلٍ ثُمَّ

أُوتِيَ بِمَفَاتِيحِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَأَدْفَعُهَا إِلَيْكَ

اے علی! مبارک ہو، تیری مانند کون؟ — فرشتے تیرے مشتاق ہیں —
 جنت تیرے لئے ہے — جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے لئے نور کا
 ایک منبر نصب ہوگا — اور تمہارے لئے بھی ایک نور کا منبر قائم کیا جائے
 گا — اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھی ایک نور کا منبر نصب کیا
 جائے گا — ہم اس پر بیٹھ جائیں گے — منادی ندا دے گا — وصی کو
 مبارک ہو، جو حبیب اور خلیل کے درمیان موجود ہیں — پھر مجھے جنت
 اور دوزخ کی کنجیاں دی جائیں گی۔ میں وہ کنجیاں (اے علی!) تمہارے
 سپرد کردوں گا۔

(بیانج المودۃ ج ۲ ص ۸۱)

حدیث نمبر ۳۲۸

لوگوں میں مثالِ علی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِثْلَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي النَّاسِ — مِثْلُ قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

فِي الْقُرْآنِ -

علی ابن ابی طالب کی مثال لوگوں میں ایسے ہے، جیسے سورۃ اخلاص کی قرآن

میں۔ (بیانج المودۃ ج ۲ ص ۵۹)

سفید اور سیاہ چہرے

علامہ سلیمان قندوزی رحمۃ اللہ علیہ علامہ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ — ”اعراف“ — جو پل صراط سے ایک بلند جگہ کا نام ہے — جس پر حضرت عباس — حضرت حمزہ — حضرت علی اور حضرت جعفر طیار علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے۔

يَعْرِفُونَ مُحِبِّيهِمْ بِبَيَاضِ الْوُجُوهِ — وَمُبْغِضِيهِمْ بِسَوَادِ
الْوُجُوهِ —

اور اپنے محبوں کو ان کے سفید چہروں کی وجہ سے پہچان لیں گے — اور اپنے ساتھی بغض رکھنے والوں کو ان کے سیاہ چہروں کی وجہ سے پہچان لیں گے۔ (ینایع المودۃ ج اول ص ۱۰۱)

علی کے ساتھ محبت رکھنے والا

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے — کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ حَسْبُكَ اَنْ لَيْسَ لِمُحِبِّكَ حَسْرَةٌ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَا وَحْشَةٌ
فِي قَبْرِهِ وَلَا فَرْعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اے علی! تمہارے لئے یہ بات کافی ہے کہ تجھ سے محبت رکھنے والے کو

مرتے وقت کوئی حسرت اور افسوس نہ ہوگا — اور نہ ہی قبر میں کوئی وحشت ہوگی — اور نہ ہی قیامت کے دن کوئی خوف ہوگا۔

حدیث نمبر ۳۳۱

بغیر حساب کے جنت میں

سید العرب مولا علی سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔
 يَا عَلِيُّ! إِنَّكَ تَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ وَتَدْخُلُهَا بِأَحْسَابٍ وَمَنْ كَانَ
 آخِرُ كَلَامِهِ الصَّلَاةُ عَلَيَّ، وَعَلَى عَلِيٍّ يُدْخِلُهُ ذَلِكَ الْجَنَّةِ
 اے علی! تم جنت کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ گے، تم جنت میں بغیر حساب کے
 داخل ہو گے — اور جس شخص کا (بوقت انتقال) آخری کلام مجھ پر اور علی
 پر درود بھیجنا ہوگا تو یہ امر اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ (بیانج المودۃ ج ۲ ص ۸۱)

حدیث نمبر ۳۳۲

دنیا اور آخرت میں ولی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم لوگ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے — آپ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے — اور فرمایا —

أَيُّهَا النَّاسُ هَذَا وَلِيِّكُمْ بَعْدِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَاحْفَظُوهُ يَعْنِي
 عَلِيًّا .

اے لوگو! یہ (علی) میرے بعد تمہارا دنیا اور آخرت میں ولی ہے، پس اس

بات کو یاد رکھو۔۔۔ یعنی علی کو۔۔۔ (بیانج المودہ ج ۲ ص ۸۱/۸۲)

حدیث نمبر ۳۳۳

اسلام میں پہلا رخنہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:

أَوَّلُ ثَلَمَةٍ فِي الْإِسْلَامِ مُخَالَفَةُ عَلِيٍّ

اسلام میں پہلا رخنہ علی (کرم اللہ وجہہ) کی مخالفت ہوگی۔

(بیانج المودہ ج ۲ ص ۸۲)

حدیث نمبر ۳۳۴

بغض علی یہودیت کی پیداوار ہے

حضرت مولا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ لَا يُبْغِضُكَ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَّا مَنْ كَانَ أَصْلُهُ يَهُودِيًّا .

اے علی! انصار میں سے تجھ سے کوئی بغض نہیں رکھے گا سوائے اس شخص کے

کہ جس کی اصل یہودیت ہوگی۔ (بیانج المودہ ج ۲ ص ۸۲)

حدیث نمبر ۳۳۵

مجھے علی عطا کیا

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے پہلی بار بیعت لی تھی — تو فرمایا — کہ میں تم سے اس طرح ”بیعت“ لے رہا ہوں — جس طرح مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے (اپنی اپنی امت سے بیعت) لی تھی۔

إِنْ تَحْفَظُونِي — وَتَسْتَعِينُنِي عَمَّا تَسْتَعِينُونَ أَنْفُسَكُمْ —
عَنْهُ وَتَسْتَعِينُوا عَلَيَّ بِنِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عَمَّا تَسْتَعِينُونَ أَنْفُسَكُمْ عَنْهُ
— وَتَحْفَظُونَهُ فَإِنَّهُ الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ يَزِيدُ اللَّهُ دِينَكُمْ —
وَإِنَّ اللَّهَ أَعْطَى مُوسَى الْعَصَا — وَابْرَاهِيمَ بَرْدَ النَّارِ —
وَعِيسَى الْكَلِمَاتِ يُحْيِي بِهَا الْمَوْتَى — وَأَعْطَانِي هَذَا عَلِيًّا
— وَلِكُلِّ نَبِيٍّ آيَةٌ — وَهَذَا آيَةُ رَبِّي — وَالْآيَةُ
الطَّاهِرُونَ مِنْ وَلَدِهِ آيَاتُ رَبِّي، لَنْ تَخْلُوا الْأَرْضَ مِنْ أَهْلِ
الْإِيمَانِ مَا أَبَقِيَ اللَّهُ أَحَدًا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ وَاحِدًا

(اور فرمایا) میری حفاظت کرو — اور مجھے ان چیزوں سے بچنا، جن سے اپنے آپ کو بچاتے ہو — اور علی ابن ابی طالب کو بھی بچو، جن سے اپنی جانوں کو بچاتے ہو — اور اس کی حفاظت کرو، اور بے شک وہ صدیق اکبر ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے دین کو زیادہ کرے گا — اللہ تعالیٰ نے مومن کو عطا فرمایا — ابراہیم کو آگ کو ٹھنڈا کر دینا عطا فرمایا — یحییٰ کو کلمات عطا کئے جن کے ذریعے وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے — اور مجھے علی عطا کیا ہے — اس کے فرزند سے پیدا ہونے والے ائمہ میرے رب کی آیات ہیں — جب تک اس کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ ایک فرد بواقی

رکھے گا — دنیا ایمان والوں سے خالی نہ ہوگی۔ (بیانج المودّۃ ج ۲ ص ۸۳)

حدیث نمبر ۳۳۶

قاضی اعظم

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے

عَلِيٌّ أَقْضَانَا لِلْقَضَاءِ وَأَبِيٌّ أَقْرَأُ نَا لِلْقُرْآنِ

علی ہم سب سے زیادہ قاضی ہیں — اور ابی ہم سب سے زیادہ قاری

قرآن ہیں۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۳۰۹)

حدیث نمبر ۳۳۷

اہل مدینہ میں سب سے بڑا قاضی

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَقْضَىٰ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

ہم یہ آپس میں بات کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑا قاضی علی

بن ابی طالب ہیں۔ (ابن عساکر ج ۵ ص ۳۰۹)

حدیث نمبر ۳۳۸

سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والا

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا بِالْمَدِينَةِ وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

ہم مدینے میں تھے۔ اور ہم میں سب سے زیادہ (اچھا) فیصلہ فرمانے

والے علی ابن ابی طالب تھے۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۰۹ حدیث نمبر ۹۷۹۳)

حدیث نمبر ۳۳۹

اہلِ مدینہ کا بڑا قاضی

ابومیسرہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں

أَقْضَى أَهْلَ الْمَدِينَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

اہلِ مدینہ میں سب سے اچھے قاضی علی ابن ابی طالب ہیں۔

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۰۹ حدیث نمبر ۹۷۹۳)

حدیث نمبر ۳۴۰

فرض و قضا کا عالم

حضرت ابو احواص فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔

أَفْرَضُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَأَقْضَاهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

اہلِ مدینہ میں سے سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے اور فیصلہ فرمانے

والے علی بن ابی طالب ہیں۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۰۹ حدیث نمبر ۹۷۹۶)

حدیث نمبر ۳۴۱

فرائض کے جاننے والا

جناب سعید بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا (کہ اہلِ مدینہ)

کہا کرتے تھے۔

إِنَّ أَعْلَمَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِالْفَرَائِضِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

بے شک مدینہ والوں میں سے سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے

حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۱۰ حدیث نمبر ۹۷۹۷)

حدیث نمبر ۳۲۲

مضبوط ترین بات کرنے والا

جناب مغیرہ نے حضرت شعمی سے بیان کیا ہے۔

لَيْسَ مِنْهُمْ أَحَدٌ أَقْوَى قَوْلًا فِي الْفَرَائِضِ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

نہیں ہے ان میں سے کوئی علی ابن ابی طالب سے زیادہ مضبوط فرائض کے

بارے میں بات کرنے والا۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۱۰ حدیث نمبر ۹۷۹۸)

حدیث نمبر ۳۲۳

مولا علی کا ایک عجیب فیصلہ

علامہ امام علی بن محمد بن احمد — المعروف — ابن صباح مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی

۸۵۵ھ اپنی مشہور ترین کتاب ”الفصول المهمة“ میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں لوگوں نے ایک آدمی کو پیش کیا

”اور کہا کہ“ — اس سے ایک غلطی سرزد ہوئی ہے — وہ یہ کہ — لوگوں کی ایک

جماعت نے اس سے سوال کیا — کہ تو نے صبح کس حال میں کی — تو اس نے جواب

دیا، — کہ میں نے صبح اس حال میں کی ہے — کہ میں فتنہ سے محبت کرتا ہوں — اور

حق کو ناپسند کرتا ہوں — اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہوں — اور جسے میں نے

نہیں دیکھا — اس پر ایمان رکھتا ہوں — اور جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئی اس کا اقرار کرتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو — علی کریم کے پاس بھیجا دیا (تاکہ آپ اس مشکل ترین مسئلہ کو حل فرمائیں) — جب وہ آپ کے پاس پہنچے — تو لوگوں نے اس کی گفتگو کے بارے میں — حضور مولائے کائنات علی کو بتایا — حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اس نے سچ بولا ہے —

○ — یہ فتنے سے محبت کرتا ہے — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (پارہ ۲۸ سورہ تغابن آیت نمبر ۸۱)

تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں فتنہ ہیں۔

○ — اور یہ حق کو ناپسند کرتا ہے — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ (پارہ ۲۹ سورہ ق آیت نمبر ۱۹)

اور موت کی سختی آگئی حق کے ساتھ

○ — اور اس کا یہ کہنا — کہ یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے — تو اللہ تعالیٰ

کافرمان ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرِيُّ عَلَى شَيْءٍ — وَقَالَتِ

النَّصْرِيُّ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ (پارہ اول سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۱۳)

اور یہودی بولے عیسائی ذرا برابر بھی ہدایت پر نہیں اور عیسائیوں نے کہا کہ

یہودی تھوڑے سے بھی مقصودی ہدایت کے حامل نہیں۔

○ — اور اس کا یہ کہنا — کہ جس کو میں نے نہیں دیکھا، اس پر ایمان رکھتا ہوں

— یہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے — (جسے اس نے نہیں دیکھا) —

○ — اور یہ اس چیز کا اقرار کرتا ہے — جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئی — یعنی

یہ قیامت کا اقرار کرتا ہے — جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئی — یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

أَعُوذُ مِنْ مُعْضَلَةٍ لَا عَلَيَّ لَهَا

میں اس مسئلے سے پناہ مانگتا ہوں جس کے لئے علی (مشکل کشا) نہ ہوں۔

(الفصول المهمة فی معرفة احوال الائمة (امام صباح مالکی) ص ۳۵ مطبوعہ مطبعة العدل فی النجف (عراق)

حدیث نمبر ۳۴۴

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر علی نہ ہوتے —

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ حضرت عمر فاروق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں فرمایا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ لَا تَبْقِيَنِي لِمُعْضَلَةٍ لَيْسَ فِيهَا أَبُو الْحَسَنِ — قَالَ مَرَّةً

— لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ —

اے اللہ مجھے کسی ایسی مشکل کے لئے باقی نہ رکھنا جس میں علی رضی اللہ عنہ نہ

ہوں — اور ایک مرتبہ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا — اگر علی رضی

اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا —

(الفصول المهمة فی معرفة احوال الائمة ص ۳۵ مطبوعہ مطبعة العدل نجف اشرف سن اشاعت ۱۳۳۵ھ)

حجر اسود کو چومتے ہوئے فرمایا

حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ عُمَرَ يَقْبَلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ إِنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ
وَلَا تَضُرُّ، وَلَوْ لَا إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ يَقْبَلُ مَا قَبَّلْتُكَ (متفق علیہ)

کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجر اسود کو چومتے ہوئے دیکھا اور
یہ کہتے ہوئے سنا — کہ میں یہ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، جو نہ نفع دے
سکتا ہے، اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے — اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا، تو تجھے کبھی نہ چومتا —

(مشکوٰۃ المصابیح) ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی متوفی ۴۱۱ھ ج اول ص ۲۶۹ مطبوعہ دار ارقم بیروت

○ — مندرجہ بالا حدیث شریف کو — مرقاة المفاتیح — میں شیخ علامہ علی

قاری نے (علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۸۱۳ھ) امام حاکم کے حوالے سے یوں بیان کیا

—

حجر اسود — جناب عمر رضی اللہ عنہ — اور جناب علی

جناب ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں — کہ امام حاکم قدس سرہ العزیز نے

اسی حدیث کو روایت کرتے ہوئے ان زائد الفاظ کے ساتھ یوں بیان فرمایا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے — یہ فرمایا — ”کہ میں یہ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نفع و نقصان نہیں دے سکتا — ان کی یہ بات سن کر مولا علی نے فرمایا۔

بَلَىٰ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! يَضُرُّ وَيَنْفَعُ وَلَوْ عَلِمْتَ تَأْوِيلَ ذَلِكَ مِنْ
كِتَابِ اللَّهِ لَقُلْتَ كَمَا أَقُولُ: (وَإِذَا أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ
ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا
بَلَىٰ) فَلَمَّا أَقْرَأُوا أَنَّهُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنَّهِمُ الْعَبِيدُ كُتِبَ مِيثَاقُهُمْ
فِي رَقٍ وَالْقَمَةِ فِي هَذَا الْحَجَرِ وَأَنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ
عَيْنَانِ وَلِسَانٌ وَشَفَتَانِ يَشْهَدُ لِمَنْ وَآفَاهُ فَهُوَ أَمِينُ اللَّهِ فِي هَذَا
الْكِتَابِ — وَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ لَا أَيْقَانِي اللَّهُ
بَارِضٍ لَسْتُ بِهَايَا أَبَا الْحَسَنِ

اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! یقیناً یہ نقصان بھی دیتا ہے اور نفع بھی دیتا ہے — اگر آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی اس آیت کی تاویل معلوم ہو جائے — تو آپ بھی وہی بات کریں — جو میں کہتا ہوں — ”فرمانِ باری ہے“ — (اور یاد کرو جب آپ کے رب نے اولادِ آدم سے ان کی پیٹھوں میں سے ان کی ذریت کو نکالا اور ان کے بارے میں انہیں خود گواہ بنایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ — سب نے کہا، بے شک تو ہی ہمارا رب ہے) — تو جب سب نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ وہ رب ہے اور ہم بندے ہیں تو یہ میثاق (عہد نامہ) ایک کاغذ پر لکھا گیا — اور اللہ تعالیٰ

نے اس عہد نامہ کو اس پتھر (حجر اسود) میں ڈال دیا، اور یہ قیامت کے دن مبعوث کیا جائے گا اور اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور زبان بھی ہوگی اور دو ہونٹ ہوں گے۔ اور یہ اس شخص کی گواہی دے گا۔ جو اس سے ایفائے عہد کرے گا اور یہ (حجر اسود) اس وعدے میں اللہ تعالیٰ کا امین ہے۔ تو علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابوالحسن! اللہ تعالیٰ مجھے اس زمین میں زندہ نہ رکھے جس میں آپ موجود نہ ہوں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (علامہ علی قاری) ج ۵ ص ۵۰۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ بلوچستان، پاکستان)

حدیث نمبر ۳۴۲

بوقت طواف فرمایا

امام ابن عساکر ابوالقاسم علی بن حسین شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۷۵ھ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب۔ تاریخ دمشق الکبیر۔ میں اس روایت کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے۔ کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کرنے کے لئے نکلے تو جب حضرت عمر طواف کرنے کے لئے مسجد میں داخل ہوئے اور حجر اسود کو سلام کیا۔ اور اس کا بوسہ لیا اور فرمایا۔

إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجْرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا إِنِّي رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ

بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے۔ تو نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ اور اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کو تمہیں چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا — تو میں تمہیں نہ چومتا۔

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ پھر طواف میں مصروف ہو گئے (آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سن کر) حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا —

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ لَيَضُرُّ وَيَنْفَعُ

اے امیر المؤمنین! یہ پتھر نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی دیتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا — آپ نے یہ بات کیسے کہہ دی — جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ نے فرمایا — یہ بات قرآن مجید میں ہے — حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات قرآن میں کہاں پر ہے؟ تو مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا — ارشاد خداوندی ہے —

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ

عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ ؕ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوا بَلَىٰ ۗ (پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۷۲)

اور یاد کرو جب آپ کے رب نے اولادِ آدم سے ان کی پیٹھوں میں سے ان کی ذریت کو نکالا، اور ان کے بارے میں انہیں خود گواہ بنایا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا، بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو

ان کے کندھے پر دستِ قدرت پھیرا — تو ان کی اولادِ ذرّوں کی صورت میں ظاہر ہوئی

— تو اللہ تعالیٰ نے تعارف کرایا کہ میں (اللہ تعالیٰ) تمہارا رب ہوں، اور تم اولادِ آدم

میرے بندے ہو — اور انہوں نے یعنی اولادِ آدم نے اس بات کا اقرار کیا — اور اس

امر کا عہد لینے کے بعد اسے سفید کاغذ پر تحریر فرمایا — اور یہ رکن اسود تھا —

يَوْمَئِذٍ لَّهُ لِسَانٌ وَشَفَتَانِ وَعَيْنَانِ

جس کی اس دن زبان، دو ہونٹ، اور دو آنکھیں تھیں —

اللہ تعالیٰ نے اسے حکم فرمایا — اپنا منہ کھول! — تو اس نے اپنا منہ کھولا، اور اللہ

تعالیٰ نے وہ کاغذ (جس میں ان کا اقرار نامہ تحریر تھا) اس کے منہ میں ڈال دیا — اور فرمایا

— تم اس کی گواہی دو گے، جس نے قیامت تک تیرے ساتھ وعدہ وفا کیا — اس پر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا —

لَا بَقِيَتْ فِي قَوْمٍ لَسْتُ فِيهِمْ يَا اَبَا حَسَنِ

میں اس قوم میں نہ رہوں، اے ابوالحسن جس میں تم نہ ہو —

یا یوں فرمایا —

لَا عِشْتُ فِي قَوْمٍ لَسْتُ فِيهِمْ يَا اَبَا حَسَنِ

میں اس قوم میں زندگی نہ گزاروں جس میں حسن کے باپ آپ نہ ہوں۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۳۵ ص ۳۱۱)

○ — جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حجر اسود کو چومتے وقت یہ کہنا

کہ تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے — تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد

فرمایا — امیر المؤمنین! — یہ نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی — جب آپ سے دلیل

مانگی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۷۲ کی تفسیر بیان

فرمائی — تو اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ خداوندی میں التجا

کرتے ہوئے عرض کیا — اے رب جہاں! — میں اس کائنات ارضی پر باقی نہ

رہوں جس میں ابوالحسن علی نہ ہوں — ان اُمور کے پیش نظر فرمایا — کہ اگر علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا —

بات چل رہی تھی حجر اسود کی — بفرمان علی رضی اللہ عنہ حجر اسود کے وسیلے سے نفع بھی ملتا ہے اور نقصان بھی — جب ایک پتھر نفع دے سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بھی منفعت سے نواز سکتا ہے — اوپر درج احادیث علی کریم کے ظاہر اور باطنی علوم کا پتہ دیتی ہیں — جو لوگ اُمت کے اندر مولا علی رضی اللہ عنہ کی اس خصوصیت کا انکار کرتے ہیں — وہ حقیقت کی دنیا کے لوگ نہیں ہیں —

حدیث نمبر ۳۲۸

اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ

شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے خطیب ابن عساکر — اور دیلمی کے حوالے سے حجر اسود کی عظمت سے متعلق یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْحَجَرُ يَمِينُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ يُصَافِحُ بِهَا عِبَادَهُ

حجر اسود زمین میں خدا تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے

اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۵۰۵)

اللہ تعالیٰ سے بیعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:

الْحَجَرُ يَمِينُ اللَّهِ فَمَنْ مَسَّحَهُ فَقَدْ بَايَعَ اللَّهَ

حجر اسود اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے، پس جس نے اس پر ہاتھ پھیرا تو گویا اس

نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کر لی۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۵ ص ۵۰۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کونئہ، پاکستان)

مندرجہ بالا دونوں حدیثیں حجر اسود سے متعلق ہیں — پہلی حدیث میں ہے کہ حجر

اسود زمین میں اللہ کریم کا داہنا ہاتھ ہے — اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے اپنے

بندوں سے مصافحہ فرماتا ہے۔

اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حجر اسود خدا کا داہنا ہاتھ ہے — اور جس

بندے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا، گویا کہ اس نے اللہ کریم سے بیعت کی — سیدنا رسول

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان احادیث پر غور فرمائیں تو آپ پر اسرار و رموز کے

دروازے واہوتے جائیں گے — اور اعتقادی گلشن میں یقین و طمانیت کے پھول کھلتے

جائیں گے — اور آپ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ جب ایک پتھر کی یہ شان ہے —

تو رسول دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم — اور اللہ کریم کے محبوب بندوں کا کیا مقام

ہوگا۔

علی علیہ السلام کے فتوے اور فیصلے کے بعد —

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمانِ عالی شان دیکھیں — آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے متعلق ایک بیان ارشاد کیا ہے۔

إِذَا بَلَغْنَا شَيْءٌ تَكَلَّمْنَا بِهِ عَلِيٌّ مِنْ فُتْيَا وَقَضَاءٍ وَثَبَّتْ لَمْ تُجَاوِزَهُ مِنْ غَيْرِهِ

کہ جب ہمارے پاس کوئی ایسی چیز پہنچے گی کہ جس کے بارے میں حضرت علی (علیہ السلام) نے فتویٰ دیا ہو یا اس کے بارے میں فیصلہ فرمایا ہو — اور وہ (بات) ثابت ہو جائے کہ حضرت علی کریم نے ہی یہ فیصلہ فرمایا ہے تو ہم اس ”مسئلہ“ کو کسی اور کے پاس نہیں لے جائیں گے۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۳۱۱، حدیث نمبر ۹۸۰۳ مطبوعہ بیروت، لبنان)

جب مولا علی نے حدیث بیان فرمائی —

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — آپ نے فرمایا:

إِذَا حَدَّثَنَا ثِقَةٌ عَنْ عَلِيٍّ بِقَيْنَا لَا نَعْدُوَهَا

جب کوئی ثقہ راوی ہمارے سامنے علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرے گا تو ہم اسی پر ٹھہر جائیں گے — اسے آگے (کسی اور کے پاس) نہیں

لے جائیں گے۔ (تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۳۱۲ حدیث نمبر ۹۸۰۴ مطبوعہ بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۳۵۲

اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں

حضرت جسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے — کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس یوم عاشورا کا ذکر کیا گیا تو آپ نے پوچھا کہ تمہیں کس نے اس دن کے روزے کا حکم دیا ہے — مائی صاحبہ کی جناب میں عرض کیا گیا — ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے“ — آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

أَمَّا إِنَّهُ أَعْلَمُ مَنْ بَقِيَ بِالسُّنَّةِ

ہاں وہ زندہ رہ جانے والوں میں سب سے زیادہ سنت کو جاننے والے ہیں۔

(تاریخ دمشق الکبیر (ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۳۱۲ حدیث نمبر ۹۸۰۵، مطبوعہ بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۳۵۳

أَعْلَمُ النَّاسِ

جناب عطا سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ مؤمنوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں —

عَلِيُّ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ

علی لوگوں میں سنت کے سب سے زیادہ عالم ہیں۔

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۱۲ حدیث نمبر)

فضیلت علم میں

حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ میں ایک سال حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں — پھر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں رہا ہوں۔

فَكَانَ فَضْلُ مَا بَيْنَهُمَا فِي الْعِلْمِ كَفَضْلِ الْمُهَاجِرِ عَلَى الْأَعْرَابِيِّ
تو ان دونوں کے درمیان علم میں فضیلت یوں تھی جیسے اعرابی پر ایک مہاجر کی

ہو۔ (ابن عساکر ج ۳۵ ص ۳۱۲ حدیث نمبر ۹۸۰۷)

حدیث نمبر ۳۵۵

کوئی علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ عالم ہے؟

حضرت عطاء بن ابی رباح سے عبدالملک بن ابی سلیمان نے پوچھا — کہ

أَكَانَ فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ مِنْ

عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؟ قَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُهُ

کیا اصحاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی علی ابن ابی طالب سے

زیادہ عالم ہے تو انہوں نے (عطاء بن ابی رباح نے) فرمایا، اللہ تعالیٰ کی

قسم (ان سے زیادہ کسی عالم کو) میں نہیں جانتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ابن عساکر ج ۳۵ ص ۳۱۲ حدیث نمبر ۹۸۱۱ مطبوعہ بیروت، لبنان)

سینے میں علم ہے

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ ہم اپنے کندھوں پر کپڑے اٹھا کر انہیں بیجا کرتے تھے — اور ہم سب بچے بازار میں کھیل رہے تھے کہ اچانک علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو آتے ہوئے دیکھا — تو ہم میں سے کسی نے آپ کو عظیم البطن کہا — آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا —

أَجَلٌ أَعْلَاهُ عِلْمٌ وَأَسْفَلُهُ طَعَامٌ

ہاں! اس کے اوپر والے حصے میں علم ہے اور نیچے والے حصے میں طعام

ہے۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۳۱۳)

أَعْلَمُ النَّاسِ بِاسْمِ اللَّهِ

مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَعْلَمُ النَّاسِ بِاسْمِ اللَّهِ وَأَشَدُّ النَّاسِ حُبًّا

وَتَعْظِيمًا بِأَهْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

کہ علی بن ابی طالب اللہ تعالیٰ کے نام کو لوگوں سے بہت زیادہ جاننے

والے ہیں — اور بہت زیادہ محبت اور تعظیم کرنے والے ہیں — اہل لا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ — (یعنی اسرارِ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے واقف لوگوں) سے

بہت زیادہ پیارا اور شفقت فرمانے والے ہیں۔

(القول الجلی فی فضائل علی (امام سیوطی) حدیث نمبر ۳۷)

حدیث نمبر ۳۵۸

سب سے زیادہ نصیحت کرنے والا

القول الجلی کے شارح شیخ عامر احمد حیدر رقم طراز ہیں کہ میں نے امام ابو نعیم کی کتاب حلیۃ الاولیاء میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ دیکھی ہے۔

أَنْصَحُ النَّاسَ وَأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ وَأَشَدُّ النَّاسِ حُبًّا وَتَعْظِيمًا لِحُرْمَةِ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

لوگوں میں سب سے زیادہ نصیحت کرنے والا — اور اللہ تعالیٰ کو سب سے
زیادہ جاننے والا — ”علی رضی اللہ عنہ“ — ہے اور لا الہ الا اللہ
کی حرمت کے لئے لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ تعظیم و محبت سے

پیش آنے والا ہے۔ (شرح القول الجلی ص ۵۷)

حدیث نمبر ۳۵۹

”دعلی“، مصطفیٰ ﷺ کے علم کا دروازہ ہے

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول دو جہاں نے فرمایا۔

عَلِيٌّ بَابُ عِلْمِيَّ وَمُبِينٌ لِأُمَّتِي مَا أُرْسِلْتُ بِهِ مِنْ بَعْدِي —

حُبُّهُ إِيْمَانٌ وَبُغْضُهُ نِفَاقٌ — وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ رَأْفَةٌ وَمُؤَدَّتُهُ عِبَادَةٌ

علی میرے علم کا دروازہ ہے، میرے بعد میری امت کے لئے اس چیز کو

واضح اور ظاہر کرنے والا، جس چیز کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں — علی کی
 محبت ایمان ہے — اور اس (علی) کا بغض منافقت ہے — اور اس کی
 طرف دیکھنا باعث آرام و سکون ہے — اور اس کی موڈت و محبت عبادت
 ہے۔

(۱) الفردوس بماثور الخطاب ج ۳ ص ۶۵ مطبوعہ دارالبازمکہ مکرمہ سن اشاعت ۱۹۸۶ء

(۲) القول الجلی فی فضائل علی (امام سیوطی) حدیث نمبر ۳۸

قارئین عظام! — اس حدیث مبارکہ میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھ چیزوں
 کی طرف اشارہ فرمایا ہے — کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے — علی میری نبوت
 و رسالت اور میری شریعت و طریقت کے علوم و اسرار کو واضح کرنے والا ہے — علی کریم
 کی محبت ایمان ہے — اور علی المرتضیٰ کے ساتھ بغض رکھنا منافقت ہے — اور علی کریم
 کی طرف دیکھنا سکون قلب کا باعث ہے — اور علی کی موڈت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔
 ان تمام امور کو سامنے رکھتے ہوئے موجودہ دور کے خارجیوں کے نظریات پر نظر
 رکھیں — اور ان کی اعتقادی دنیا کی بربادی کا نقشہ آپ کو روز روشن کی طرح دکھائی دے
 گا۔

○ — برادران اسلام! — خوارج و نواصب اور روافض تو پیدائشی اور جبلی طور
 پر خاندان رسول کے دشمن ہیں اور وہ بے دریغ اور علی الاعلان — علی کریم اور حسنین
 کریمین کی مخالفت کرتے ہیں اور تا قیامت کرتے رہیں گے — اور یہ رسول معظم کا پاک
 ارشاد ہے — کہ میرے خاندان اور میری اولاد کے دشمن تین قسم کے افراد ہوں گے —
 منافق — ناپاک جسم کی پیداوار — اور ولد الحرام — یہ لوگ ساری دنیا کے سامنے
 ہیں — اور اہل بیت کے خلاف تقریری اور تحریری طور پر سرگرم عمل ہیں — ایسا کرنے

پر ان کی فطرت انہیں مجبور کر رہی ہے — اور کرتی رہے گی —

○ — مجھے تو کچھ اپنے نادان اور نام نہاد محققین کی ناہموار — تحریریں دیکھ کر

بے حد افسوس ہوا کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدتوں بھرے عقائد و نظریات میں ایسی تقریروں اور تحریروں کی ہرگز گنجائش نہیں ہے — سنیت کے نوری چمنستان کی ہر شاخ پر مہکتے ہوئے پھولوں کی رنگت کو نکھارنے کی بجائے — بادِ سموم اور طوفانِ خزاں کو یہ لوگ کیوں آوازیں دے رہے ہیں — اور اہل حق کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں طاغوت کی کیوں حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں — ان کی بے ہنگام تحریروں اور تقریروں سے خصائصِ علی کریم — اور عظمتِ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء — مقاماتِ حسنین کریمین علیہم السلام میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑتا — مگر وہ لوگ بغضِ اہل بیت کے مرض میں مبتلا ہو کر — اپنے ایمان کی چمک کو ماند کرنے — اور رسولِ ارض و سماوات کی ناراضگی کا سبب بنتے جا رہے ہیں۔

○ — خیال رہے کہ یہ لوگ غیر محسوس طریقے سے خوارج کے ہاتھوں کھلونا بنتے

— اور نواصب کا پرچم اٹھائے ہوئے گلی کو چوں میں نعرہٴ حیدری کو بند کرنے کے لئے اپنے بند بند کا زور لگا رہے ہیں — اور تصوراتی دہشت گردی کا شکار ہو کر عقیدتوں کے جہانوں سے نکل کر کانٹوں بھری دنیا میں قدم جمانے کی کوششوں میں مصروف ہیں — اس گروہِ نا آشنائے محض کو یہ تک معلوم نہیں — کہ ان کو تھپکی دینے والا ہاتھ دولت کی حنا سے کافی حد تک رنگین ہو چکا ہے — اور ان کو بدنامی کی دلدل میں پھنسا کر ان کی بے بسی پر قہقہے لگا رہا ہے۔

○ — بندہٴ ناچیز نے علمِ علی کریم سے متعلق پہلے صفحات پر بھی — اور یہاں پر

بھی متعدد احادیث بیان کی ہیں — ان پر بار بار غور فرمائیں اور پھر ان علوم کے نور سے خالی علماء کی بے تکی تحریر یوں اور تقریروں کو دیکھیں اور سنیں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا — کہ یہ سپوتوں کے کپوت کتنے پانی میں ہیں — سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ — اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا — ناصبیوں کے لئے سوہانِ رُوح بنی ہوتی ہے — دورانِ تقریر ایک ناصبی نے یہ حدیث سن کر چیختے ہوئے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے — بعض حضرات اس حدیث پر جرح کرتے ہوئے نہایت سوقیانہ زبان اور بچگانہ انداز اختیار فرماتے ہیں — یہی وجہ ہے کہ وہ اہل نظر کو ہر سمت سے مبتدل نظر آتے ہیں — اور کاتبِ قضا نے ان کی لوحِ تدقیر پر محرومیاں لکھ دی ہیں — اسی سلسلے سے متعلق چند احادیث و فرامین لکھنے جا رہا ہوں، جو علی کریم رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ علمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے — لیکن مجھے اس سے ناصبیوں کی دماغی شریا نہیں پھٹنے کا اندیشہ بھی ہے۔

حدیث نمبر ۳۶۰

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا

جناب مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس علی بن ابی طالب کی شہادت کی خبر پہنچی — جب کہ آپ اپنی زوجہ فاختہ بنت قرظہ کے حجرے میں استراحت فرما رہے تھے۔

فَقَعَدَ بَاكِيًا مُسْتَرْجِعًا — قَالَتْ لَهُ فَاحْتَهُ: — أَنْتَ

بِالْأَمْسِ تَطْعَنُ عَلِيَّهِ وَالْيَوْمَ تُبْكِي عَلِيَّهِ — ؟ فَقَالَ: وَيْحَكَ

أَنَا أَبْكِي لِمَا فَقَدَ النَّاسُ مِنْ حِلْمِهِ وَعِلْمِهِ

تو آپ روتے ہوئے — اور اِنَّا لِلَّهِ الخ — پڑھتے ہوئے اُٹھ بیٹھے۔

(اس چیز کو دیکھ کر) آپ کی زوجہ (فاختہ بنت قرظہ) نے کہا کہ کل تو آپ
 اُن (علی علیہ السلام) پر طعن و تشنیع اور تنقید کر رہے تھے۔ اور آج اُن پر
 گریہ زاری کیوں؟ — تو جناب (معاویہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا —
 تمہاری ہلاکت ہو — میں اس لئے رو رہا ہوں — کہ لوگ حلم و علم کا
 ایک عظیم سرمایہ گم کر بیٹھے ہیں —

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۲۵۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، سن اشاعت ۲۰۰۱ء)

حدیث نمبر ۳۶۱

علم — حلم — فضل — فقہ

جناب مغیرہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ جب حضرت معاویہ رضی
 اللہ عنہ کے پاس مولا علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ ایک گرم دن
 میں اپنی زوجہ فاختہ بنت قرظہ کے ساتھ قیلولہ فرما رہے تھے، تو آپ نے — اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا
 اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ — پڑھا اور فرمایا —

مَاذَا فَقَدُوْا مِنَ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالْفِقْهِ؟ —

کہ لوگوں نے علم و حلم اور فضل و فقہ سے کیا گم کر دیا؟ —

تو ان کی بیوی نے کہا

اَنْتَ بِالْاَمْسِ تَطْعَنُ فِي عَيْنَيْهِ وَتَسْتَرْجِعُ الْيَوْمَ عَلَيْهِ

— قَالَ: — وَيْلَكَ لَا تَدْرِيْنَ مَاذَا فَقَدُوْا مِنْ عِلْمِهِ

وَفَضْلِهِ وَسَوَابِقِهِ؟

کہ کل تک تو آپ ان کی آنکھوں میں نوک سناں چبھوتے رہے ہو — اور

(اب ان کی شہادت پر) افسوس کر رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ تمہاری ہلاکت ہو — تم نہیں جانتی کہ لوگ ان کے علم و فضل اور ان کی سبقتوں (میں) سے کیا (چیز) گم کر بیٹھے ہیں؟ —

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۵۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، سن اشاعت ۲۰۰۱ء)

حدیث نمبر ۳۶۲

سرمایہ علم و فضل

امام ابن عساکر — (ابو القاسم علی بن حسین شافعی متوفی ۱۷۵ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنی کتاب تاریخ دمشق میں تیسری سند کے ساتھ رقم طراز ہیں کہ جب جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا — جب کہ آپ اپنی اہلیہ کے ساتھ قیلولہ فرما رہے تھے اور کہا —

مَاذَا فَقَدُوا مِنَ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالْخَيْرِ؟ —

لوگ علم و فضل اور خیر و برکت سے کیا گم کر بیٹھے ہیں؟ —

آپ کی اہلیہ فاختہ بنت قرظہ نے کہا — کیا تم ان پر افسوس کا اظہار کر رہے ہو

— تو جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا —

وَيَلِّكَ لَا تَدْرِينَ مَاذَا ذَهَبَ مِنْ عِلْمِهِ وَفَضْلِهِ وَسَوَابِقِهِ؟

کہ تم پر ہلاکت طاری ہو — تو نہیں جانتی کہ علم و فضل اور سبقتوں کا کتنا

عظیم سرمایہ (مسلمانوں کے ہاتھوں سے) نکل گیا ہے۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۲۵۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان سن اشاعت ۲۰۰۱ء)

اوپر حدیث نمبر ۳۶۲ — تَطْعَنُ فِي عَيْنِيهِ — کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں

— طعن — کے معانی کچھ اس طرح ہیں — کسی بات کا طعنہ دینا — عیب لگانا — کوئی برائی بیان کرنا — اعتراض کرنا — تنقید کرنا — الزام لگانا — رد و قدح کرنا چھینٹے دینا — فقرے کسنا — نیزہ زنی کرنا — اور نیزہ چبھونا — وار کرنا — فِی عَيْنِيْهِ — (اس کی آنکھوں میں) — علامہ ابن منظور نے — تَطْعَنُ فِی عَيْنِيْهِ — کا معنی — غَيْبَتُهُ — لکھا ہے — یعنی ان کی غیر موجودگی میں ان پر عیب لگانا — مقام صحابیت پر فائز کسی شخصیت سے متعلق — لفظ غیبت استعمال کرنا دنیائے اہل سنت میں روا نہیں — لہذا قارئین احتیاط کا دامن مضبوطی سے تھامے رہیں —

اوپر درج روایات سے جو مفہوم واضح ہوا وہ کچھ یوں ہے کہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے، جناب علی علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنی تو رونے لگے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ پڑھنے لگے — اور افسوس کا اظہار کرنے لگے — بی بی صاحبہ نے یہ امر دیکھ کر کہا کہ کل کی مخاصمت و عداوت کیا ہوئی — کہ آج آپ کف افسوس مل رہے ہیں؟ — اور آج اتنا چھپتا او پشیمانی کیوں؟ — آپ نے جواب دیا — تجھ پر ہلاکت ہو تو نہیں جانتی، کہ اہل ایمان نے کیا کھویا ہے؟ — وہ علم نبوت کا دروازہ گم کر بیٹھے ہیں — ان کی نظروں سے حلم اور بردباری کا ایک عظیم پہاڑ اوجھل ہو گیا ہے — اور ایک فضل و کمال کا پیکر نوری حجاب میں روپوش ہو گیا ہے — جس کے ہر پہلو میں خیر کے سوا کچھ نہ تھا — وہ دنیا والوں سے پہلو بچا کر آغوشِ رحمت میں جاگزیں ہو گیا — وہ امت میں سبقتوں (برتری) کی اقالیم کا تاجدار ہر قسم کی دینوی کلفتوں کو — شکست دے کر بقائے دوام کی طرف نکل کر حوضِ کوثر پر براجمان ہونے اور لوائے حمد تھامنے کی تیاریوں میں

مصروف ہو گیا —

حدیث نمبر ۳۶۳

محبوبِ خدا اور رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علقمہ نے حضرت عبداللہ سے روایت بیان کی ہے، فرماتے ہیں — کہ رسولِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش سلام اللہ علیہا کے گھر سے نکلے، اور حضرت اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں داخل ہوئے — یہ انہی کی باری کا دن تھا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی پوری طرح بیٹھے بھی نہ تھے۔

أَنَّ جَاءَ عَلِيٌّ — فَدَقَّ الْبَابَ دَقًّا خَفِيفًا

کہ مولا علی آئے — اور دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ المؤمنین سے فرمایا — پتہ کرو دروازے پر کون ہے؟ حضرت ام المؤمنین اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا نے ذرا سا تامل فرمایا — آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا — میری قوم کا فرد ہے دروازہ کھولو! مائی صاحبہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا — یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کون شخص ہے جس کے لئے آپ اتنے بے تاب ہیں؟ — ان کے لئے دروازہ نہیں کھولا جائے گا — آپ میرے وقت میں ان سے ملاقات فرمائیں گے — حالانکہ کل ہی میرے بارے میں قرآن مجید میں آیت نازل ہوئی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ طَاعَةَ الرَّسُولِ طَاعَةَ اللَّهِ — وَمَنْ عَصَى الرَّسُولَ فَقَدْ

عَصَى اللَّهَ — إِنَّ الْبَابَ رَجُلًا لَيْسَ بَعْرَقٍ وَلَا عَلَقٍ —

يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ — وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ —

بے شک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ہے — اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی، — اس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی — بے شک دروازے پر جو آدمی ہے، وہ کوئی عام قسم کا کم وزن نہیں اور کم علم نہیں ہے — وہ شخص، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے — اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول، اس سے محبت کرتے ہیں۔

ام المؤمنین سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں — کہ میں کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف جاتے ہوئے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ سبحان اللہ! یہ کون شخص ہے — جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے — اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول، اس سے محبت کرتے ہیں۔

اماں جی ام المؤمنین سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا اور خود دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی — یہاں تک کہ مجھے کوئی آواز و آہٹ سنائی نہ دی اور میں دروازے کی اوٹ میں کھڑی رہی — اور پھر ایک شخص نے اجازت مانگی اور اندر داخل ہوا — تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! کیا آپ اسے جانتی ہیں؟ — مائی صاحبہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں — کہ میں نے عرض کیا — ہاں یا رسول اللہ! — یہ علی بن ابی طالب ہیں — حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا صدقت — تم نے سچ کہا ہے — ”اور سنو!“ —

سَيِّدُ أَحِبُّهُ — لَحْمُهُ مِنْ لَحْمِي — وَدَمُهُ مِنْ دَمِي

— وَهُوَ عَيْبَةُ بَيْتِي اِسْمَعِي — وَاشْهَدِي — وَهُوَ
 قَاتِلُ النَّاِكِثِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ مِنْ بَعْدِي —
 فَاسْمَعِي وَاشْهَدِي وَهُوَ قَاضِي عَدَاتِي — فَاسْمَعِي
 وَاشْهَدِي — وَهُوَ وَاللّٰهُ يُحْيِي سُنِّي — فَاسْمَعِي
 وَاشْهَدِي لَوْ اَنَّ عَبْدًا عَبْدَ اللّٰهِ اَلْفَ عَامٍ بَعْدَ اَلْفِ عَامٍ —
 وَاَلْفَ عَامٍ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ — ثُمَّ لَقِيَ اللّٰهُ مُبْغِضًا لِعَلِيٍّ
 بِنِ اَبِي طَالِبٍ وَعِترَتِي لَا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ خَرِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي
 نَارِ جَهَنَّمَ

یہ سید ہے — میں اس سے محبت کرتا ہوں — اس کا گوشت، میرے
 گوشت سے ہے — اور اس کا خون، میرے خون سے ہے — اور یہ وہ
 ہے، جو میرے گھر کا راز دان ہے، غور سے سنو اور گواہ ہو جاؤ! — کہ وہ
 میرے بعد بیعت توڑنے والوں — نا انصافی کرنے والوں — اور
 دین سے نکل جانے والوں کو قتل کرنے والا ہے — سنو! اور گواہ ہو جاؤ
 — کہ وہ میرے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے، اور تم غور سے سن لو! اور
 گواہ ہو جاؤ — کہ وہ خدا کی قسم وہ میری سنت کو زندہ کرے گا اور تم غور
 سے سنو اور گواہ ہو جاؤ کہ اگر کوئی شخص ایک ہزار سال کے بعد اور مزید ایک
 ہزار سال عبادت کرے — اور اس کے بعد ایک ہزار سال بعد رکن یمانی
 اور مقام ابراہیم کے درمیان عبادت کرے — اور وہ پھر وہ اس حال میں
 بارگاہ خداوندی میں پیش ہو کہ وہ علی ابن ابی طالب اور میری عترت سے

بغض رکھنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں اُلٹا کر کے ڈال دے گا۔

نوٹ:

مناقب خوارزمی میں — صَدَقْتِ — کے بعد ان الفاظ کا اضافہ ہے —
 سَحْنَتُهُ مِنْ سَحْنَتِي — کہ اس کا چہرہ میرے چہرے سے ہے — عَيْبَةُ بَيْنِي
 — (میرے گھر کا راز دان) — کی جگہ — عَيْبَةُ عَلَيَّ — میرے علم کی زمبیل
 ہے — المختصر میں ہے — عَتَبَةُ بَيْنِي — (میرے گھر کی دہلیز ہے)

(تاریخ دمشق الکبير ج ۲۵ ص ۳۶۱ حدیث نمبر ۹۸۷۷ مناقب خوارزمی ص ۷۸ حدیث نمبر ۷۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی
 بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۳۶۲

رسول کے نواسوں کا باپ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے —
 بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتَ هَذَا وَإِشَارَ إِلَى عَلِيِّ أَخِي وَبَنِ عَمِّي وَصَهْرِي
 وَأَبُو وَلَدِي اللَّيْمِ كُتِبَ مِنْ عَادَاهُ فِي النَّارِ

(اخرجه الشيرازي في الالقاب وابن الجار)

”اے اللہ! اسے اعلیٰ مقام پر پہنچا دے — یہ میرا بھائی ہے۔ یہ میرے

چچا کا بیٹا ہے — اور میرا داماد ہے — اور میرے نواسوں کا باپ ہے۔

اے اللہ! — اس کو آگ میں اُلٹا لٹکا دے جس نے اس سے عداوت رکھی

ہے۔ (القول الجلی (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) حدیث نمبر ۲۷)

مذکورہ بالا حدیث شریف — کنز العمال میں بھی دو مقام پر موجود ہے —
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر آقا
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا — آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے — اور جناب علی
کے کندھے پر تھکتے ہوئے مندرجہ بالا حدیث ارشاد فرمائی۔

حدیث نمبر ۳۶۵

اے اللہ! علی کی مدد فرما

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — کہ رسول کریم
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت علی المرتضیٰ کو بلایا — اور پھر — بارگاہِ خداوندی میں ان
الفاظ کے ساتھ دعا مانگی —

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّهِ وَاَعِنِّ بِهٖ — وَاَرْحَمْهُ وَاَرْحَمِّ بِهٖ — وَاَنْصُرْ

بِهٖ — اَللّٰهُمَّ وَاٰلِ مَنْ وَاٰلَاهُ — وَاَعَادِ مَنْ عَاَدَاهُ

اے اللہ! معاونت فرما اس کی اور اس کے ذریعے سے — اور مدد فرما اس

کی اور اس کے ذریعے سے — اے اللہ! دوست بنا لے اس کو جس نے علی

کو دوست بنایا — اور دشمن بنا لے اس کو جس نے علی سے دشمنی کی۔

(القول الجلی فی فضائل علی (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) حدیث نمبر ۲۳)

اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے

پاس بلایا — اور ان کے لئے دعا فرمائی — بہ — کا لفظ ارشاد فرمایا — اور اس

میں — ب — وسیلہ کے لئے ہے — اور — ہ — ضمیر کا مرجع حضرت مولیٰ علی

کرم اللہ وجہہ ہیں — حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا — وَأَعِيْنُ بِهِ — اے اللہ! اس (علی) کے ذریعے سے اعانت فرما — کس کی اعانت فرما؟ — مفعول ذکر نہیں کیا — حدیث کے الفاظ اور عربی لغت کے قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے اس حدیث کا مفہوم یہ نکلتا ہے۔

کہ اے اللہ! — علی کو اعانت — رحم — اور نصرت کا ذریعہ بنا دے — اور ساتھ ہی اُمت کو یہ ہدایت کر دی گئی ہے — کہ جو اعانت کہ رحم اور مدد کا طالب ہو اس کو علی المرتضیٰ کے دروازے پر حاضر ہو کر ان کا دامنِ فیض تھا منا ہوگا — جو آپ کے وسیلہ و واسطہ کا قائل نہیں — وہ اعانت و رحم اور مدد کی توقع نہ بارگاہِ خداوندی سے رکھے اور نہ ہی دربارِ نبوت سے —

حدیث نمبر ۳۶۶

جس نے علی کی عزت کی

عمر بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ ربّ دو بہاں میں عرض کیا۔

اللَّهُمَّ أَنْصُرْ مَنْ نَصَرَ عَلِيًّا — اللَّهُمَّ اكْرِمْ مَنْ اكْرَمَ عَلِيًّا
— اللَّهُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ عَلِيًّا

اے اللہ کریم! اس کی مدد فرما، جس نے علی کرم اللہ وجہہ کی مدد کی — اے اللہ جل جلالہ! اس کی عزت فرما (یعنی اس کی عزت بلند فرما) جس نے علی کریم کی عزت کی — اے اللہ کریم! اس کو رسوا فرما جس نے حضرت علی کو

رسوا کیا — (القول الجلی فی فضائل علی (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) حدیث نمبر ۲۴)

جدھر علی — ادھر حق

حضرت مولائے مومناں علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللَّهُ عَلِيًّا، أَدْرَ الْحَقِّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر — علی جس طرف سے اپنا رخ کریں، حق بھی اسی طرف اپنا رخ پھیر لے۔

(القول الجلی فی فضائل علی (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) حدیث نمبر ۲۹)

صبر رسول — حسن یوسف — قوت جبریل

علامہ ابو جعفر محبت الدین احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل فرمائی ہے — کہ رسول کریم کی جناب میں صحابہ کرام نے عرض کیا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ يَسْتَطِيعُ عَلِيٌّ أَنْ يَحْمِلَ لِقَاءَ الْحَمْدِ؟

— فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — وَكَيْفَ لَا

يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ وَقَدْ أُعْطِيَ خِصَالًا شَتَّى — صَبْرًا كَصَبْرِي،

وَحُسْنًا كَحُسْنِ يُوسُفَ، وَقُوَّةَ كَقُوَّةِ جِبْرِيلَ —

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی حمد کا جھنڈا کس طرح اٹھا سکیں گے

— سرکار علیہ السلام نے فرمایا — وہ کیسے نہیں اٹھا سکیں گے —

حالانکہ انہیں مختلف خصائص عطا فرمائے گئے ہیں — (اور فرمایا سنو!)
— میرے صبر جیسا صبر — حسن یوسف جیسا حسن — اور جبریل کی

قوت جیسی قوت۔ (الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۷۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حدیث نمبر ۳۶۹

دنیا و آخرت میں ولی رسول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچازاد بھائیوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا ولی ہے؟ — ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس مقام پر حضرت علی بھی موجود تھے — ”تو دیگر تمام“ چچازاد بھائیوں نے انکار کر دیا — تو علی المرتضیٰ نے عرض کیا۔

أَنَا أَوْلَاكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

میں دنیا و آخرت میں آپ کا ولی ہوں۔

جناب ابن عباس فرماتے ہیں — کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی طرف دھیان نہ دیا — اور پھر ان (دیگر بھائیوں) میں سے ہر ایک کے پاس تشریف لے گئے — اور پھر پوچھا۔

أَيُّكُمْ يَوْمَ الْيَوْمِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟

تم میں سے دنیا و آخرت میں میرا ولی کون ہے؟

— بجا بوا — تو انہوں نے انکار کر دیا — تو مولا علی نے عرض کیا۔

أَنَا أَوْلَاكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

میں آپ کا ولی ہوں دنیا و آخرت میں
تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنْتَ وَوَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

قَالَ — وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ —

کہ تو دنیا و آخرت میں میرا ولی ہے — اور فرمایا یہ وہ پہلا شخص ہے جس

نے (ام المؤمنین) خدیجہ کے بعد اسلام قبول کیا —

(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۷۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ المناقب للخوازمی ص ۱۲۶ مطبوعہ مؤسسۃ النشر الاسلامی)

حدیث نمبر ۳۷۰

قرآن علی کے ساتھ ہے

ام المؤمنین اُم سلمہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے — کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ

والتسلیم نے فرمایا۔

عَلَيَّْ مَعَ الْقُرْآنِ . وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ

الْحَوْضِ .

علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ہرگز جدا نہ

ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے —

(القول الجلی فی فضائل علی حدیث نمبر ۳۲)

حدیث نمبر ۳۷۱

علی اور جنت عدن

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْتَمْسِكَ بِالْفَضِيْبِ الْأَحْمَرِ الَّذِي غَرَسَهُ اللَّهُ فِي

جَنَّةِ عَدْنٍ فَلْيَسْتَمْسِكْ بِحُبِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ جنت کے اس سرخ درخت کی شاخوں کو تھام لے

جسے اللہ تعالیٰ نے جنت عدن میں لگایا ہے تو اسے چاہئے کہ علی بن ابی

طالب کی محبت کا دامن تھام لے۔

(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۹۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ)

حدیث نمبر ۳۷۲

قلب رسول اور محبت علی

حضرت اُمّ عطیہ سے روایت ہے کہ رسول کریم نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت

علی بھی موجود تھے۔ فرماتی ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ اٹھاتے

ہوئے (یہ) دعا مانگتے ہوئے سنا۔

اللَّهُمَّ لَا تُمِئِنِي حَتَّى تُرِينِي عَلِيًّا

اے اللہ! اس وقت تک میرا وصال نہ ہو جب تک تو مجھے علی کو نہ دیکھا

دے۔

(جامع ترمذی ص ۱۳۲۳ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، لبنان سن اشاعت ۲۰۰۲ء)

حدیث نمبر ۳۷۳

علی سوال کرتے تو پورا ہوتا

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ —

أَعْطَانِي وَإِذَا سَكَتُ ابْتَدَأَنِي —

کہ جب میں کوئی چیز رسول کریم سے مانگتا تو آپ عطا فرماتے۔ اور اگر

میں خاموش رہتا تو حضور مجھ سے ابتداء فرماتے —

(جامع ترمذی ص ۱۴۲۱ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

حدیث نمبر ۳۷۴۲

علی کریم کی منزلت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — کہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چھ دن بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مولا علی کرم

اللہ وجہہ — حضور علیہ السلام کے مزار پر ”حاضری کے لئے“ آئے ”جب اس حجرہ جس

میں آقا علیہ السلام کی قبر انور ہے“ میں داخل ہونے لگے تو حضرت علی نے حضرت ابوبکر

صدیق سے فرمایا۔

تَقَدَّمَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ

اے خلیفہ رسول آگے بڑھئے!

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا

مَا كُنْتُ لِأَتَقَدَّمَ رَجُلًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَآلِهِ)

وَسَلَّمَ — يَقُولُ — عَلِيُّ مَنِّي بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَبِّي —

میرے لئے یہ روا نہیں کہ میں اس شخص سے آگے بڑھوں جس کے بارے

میں — میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

ہے کہ علی میرے ہاں وہ مقام رکھتے ہیں جو میں اپنے رب کے ہاں مقام رکھتا ہوں۔

(ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ) (امام محبت الدین احمد طبری) ص ۶۴

حدیث نمبر ۳۷۵

روح علی اور ملک الموت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — کہ جب مجھے ”شب معراج“ سیر کرائی گئی — تو میں ایک فرشتے کے قریب سے گزرا — جو نور کی ایک چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا — اور اس کا ایک پاؤں مشرق میں اور دوسرا مغرب میں تھا — اور اس کے سامنے ایک لوح موجود تھی جس میں وہ دیکھ رہا تھا اور ساری دنیا اس کی آنکھوں کے سامنے تھی — اور ساری مخلوق اس کے گھٹنوں کے درمیان تھی — اور اس کے ہاتھ کی رسائی مشرق و مغرب تک تھی — فرماتے ہیں کہ میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہے؟ — تو جبریل نے کہا یہ عزرائیل ”ملک الموت“ ہیں — آپ انہیں سلام ارشاد فرمائیں — آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میں آگے بڑھ کر عزرائیل کو سلام کہا — تو انہوں نے جواباً کہا

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَحْمَدُ مَا فَعَلَ ابْنُ عَمِّكَ عَلِيٌّ؟ —

فَقُلْتُ: وَهَلْ تَعْرِفُ ابْنَ عَمِّي عَلِيًّا. قَالَ: كَيْفَ لَا أَعْرِفُهُ وَقَدْ

وَكَلَّنِي اللَّهُ بِقَبْضِ أَرْوَاحِ الْخَلَائِقِ مَا خَلَا — رُوْحَكَ

وَرُوْحَ ابْنِ عَمِّكَ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ — فَإِنَّ اللَّهَ يَتَوَفَّاكَ كَمَا

بِمَشِيئَتِهِ —

اور آپ پر بھی سلام ہو، اے احمد مجتبیٰ آپ کے چچا کے بیٹے علی کیسے ہیں۔
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں نے عزرائیل سے پوچھا کہ تم
 میرے چچا کے بیٹے علی کو جانتے ہو؟ — تو انہوں نے عرض کیا — میں
 انہیں کیسے نہیں جانوں گا — کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کی روہیں قبض
 کرنے کی ذمہ داری مجھے سونپی ہے — لیکن آپ اور آپ کے چچا زاد
 بھائی کی روح اس ذمہ داری میں شامل نہیں ہے — اللہ تعالیٰ انہیں اپنی
 مرضی کے مطابق وصال سے ہمکنار فرمائے گا — (بخاری ج ۱ ص ۶۵)

حدیث نمبر ۳۷۶

علی اور عمار طیب و مطیب

حضرت علقمہ بن قیس اور حضرت اسود بن بریدہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے —
 فرماتے ہیں کہ ہم دونوں (علقمہ واسود) حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
 خدمت میں حاضر ہوئے — اور ہم نے عرض کیا — اے جناب ابویوب! — اللہ
 تعالیٰ نے آپ کو، آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے عزت و وقار سے نوازا ہے
 — کہ اللہ کریم نے سرکار علیہ السلام کی اونٹنی کو وحی فرمائی کہ وہ آپ کے دروازے پر بیٹھ
 جائے — اور رسول کریم تمہارے لئے فضیلت کا باعث بن گئے تھے — ہم لوگوں کو
 اپنے خروج سے متعلق آگاہ فرمائیں جو آپ نے علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ مل کر کیا تھا —
 آپ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ — کہنے والوں سے جہاد کرتے تھے۔

حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا — میں تم دونوں سے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا
 کر کہتا ہوں — کہ میرے پاس اس گھر میں — جس میں تم دونوں بیٹھے ہوئے ہو —

اسی گھر میں رسول مکرم تشریف فرما تھے۔ اور رسول اللہ کے سوا اس گھر میں اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ صرف علی المرتضیٰ جو آقا علیہ السلام کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ اور حضرت انس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب انس رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد کیا کہ جاؤ دیکھو دروازے پر کون ہے؟ جناب انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عمار رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

افتح لعمار الطیب المطیب

پاک و منزہ عمار کے لئے دروازہ کھول دو!

حضرت عمار رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ نے فرمایا، اے عمار! عنقریب میری امت میں نامناسب باتیں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ تلوار چلنے لگے گی۔ اور ان کے درمیان حکیم و ثالثی کی نوبت آئے گی۔ حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ جب تم اس امر کو دیکھو تو جو میری دائیں جانب بیٹھا ہے یعنی علی بن ابی طالب۔ اس کا دامن تھامے رکھنا یعنی اس کا ساتھ دینا۔

إِنْ سَلَكَ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَاذِيًّا — وَسَلَكَ عَلِيٌّ وَاذِيًّا، فَاسْئَلْكَ

وَاذِيَّ عَلِيٍّ وَخَلَّ عَنِ النَّاسِ يَا عَمَّارُ عَلِيٌّ لَا يَرُدُّكَ عَنْ هُدًى

— وَلَا يَدُلُّكَ عَلِيٌّ رَدَى يَاعَمَّارُ طَاعَةٌ عَلِيٍّ طَاعَتِي،

وَطَاعَتِي طَاعَةٌ لِلَّهِ —

اگر تمام لوگ ایک وادی میں چل رہے ہوں اور صرف علی اکیلا ہی ایک وادی

میں چل رہا ہو۔ تو تم اس وادی میں چلنا، جس وادی میں علی چل رہے

ہوں اور لوگوں کو چھوڑ دینا — اے عمار! علی تجھے ہدایت سے دور نہیں کریں گے — اور تمہاری ہلاکت کی طرف رہنمائی نہیں کریں گے — اے عمار! علی کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

(ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۴۷ مطبوعہ بیروت)

حدیث نمبر ۳۷۷

امام ابن عساکر قدس سرہ العزیز نے اس حدیث کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے — کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — کہ میں نے رسول کریم کو عمار سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

يَا عَمَّارُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ — وَأَنْتَ مُذْ ذَاكَ مَعَ الْحَقِّ
— وَالْحَقُّ مَعَكَ — يَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ إِنْ رَأَيْتَ عَلِيًّا قَدْ
سَلَكَ وَادِيًّا وَسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًّا غَيْرَهُ فَاسْأَلْكَ مَعَ عَلِيٍّ فَإِنَّهُ لَنْ
يُذَلِّكَ فِي رَكْبِي، وَلَنْ يُخْرِجَكَ مِنْ هُدَى — يَا عَمَّارُ مَنْ
تَقَلَّدَ سَيْفًا أَعَانَ بِهِ عَلِيًّا عَلَى عَدُوِّهِ قَلَّدَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَشَاحِحِينَ مِنْ دُرٍّ — وَمَنْ تَقَلَّدَ سَيْفًا أَعَانَ بِهِ عَدُوًّا عَلِيٍّ قَلَّدَهُ
اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشَاحِحِينَ مِنْ نَّارٍ —

اے عمار! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا، اس حال میں کہ تم اس وقت حق کے ساتھ ہو گے اور حق تمہارے ساتھ ہوگا — اے عمار بن یاسر! اگر تم علی کو دیکھو کہ وہ ایک وادی میں چل رہے ہیں اور لوگ اس کے علاوہ دوسری وادی میں جا رہے ہیں تو تم علی کے ساتھ چلنا — بے شک وہ تجھے ہرگز گڑھے

میں گرنے نہیں دے گا اور نہ ہی (راہ) ہدایت سے نکلنے دے گا۔ اے
عمار! جو تلوار کے ساتھ علی کی مدد کر لے گا اس کے دشمنوں کے خلاف، تو اللہ
تعالیٰ اسے قیامت کے دن موتیوں سے مزین ہار پہنائے گا۔ اور جو
تلوار کے ساتھ علی کے دشمنوں کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ
کا بنا ہوا ہار اس کے گلے میں پہنائے گا۔

(ابن عساکر تاریخ دمشق ج ۲۵ ص ۳۶۲ مطبوعہ بیروت حدیث نمبر ۹۸۷۷)

حدیث نمبر ۳۷۸

علی تو حق پر ہوگا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ میں
رسول کریم کو فرماتے ہوئے سنا — آپ نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ سَتَقَاتِلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ وَأَنْتَ عَلَى الْحَقِّ — فَمَنْ
لَمْ يَنْصُرْكَ يَوْمَئِذٍ فَلَيْسَ مِنِّي

اے علی! عنقریب تجھ سے باغی گرو جنگ کرے گا اس حال میں کہ تم حق پر ہو
گے پس اس دن جس نے تیری مدد نہ کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(تاریخ دمشق الکبیر (امام ابن عساکر) ج ۲۵ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۹۸۷۸)

حدیث نمبر ۳۷۹

حضور نے قسم اٹھا کر فرمایا

حضرت عمرو بن شاش سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ اصحاب حدیبیہ میں
سے تھے — فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی کے ساتھ یمن کی طرف جانے کے لئے نکلا

— تو آپ نے دورانِ سفر میرا ساتھ چھوڑ دیا — تو میرے دل میں اس امر کی تھوڑی سی رنجش پیدا ہو گئی — فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو میں نے مسجد میں اس امر کا بطورِ شکایت اظہار کیا — یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گئی۔

ایک دن میں مسجد میں داخل ہوا — تو رسول کریم نے جب مجھے دیکھا تو آپ نے اپنی نگاہیں پھیر لیں — اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس سے نظر ہٹا لو! — یہاں تک کہ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے عمرو!

وَاللّٰهُ لَقَدْ اَذَيْتَنِيْ

خدا کی قسم تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔

حضرت عمرو فرماتے ہیں — میں نے عرض کیا — یا رسول اللہ! میں اس سے اللہ

تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ آپ کو تکلیف پہنچاؤں۔

فَقَالَ بَلِيْ مَنْ اَذَى عَلِيًّا فَقَدْ اَذَانِيْ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں یقیناً جس نے علی کو تکلیف پہنچائی تو

اس نے مجھے تکلیف پہنچائی — (ذخائر العقبیٰ (امام محبت الدین احمد طبری) ص ۶۵)

حدیث نمبر ۳۸۰

جو علی سے محبت رکھے

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے مولا علی کے متعلق فرمایا:

مَنْ تَوَلَّاهُ فَقَدْ تَوَلَّانِيْ وَمَنْ تَوَلَّانِيْ فَقَدْ تَوَلَّى اللّٰهَ —

جس نے علی سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی جس نے مجھ سے

محبت رکھی گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھی — (ایضاً)

حدیث نمبر ۳۸۱

جو علی پر سب کرے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں —
أَشْهَدُ بِاللَّهِ — میں گواہی دیتا ہوں اللہ کریم کے نام کے ساتھ — کہ میں نے رسول
مکرم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي — وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ وَمَنْ
سَبَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَكْبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ خَيْرِيه —

جس نے علی کو برا بھلا کہا، اس نے مجھے برا بھلا کہا اور جس نے مجھے برا بھلا
کہا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر سب کیا اور جس نے اللہ پر سب و شتم کیا تو اللہ
تعالیٰ اسے (جہنم میں) منہ کے بل لٹکا دے گا — (ذخائر العقبیٰ ص ۶۶)

حدیث نمبر ۳۸۲

دو فرشتے پل صراط پر کھڑے ہوں گے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا

إِذَا فَرَغَ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الْحِسَابِ لِلْعِبَادِ يَأْمُرُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقِفَانِ
عَلَى الصِّرَاطِ فَلَا يَجُوزُ الصِّرَاطَ أَحَدٌ إِلَّا بِبِرَاءَةٍ فِي وَلايَةِ عَلِيٍّ
فَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ أَكْبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ وَجْهَهُ فِي النَّارِ —

کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا تو وہ دو فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ وہ پل صراط پر جا کر ٹھہرائیں اور پل صراط سے صرف وہی شخص گزر سکے گا جس کے پاس علی کی ولایت کی سند ہوگی۔ جس شخص کے پاس یہ سند نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل دوزخ میں گرا دے

گا۔ (بیانج المودۃ ج ۲ ص ۷۷)

حدیث نمبر ۳۸۳

علی کا حق نہ جاننے والا

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اللہ کے غلام تھے — سے روایت ہے

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَقَّ عَلِيٍّ فَهُوَ وَاحِدٌ مِّنَ الثَّلَاثَةِ اِمَّا اُمُّهُ زَانِيَةٌ
— اَوْ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ مِنْ غَيْرِ طَهْرٍ — اَوْ مُنَافِقٌ —

کہ جو شخص علی کا حق نہیں پہچانتا وہ تین آدمیوں میں سے ایک ضرور ہے

— اس کی ماں زانیہ عورت ہے — یا اس کا حمل ناپاک جسم میں قرار پایا

— یا وہ منافق ہے — (ایضاً)

کیوں جناب کیا فرما رہے ہیں پیغمبر ارضین و سماوات؟؟ — کچھ آیا سمجھ شریف

میں؟ — اگر فہم و ادراک کے دیرچے واہوں — اور قوت متخیلہ کا کچھ حصہ باقی رہ گیا

ہو — تو مندرجہ بالا حدیث پر غور فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

اطاعت اہل بیت فرض ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم نے

فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ طَاعَتِي وَطَاعَةَ أَهْلِ بَيْتِي عَلَى النَّاسِ خَاصَّةً
وَعَلَى الْخَلْقِ كَافَّةً —

اللہ تعالیٰ نے میری اطاعت اور میرے اہل بیت کی اطاعت لوگوں پر خاص
طور پر اور تمام مخلوق پر فرض کر دی ہے۔ (بیانج المودۃ ج ۲ ص ۷۵)

جو چیز حضور کو پسند ہے وہی علی کے لئے

حضرت مولا علی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔

يَا عَلِيُّ إِنِّي أَحِبُّ لَكَ مَا أَحِبُّ لِنَفْسِي — وَأَكْرَاهُ لَكَ مَا
أَكْرَاهُ لِنَفْسِي —

جو چیز اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہوں، وہی چیز تیرے لئے پسند کرتا ہوں
اور جو چیز اپنی ذات کے لئے مکروہ تصور کرتا ہوں وہ چیز تیرے لئے مکروہ
تصور کرتا ہوں۔ (ایضاً)

فرشتوں کی محفل

مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ يَقْتَنِي الْمَلَائِكَةُ بِالْبَشَارَةِ فِي كُلِّ
سَمَاءٍ حَتَّى يَقْتَنِي جِبْرَائِيلُ فِي مَحْفَلَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ . فَقَالَ : يَا
مُحَمَّدُ لَوْ اجْتَمَعَ أُمَّتُكَ عَلَى حُبِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مَا خَلَقَ
اللَّهُ النَّارَ —

جب مجھے معراج کی رات آسمان پر لے جایا گیا تو ہر آسمان میں فرشتے مجھے
بشارت کے ساتھ ملے حتیٰ کہ جبریل مجھے فرشتوں کی ایک محفل میں ملے
— اور کہا یا محمد! ”صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ اگر آپ کی امت علی بن ابی
طالب کی محبت پر جمع ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ فرماتا —

(ینابیح المودۃ ج ۲ ص ۷۵)

یہ حدیث لفظی اختصار کے ساتھ پہلے گزر چکی ہے۔ علامہ قندوزی نقشبندی حنفی رحمۃ
اللہ علیہ نے مولا علی سے روایت کرتے ہوئے مکمل عبارت لکھی ہے۔ اسی قسم کی ایک حدیث
ہے جس کے راوی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اگر تمام لوگ محبتِ علی پر جمع ہو جاتے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں —
کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لو اجتمع الناس علی حب عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لَمَا خَلَقَ اللَّهُ
النَّارَ —

کہ اگر تمام لوگ علی بن ابی طالب کے ساتھ محبت رکھنے پر جمع ہو جاتے تو
اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ فرماتا۔ (ایضاً)

حاجتیں روا ہونے کا ذریعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا — اور مجھے فرمایا

ان اردت حاجتك فاحب عليا وذريته فان حبهم فرض من الله
عزوجل للعباد —

اگر تمہارا ارادہ کہ تمہاری حاجت پوری ہو تو علی اور علی کی اولاد کے ساتھ محبت
رکھو۔ ان حضرات سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں پر فرض کیا

گیا ہے — (ینائج المودة ج ۲ ص ۷۶)

نبیوں کی معیت میں

مولا علی علیہ السلام سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ رسول کریم نے مجھے فرمایا

من احبك يا علي كان مع النبيين في درجتهم يوم القيامة ومن

يبغضك فلا يبالي مات يهوديا او نصرانيا —

اے علی! جس شخص نے تم سے محبت کی، وہ قیامت کے دن نبیوں کے ساتھ

ان کے درجے میں ہوگا اور جو شخص تم سے بغض رکھ کر مر گیا۔ مجھے اس کی

پرواہ نہیں ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرایا عیسائی ہو کر۔ (بیانج المودۃ ج ۲ ص ۷۶)

قَائِدُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى الْجَنَّةِ

مولائے مومناں علی کریم کے صاحبزادے، حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

— حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں — کہ رسول دو جہان نے

فرمایا۔

ان الله تعالى جعل عليا قائدا المسلمين الى الجنة به يدخلون

الجنة وبه يدخلون النار وبه يعذبون يوم القيامة — قلنا

— وكيف ذلك يا رسول الله! قال: بحبه يدخلون الجنة

ويبغضه يدخلون النار ويعذبون

کہ اللہ تعالیٰ نے علی کو جنت کی طرف ”جانے کے لئے“ مسلمانوں کا قائد

مقرر فرمایا ہے، وہ علی کے ذریعے جنت میں داخل ہو گے اور علی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا — یہ امر کیسے ہو گا آپ نے فرمایا تم لوگوں سے محبت رکھنے کی وجہ سے جنت میں — اور بغض رکھنے کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ (ایضاً)

حدیث نمبر ۳۹۱

علی کا ہاتھ نبی کا ہاتھ

حضرت مولا علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَفُّ عَالِيٍّ كَفِّي

علی کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ (ایضاً)

حدیث نمبر ۳۹۲

اے علی جو تجھے دوست نہ رکھے —

حضرت مولا علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ عَبْدًا عَبْدَ اللَّهِ مِثْلَ مَا قَامَ نُوحٌ فِي قَوْمِهِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَحَدٍ

ذَهَبًا فَانْفَقَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَدَّ فِي عَمْرِهِ حَتَّى يَحْجِ الْفِ عَامٍ

قَدَمِيهِ ثُمَّ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَتَلَ مَظْلُومًا ثُمَّ لَمْ يُوَالِكْ يَوْمَ

يَشْمُ رَائِحَةَ وَلَمْ يَدْخُلْهَا .

کہ اگر کوئی بندہ اتنی عبادت کرے جس قدر حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم

میں قیام (تقریباً ہزار سال) پذیر رہے — اور اس کے پاس اُحد پہاڑ

کے برابر سونا ہو اور وہ اس کو فی سبیل اللہ خرچ کر دے — اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر کو اتنا لمبا فرما دے کہ وہ ہزار حج پیدل ادا کرے — پھر وہ مظلوم ہو کر صفا اور مردہ کے درمیان قتل کر دیا جائے — اے علی اگر وہ تجھے دوست نہ رکھے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا — اور نہ وہ جنت کی خوشبو کو سونگھ سکے

— گ

(بیانج المودّة ج ۲ ص ۷۶ مطبوعہ مؤسسۃ الأعلیٰ للمطبوعات بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۳۹۳

اے ابوبکر! — علی میرا ارض و سماء میں وزیر ہے

حضرت ابو موسیٰ حمیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ میں اور ابوبکر و عثمان اور علی رضی اللہ عنہم، رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالی میں موجود تھے — سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوبکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

يَا أَبَا بَكْرٍ هَذَا الَّذِي تَرَاهُ وَزِيرِي فِي السَّمَاءِ وَوَزِيرِي فِي
الْأَرْضِ — يَعْنِي عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَلْقَى
اللَّهُ وَهُوَ عَنكَ رَاضٍ فَارْضَ عَلِيًّا فَإِنَّ رِضَاهُ رِضَا اللَّهِ، وَغَضَبُهُ
غَضَبُ اللَّهِ —

اے ابوبکر! یہ وہ شخص ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو — یعنی علی بن ابی طالب — یہ میرا آسمان میں بھی وزیر ہے اور زمین میں بھی میرا وزیر ہے — اگر تمہیں یہ امر پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سے تمہاری اس حالت میں ملاقات ہو کہ

وہ تم سے راضی ہو تو تم علی کو راضی رکھو — کیونکہ اس (علی) کی رضا اللہ کی رضا ہے اور اس (علی) کا غضب اللہ کا غضب ہے۔ (ایضاً ص ۷۵)

حدیث نمبر ۳۹۴

اسرائیل کی ہیبت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم نے فرمایا۔

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى إِسْرَائِيلَ فِي هَيْبَتِهِ وَالْيَمِيكَائِيلَ فِي رُتْبَتِهِ
 — وَالْيَجْبَرَائِيلَ فِي جَلَالَتِهِ — وَالْيَادَمَ فِي عِلْمِهِ
 — وَالْيَانُوحَ فِي خَشْيَتِهِ — وَالْيَابْرَاهِيمَ فِي خُلَّتِهِ
 — وَالْيَايَعْقُوبَ فِي حُزْنِهِ — وَالْيَايُوسُفَ فِي جَمَالِهِ
 — وَالْيَامُوسَى فِي مُنَاجَاتِهِ — وَالْيَايُوبَ فِي صَبْرِهِ
 — وَالْيَايَحْيَى فِي زُهْدِهِ — وَالْيَايَعِيسَى فِي عِبَادَتِهِ
 — وَالْيَايُونَسَ فِي وَرَعِهِ — وَالْيَايَمُحَمَّدَ فِي حَسَبِهِ
 وَخَلْفِهِ (فِي حُبِّهِ وَخُلْفِهِ) فَلْيَنْظُرْ إِلَى عَلِيٍّ — فَإِنَّ فِيهِ
 تِسْعِينَ خَصْلَةً مِنْ خِصَالِ الْأَنْبِيَاءِ جَمَعَهَا اللَّهُ فِيهِ وَلَمْ يَجْمَعْهَا
 فِي أَحَدٍ غَيْرِهِ —

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسرائیل کو اس کی ہیبت میں اور میکائیل کو اس کے مرتبہ میں — اور جبرائیل کو اس کی جلالت میں — آدم کو ان کے علم میں — نوح کو ان کی خاصیت میں — ابراہیم کو ان کی خلت (بے پناہ محبت) میں اور یعقوب علیہ السلام کو ان کے حزن و بلال اور غم میں —

یوسف کو ان کے حسن و جمال میں — موسیٰ کو ان کی مناجات میں —
ایوب علیہ السلام کو ان کے صبر میں — یحییٰ کو ان کے زہد — عیسیٰ کو ان
کی عبادت یونس کو ان کے ورع و پرہیزگاری میں اور محمد (علیہم السلام) کو
ان کی خاندانی شرافت اور خلف میں (ان کی حب و خلق) میں دیکھنا چاہیے تو
اس کو علی بن ابی طالب کی طرف دیکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے علی میں نبیوں
کی نوے ۹۰ خوبیاں جمع کر دی ہیں اور ان خوبیوں کو علی کے سوا کسی اور میں
جمع نہیں فرمایا۔

(ینایع المودۃ ج ۲ ص ۸۰ مطبوعہ مؤسسۃ العلمی بیروت)

خیال رہے کہ — اوپر والی حدیث شریف میں یوں ہے (حسبہ و خلفہ) جس نے
میں محمد کا حسب و خلف دیکھنا تو علی کو دیکھ لے۔ لیکن میں نے ایک دو مقام پر اس کا حوالہ
پڑھا ہے جس میں الفاظ اس طرح ہیں (حَسْبِهِ وَخَلْفِهِ) جس کا معنی بنتا ہے جس نے
محمد مصطفیٰ کی حب اور خلق دیکھنا ہو وہ علی کو دیکھ لے۔ راقم نے دونوں عبارتیں لکھ دی
ہیں۔

حدیث نمبر ۳۹۵

علی اور اس کے متبعین حق پر ہیں

حضرت ام المومنین، ام سلمہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے — کہ آپ ”یہ بات

ہمیشہ“ فرمایا کرتی تھیں —

كَانَ عَلِيٌّ عَلَى الْحَقِّ مَنِ اتَّبَعَهُ اتَّبَعَ الْحَقَّ، وَمَنْ تَرَكَهُ تَرَكَ

الْحَقَّ عَهْدٌ مَّعَهُودٌ، قَبْلَ يَوْمِهِ هَذَا —

کہ علی حق پر ہیں جس شخص نے ان کی اتباع کی، اس نے حق کی اتباع کی اور جس نے ان کو چھوڑ دیا گویا اس نے حق کو چھوڑ دیا اور یہ وہ پختہ ترین عہد و امر ہے جو اس دن سے پہلے معروف و مشہور ہے۔

(مجمع الزوائد منبع الفوائد ج ۹ ص ۱۳۷ مطبوعہ مؤسسۃ المعارف بیروت سن اشاعت ۱۹۸۶ء — مناقب علی و آلہ ص ۱۹۳ مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید لاہور)

حدیث نمبر ۳۹۶

اگر تم سے کوئی جھگڑا کرے تو کہہ دینا

جناب عمرو بن عبداللہ بن یعلیٰ بن مرہ ثقفی نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت بیان فرمائی ہے — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے درمیان مواخات فرمائی (یعنی لوگوں کو ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا) اور مولا علی کو سب کے آخر میں رکھا — مولا علی نے دیکھا کہ ان کے لئے تو کوئی شخص بچا ہی نہیں جو ان کا بھائی بنایا جائے تو آپ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! — آپ نے تمام لوگوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا ہے اور مجھے اس اخوت سے محروم رکھا — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — وَلِمَا تَرَى تَرَكَتَكَ؟ — کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے تجھے کیوں چھوڑا ہے؟ — اِنَّمَا تَرَكَتَكَ لِنَفْسِي! — میں نے تجھے صرف اپنے لئے چھوڑا ہے۔

أَنْتَ أَخِي وَأَنَا أَخُوكَ — ثُمَّ قَالَ — فَإِنْ حَاجَّكَ أَحَدٌ
فَقُلْ: إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَأَخُو رَسُولِهِ — لَا يَدْعِيهَا أَحَدٌ بَعْدَكَ
إِلَّا كَذَّابٌ —

کہ تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں — پھر فرمایا — پس اگر کوئی تم سے جھگڑا کر لے تو تم اسے کہنا کہ بے شک میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں — اس بات کا دعویٰ تمہارے بعد سوائے کذاب کے اور کوئی نہیں کرے گا — (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۴۷)

حدیث نمبر ۳۹۷

مشرکوں نے پوچھا تو علی نے کہہ دیا

جناب عبداللہ بن ابھی سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ مشرکوں نے بوقت جنگ حضرت مولا علی سے پوچھا، تم کون ہو؟ — آپ نے فرمایا۔

أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَأَخُو رَسُولِهِ

میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ (تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۴۷)

حدیث نمبر ۳۹۸

انبیاء — مصطفیٰ — مرتضیٰ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ الباہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْأَنْبِيَاءَ مِنْ أَشْجَارٍ شَتَّىٰ وَخَلَقَنِي وَعَلِيًّا مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ —

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کو مختلف اشجار سے پیدا فرمایا — اور مجھے اور علی کو ایک ہی شجرہ سے پیدا فرمایا — (تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۵۱)

عالم تفسیر و تاویل اور ناسخ و منسوخ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ إِنَّمَا هُوَ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ عَالِمًا بِالتَّفْسِيرِ
وَالتَّوِيلِ وَالنَّاسِخِ وَالمَنْسُوحِ —

کہ جس کے پاس کتاب اللہ کا علم ہے — وہ صرف علی ہیں، یقیناً وہ تفسیر و تاویل — اور..... ناسخ و منسوخ کے عالم ہیں۔ (بیانج المودعہ ج اول ص ۱۰۳)

ایمان علی کے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے

امام موفق بن احمد کی خوارزمی حنفی نے سید الحفاظ ابو منصور شہزادہ بن شیرویہ دیلمی سے — امام زید بن علی زین العابدین بن حسین نے اپنے باپ امام حسین سے اور انہوں نے امیر المؤمنین علی علیہم السلام سے روایت بیان فرمائی ہے — کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خیبر فتح ہوا — تو اس روز رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اے علی) اگر میری امت کے لوگ تمہارے بارے میں ایسی باتیں نہ کہتے جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں۔

لَقُلْتُ فِيكَ مَقَالًا لَا تَمُرُّ عَلَيَّ مَلَأَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا أَخَذُوا مِنْ
تُرَابِ رِجْلِكَ وَفَضْلِ طُهُورِكَ

تو میں تمہارے بارے میں ایک ایسی بات کہتا کہ تم مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے تو وہ تمہارے پاؤں کی مٹی اور تمہارے وضو کا بچا ہوا پانی اٹھا لیتے۔

يَسْتَشْفُونَ بِهٖ

اور اس کے ذریعہ سے شفا حاصل کرتے

وَلٰكِنْ حَسَبَكَ اَنْ تَكُوْنَ

لیکن تمہارے لئے صرف یہی امر کافی ہے

مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ —

کہ تم مجھ سے ہو، اور میں تم سے ہوں

تَرِثُنِيْ وَاَرَّثُكَ

تم میرے وارث ہو اور میں تمہارا وارث ہوں

وَاَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى —

تمہیں مجھ سے وہ مقام حاصل ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام

سے حاصل تھا

اِلَّا اِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا

يَا عَلِيُّ اَنْتَ تُؤَدِّيْ دِيْنِيْ

اے علی! تم میرا قرض ادا کرو گے

وَتَقَاتِلُ عَلٰى سُنَّتِيْ

اور تم میری سنت پر جنگ کرو گے

وَأَنْتَ فِي الْأَخِرَةِ أَقْرَبُ النَّاسِ مِنِّي

اور تم قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ میرے قریب ہو گے

وَأَنَّكَ غَدًا عَلَى الْحَوْضِ خَلِيفَتِي —

اور بے شک تم کل قیامت کے دن حوضِ کوثر پر میرے خلیفہ ہو گے۔

وَأَنْتَ أَوَّلُ مَنْ يَرِدُ عَلَى الْحَوْضِ

تم سب سے پہلے حوضِ کوثر پر میرے پاس آؤ گے

وَأَنْتَ تَذُودُ الْمُنَافِقِينَ عَنِ حَوْضِي —

اور میرے حوضِ کوثر سے منافقوں کو بھگاؤ گے

وَأَنْتَ أَوَّلُ دَاخِلٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ أُمَّتِي —

اور تم میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے

وَأَنَّ مَحَبَّتَكَ وَاتِّبَاعَكَ عَلَى مَنَابِرٍ مِّنْ نُورٍ رَّوَّاءٌ

تمہارے ساتھ محبت کرنے والے اور تمہارے پیروکار نور کے منبروں پر جلوہ

گرہوں گے۔

مَرَوِيْنٍ مَّبِيضَةٍ وَجُوهُهُمْ حَوْلِي أَسْفَعُ لَهُمْ فَيَكُونُ غَدًا

جِيرَانِي —

خوب سیر ہو کر کھائیں پیئیں گے، ان کے چہرے روشن ہوں گے میرے

اردگرد ہوں گے۔ میں ان کی شفاعت کروں گا اور وہ کل قیامت کے دن

میرے پڑوسی ہوں گے۔

وَإِنَّ أَعْدَاءَكَ غَدًا ظَمًا مُظْمِنِينَ مُسَوِّدَةً وُجُوهُهُمْ يَضْرِبُونَ
بِالْمَقَامِعِ وَهِيَ مُقْمَحِينَ

اور بے شک تیرے دشمن کل قیامت کے دن پیاس سے تڑپ رہے ہوں
گے۔ اور ان کے چہرے سیاہ ہوں گے اور ان کو کوڑوں سے مارا جائے گا
جن کوڑوں سے ان کو مارا جائے گا وہ آگ کے کوڑے ہوں گے۔

وَ حَرْبُكَ حَرْبِي وَسَلْمُكَ سَلْمِي — وَسِرُّكَ سِرِّي
(اے علی!) تیری جنگ، میری جنگ اور تیری صلح میری صلح۔ تیرا باطن میرا
باطن ہے۔

وَعَلَانِيَتُكَ عَلَانِيَتِي

تیرا ظاہر میرا ظاہر ہے

وَسَرِيرَةُ صَدْرِكَ

تیرے سینے کا راز

وَسَرِيرَةُ صَدْرِي

میرے سینے کا راز ہے

وَأَنْتَ بَابُ عِلْمِي

(اے علی!) تم میرے علم کا دروازہ ہو۔

وَإِنَّ وَلَدَكَ وَوَلَدِي

تیرے فرزند، میرے فرزند ہیں

وَلَحْمُكَ لَحْمِي —

تیرا گوشت، میرا گوشت ہے

وَدَمُّكَ دَمِي

تیرا خون، میرا خون ہے

وَأَنَّ الْحَقَّ مَعَكَ

اور حق تیرے ساتھ ہوگا

وَالْحَقُّ عَلَى لِسَانِكَ

اور حق تمہاری زبان پر

وَفِي قَلْبِكَ وَبَيْنَ عَيْنَيْكَ

تیرے دل میں اور تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔

وَالْإِيمَانُ مُخَالِطٌ لِحَمِّكَ وَدَمِّكَ — كَمَا خَالِطَ لَحْمِي

وَدَمِي

ایمان تیرے گوشت اور خون میں اس طرح ملا ہوا ہے جس طرح میرا

گوشت اور میرا خون۔ میرے جسم میں ملا ہوا ہے۔

وَأَنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْشُرَكَ أَنَّكَ وَعِثْرَتِكَ وَمُحِبِّكَ فِي الْجَنَّةِ

— وَعَدُّوكَ فِي النَّارِ لَا يَرُدُّ عَلَى الْحَوْضِ مُبْفِضُكَ وَلَا

يَغِيبُ عَنْهُ مُحِبُّكَ —

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اس امر کی تجھے بشارت دوں

یہ کہ تم اور تمہاری اولاد اور تمہارے ساتھ محبت کرنے والے جنت میں ہوں

گے۔ تیرا دشمن حوض کوثر نہ پہنچ سکے گا اور تمہارے ساتھ محبت کرنے والا حوض

کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غیر حاضر نہیں ہوگا۔
 مولا علی کریم کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی
 سن کر۔۔۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر گیا۔۔۔ اور میں نے اللہ کریم کی حمد و ثناء
 بیان کی۔۔۔ کہ اس نے مجھے کس قدر اسلام اور قرآن کی نعمت سے نوازا ہے۔

وَحَبِّئِنِّي إِلَى خَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

اور مجھے خاتم الانبیاء اور سید مرسلوں کا محبوب بنایا ہے۔

(ینایج المودۃ ج اول ص ۱۳۰ مطبوعہ مؤسسۃ الاعلیٰ للمطبوعات۔ بیروت، لبنان)

حدیث نمبر ۲۰۱

دشمن علی یا منافق یا فاسق یا دنیا دار ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔۔۔ کہ رسول کریم علیہ
 الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

لا یبغض علیا الا منافق او فاسق او صاحب دنیا
 منافق یا فاسق یا دنیا دار کے علاوہ کوئی علی سے بغض نہیں رکھے گا۔

(ابن عساکر ج ۲۵ ص ۲۱۶ حدیث نمبر ۲۷۹۵)

حدیث نمبر ۲۰۲

اولاد کو علی کی محبت سے منور کرنا

حضرت عبادہ بن صامت اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں
 كُنَّا نُنَوِّرُ أَوْلَادَنَا بِحُبِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَإِذَا رَأَيْنَا أَحَدًا لَا
 يُحِبُّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ — عَلِمْنَا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَّا — وَآنَهُ

لَغَيْرِ رُشْدِهِ —

ہم اپنی اولاد کو مولا علی بن ابی طالب کی محبت سے منور کرتے تھے — جب ہم کسی ایسے شخص کو دیکھتے جو علی بن ابی طالب سے محبت نہ کرتا ہو — تو ہمیں معلوم ہو جاتا کہ یہ شخص ہم میں سے نہیں ہے — اور رُشد و ہدایت

کے رستے پر نہیں ہے — (تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۵ ص ۲۱۸ حدیث نمبر ۹۵۳۱)

حدیث نمبر ۲۰۴

اُمّ المؤمنین کے نزدیک محبوب رسول کون؟

حضرت جمیع بن عمیر سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی جان کے ساتھ — ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے — میری پھوپھی صاحبہ نے ام المؤمنین کی خدمت میں عرض کیا۔

مَنْ كَانَ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ؟ — قَالَتْ — فَاطِمَةُ — قَالَتْ — مَنْ
الرِّجَالِ؟ — قَالَتْ — زَوْجُهَا —

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام لوگوں سے سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ تو آپ نے فرمایا — فاطمہ الزہراء — ”جمیع کی پھوپھی نے“ دریافت کیا — کہ مردوں میں سے کون سب سے پیارا ہے — ام المؤمنین نے فرمایا بی بی زہراء کا شوہر — یعنی علی المرتضیٰ —

(ایضاح ۲۵ ص ۲۰۰)

بیر غنہ

بیر غنہ سے مراد ہے جو شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
بے گناہ بنا دیا ہے۔ یہ شخص اللہ کے فضل سے بے گناہ ہے۔
بیر غنہ سے مراد ہے جو شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
بے گناہ بنا دیا ہے۔ یہ شخص اللہ کے فضل سے بے گناہ ہے۔
بیر غنہ سے مراد ہے جو شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
بے گناہ بنا دیا ہے۔ یہ شخص اللہ کے فضل سے بے گناہ ہے۔
بیر غنہ سے مراد ہے جو شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
بے گناہ بنا دیا ہے۔ یہ شخص اللہ کے فضل سے بے گناہ ہے۔

بیر غنہ سے مراد ہے جو شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
بے گناہ بنا دیا ہے۔ یہ شخص اللہ کے فضل سے بے گناہ ہے۔
بیر غنہ سے مراد ہے جو شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
بے گناہ بنا دیا ہے۔ یہ شخص اللہ کے فضل سے بے گناہ ہے۔
بیر غنہ سے مراد ہے جو شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
بے گناہ بنا دیا ہے۔ یہ شخص اللہ کے فضل سے بے گناہ ہے۔
بیر غنہ سے مراد ہے جو شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
بے گناہ بنا دیا ہے۔ یہ شخص اللہ کے فضل سے بے گناہ ہے۔

پھر یہی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بے گناہ بنا دیا ہے۔
اس امر کی علیٰ ہذا بشارت ہے — حضرت ابو بزرہ فرماتے ہیں — علیؑ آئے تو میں نے
السلام علیہ والہٖ وسلم کی بشارت دی۔

حضرت علیؑ نے بارگاہِ مصطفویٰ میں عرض کیا یا رسول اللہ! — میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں — اگر وہ مجھے (کسی قسم کے) عذاب میں مبتلا کر لے گا تو یہ بات میری لغزش کی وجہ سے ہوگی (اللہ کریم مجھ سے) اس امر کو پورا کر لے جس کی مجھے بشارت دی گئی ہے — اللہ تعالیٰ میرا مالک ہے — حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا ہے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ قَلْبَهُ وَاجْعَلْهُ رَبِيعَ الْاِيْمَانِ

اے اللہ! علیؑ کے دل کو جلالتِ عطا فرما اور علیؑ کو ایمان کی بہار بنا دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا — قَدْ فَعَلْتُ بِهٖ ذٰلِكَ — میں نے ایسا کر دیا ہے ”یعنی میں نے آپؑ کی دعا قبول فرمائی“ — پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنِّیْ مُسْتَخِصِّصُهٗ بِالْبَلَاءِ

”میں نے علیؑ کو امتحان و مصائب کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو جناب میں عرض کیا — اے اللہ کریم!

علیؑ میرا بھائی — اور میرا وصی ہے — اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّهٗ نَسِیْتُ قَدْرَهٗ سَبَقَ فِیْہِ قَضَائِیْ اَنَا مُبْتَلٰی

یہ امر میری قدر و قضاء میں پہلے گزر چکا ہے، ذہن و ضرور امتحان اور تکلیف میں

بتنا ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے

صاحب ینابیع المودۃ نے شیخ موفق بن احمد بن محمد کی خوارزمی — اور حموی نے ابو عثمان نہدی سے روایت کیا ہے — فرماتے ہیں کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا — کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا — ہم ایک باغ میں داخل ہوئے — تو رسول کریم نے مجھے گلے لگالیا اور زار و قطار رونے لگے — میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیوں رورہے ہیں — آپ نے فرمایا:

فَقَالَ أَبْكِي لَضَغَائِنَ فِي صُدُورِ قَوْمٍ لَا يُبَدُونَهَا لَكَ إِلَّا بَعْدِي

— فَقُلْتُ: فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِي — فَقَالَ: فِي سَلَامَةٍ

مِنْ دِينِكَ —

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس لئے رورہا ہوں کہ لوگوں کے سینوں میں کینہ چھپا ہوا ہے — جسے وہ لوگ میرے بعد تمہارے لئے ظاہر کریں گے — علی فرماتے ہیں — کہ میں نے عرض کیا، میرا دین تو سلامت ہوگا — حضور نے فرمایا تیرا دین سلامت ہوگا۔

(ینابیع المودۃ ج اول ۱۳۶)

اس حدیث مبارکہ کو دیکھ کر ان کینہ پرور مولویوں کی مکروہ شکلیں سامنے آ جاتی ہیں — جو علی کریم کا نام سن کر منہ سے آگ اگلنے لگتے ہیں۔

علی نے حق قرابت کا واسطہ دے کر پوچھا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو اس بات کی خبر دی۔

بِمَا يَلْقَى مِنْ أَعْدَائِهِ مِنَ الْمُقَاتَلَةِ فَبَكَى عَلِيٌّ

کہ تیرے دشمن تجھ سے جنگ کریں گے — یہ سن کر آپ رونے لگے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بارگاہ رسالت میں عرض کناں ہوئے — کہ اے اللہ کے رسول! — میں آپ سے اپنے حق قرابت و صحبت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔

أَنْ تَدْعُو اللَّهَ — أَنْ يَقْبِضَنِي إِلَيْهِ

آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اپنے پاس بلا لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے علی! میں نے تمہارے لئے مقررہ وقت پر اجل کی دعا کی ہے — حضرت علی نے عرض کیا کہ میں ان سے کس بات پر جنگ کروں گا — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اس چیز پر)

عَلَى الْأَحْدَاثِ فِي الدِّينِ

کہ ان لوگوں نے دین میں نئی نئی باتیں داخل کر دی ہوں گی۔

(مناہج المودعة ج اول ص ۱۳۴)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی پر ظلم کیا جائے گا

امام موفق بن احمد بن محمد بن خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے — کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن اپنا جھنڈا علی کو عطا فرمایا — اللہ تعالیٰ نے خیبر کو جناب علی کے ہاتھ پر فتح فرمایا — اور رسول اللہ نے غد برخم کے مقام پر لوگوں کو اس امر سے آگاہ فرمایا — إِنَّهُ مَوْلَىٰ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ — کہ ”علی“ ہر ایمان والے مرد اور ہر ایمان والی عورت کے مولا ہیں — اور حضرت علی سے فرمایا، —

أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ — وَأَنْتَ تُقَاتِلُ عَلِيَّ تَأْوِيلُ الْقُرْآنِ،

كَمَا قَاتَلْتَ عَلِيَّ تَنْزِيلُهُ

تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں — اور تم قرآن کی تاویل و تفسیر سے متعلق جہاد کرو گے، جس طرح میں نے اس کی تنزیل سے متعلق جہاد کیا —

اور فرمایا اے علی! تمہیں مجھ سے وہ مقام و منزلت ہے — جو ہارون کو موسیٰ علیہما السلام سے حاصل — لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

وَقَالَ أَنَا سَلَمٌ لِمَنْ سَأَلَكَ — وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكَ —

وَأَنْتَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَىٰ وَأَنْتَ تُبَيِّنُ مَا اشْتَبَهَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَعْدِي

— وَأَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ بَعْدِي — وَأَنْتَ الَّذِي

أَنْزَلَ اللَّهُ فِيكَ —

اور علی سے فرمایا — میری اس سے صلح ہے جس سے تمہاری صلح ہے — میری اس سے جنگ ہے جس سے تمہاری جنگ ہے اور تم (دین اسلام کی) مضبوطی ہو — میرے بعد تم لوگوں پر مشتبہ مسائل کی وضاحت کرو گے — اور میرے بعد ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے سردار ہو اور تم وہ شخصیت ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت نازل فرمائی ہے —

وَإِذْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحَقَّ الْحَقَّ الْكَبِيرَ أَنَّ اللَّهَ
بِرِّيءٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ ط — (پارہ ۹ سورہ توبہ آیت نمبر ۳)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں کے لئے بڑے حج کے دن اعلان عام کر دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔

اور فرمایا — تم میری سنت پر قائم رہنے والے ہو — اور بھگانے والے ہو میری ملت سے (ناہنجار لوگوں کو) — میں اور تم پہلے شخص ہوں گے جن کے لئے زمین شق کی جائے گی (مزارات سے باہر نکلیں گے) — تم میرے ساتھ جنت میں داخل ہو گے — حسن — حسین — اور فاطمہ ہمارے ساتھ ہوں گے — اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے۔

أَنَّ أَبِينَ فُضِّلَكَ فَقُلْتُ لِلنَّاسِ وَبَلَّغْتُهُمْ مَا أَمَرَنِي اللَّهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالَى بِتَبْلِيغِهِ —

یہ کہ میں تمہاری فضیلت کو واضح کر دوں — پس میں نے لوگوں کو بتا دیا ہے اور انہیں پہنچا دیا ہے جس کے پہنچانے کا مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم

دیا ہے۔

اور پھر اقا علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا۔

اتَّقِ الضَّغَائِنَ الَّتِي كَانَتْ فِي صُدُورِ قَوْمٍ لَا تَظْهَرُهَا إِلَّا بَعْدَ
مَوْتِي — اُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُونَ —

وَبِكْفِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ —

تم ان کینوں سے بچ کے رہنا جو قوم کے سینوں میں چھپے ہوئے ہیں جنہیں

وہ میرے وصال کے بعد ظاہر کریں گے — یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ

تعالیٰ لعنت کرتا ہے — اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں اور (یہ

فرمانے کے بعد) رسول کریم رونے لگے۔

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے۔

انَّهُمْ يَظْلِمُونَكَ بَعْدِي — وَإِنَّ ذَلِكَ الظُّلْمَ لَا يَزُولُ بِالْكُلِّيَّةِ

عَنْ عِشْرَتِنَا حَتَّىٰ إِذَا قَامَ قَائِمُهُمْ — وَعَسَلَتْ كَلِمَتُهُمْ

وَاجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَىٰ مَوَدَّتِهِمْ —

کہ وہ لوگ میرے بعد تم پر ظلم کریں گے — اور بے شک یہ ظلم میری اولاد

پر ہمیشہ رہتا رہے گا — یہاں تک کہ ان کا قائم (امام مہدی علیہ السلام)

قیام فرما ہوگا — اور (پھر) کلمہ و پیغام بلند ہوگا — اور امت کا ان

مَوَدَّتِ پر اجتماع ہوگا —

حضور شافعہ بن یساف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ کلام و ارشاد کو جاری رکھتے ہوئے آخر

میں علی اور اہل بیت کے لئے ان الفاظ میں دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ أَهْلِي فَأَذْهَبْ عَنْهُمْ الرَّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا
 — اللَّهُمَّ اكْلَاهُمْ وَارْعَهُمْ وَكُنْ لَهُمْ وَانصُرْهُمْ وَأَعِزَّهُمْ
 وَلَا تُدِلَّهُمْ وَأَخْلَفْنِي فِيهِمْ إِنَّكَ عَلِي مَا تَشَاءُ قَدِيرٌ —

اے میرے اللہ! بے شک وہ میرے اہل ہیں — ان سے ہر قسم کی
 نجاست کو دور رکھ — اور انہیں پوری طرح پاک اور صاف کر دے —
 اے میرے اللہ! ان کی حفاظت فرمانا — اور اے میرے اللہ ان کی
 حفاظت فرمانا اور ان کی نگہبانی فرمانا — اور ان کا ہو جا — اور ان کی مدد
 فرمانا — اور انہیں عزت عطا فرمانا — اور ان کو رسوائی سے دور رکھنا
 — اور مجھے ان میں باقی رکھنا، بے شک جو تو چاہتا ہے اس پر قدرت رکھتا

— ہے

(ینایج المودّة ج اول ص ۱۳۴ مطبوعہ مؤسسۃ الاعلیٰ للمطبوعات — بیروت — لبنان)

حدیث نمبر ۲۰۸

بے مثال فضیلت

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ
 حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے — غزوہ خندق کے دن — تین مرتبہ مبارزت طلب
 کرنے پر عمرو بن عبدود عامری — جو کہ عرب بھر میں بہادر ترین شخص تھا — کو قتل کر دیا
 — ”بعد قتل“ مولا علی کی تلوار سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے — جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں ان الفاظ کے ساتھ دعا
 فرمائی۔

اللَّهُمَّ اعْطِ عَلِيًّا فَضِيلَةً لَمْ يُعْطَهَا أَحَدٌ

اے میرے اللہ! علی کو ایسی فضیلت عطا فرما جو کسی ایک کو بھی عطا نہ کی گئی ہو

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد“ حضرت جبریل علیہ السلام اترے اور آپ کے ساتھ جنت کا ایک صندوق تھا — حضرت جبریل نے عرض کیا — یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے — اور فرماتا ہے کہ یہ صندوق علی کو عطا کر دو — حضرت مولا علی نے جب اس صندوق کو لیا تو وہ صندوق حضرت علی کے ہاتھ پر دو حصوں میں کھل گیا — اس صندوق میں سبز رنگ کے ریشم کا ایک رومال تھا۔

مَكْتُوبٌ فِيهَا بِسَطْرَيْنِ تُحْفَةٌ لِلَّهِ الْغَالِبِ إِلَى الْوَلِيِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي

طَالِبٍ —

اس پر دو سطروں میں لکھا ہوا تھا — کہ خدائے غالب کی طرف سے علی بن

ابی طالب ولی کے لئے تحفہ ہے۔ (ایضاً ص ۱۳۶)

حدیث نمبر ۴۰۹

نمازِ علی کے لئے سورج کا واپس لوٹنا

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وآلِهِ) وَسَلَّمَ، يُوحَى

إِلَيْهِ، وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ، فَلَمَّ يُصَلِّ الْعَصْرَ، حَتَّى غَرَبَتِ

الشَّمْسُ — فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

— صَلَّيْتَ يَا عَلِيُّ؟ — قَالَ: لَا — فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ — أَلَيْسَ بِإِنَّكَ كَانَ فِي طَاعَتِكَ
وَطَاعَةِ رَسُولِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ — قَالَتْ أَسْمَاءُ:

فَرَأَيْتَهَا غَرَبَتْ — ثُمَّ رَأَيْتَهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ —

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور آپ کا سر اقدس
حضرت علی کی گود میں تھا اور انہوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی، یہاں تک
کہ سورج نروب ہو گیا۔۔۔ تو رسول کریم نے پوچھا اے علی! کیا تو نے نماز
ادا کر لی ہے۔۔۔ حضرت علی نے عرض کیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ تو رسول معظم
نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔۔۔ اے اللہ! یہ (علی) تیری اطاعت اور
پیروں سے رسول کی اطاعت میں رہے۔۔۔ پس ان کے لئے سورج کو واپس لوٹا
دیا۔۔۔ حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں۔۔۔ کہ میں نے اسے
غروب ہوتے ہوئے دیکھا۔۔۔ اور پھر غروب ہونے کے بعد طلوع
ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔۔۔

(شرح منہج التہذیب ج ۲ ص ۹۰ (امام مطحوی) مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۹۲ء)

حدیث نمبر ۴۱

سہنش کی دوسری روایت

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔۔۔ فرماتی ہیں

۔۔۔ تمام صحبہاء ”جو خیبر کے علاقہ میں واقع ہے“۔۔۔ پر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔۔۔ اور

والابی علیہ السلام کو کسی کام کے لئے بھیجا۔۔۔ جب حضرت علی المرتضیٰ واپس آئے تو حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز ادا فرما چکے تھے۔۔۔

فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ
 — فَلَمْ يُحَرِّكْهُ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ — فَقَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ — اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ عَلِيًّا
 اِحْتَسَبَ بِنَفْسِهِ عَلَى نَبِيِّكَ، فَرُدَّ عَلَيْهِ شَرْقَهَا — قَالَتْ
 أَسْمَاءُ — فَطَعَتِ الشَّمْسُ حَتَّى وَقَعَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَعَلَى
 الْأَرْضِ — ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ — ثُمَّ
 غَابَتْ —

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اقدس جناب علی کی گود میں رکھا
 — تو حضرت علی نے حرکت تک نہ کی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا
 — تو رسول کریم نے یوں دعا فرمائی — اے میرے اللہ! بے شک
 تیرے بندے علی نے تیرے نبی کی خاطر اپنے آپ کو روکے رکھا — پس
 اس کے لئے مشرق لوٹا دے (یعنی سورج کو طلوع فرما) — حضرت اسماء
 فرماتی ہیں — کہ سورج اتنا طلوع ہوا کہ پہاڑوں اور زمین پر اس کی
 کرنیں بکھر گئیں — پھر حضرت علی کھڑے ہوئے وضو فرمایا — اور عصر
 کی نماز ادا فرمائی۔ پھر وہ سورج غروب ہو گیا۔

(۱) المناقب للبخاری ص ۳۰۷ مطبوعہ مؤسسة النشر الاسلامی قم

(۲) شرح مشکل الآثار ج ۳ ص ۹۴ مطبوعہ بیروت لبنان

(۳) ینایع المودہ ج اول ص ۱۳۷ مطبوعہ مؤسسة الاعلی بیروت

(۴) الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۳۷ مطبوعہ بیروت

حضرت حسان:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول خدا کے اس معجزے اور علی کی اس کرامت پر یہ اشعار کہے۔

يَا قَوْمُ مَنْ مِثْلُ عَلِيٍّ وَقَدْ
رُدَّتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ مِنْ غَائِبِ
أَخِي رَسُولِ اللَّهِ — صَهْرُهُ
وَالْأَخُ لَا يَعْدِلُ بِالصَّحَابِ

اے قوم! علی کی مثل کون ہے؟ جس کی خاطر سورج غروب ہونے کے بعد پھر واپس لوٹ آیا تھا۔

علی رسول خدا کا بھائی اور داماد ہے۔ ایسا بھائی جس کے برابر کا صحابہ میں نہیں ہے۔ (بیانج المودۃ ج اول ص ۱۳۷)

○ — حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(حدائق بخشش حصہ اول ص ۹۵ مطبوعہ شبیر برادرزن اشاعت ۱۹۹۵ء)

حدیث نمبر ۴۱۱

ردِ شمس کی تیسری روایت

ابن مردویہ (احمد بن موسیٰ بن مردویہ متوفی ۴۱۰ھ) نے جناب ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ سے ان الفاظ میں روایت بیان فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں

نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ — وَرَأْسُهُ فِي
حِجْرِ عَلِيٍّ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى الْعَصْرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ —
فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَعَا لَهُ — فَرُدَّتْ
عَلَيْهِ الشَّمْسُ حَتَّى صَلَّى — ثُمَّ غَابَتْ ثَانِيَةً —

کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
آغوش میں اپنا سر اقدس رکھ کر استراحت فرمانے لگے، اور انہوں نے اس
وقت تک نماز عصر نہ پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا — پھر
جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے — تو آپ نے ان
کے لئے دعا فرمائی — اور ان کے لئے سورج واپس آ گیا — اور
انہوں نے نماز ادا فرمائی پھر وہ دوبارہ غروب ہو گیا —

(الخصائص الكبرى (امام سیوطی) ج ۲ ص ۱۳۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت۔ لبنان سن اشاعت ۲۰۰۳ء)

حدیث نمبر ۴۱۲

حضور نے سورج کو حکم دیا

امام طبرانی نے بسند حسن، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یوں روایت بیان کی ہے
فرماتے ہیں۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ الشَّمْسَ فَتَأَخَّرَتْ
سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ —

کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج کو حکم دیا اور دن ایک ساعت تک

ٹھہرا رہا — (الخصائص الكبرى ایضاً)

ردِ شمس — اور — منکرین خصائص نبی ﷺ و علی

بندۂ ناچیز نے گزشتہ صفحات میں درج متعدد احادیث پر نقد و تبصرہ اور تشریح و جرح سے گریز کیا ہے — اور اس امر کو علمائے حق کے ذوقِ سلیم کی نذر کرتے ہوئے اپنی عقیدت کی جوانی کو جنوں کی شوخیوں سے بچائے رکھا تا کہ امن و سلامتی اور عافیت کے گلشنوں میں بادِ صرصر — اپنی جولانیاں دکھانے کا موقع نہ پاسکے۔ چونکہ آج کل مفسدینِ زمانہ اور عالمی دہشت گردوں نے نہایت ہٹ دھرمی اور انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ معجزۂ ردِ شمس پر جاہلانہ و اویلا مچا رکھا ہے — جس میں بغضِ علی کے سوا کوئی امر کارفرما نہیں۔ ان لوگوں کی پرانی عادت ہے کہ سید عالم کے معجزات کا تذکرہ سن کر تمللاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں — اور یہ معجزۂ ردِ شمس تو دیگر انبیاء کے معجزات سے عجیب تر ہے — اس لئے منکرینِ شانِ رسالت اس پر عناد کی بیماری میں کچھ زیادہ ہی مبتلا ہو گئے ہیں — ان لوگوں کی اس بیماری کی کافی وجوہات ہیں لیکن سب سے بڑی وجہ مولا علی کی نماز کے لئے سورج کا غروب ہونے کے بعد طلوع ہونا ہے۔

خیال رہے کہ علی کریم کے خصائص کے خلاف زبان و قلم صرف ان لوگوں کی چلتی ہے جن کے سینوں میں منافقت نے ڈیرے جھا رکھے ہیں — جن کے دلوں میں عقیدت و محبت کے نور کی شمعیں روشن ہیں وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر منایات کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں — اور اس ذاتِ خداوندی کی عطا کردہ قوتوں کو ماننا اپنے عقیدے کی جان سمجھتے ہیں۔

معاندینِ رسول اور مخالفینِ علی کی یاوہ گوئی اور فکری دہشت گردی سے صرف نظر کرتے ہوئے — دو تین ایسے سوالات ہیں جن کا تعلق حدیث سے ہے — محدثین

کی رائے معلوم کرتے ہیں۔

○ — صورتِ اعتراض یہ ہے — کہ اس معجزہ والی روایت کو کس طرح قبول کیا

جائے گا — جبکہ اس واقعہ کے خلاف جناب ابو ہریرہ سے روایت ان الفاظ کے ساتھ

مروی ہے — کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَمْ تَحْتَبِسِ الشَّمْسُ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا لِيُوشَعَ

سورج سوائے یوشع (بن نون) کے کسی کے لئے نہیں رکا۔

(شرح مشکل الآثار ج ۳ ص ۵۱) (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

○ — یہ اوپر والی روایت ایک اور سند سے ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے کہ

جناب ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا۔

لَمْ تُرَدِّ الشَّمْسُ مُنْذُرَاتٍ عَلَى يُوشَعَ بْنِ نُونٍ لِيَالِي سَارِ الْي

بَيْتِ الْمُقَدَّسِ —

کہ سورج جب سے یوشع بن نون کے لئے واپس آکر اتوں تک رکا رہا،

تب سے کسی اور کے لئے واپس نہیں آیا۔ آپ بیت المقدس کی طرف

تشریف لے گئے —

(امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلام طحاوی متوفی ۲۴۱ھ شرح مشکوٰۃ ص ۱۰۱)

○ — اسی حدیث کی اسی سند سے امام احمد بن حنبل نے ان الفاظ کے ساتھ نقل

کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

إِنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَحْتَبِسْ عَلَى بَشَرٍ إِلَّا لِيُوشَعَ لِيَالِي سَارِ الْي

بَيْتِ الْمُقَدَّسِ —

بے شک سورج کسی بشر کے لئے نہیں رکا سوائے یوشع بن نون کے اتوں تک کہ

آپ بیت المقدس تشریف لے گئے۔

(مسند الامام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۲۵ مطبوعہ دار صادر بیروت لبنان)

○ خیال رہے — کہ امام طحاوی نے دونوں روایتوں کو تحریر فرمایا ہے۔ پہلی روایت علی بن حسین (امام زین العابدین) — اور دوسری یحییٰ بن زکریا سے — پہلی حدیث میں جس شمشہی ہے — اور دوسری میں رد شمس ہے — اور امام احمد بن حنبل کے مسند کی روایت میں لمبی جس شمس ہے — اور ان تینوں حدیثوں میں لفظی اختلاف ہے — ایک میں ہے کہ سورج ڈوبنے سے رُکا رہا — اور دوسری میں ہے — کہ ڈوبا ہوا واپس آیا — اور مسند احمد بن حنبل — کی حدیث میں لمبی ہے — کہ ڈوبنے سے رُکا رہا — امام طحاوی نے آگے چل کر ایک اور روایت بیان فرمائی ہے جس سے مسئلہ مزید واضح ہو جائے گا۔

یوشع بن نون اور جس شمس

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے ایک نبی (یوشع بن نون) نے اپنے اصحاب کے ساتھ جنگ لڑنے کے لئے نکلے — اور انہوں نے لوگوں سے فرمایا — کہ میرے ساتھ وہ آدمی نہ آئے جس نے کوئی گھر بنایا ہو — لیکن اس میں رہائش اختیار نہ کی ہو — یا — کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور حق حیات ادا نہ کیا ہو — یا — اسے واپس آ کر کوئی حاجت مطلوب ہو۔

فَرَأَى الْعَدُوَّ عِنْدَ غَيْبُوبَةِ الشَّمْسِ

پس آپ علیہ السلام نے دشمن کو ”اس وقت“ دیکھا جب سورج غروب

ہونے کے نزدیک تھا —

وہ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔

إِنَّهَا مَأْمُورَةٌ — وَأِنِّي مَأْمُورٌ حَتَّى يُقْضَى بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ —

بے شک یہ سورج بھی اللہ کے حکم سے چلتا ہے اور بے شک میں بھی اللہ کے حکم سے ”ان سے جنگ کر رہا ہوں“ اور اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

فَحَبَسَهَا اللَّهُ عَلَيْهِ — فَفَتَحَ عَلَيْهِ فَعَنَمُوا الْغَنَائِمَ

پس اللہ تعالیٰ نے سورج کو ان کے لئے روک لیا تو وہ لشکر فتح سے ہمکنار ہو گیا اور کافی مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔

(شرح مشکل الآثار ج ۳ ص ۹۷ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت سن اشاعت ۱۹۹۴ء)

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ یہ تمام باتیں نبوت کی علامات میں سے ہیں۔

○ — امام طحاوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں — کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے جن الفاظ کے ساتھ جناب علی کے لئے دعا فرمائی ہے — وہ بلند ترین مرتبت اور مقدارِ جلالت پر دلالت کرتی ہے۔

○ — اور یہ دُعا رسول اللہ نے اس لئے مانگی — تاکہ مولا علی اپنی نماز ادا کر

لیں — یہ وہ نمازِ عصر ہے کہ جس کے وقت میں مولا علی نے رسول خدا کی وجہ سے اپنے

آپ کو روک رکھا — اس لئے آقا علیہ السلام نے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹایا

— تاکہ وہ نمازِ قضا نمازوں میں شامل نہ ہو جائے —

○ — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دُعا میں ایک اور بات بھی ظاہر ہوتی ہے

— کہ نمازِ عصر کے قضا ہونے میں کس قدر سختی کے ساتھ ذکر موجود ہے — ”کہ ایک نماز کے لئے سورج کو واپس کیا گیا“

نمازِ عصر:

نمازِ عصر سے متعلق متعدد احادیث و روایات موجود ہیں — ان میں ایک یہ ہے جسے حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ — فَكَانَ مِمَّا وَتَرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ

جس شخص کی نمازِ عصر قضا ہو گئی گویا اس کے تمام گھر والے اور سارا مال تباہ ہو

گیا۔ (شرح مشکل الآثار ج ۳ ص ۹۸)

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں — کہ اللہ تعالیٰ نے مولا علی کو رسولِ خدا کی اطاعت کے سبب ان چیزوں سے بچالیا — فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے اس امر کا ثبوت بھی ملتا ہے — کہ نمازِ عصر کے بعد سو جانا جائز ہے — جبکہ بعض لوگ اسے مکروہ سمجھتے ہیں — اور بطور ثبوت مختلف احادیث بیان کرتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

○ — جناب ابن شہاب رسولِ کریم سے روایت کرتے ہیں — کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَامَ بَعْدَ الْعَصْرِ فَاخْتَلَسَ عَقْلُهُ فَلَا يَلُومَنَّ الْإِنْفَسَهُ

جو شخص عصر کی نماز کے بعد سو گیا تو اس کی عقل زائل کر دی جائے گی اور وہ

اس پر سوائے اپنے آپ کے کسی کو ملامت نہ کرے۔

(شرح مشکل الآثار ج ۳ ص ۹۹)

○ — مندرجہ بالا حدیث کو امام طحاوی نے — منقطع — قرار دیا ہے اور

منقطع — وہ حدیث ہے جس میں تابعی سے نیچے درجے کا کوئی شخص صحابی سے روایت کرے —

ان تمام قسم کے سوالات و اعتراضات میں کتمانِ حق اور بغض و عناد کے سوا کوئی اور امر دکھائی نہیں دیتا — یہ رسولِ معظم کا معجزہ اور مولا علی کی کرامت ہے۔ معجزات اور کرامات برحق ہیں جس کا کوئی کلمہ گواہکار نہیں کر سکتا — باقی رہی یہ بات سرورِ عالم کی قضا نمازوں کے لئے سورج کیوں واپس نہیں لوٹا — اور کیوں نہیں ٹھہرا — یہ کیوں — کا لفظ کبھی کبھی نہایت خطرناک صورت اختیار کر لیتا ہے — جس سے ایمانیات کی دنیا تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ افسوس کہ نیا علم کلام مرتب کرنے والے اللہ تعالیٰ کی حکمتوں پر بھی مکمل ایمان رکھتے — اور اگر ایسا ہوتا تو اسلام کے ابدی اصولوں کی صداقت کو پامال نہ کرتے — منکرینِ ردّ شمس بھی اس بات کو حیطہ تحریر میں لائے ہیں — کہ ”نبی کے معجزہ پر ایمان لانا فرض ہے — اور معجزہ خرقِ عادت ہوتا ہے“ — یعنی عقل و شعور کی دسترس سے باہر ہوتا ہے — اب دیکھنا یہ ہے کہ رسولِ کریم کے لئے سورج ٹھہرا ہے یا نہیں۔

بروز بدھ:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں لکھا ہے — کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل بن عبدالرحمن سے روایت بیان کی ہے — کہ آپ فرماتے ہیں — کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس رات معراج ہوئی — اور معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ نے (بطور دلیل) قریش کو (مکہ آنے والے) قافلوں کے

بارے میں اور اہل قافلہ کے بارے میں خبر دی — کفار نے پھر دریافت کیا کہ آپ یہ بتائیں کہ فلاں قافلہ یہاں پر کب پہنچے گا؟ — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — بدھ کے روز پہنچے گا۔

چنانچہ بدھ کے روز قریش مکہ — تا قافلے کی راہ پر پہنچے اور قافلے کی آمد کا انتظار کرنے لگے — یہاں تک کہ سورج کے غروب ہونے کا وقت قریب ہو گیا — اور اس وقت تک قافلہ نہیں پہنچا تھا۔

فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَزِيدَ لَهُ فِي النَّهَارِ سَاعَةً
وَحَبِسَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَلَمْ تَرُدَّ الشَّمْسُ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ ، وَعَلَى يُوشَعَ بْنِ
نُونٍ حِينَ قَاتَلَ الْجَبَّارِينَ —

پس رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی تو دن میں ایک گھڑی اضافہ کر دیا گیا اور سورج کو روک دیا گیا — پس سورج کو کسی پروا پس نہیں کیا گیا۔ سوائے رسول اللہ کے اس دن — اور یوشع بن نون علیہ السلام کے جس دن وہ جبارین کے خلاف جنگ میں مصروف تھے۔

(اخصائیس النبی ج اول ص ۲۹۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، سن اشاعت ۲۰۰۳ء)

عجبت

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر (دوسری جلد میں) سید عالم اور دیگر انبیاء کے معجزات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں — کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا قوم جبارین کے خلاف جنگ میں سورج کو روک لیا گیا جبکہ مولا علی کریم کے لئے ڈوبا ہوا سورج واپس آ گیا اور واقعہ معراج کے سلسلے میں سورج کو روک دیا گیا۔ فرماتے ہیں۔

أُوتِيَ حَبْسُ الشَّمْسِ حِينَ قَاتَلَ الْجَبَّارِينَ وَقَدْ حُبِسَتْ لِنَبِيِّنَا
كَمَا تَقَدَّمَ فِي الْأَسْرَاءِ وَأَعْجَبَ مِنْ ذَلِكَ رَدُّ الشَّمْسِ حِينَ
فَاتَ عَصْرُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ —

سورج کا روکنا اس وقت پیش آیا، جب حضرت یوشع بن نون — قوم
جبارین کے خلاف جنگ میں مصروف تھے — اور ہمارے نبی اکرم کے
لئے بھی روکا گیا جیسا کہ یہ واقعہ معراج کے تذکرے میں گزرا ہے — اور
اس سے زیادہ عجیب تر اور حیران کن امر یہ ہے کہ جب مولا علی کی نماز عصر
فوت ہوئی تو اس کے لئے (ڈوبے ہوئے) سورج کو واپسی لوٹایا گیا —

(الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۰ مطبوعہ بیروت)

مندرجہ بالا حقائق کے باوصف — اگر کوئی شخص انکار کرتا ہے — تو یہ اس کے
حبث باطن کی علامت ہے — اور یہ نفاق کی وہ بیماری ہے جس کا علاج ناممکن تو نہیں
— مشکل ترین ضرور ہے۔

حدیث نمبر ۴۱۳

دوسری بار رَدِ شمس

حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ جب میرے
والد گرامی ”حضرت مولا علی“ نہروان کی جنگ سے واپس ہوئے تو آپ کا گزر سرزمین
بابل سے ہوا تھا — اور نماز عصر کا وقت ہو گیا تھا — آپ نے ارشاد فرمایا (کہ یہ بابل
کی زمین) عذاب زدہ ہے اسے اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ دھنسا یا ہے۔

وَلَا يَحِلُّ لِرَسُولِي أَنْ يُصَلِّيَ فِيهَا

اس زمین پر نبی کے وصی کے لئے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

جناب جویریہ بن مسہر کا بیان ہے کہ لوگوں نے وہاں نماز ادا کی — اور میں سو سواروں سمیت حضرت امیر المومنین کے ساتھ رہا — آخر کار ہم زمین بابل سے گزر گئے — اور سورج غروب ہو گیا تھا — حضرت علی علیہ السلام سواری سے نیچے اترے اور مجھے فرمایا — کہ میرے لئے پانی لے آؤ — میں نے پانی لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے وضو فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ عصر کی اذان دو — فرماتے ہیں میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ہم عصر کی نماز کیسے ادا کریں گے — سورج تو غروب ہو چکا ہے — ”آپ کا حکم تھا“ میں نے اذان کہہ دی — اور مجھے فرمایا اقامت کہو — میں نے اقامت کہہ دی — میں ابھی اقامت کہہ ہی رہا تھا کہ آپ کے دونوں لب مبارک متحرک ہوئے — تو فوراً سورج واپس لوٹ آیا — ہم نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی — جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو سورج فوراً اس طرح غائب ہوا — جیسے کوئی چراغ پانی کے طشت (تھال) میں رکھے ہوئے غائب ہو کر ”بے نور ہو جانا“ ہے — ستارے چمکنے لگے — مولا علی نے روئے سخن میری طرف کرتے ہوئے فرمایا۔

اَذْنٌ لِلْمَغْرِبِ يَا ضَعِيفَ الْيَقِينِ

اے ضعیف الیقین (یقین کو کمزور رکھنے والے) نمازِ مغرب کے لئے اذان

کہو — (بیانج المودۃ ج اول ص ۱۳۸)

○ — خیال رہے کہ بابل شہر کے کھنڈرات سرزمین عراق میں پائے جاتے ہیں

— یہ تباہ شدہ شہر حله کے نزدیک ہے — مولا علی کرم اللہ وجہہ نے جہاں سورج کو باذن

اللہ واپس لوٹایا تھا وہ جگہ بابل شہر کے کھنڈرات کافی فاصلے پر ہے — وہاں ایک مسجد بھی

ہے۔ جو مسجدِ ردّ شمس کے نام مشہور ہے۔ جس جگہ مولا علیؑ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ وہ جگہ کربلا سے نجف اشرف کی طرف جاتے ہوئے۔ کم و بیش دس میل کے فاصلے پر۔ پکی سڑک کے قریب ہے۔

حدیث نمبر ۴۱۴

حدیث عبد اللہ بن عباس۔ ردّ شمس

امام موفق بن احمد بن محمد حنفی، مکی، خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ جناب مجاہد سے روایت بیان کی ہے۔ کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ مولا علی کی شان سے متعلق کیا کہتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔

وَاللَّهُ هُوَ أَحَدُ الثَّقَلَيْنِ — سَبَقَ بِالشَّهَادَتَيْنِ، وَصَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ
— وَبَايَعَ الْبَيْعَتَيْنِ — وَهُوَ أَبُو السَّبْطَيْنِ الْحَسَنِ
وَالْحُسَيْنِ — وَرَدَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ مَرَّتَيْنِ — فَمِثْلَهُ
فِي الْأَئِمَّةِ مِثْلُ ذِي الْقَرْنَيْنِ — وَهُوَ مَوْلَايَ وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ

خدا کی قسم! وہ ثقلین (دو جہاں) کے ایک فرد ہیں۔ اور وہ کلمہ شہادتین پڑھنے میں سبقت لے گئے (یعنی اللہ کی الوہیت محمد مصطفیٰ کی رسالت کی گواہی دینے میں پہل کی) اور انہوں نے دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی ہے۔ اور آپ نے دو دفعہ بیعت کی ہے (بیعت طریقت اور بیعت رضوان) اور آپ سبطین حسن و حسین کے باپ ہیں۔ اور آپ کی

خاطر دو مرتبہ سورج واپس لوٹا۔ اور آپ اماموں میں ذوالقرنین کی مانند
ہیں۔ آپ میرے اور تمام جن وانس کے مولا ہیں۔

(بیانغ المودۃ ج اول ص ۱۳۸)

حدیث نمبر ۴۱۵

علی کریم سے سورج نے گفتگو کی

حضرت مولا علی امیر المؤمنین سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوالحسن علی سورج سے بات چیت کریں اور وہ بھی تم سے
گفتگو کرے گا۔ مولا علی نے فرمایا۔ میں نے سورج کو ”ان الفاظ میں سلام دیا“

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَيُّهَا الْعَبْدُ الْمُطِيعُ لِلَّهِ

تم پر سلام ہو۔ اے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے سورج نے مجھے سلام
کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ——— وَإِمَامَ الْمُتَّقِينَ ———
وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ ———

اے مؤمنوں کے امیر۔ اے پرہیزگاروں کے امام اے روشن پیشانی
والوں کی قیادت کرنے والے آپ پر بھی سلام ہو۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ شکر ادا
کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

قُمْ يَا أَخِي وَيَا حَبِيبِي ——— يَا هُنِي اللَّهُ بِكَ سَمَوَاتِهِ

اٹھو! اے میرے بھائی! اے میرے حبیب! اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے

آسمان والوں پر فخر کرتا ہے۔ (بیانق المودقہ ج اول ص ۱۴۰)

حدیث نمبر ۴۱۶

حضور نے فرمایا اے علی! اپنی کرامت دیکھو

حضرت سلمان — ابوذر — ابن مسعود — ابن عباد — اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے — کہ جب اللہ تعالیٰ نے مکہ شریف فتح کر دیا تو (سید عالم نے) ہوازن کا ارادہ فرمایا — اور آپ نے مجھے فرمایا۔

يَا عَلِيُّ! قُمْ فَانظُرْ كَرَامَتَكَ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَكَلِمِ الشَّمْسِ

اے علی! اٹھو اور اپنی وہ کرامت دیکھو، جو اللہ عزوجل نے تیرے لئے مقرر فرمائی ہے (وہ یہ کہ) آفتاب سے گفتگو کرو۔ حضرت مولا علی اٹھے اور ان الفاظ کے ساتھ سورج کو سلام دیا۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْعَبْدُ الدَّائِرُ فِي طَاعَةِ رَبِّهِ

سلام ہو تم پر، اے اپنے رب کی اطاعت میں چکر کاٹنے والے بندے

سورج نے آپ کے سلام کا ان الفاظ میں جواب دیا۔

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَخَا رَسُولِ اللَّهِ — وَوَصِيَّهُ — وَحُجَّةَ

اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ —

اے اللہ کے رسول کے بھائی! — اور اس کے وصی اور زمین پر اللہ تعالیٰ

کی حجت! تم پر سلام ہو —

یہ سورج کا سلام سن کر — مولا علی بطور شکر سجدے میں گر پڑے، اور رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم — علی کو اٹھارہ تھے — اور آپ کا چہرہ صاف فرما رہے تھے —
اور علی سے فرمایا۔

يَا حَبِيبِي أَبَشِّرْكَ إِنَّ اللَّهَ بَاهِي بِكَ حَمَلَةَ عَرْشِهِ — وَأَهْلَ
سَمَوَاتِهِ — ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنِي عَلَى سَائِرِ
الْأَنْبِيَاءِ — وَأَيَّدَنِي بِعَلِيِّ سَيِّدِ الْأَوْصِيَاءِ —

اے میرے حبیب تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ عرش اٹھانے والے فرشتوں
— اور آسمان پر رہنے والوں کے ساتھ تیری وجہ سے فخر کرتا ہے — پھر
سرکار علیہ السلام نے فرمایا — الْحَمْدُ لِلَّهِ — شکر ہے اس ذات کا
جس نے مجھے تمام نبیوں پر فضیلت دی — اور اوصیاء کے سردار علی کے
ذریعے میری مدد فرمائی —

پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وَلَهُ اسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ
يُرْجَعُونَ — (پ ۳ آل عمران آیت ۸۳)

جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اس نے خوشی یا لاچارگی سے، اس کی
فرمانبرداری اختیار کی ہے اور سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے —

(بیانج المودۃ ج اول ص ۱۳۰)

○ — حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے — حضرت جابر فرماتے ہیں۔

إِنَّ الشَّمْسَ تَكَلَّمَتْ لِعَلِيِّ سَبْعَ مَرَّاتٍ

بے شک سورج نے علی المرتضیٰ کے ساتھ سات مرتبہ گفتگو کی — (ایضاً ۱۳۰)

حدیث نمبر ۲۱۷

علی کو جبریل و میکائیل نے وضو کرایا

علامہ قندوز (سلیمان بن ابراہیم مفتی اعظم قسطنطنیہ) نے شیخ مغاری شافعی کے حوالے سے حدیث نقل فرمائی ہے — لکھتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز ادا فرما رہے تھے — اور پہلی رکعت کے رکوع دیر لگا دی — حضرت انس فرماتے ہیں — کہ ہم لوگوں نے یہ خیال کیا کہ شاید آپ کو سہو (بھول) ہو گیا ہے — پھر آپ نے سر اٹھایا اور نماز میں بہت ایجاز (چھوٹا کرنا — مختصر کرنا) سے کام لیا اور سلام پھیرا — اور پھر آپ ہماری متوجہ ہوئے۔

فَنَادَى يَا عَلِيُّ اُدْنُ مِنِّي

اور آپ نے آواز دے کر فرمایا علی! میرے پاس آؤ۔

حضرت علی آخری صف میں تھے — اور صفوں کے درمیان چلتے سید عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے علی! تمہیں کس چیز نے آخری صف میں کھڑے ہونے پر مجبور کیا تھا — حضرت علی نے عرض کیا — میرا وضو نہیں تھا — اور میں اپنے گھر میں داخل ہوا تا کہ وضو کروں لیکن گھر میں پانی موجود نہ تھا — میں نے حسن اور حسین کو آواز دی — تو کسی نے بھی میری آواز کا جواب دیا — اچانک ہاتھ غیب سے آواز آئی — یا ابا الحسن — اے ابو حسن! — (ادھر دیکھو)

فَإِذَا أَنَا بِسَطْلٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيهِ مَاءٌ — وَعَلَيْهِ مَنَدِيلٌ فَتَوَضَّأْتُ
بِالْمَاءِ — وَهُوَ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ

تو میں نے ایک سونے کا برتن دیکھا جس میں پانی موجود تھا اور اس پر تولیہ دیا
ہوا تھا — میں نے اس سے وضو کیا ہے جو کستوری سے زیادہ خوشبودار
تھا —

مجھے پتہ نہیں کہ وہ چیزیں کہاں سے آئی تھیں — اور پھر انہیں کون اٹھا کر لے گیا
ہے — یہ بات سن کر رسول کریم مسکرائے اور علی کو سینے سے لگا لیا — اور آپ کی دونوں
آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا — اور فرمایا —

إِنَّ السَّطْلَ وَالْمَاءَ وَالْمِنْدِيلَ مِنَ الْجَنَّةِ وَالَّذِي آتَاكَ بِالسَّطْلِ
وَالْمَاءِ جِبْرَائِيلُ وَالَّذِي آتَاكَ بِالْمِنْدِيلِ مِيكَائِيلُ — وَالَّذِي
نَفَسَ مُحَمَّدٌ بِيَدِهِ مَا زَالَ إِسْرَافِيلُ قَابِضًا بِيَدِهِ عَلَى رُكْبَتِي
حَتَّى لَحِقْتُ بِي فِي الصَّلَاةِ — وَإِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُحِبُّونَكَ

بے شک برتن — پانی اور تولیہ جنت کے ہیں۔ برتن اور پانی تمہارے
پاس جبرائیل لائے تھے اور تولیہ جناب میکائیل علیہ السلام لائے تھے —
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے —
اسرافیل میرے گھٹنے کو اپنے ہاتھ سے پکڑے رہے — یہاں تک کہ تم
میرے ساتھ جماعت میں شامل ہو گئے — بے شک اللہ تعالیٰ اور اس
کے فرشتے تمہارے ساتھ محبت رکھتے ہیں —

(ینابیع المودۃ ج اول ص ۱۴۰ مطبوعہ مؤسسۃ العلمی للمطبوعات بیروت — لبنان)

جنت کے سات سردار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا۔

نَحْنُ وَكَدَّ عَبْدُ الْمُطَّلَبِ — سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ — أَنَا.

وَ حَمَزَةُ، وَعَلِيٌّ وَ جَعْفَرُ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ

کہ ہم عبدالمطلب کے (سات) بیٹے اہل جنت کے سردار ہیں — میں

— حمزہ — علی — اور جعفر طیار — حسن — حسین اور امام مہدی

علیہم السلام

(۱) سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۵۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت — لبنان سن اشاعت ۱۹۹۸۔ حدیث نمبر ۴۰۸۶

ایضاً ابن ماجہ ص ۳۱۰ مطبوعہ محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

(۲) ذخائر العقبیٰ ص ۱۵ نسخہ دارالکتب المصریہ

(۳) بیابج اوزة ج ۲ ص ۶۹ مطبوعہ مؤسسة العلمی بیروت

سات سردار

”جنت کے سات سردار“ — سات کا عدد اپنے ایک خاص حیثیت رکھتا ہے اس

عدد کی یہ خاصیت نے دل و دماغ کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہوئے کچھ ایسے اشارے دیئے

کہ سات کے عدد کے تصور نے تصدیق کے گلشن میں نکھار پیدا کر دیا — اور خطابت کی

طبیعت میں شگفتگی پیدا ہو گئی — اور پتہ چلا کہ خالق ارضین و سماوات کے نزدیک —

سات — کا عدد (خالی از حکمت نہیں) — اور اپنے اندر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے —

Handwritten text in Urdu script, consisting of approximately 15 lines. The text is extremely faint and illegible due to the quality of the scan.

(۸) یہ امر بھی ارکانِ حج میں شامل ہے — کہ شیطانوں کو — سات سات

کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

(۹) — رسولِ کریم کا ارشاد ہے — کہ جنت والوں کے سردار بھی — سات

— ہیں — فرمانِ رسول ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَحْنُ بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَاتُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَنَا — وَحَمْزَةُ

— وَعَلِيٌّ — وَجَعْفَرٌ — وَالْحَسَنُ — وَالْحُسَيْنُ

— وَالْمَهْدِيُّ —

ہم عبدالمطلب کے (سات) بیٹے اہل جنت کے سردار ہیں، میں — حمزہ

— اور علی — اور جعفر طیار — اور حسن — اور حسین — اور امام

مہدی (علیہم السلام)

(ذخائر العقبیٰ ص ۱۵ — سنن ابن ماجہ ۳۱۰ مطبوعہ میہ محمد آرام باغ کراچی)

(۱۰) — کل قیامت کے دن علی المرتضیٰ کو — سات — ناموں سے پکارا

جائے گا — فرمانِ رسول ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ نے

فرمایا۔

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُنَادُونَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

— بِسَبْعَةِ أَسْمَاءَ يَا صَدِيقُ — يَا دَالَ — يَا عَبِيدُ

— يَا هَادِي — يَا مَهْدِي — يَا فَتَى — يَا عَلِيَّ

جب قیامت کا دن ہوگا (تو فرشتے) علی کو سات ناموں کے ساتھ پکاریں گے — اے صدیق! — اے رہنمائی کرنے والے! — اے عابد!

— اے ہادی! — اے مہدی! — اے علی

(المنائب) (امام موافق بن احمد بن محمد کی خوارزمی حنفی) ص ۳۱۹، مطبوعہ مؤسسۃ النشر الاسلامی، قم۔ ایران)

(۱۱) حضرت مولا علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

— ہر نبی کو سات، سات نقیب ملے — اور مجھے سات قریش سے ملے — اور سات مہاجرین سے۔

سَبْعَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ — عَلِيٌّ — وَالْحَسَنُ —

وَالْحُسَيْنُ — وَحَمْزَةُ — وَجَعْفَرُ — وَأَبُوبَكْرٍ

— وَعُمَرُ — وَسَبْعَةٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ — عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

مَسْعُودٍ — وَسَلْمَانُ — وَأَبُو ذَرٍّ — وَحَدِيفَةُ —

وَعَمَّارٌ — وَمِقْدَادٌ — وَبِلَالٌ

قریش میں سے سات — علی — حسن — حسین — حمزہ — اور

جعفر — ابوبکر — اور عمر — مہاجرین میں سے سات — عبد اللہ

بن مسعود — اور سلمان فارسی — اور ابوذر غفاری — اور حدیفہ اور

عمار بن یاسر — اور مقداد — اور بلال (رضی اللہ عنہم)

(کنز العمال ج ۱۱ ص ۳۳۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۹۹۸ء)

(۱۲) — سات حرف — حسن حسین — کے ناموں کے سات حرف ہیں

— جو ان سات حرفوں کو یاد رکھے گا — اس پر دوائے فضل خدا ہمیشہ سایہ نکلن رہے گی

— اور رسول رحمت، بوقت شفاعت اسے نہیں بھولیں گے۔

سات خطرناک مرحلے

انسان کے لئے — سات موڑ — نہایت مشکل ترین ہیں — اور ان خطرناک مراحل میں — جو چیز کام آئے گی — وہ خاندانِ نبوت سے قلبی تعلق ہے — اور ہر موڑ پر رسولِ کائنات کے گھر والے دستگیری فرمائیں گے۔

(۱) موت و سکرَاتِ موت:

پہلا مرحلہ، موت اور سکرَاتِ موت ہے — اور یہ نہایت سخت ترین مرحلہ ہے — اور اس مرحلے کو — سلطنتِ کرم کے تاجدار اور سارے جہانوں کے لئے رحمت بن کے آنے والے شفیق و مہربان ہستی نے — یہ کہہ کر آسان ترین بنا دیا — فرماتے ہیں۔

الْمَوْتُ تَحْفَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ

موت ہر مسلمان کے لئے تحفہ ہے۔ (بشری الکعب علی ہاشم شرح الصدور ص ۸)

○ — ام المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْمَوْتُ غَنِيمَةٌ الْمُؤْمِنِ

موت مومن کے لئے غنیمت ہے۔

○ — امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:

الْمَوْتُ رَلْحَانَةٌ الْمُؤْمِنِ

موت، مومن کے لئے گل دستہ ہے۔ (بشری الکعب بلقاء الجیب ایضاً ص ۸)

○ — حضرت ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ حَبِّبِ الْمَوْتَ إِلَيَّ مَنْ يَعْلَمُ إِنِّي رَسُولُكَ

اے میرے اللہ! موت کو ہر اس شخص کے لئے محبوب کر دے۔ جو بے

شک و شبہ یہ جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔

(بشری الکعب بلقاء الحبيب علي هاشم شرح الصدور ص ۱۱)

سیدنا مصطفیٰ کریم کے لطف و عنایت سے شدید ترین مرحلہ کس قدر آسان ہو گیا

— موت ہے — موت مومن کے غنیمت ہے — موت مومن کے لئے گل دستہ ہے

— اور سرکارِ دعا کہ جو شکوک و شبہات کا شکار ہوئے بغیر جو اس امر کو جانتا ہے کہ میں تیرا

رسول ہوں اس کے لئے موت کو محبوب بنا دے — ”اس میں شرط یہ رکھی گئی ہے کہ رسول

اللہ کے تمام اوصافِ حمیدہ پر ایمان لائے۔“

(۲) عالم برزخ — قبر —

دوسرا مرحلہ — عالم برزخ یعنی قبر ہے — جس کی سختیوں کا تذکرہ ہر لب پہ ہے

— قبر میں ہوتا کیا ہے — یہ تمام مسلمان جانتے ہیں — قبر میں دو فرشتے آتے ہیں

اور وہ قبر والے سے سوال کرتے ہیں۔

تیرا رب کون ہے؟ — مومن کہتا ہے — میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ فرشتے سوال

کرتے ہیں۔

تیرا دین کیا ہے؟ — ایمان والا کہتا ہے — میرا دین اسلام ہے پھر فرشتے رُخ

رسول کی طرف جو قبر میں جلوہ گر ہوتا ہے، اشارہ کر کے سوال کرتے ہیں۔

مَا كُنْتُ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ —

تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟

ان کے اس سوال پر صاحب ایمان کہتا ہے۔

هَذَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ — أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

یہ اللہ تعالیٰ کے (محبوب) بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یقیناً محمد اللہ تعالیٰ کے بندے اور
اس کے رسول ہیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں — ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تو
یہ کہے گا — اور پھر۔

ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ — سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ

اس کی قبر میں فراخی دی جاتی ہے، ستر گز ستر گز میں (یعنی ستر گز لمبی — اور

ستر گز چوڑی)

پھر کیا ہوتا ہے

ثُمَّ يَنُورُ لَهُ فِيهِ

پھر اس کے لئے قبر میں روشنی کی جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶ — باب اثبات عذاب القبر فصل ثانی)

صاحب ایمان کو قبر میں فرشتے — نَمَّ كَنُومَةِ الْعُرُوسِ — (کہ اب تو

دلہن کی طرح سو جا) کا خوبصورت مسرت آکیں نغمہ سناتے ہیں — اور قبر میں روشنی کی

جاتی — اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں جلوہ گر ہوتے — اور یہ بہت

بڑا خوشی کا مقام ہے۔ راقم کا ایک شعر ہے۔

لیتے ہیں فرشتے گو مرقد میں حساب آ کر
لیکن ہے خوشی مجھ کو سرکار بھی آئیں گے

(۳) میدانِ محشر:

کون نہیں جانتا کہ محشر کی سختی اور عقوبت میں ایک شور بپا ہوگا۔ اور محشر کے شدائد سے اہل محشر پر ایک سخت ترین خوف طاری ہوگا۔ اور ہر طرف نفسی نفسی کی پکار ہوگی۔ میرے مرشد کریم کا ایک شعر ہے۔ فرماتے ہیں۔

عرصہ محشر میں جب ہو نفسی نفسی کی پکار
ہو قمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس دن بھی دامانِ حسین

اس بلا کی گرمی میں مومنوں کو لوٹے حمد کا سایہ نصیب ہوگا۔ اور لوٹے حمد امیر المومنین

علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں ہوگا۔ (لوٹے حمد کے بارے میں پیچھے گزر چکا ہے)

(۴) میزان:

میزان ایک مشکل ترین مرحلہ ہے۔ اور اس مقام پر اعمال تو لے جائیں گے

اس مقام سے متعلق۔ امام سخاوی شافعی (حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن متوفی

۹۰۲ھ) نے ایک روایت نقل فرمائی ہے، جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ آدم علیہ السلام قیامت کے دن بارگاہِ خداوندی

میں عرش کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اور آپ پر سبز رنگ کی دو چادریں ہوں گی

اور آپ اپنی اولاد میں سے ان لوگوں کو دیکھ رہے ہوں گے۔ جو جنت اور دوزخ

کی طرف جا رہے ہوں گے۔

راوی فرماتے ہیں کہ اسی دوران میں اچانک حضرت آدم علیہ السلام کی نظر اُمت رسول کے اس آدمی پر پڑے گی — جو دوزخ کی طرف جا رہا ہوگا — ”یہ دیکھ کر“ حضرت آدم علیہ السلام، حضور علیہ السلام کو آواز دیں گے — **يَا أَحْمَدُ — يَا أَحْمَدُ** — حضرت آدم کہیں — حضور علیہ السلام جو اباً فرمائیں گے — **لَبَّيْكَ يَا آبَا الْبَشَرِ** — حضرت آدم کہیں گے کہ یہ آدمی آپ کی اُمت میں سے ہے اور دوزخ میں جانے والا ہے ”حضور فرماتے ہیں“ — کہ یہ بات مجھ پر گراں گزرے گی — اور میں (ان) فرشتوں کے پیچھے تیزی کے ساتھ چلتا ہوا آ جاؤں گا (جو میرے اس امتی کو دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے) اور انہیں کہوں گا۔

يَا رُسُلَ رَبِّي قِفُوا!

”اے میرے رب کے فرشتو! رُک جاؤ!“

فرشتے جو اباً عرض کریں گے — ہم سخت مزاج ہیں۔ اس بات میں جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہو — اور ہم اس بات کی نافرمانی نہیں کرتے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہو — (فرشتوں کی یہ بات سن کر) حضور علیہ السلام پریشان ہوں گے — اور اپنی داڑھی مبارک کو پکڑ لیں گے — اور اپنا رُخ انور عرش کی طرف کر کے ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں گے۔

يَا رَبِّ! الْيَسَّ قَدْ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِنِي فِي أُمَّتِي؟ —

”اے میرے رب! کیا تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ تو مجھے

میری امت کے بارے میں رسوا نہیں فرمائے گا؟ —“

”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عرض کے بعد“ — عرش کی طرف سے یہ آواز

آئے گی — اَطِيعُوا مُحَمَّدًا — (اے فرشتو!) محمد مصطفیٰ کا حکم مانو! — تو اس ندا پر فرشتے اس شخص کو واپس (میزان) کے مقام پر لے آئیں گے — حضور فرماتے ہیں۔

فَاُخْرِجُ مِنْ حُجْرَتِي بِطَاقَةِ بَيْضَاءَ كَالْأَنْمَلَةِ فَالْقِيَهَا فِي كَفَّةِ

الْمِيزَانِ الْيُمْنِيِّ وَأَنَا — أَقُولُ — بِسْمِ اللَّهِ —

فَتَرَجَّحَ الْحَسَنَاتِ عَلَى السَّيِّئَاتِ —

تو میں اپنی حبیب سے ایک سفید کاغذ نکالوں گا اور اسے میزان کے دائیں

پلڑے میں رکھ دوں گا اور کہوں گا — بِسْمِ اللَّهِ — تو نیکیاں بدیوں

سے بھاری ہو جائیں گی —

پس ندا آئے گی — کہ یہ نیک بخت اور خوش نصیب ہو گیا — اور اب اس کے

اعمال بھاری ہو گئے ہیں — (اے فرشتو!)

انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى الْجَنَّةِ

اس کو جنت میں لے جاؤ!

وہ بندہ کہے گا اے فرشتو! ذرا اٹھہر جاؤ — میں اس ہستی معظم سے بات کر لوں

— اور وہ بارگاہِ مصطفوی میں عرض کرے گا — میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں

— آپ کا چہرہ اور آپ کی تخلیق کس قدر حسین ہے — اور آپ نے میرے انجام پر رحم

کرتے ہوئے میرا بوجھ ہلکا کر دیا ہے — تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے۔

أَنَا نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ — وَهَذِهِ صَلَاتُكَ الَّتِي كُنْتَ تَصَلِّيَهَا عَلَيَّ

— وَقَدْ وَفَيْتُكَ أَحْوَجَ مَا كُنْتَ عَلَيْهَا —

میں تیرا نبی محمد ہوں — اور یہ تیرا درود ہے جو تو مجھ پر پڑھا کرتا تھا —

اور بے شک میں نے تمہاری حاجت کو پورا کر دیا ہے اور جبکہ تمہیں اس کی سخت ضرورت تھی۔

(۱) القول البدیع ص ۱۲۹ مطبوعہ دارالکتب العربی بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۹۸۵ء — ایضاً — مطبوعہ

دارالمنہاج جدہ سعودی عرب ص ۲۶۹

(۲) الخصال الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

(۵) حوضِ کوثر:

روزِ محشر شدید ترین گرمی اور سورج کی دھوپ میں پیاس کی شدت انتہا کو پہنچ جائے گی — اور حوضِ کوثر کے کناروں تک پہنچنا دشوار ترین ہوگا اور حوض پر سیدنا مصطفیٰ کریم — اور مولا مرتضیٰ تشریف فرما ہوں گے اور اپنوں کو جامِ کوثر عنایت فرمائیں گے — اور اس مشکل ترین موڑ پر بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کے لئے آسانیاں مہیا فرمائیں گے — اور منافقوں کو علی مرتضیٰ، حوض سے جنت کی لاٹھی سے پیٹ پیٹ کر دور بھگائیں گے — تمام منافقین حوضِ کوثر کے جامِ شراب سے محروم رہیں گے۔

درود شریف اور حوضِ کوثر:

حوضِ کوثر پر وارد ہونے والی اقوام میں سے حضور سید عالم ان لوگوں کو پہچان لیں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھتے ہیں — امام سخاوی شافعی نور اللہ مرقدہ نے — اپنی عظیم کتاب ”القول البدیع“ میں اور عارفِ کامل حضرت امام ابو عبد اللہ سید محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ العزیز نے ”دلائل الخیرات و شوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار“ — میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے — آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

لَیْرِدَنَّ عَلَیَّ الْحَوْضَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اقْوَامٌ مَا اَعْرِفُهُمْ اِلَّا بِكَثْرَةِ

الصَّلَاةُ عَلَيَّ —

قیامت کے دن حوضِ کوثر پر میرے پاس ایسی قومیں آئیں گی جن کو میں
صرف کثرت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھنے کی وجہ سے پہچانتا ہوں —

دلائل الخیرات ص ۱۹۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور سن اشاعت ۱۹۸۵ء
القول البدیع فی الصلوة علی الحبیب الشمیع ص ۱۲۹ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت لبنان

یعنی حوضِ کوثر پر وارد ہونے والے ان لوگوں کو نبی رحمت پہچان لیں گے جو آپ کی
ذاتِ اقدس پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں — اور حوضِ کوثر پر رحمتوں سے نوازا جائے گا
— جن سے ان کو آسانیاں میسر آئیں گی۔

○ — بات حوضِ کوثر اور درود شریف کی ہو رہی ہے، یہاں پر ایک اور حدیث
شریف بیان کرتا چلوں — جس کا تعلق درود سے بھی ہے اور علی کریم سے بھی ہے۔
حدیث یوں ہے۔

حدیث نمبر ۴۱۹

اس حدیث کے راوی مولا مرتضیٰ ہیں آپ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — کہ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا۔

أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ — قَالَ —

الصَّلَاةُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ وَحُبُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ —

کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے؟ —

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر درود بھیجنا اور علی بن ابی

طالب سے محبت کرنا۔ (القول البدیع ص ۱۳۴ مطبوعہ دارالکتاب العربی لبنان)

جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ مصطفویٰ میں عرض کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے

نزدیک مقبول و پسندیدہ اور محبوب ترین عمل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجنا اور علی کریم سے ٹوٹ کر محبت کرنا ہے۔ جو لوگ مولا مرتضیٰ کے ذکر تک کو پسند نہیں کرتے۔ یا۔ انہیں ذکر علی سے تکلیف ہوتی ہے تو انہیں بار بار سوچنا چاہئے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کے اندر نفاق کے جراثیم سرایت کر گئے ہیں۔ ان جراثیم کے خاتمہ کے لئے ضروری ہے کہ نبی کریم پر کثرت سے درود پڑھا جائے۔ اور مولا علی سے محبت کی جائے۔

○ — بات درود شریف کی چل نکلی ہے تو ایک ایسا درود شریف جس کا ثواب بے حد و حساب ہے۔ آپ دیکھیں کہ رسول خدا اور آپ کی آل پر درود شریف بھیجنے کا ثواب کتنا ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۰

جناب ابوالحسن بکری — ابوعمارہ مدنی — محمد بن اسحاق مطہری رضی اللہ عنہم — یہ تینوں حضرات راوی ہیں — کہ ہم مسجد میں رسول کریم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے — کہ اچانک ایک اعرابی نقاب کئے ہوئے آیا — اور پھر اس نے نقاب کھولا اور فصاحت کے ساتھ گفتگو کرنے لگا — اس نے کہا — اے اہل عزت و شرف اور عالی کرم والو! اللہ پر سلام ہو — تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے اور جناب ابوبکر صدیق درمیان بٹھالیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعرابی کی طرف دیکھا — اور بارگاہ رسول میں عرض کیا — یا رسول اللہ! آپ نے اسے میرے اور اپنے درمیان بٹھالیا ہے — حالانکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ اس زمین پر آپ کو مجھ سے زیادہ آپ کو کوئی

محبوب نہیں — سید عالم نے فرمایا — بے شک اس اعرابی کے بارے میں مجھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا ہے — کہ یہ اعرابی مجھ پر وہ درود پاک پڑھتا ہے جو اس سے پہلے مجھ پر کسی نے نہیں پڑھا — اس ارشاد پر حضرت خلیفہ اول نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ارشاد فرمائیں کہ وہ کس طرح درود پڑھتا ہے؟ تاکہ میں بھی آپ پر وہی درود شریف بھیجا کروں — آپ نے فرمایا اے ابوبکر — یہ اعرابی اس طرح پڑھتا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
وَفِي الْمَلَائِكَةِ الْأَعْلَى إِلَى يَوْمِ الدِّينِ .

اے اللہ! درود بھیج محمد و آل محمد پر اولین و آخرین میں اور مقرب فرشتوں میں، روزِ قیامت تک —

جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس درود شریف کا ثواب کتنا ہے — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے ابوبکر! تم نے اس چیز سے متعلق سوال کیا ہے جس کو میں حد حساب و شمار میں نہیں لاسکتا — فرمایا۔

فَلَوْ كَانَتِ الْبِحَارُ مِدَادًا — وَالْأَشْجَارُ أَقْلَامًا وَالْمَلَائِكَةُ
كِتَابًا يَكْتُبُونَ لَفَنِي الْمِدَادُ وَتَكْسَرَتِ الْأَقْلَامُ . وَلَمْ تَبْلُغِ
الْمَلَائِكَةُ ثَوَابَ هَذِهِ الصَّلَاةِ —

کہ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں — اور تمام درخت قلمیں بن جائیں تو تمام فرشتے کاتب بن کر لکھنا شروع کر دیں تو سیاہی ختم ہو جائے گی اور قلمیں ٹوٹ جائیں گی، لیکن اس درود کا ثواب نہیں لکھ سکیں گے —

(القول البدیع ص ۱۲۵ مطبوعہ دار المنہاج جدہ — ص ۵۷، ۵۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی لبنان، بیروت سن اشاعت

(۱۹۸۵ء)

بے دین کون؟

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَلَا دِينَ لَهُ

جس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اس کا کوئی دین نہیں ہے۔

(القول البدیع مطبوعہ دار المنہاج ص ۳۱۸)

اوپر درج تمام روایات و احادیث سے امر ثابت ہوا کہ موت و حیات میدانِ محشر — میزان — اور حوضِ کوثر پر سید عالم کام آئیں گے اور حب دارِ علی لوائے حمد کا سایہ اور جامِ کوثر عطا کیا جائے گا۔

(۶) پلِ صراط — مشکل ترین مرحلہ

پلِ صراط پر سے گزرنا مشکل ترین مرحلہ ہے — سب سے پہلے دیکھنا یہ ہے کہ پلِ صراط کی مسافت کتنی ہے — امام محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات“ میں لکھا ہے — بعض احادیث میں ہے کہ پلِ صراط کی لمبائی تین ہزار سال کی مسافت ہے — ایک ہزار سال کی مسافت چڑھائی — ایک ہزار سال کی مسافت سیدھا ”راستہ“ — اور ایک ہزار سال کی مسافت اُترائی ہوگی — پلِ صراط بال سے زیادہ باریک — تلوار سے زیادہ تیز — اور جہنم کی پشت پر ہے۔

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات (مترجم) ص ۱۲۲ — ۱۲۳، مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز ۱۱ گنج بخش لاہور سن اشاعت

جون ۲۰۰۰ء)

قارئین کرام! — یہ ہے پلِ صراط — ہزار سال کی چڑھائی — ہزار سال کی اُترائی — اور ہزار سال کی مسافت کا سیدھا راستہ — اور آگ اُگلتی جہنم کی پشت پر ہے — یہ پرخطر اور ہولناک راستہ ہے — جسے

دیکھ کر اہل محشر پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔

اب دیکھنا یہ ہے — کہ اس مشکل ترین راستے کو، آسان ترین شاہراہ بنانے میں کس ہستی معظم کا ہاتھ ہوگا؟ — اس گھبراہٹ اور تھرتھراہٹ کے عالم میں عاصیوں کی دستگیری اور سہارا دینے پل صراط پر کون آئے گا؟ — وہ حامی بے کساں — رحمت دو جہاں — رسول انس و جاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے — میزان — حوض کوثر — اور پل صراط پر آپ کی موجودگی حدیث شریف سے ثابت ہے — اب دیکھیں کہ اس وحشت انگیز مرحلے کو — اس کرم گستر شخصیت نے کس طرح وجد آور بنانے اپنا رحمت آگیاں کردار ادا فرمایا۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب سلم — صدائے محمد

(فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث نمبر ۴۲۱

پل سے گزارو! راہ گزر کو خبر نہ ہو

سیدنا مولائے کائنات امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے —

آپ فرماتے ہیں۔

سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي عَنْ عِلْمٍ لَا يَعْرِفُهُ جَبْرَيْلُ وَلَا مِيكَائِيلُ

کہ اس سے پہلے کہ تم مجھے گم پاؤ، ایسا علم مجھ سے پوچھ لو۔

جس کو نہ جبریل جانتے نہ میکائیل جانتے ہیں (علیہما السلام) — ایک آدمی نے

عرض کیا اے امیر المؤمنین! یہ کون سا علم ہے جو جبریل و میکائیل نہیں جانتے؟ — آپ

کرم اللہ وجہہ نے فرمایا — اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کی رات میں مختلف قسم کے علوم سکھائے ہیں — بعض علوم کو مخفی رکھنے کا حکم فرمایا — اور بعض علوم ایسے ہیں جن کو بذریعہ تبلیغ عام کرنے کا حکم دیا ہے — اور بعض علوم ایسے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا ہے۔

چنانچہ جن علوم کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا تھا — ان میں سے مجھے اور ابو بکر و عمر اور عثمان کو پوشیدہ طور پر علیحدہ علیحدہ بتایا کرتے تھے — ان علوم و اسرار میں سے ایک یہ امر بھی ہے — کہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے چہرہ میں نور تھا — اور ان کی پشت میں موتی تھا، جب ابراہیم علیہ السلام منجنيق (سنگباری کی قدیم دستی مشین) کے پلڑے میں تھے — اس وقت جناب جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کیا — حضرت آپ کو کسی قسم کی کوئی حاجت ہو تو حکم فرمائیے — حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمایا — تجھ سے کوئی حاجت نہیں — جبریل دوبارہ آپ کے پاس آ کر پوچھنے لگے کہ آپ کو اپنے رب سے کوئی حاجت ہو تو فرمائیے! حضرت ابراہیم نے ارشاد فرمایا:

يَا جِبْرِيلُ مِنْ شَانِ الْخَلِيلِ اَنْ لَا يُفَارِقَ خَلِيلَهُ

اے جبریل! خلیل کی شان تو یہ ہے کہ اپنے خلیل سے جدا نہ ہو۔

حضرت مولا علی فرماتے ہیں — کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے گویائی عطا فرمائی اور میں نے کہا:

اَنْ بَعَثَنِي اللّٰهُ وَاَصْطَفَانِي بِالرِّسَالَةِ لَا جَازِيْنَ اٰخِي جِبْرِيلَ —

اگر اللہ تعالیٰ مجھے مبعوث فرمائے گا اور اپنی رسالت کے لئے چن لے گا تو

میں جبریل بھائی کے اس ”احسان“ کا بدلا اتاروں گا۔

پھر جب مجھے اللہ کریم نے مبعوث فرمایا۔ اور معراج کی رات آئی۔ جبریل میرے پاس آئے۔ اور وہ میرے ہم سفر تھے۔ یہاں تک کہ وہ میرے ساتھ ایک مقام (سدرۃ المنتہی) پر پہنچ کر رک گئے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جبریل سے کہا:

يَا جَبْرِئِيلُ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَقَامِ يُفَارِقُ خَلِيلَ خَلِيلِهِ؟

اے جبریل! ایسے ہی مقام پر خلیل اپنے خلیل سے جدا ہوتا ہے۔

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ ہاں۔

إِنْ جَاوَزْتُهُ اخْتَرَقْتُ بِالنُّورِ

اگر میں آگے بڑھوں گا تو نور سے جل جاؤں گا۔

رسول کریم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جبریل سے پوچھا۔ اے جبریل! کیا اللہ تعالیٰ سے تمہاری کوئی حاجت ہے؟۔ تو جبریل نے عرض کیا ہاں۔ ”ایک حاجت ہے“

سَلْ رَبَّكَ أَنْ يَجْعَلَ لِي أَبْسَطُ جَنَاحِي لِأُمَّتِكَ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُجَوِّزُوا عَلَيَّ

”کہ اپنے رب کی بارگاہ میں درخواست کیجئے کہ قیامت کے دن پل صراط پر آپ کی امت کے لئے مجھے پر بچھانے کی اجازت مل جائے تاکہ آپ کی امت اس پر سے گزر جائے“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل کے لئے دعائے برکت فرمائی۔

(۱) نزہۃ انجاس (علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ شافعی) ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت۔ لبنان

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۱۵۲ مطبوعہ مصطفیٰ بابی حلبی مصر

مندرجہ بالا حدیث سے متعلق فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ مصطفویٰ میں

ایک نفیس پیرایہ میں استدعا کی ہے عرض کرتے ہیں۔

پل سے گزارو راہ گزر کو خبر نہ ہو

جبریل پر بچھائے تو پر کو خبر نہ ہو

ایک اور مقام پر وجدانی انداز میں کلک شعلہ بار کو حرکت میں لاتے ہوئے، یوں رقم

طراز ہوئے۔

اہل صراطِ روحِ امیں کو خبر کریں

جاتی ہے اُمتِ نبوی فرش پر کریں

ان فتنہ ہائے حشر سے کہہ دو حذر کریں

نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گزر کریں

(۷) ساتواں مرحلہ:

ساتواں مرحلہ بھی کچھ اس طرح کا ہے۔۔۔ وہ یوں کہ جب اہل محشر تمام امتحانات

اور حساب و کتاب سے فارغ ہو جائیں گے جنت سامنے ہوگی۔۔۔ جنت میں جانے

والوں کی مسرت و شادمانی عروج پر ہوگی۔۔۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَقِفُّوْهُمْ اِنْهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ

ان کو روکو، ان سے پوچھا جائے گا۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمائی۔

حضرت ابوسعید اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

يُسْأَلُونَ، عَنِ الْاِقْرَارِ بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ

علی کی ولایت کے اقرار سے متعلق سوال کئے جائیں گے۔

(ینایع المودۃ ج ۲ ص ۶۲ بحوالہ دیلمی)

مطلب یہ ہے — کہ کیا تم لوگ علی کی ولایت کا اقرار کرتے تھے — یعنی علی کو ولی مانتے مانتے تھے — علی کریم کے ذکر اور نعرے کو روکنے والے اس آیت اور حدیث پر بار بار غور فرمائیں، —

اس سے معلوم ہوا کہ علی کرم اللہ وجہہ سے بے نیاز ہو کر کامیابیوں سے ہمکنار ہونا ممکن نہیں — قیامت کے دن مولا علی، سید عالم کے علمدار ہوں گے — حوض کوثر پر تشنہ لبوں کی پیاس بجھائیں گے — مولا علی قیامت کے دن لوائے حمد اٹھائے ہوں گے — حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا — اے ابو بردہ علی قیامت کے دن میرے امین ہوں گے — اور فرمایا۔

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مَعَهُ مَفَاتِيحُ خَزَائِنِ رَحْمَةِ رَبِّي

(قیامت کے دن) میرے رب کی رحمت کے خزانوں کی کنجیاں علی بن ابی طالب کے پاس ہوں گی —

(نزہۃ المجالس بحوالہ الزہر الفائح ج ۲ ص ۲۹۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان)

اس ساری بحث کا ما حاصل یہ ہے کہ خاندان نبوت کے ساتھ موڈت باعث نجات ہے — اور اس خاندان سے عداوت، ایمان کی تباہی کا سبب ہے — وہ لوگ بلند مقدر کے مالک ہیں جو خاندان نبوت سے محبت کرتے ہیں —

○ — بات بہت دور نکل گئی — بات ہو رہی تھی نمبر وار احادیث کی جو علی کریم

کے بارے میں ہیں — اور باب کو چار سو سات کے عدد پر بند کیا — اور سات کے عدد

کی اہمیت نے قلم کو سینہ قرطاس پر کچھ انمول موتی بکھیرنے کا اشارہ دیا۔ جس سے نکتہ
بینوں کے شعور کو جلا ملے گی۔

خیال رہے۔

”علی از روئے حدیث“ کے باب میں بعض مقامات پر مختلف طرق اور کتب کے
حوالوں کی وجہ سے بعض احادیث — ایک سے زائد مرتبہ بیان ہوئی ہیں — اور یہ
انداز خارجیوں کی موثر گافیوں کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے — تاکہ ان کے اعتراضات کا
رد کرتے ہوئے یہ ثابت کیا جائے کہ محدثین کے نزدیک ان احادیث کی اہمیت و منزلت کیا
ہے۔

قارئین عظام! — یہ بات بھی حاشہ خیال میں رہے — کہ خوارج کئی قسم کے
اندرونی امراض کا شکار ہونے کی بناء پر — نہایت بھونڈے انداز میں حقائق سے چشم پوشی
کرتے ہیں — سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ملحدین کے انکار سے — خدائے لاشریک
اور اس کے بے مثال رسول کی عظمتوں میں کسی قسم کا کوئی فرق پڑے گا؟ — ہرگز نہیں
— اگر سورج کے طلوع و نونے اور اس کی تمازت اور روشنی کا انکار کر دے — تو کیا
سورج کی کرنیں چھین جائیں گی؟ — ہرگز نہیں —

اور اگر کوئی شخص علی المرتضیٰ کی ولایت و شجاعت — سخاوت و عظمت اور بلند یوں کو
تسلیم نہ بھی کرے — تو کیا آپ کی بلند و بالا شخصیت کی فضیلت پر اثر پڑے گا؟ —
ہرگز نہیں — ہاں! — یہ ضرور ہوگا — کہ نہ ماننے والے کتمان حق و صداقت کے
مجرم ضرور بن جائیں گے۔

باقی رہا مولا علی مرتضیٰ کی شان و فضیلت میں احادیث کا کثرت سے وارد ہونا، تو اس

پر ناصبیوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

○ — فرمانِ عمر فاروق:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا اُكْتَسِبَ مُكْتَسِبٌ مِثْلَ فَضْلِ عَلِيٍّ

کہ نہیں کمایا، کسی کمانے والے نے علی کی فضیلت کی مثل

(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۸۹)

بڑا بد بخت ہے وہ شخص جو خلیفہ دوم کے اس فرمانِ عالی شان کو ٹھکرا کر اپنی من مانی

کرتے ہوئے اپنی سطحی رائے کو — عقیدہٴ فاروق پر سے برتر تصور کرے۔

○ — فرمانِ امام احمد بن حنبل:

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے —

مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

الْفَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيٍّ

کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے اتنے فضائل

و مناقب کسی کے نہیں جتنے علی کے ہیں۔

(۱) مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰۷

(۲) تاریخ دمشق الکبیر "امام ابن عساکر" ج ۲۵ ص ۲۲۰

سنا ہے عرب شریف میں — حریم شریفین میں — امامت و خطابت کے

فرائض انجام دینے والے مولوی اپنے آپ کو حنبلی کہتے ہیں — اگر وہ حنبلی ہیں تو اپنے

امام سے بغاوت کیوں؟ — میرے خیال میں نہ وہ حنبلی ہیں نہ حنفی — نہ شافعی ہیں نہ

مالکی — بس وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔

○ — امام نیشاپوری فرماتے ہیں:

حضرت امام ابوعلی اسماعیل بن اسحاق نیشاپوری قدس سر العزیز کا اعلان عام ہے

— فرماتے ہیں — کہ

لَمْ يَرِدْ فِي حَقِّ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِالْأَسَانِيدِ الْحَسَنِ أَكْثَرَ

مَا جَاءَ فِي عَلِيٍّ

کسی صحابی کے لئے اس قدر حسن سندوں کے ساتھ ”فضائل“ اتنی کثرت

سے وارد نہیں ہوئے جتنے علی کے ہیں۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۲۰)

○ — امام ابن حجر مکی کی تحریر:

علامہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکہ الآراء، کتاب ”الصواعق المحرقة“

— میں اہل بیت نبوی کی اولاد میں سے بعض متاخرین کے حوالے سے اس امر کا سبب

لکھا ہے — جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے — کہ اللہ تعالیٰ رب العزت نے اپنے

پیارے حبیب کو ان تمام حالات کا علم عطا فرمادیا تھا، جو آپ کے بعد رونما ہونے والے

تھے — اور جن میں مولا علی مبتلا ہونے والے تھے۔

جب حضرت مولا علی کی (ظاہری) خلافت کے دوران اختلافات رونما ہوئے

— تو حالات کا تقاضا یہ تھا کہ امت کی خیر خواہی کے لئے — ان فضائل کو مشہور کیا

جائے جو آپ کے بارے میں ہیں — تاکہ جو شخص آپ سے تمسک کرے ”اور آپ کا

دامن تھامے“ — وہ نجات پائے — اور پھر جب آپ کے خلاف خروج (بغاوت)

ہوا — اور یہ معاملہ شدت اختیار کر گیا — علامہ ابن حجر لکھتے ہیں —

وَاشْتَفَلَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِي أُمِّيَّةٍ بِتَقْيِيصِهِ وَسَبِّهِ عَلَيَّ الْمَنَابِرِ،

وَوَافَقَهُمُ الْخَوَارِجُ لَعْنَهُمُ اللَّهُ بَلْ قَالُوا بِكُفْرِهِ اشْتَغَلَتْ جَهَابِدَةٌ
الْحُفَاظِ أَهْلِ السُّنَّةِ بَيْتَ فَضَائِلِهِ حَتَّى كَثُرَتْ نَصْحًا لِلْأُمَّةِ
وَنُصْرَةً لِلْحَقِّ —

اور بنو امیہ کا ایک گروہ آپ کی تنقیص (نقص نکالنا) کرنے لگا اور منبروں پر
آپ کو گالیاں دینے لگا اور ملعون خارجیوں نے ان کی موافقت کی بلکہ
خارجیوں نے آپ (علی) کو کافر تک کہہ دیا تو اہل سنت کے جلیل القدر حفاظ
حدیث اُمت مسلمہ کی خیر خواہی اور حق کی نصرت کے لئے آپ کے فضائل
کی نشر و اشاعت میں لگ گئے — (الصواعق المخرقة ص ۱۲۱)

خیال رہے کہ — اس دور کے خارجیوں اور ناصبیوں کی بدزبانی — گندے
عقائد و خیالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ انداز اختیار کیا گیا — اور سب سے زیادہ یہ امر
پیش نظر رہا کہ — خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی حاصل ہو — اور آپ کی
نظرِ کرم کے امیدواروں میں نام آجائے — یہی وجہ ہے کہ زیر نظر کتاب اہل بیت
رسول کے فضائل و مناقب میں وارد ہونے والی احادیث کو نقل کیا ہے — اور دُعا ہے
کہ — اے میرے پروردگار! اپنے اس بندۂ ناچیز کی تحریروں کو اپنی جناب میں قبول
و منظور فرما۔

نوٹ:

حضرت سیدنا و مرشدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فضائل و مناقب
میں وارد — قرآنی آیات اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزید دیکھنا مقصود ہو تو
ہماری کتاب — خلفائے رسول — کا مطالعہ فرمائیں — انشاء اللہ ایمان تازہ ہوگا

— عقیدتوں کے گلستانوں میں نکھار پیدا ہوگا — اور محبتِ علی کا نور سینوں میں جلوہ بار ہو

گا — کون علی؟

حیدر و صفدر غضنفر بو تراب
آفتاب آسمان مستطاب
والد حسنین و عباس جری
جس کی کرتے ہیں فرشتے چاکری
کہہ دیا احمد نے حیدر کو ولی
اور حق نے لافتی الا علی
کر دیا آنکھوں کو خیرہ آپ نے
مہد میں اژدر کو چیرا آپ نے
شہر حق، غالب، شہ مرداں علی
ہے علی افضل زمانے کا ولی
اُن کی ضربت کا مزا، اُحمر سے پوچھ
پوچھ مرحب سے یا پھر عنتر سے پوچھ
اُن کی خوشبو کی رفق عنبر میں ہے
اُن کی درویشی کی لوقنبر میں ہے
اعلیٰ واولیٰ ہے مولا مرتضیٰ
خضر کا مولا ہے، مولا مرتضیٰ

جو مجھے ملا وہ کسی کو نہیں ملا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش سے بلا کیف و زوال اطلاع فرماتا ہے — پس اللہ تعالیٰ نے — مجھے اختیار فرمایا — اور علی کرم اللہ وجہہ کو میرا داماد منتخب فرمایا — اور فاطمہ، عذرا، بتول سلام اللہ علیہا — علی علیہ السلام کو عطا فرمائی — اور اس طرح اس سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو عطا نہیں فرمایا۔

وَأَعْطَى الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَلَمْ يُعْطِ أَحَدًا مِثْلَهُمَا

مجھے حسن و حسین عطا فرمائے — ان دونوں (حسین) کی مثل کسی کو عطا نہیں فرمائی —

اور مجھے میری طرح کا داماد عطا فرمایا — اور مجھے حوض کوثر عطا فرمایا — اور اس کی طرف، جنت اور دوزخ کے حصے بنائے — اور یہ فرشتوں کو عطا نہیں فرمایا — اور جنت میں اس کا ساتھی بنایا — اور مجھے میری طرح کا بھائی عطا فرمایا — اور میری طرح کا کسی کا بھائی نہیں ہے۔

أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَطْفِيءَ غَضَبَ اللَّهِ — وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَقْبَلَ اللَّهُ عَمَلَهُ — فَلْيُحِبِّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ —

اے لوگو! جو اللہ کے غضب کو بجھانا چاہتا ہے — اور یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قبول فرمائے — وہ علی بن ابی طالب سے محبت کر لے —
فَإِنَّ حُبَّهُ يَزِيدُ الْإِيمَانَ — وَأَنَّ حُبَّهُ يُذِيبُ السَّيِّئَاتِ كَمَا

تُذِيبُ النَّارَ الرَّصَاصَ

بے شک (علی) کی محبت ایمان کو بڑھاتی ہے اور بے شک (علی) کی محبت گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جس طرح آگ سیسے کو پگھلا دیتی

ہے — (مودۃ القربی (سید علی ہمدانی) ص ۱۳ مطبوعہ مؤسسۃ الاعلیٰ)

حدیث نمبر ۴۲۳

جنت و دوزخ کی کنجیاں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى — أَعْطَانِي مَفَاتِيحَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

— فَقَالَ: يَا سَلْمَانَ! — قُلْ لِعَلِّي إِنْكَ تُخْرِجُ مَنْ تَشَاءُ

وَتَدْخُلُ مَنْ تَشَاءُ

بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے جنت اور دوزخ کی کنجیاں عطا فرمائی

ہیں — اور فرمایا — اے سلمان رضی اللہ عنہ! علی ”کرم اللہ وجہہ“ —

سے کہہ دو، بے شک آپ جس کو چاہیں (جنت و دوزخ سے) نکالیں اور

د جس کو چاہیں داخل کریں — (مودۃ القربی ص ۱۶)

حدیث نمبر ۴۲۴

علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ رِجَالِ الْعَالَمِينَ فِي زَمَانِي هَذَا عَلِيٌّ وَأَفْضَلُ نِسَاءِ
الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فَاطِمَةٌ

تمام عالمین کے مردوں میں سے، اس زمانے میں سب سے افضل مولا علی
ہیں اور اولین و آخرین کی تمام عورتوں سے افضل ترین عورت فاطمہ الزہراء

ہیں۔ (مودۃ القربی ص ۱۵)

حدیث نمبر ۴۲۵

علی کی محبت مخلوق خدا پر فرض ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جَاءَ نِيَّ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ بِوَرَقَةٍ آسٍ
خَضْرَاءَ مَكْتُوبٌ فِيهَا بَيَاضٌ إِنِّي قَدْ افْتَرَضْتُ مَحَبَّةَ عَلِيِّ بْنِ
أَبِي طَالِبٍ عَلَى خَلْقِي فَبَلِّغْهُمْ ذَلِكَ —

جبریل علیہ السلام میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے جنت کے ایک
درخت آس کا سبز رنگ کا پتالے کر اس پر سفید لفظوں میں لکھا ہوا تھا —
بے شک میں نے علی بن ابی طالب کی محبت اپنی مخلوق پر فرض کر دی ہے۔

(اے اللہ کے رسول) آپ اس بات کو لوگوں تک پہنچادیں —

اے آس: آس عربی کا لفظ — آس جنت کا ایسا درخت ہے جس کے پتوں میں نہایت تازگی اور رنگ نہایت سبز ہوتا ہے اور ان
پتوں میں منفرد خوشبو ہوتی ہے اور اس کو فارسی زبان میں مورد کہتے ہیں۔

(مقتل الحسین) (امام موفق بن احمد کی ابوالموید خوارزمی) ج اول ص ۶۸ مطبوعہ دارانور الہدیٰ سن اشاعت ۱۴۲۸ھ

عَلَى خَيْرِ النَّاسِ

حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت بیان فرمائی ہے — کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں سے بہتر کون ہے؟

فَقَالَ خَيْرُهَا وَاتَّقَاهَا — وَأَفْضَلُهَا — وَأَقْرَبُهَا إِلَى الْجَنَّةِ
أَقْرَبُهَا مِنِّي — وَلَا أَقْرَبَ وَلَا أَتَقَى إِلَيَّ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي
طَالِبٍ (كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ الْكَرِيمَ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر، سب سے پرہیزگار — سب سے افضل — اور سب سے زیادہ قریب — اور جنت میں وہ جو مجھ سے زیادہ قریب ہے — اور سب سے زیادہ پرہیزگار علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علاوہ کوئی نہیں۔
(مودۃ القربی ص ۶ مطبوعہ مؤسسۃ الاعلیٰ بیروت لبنان)

ان ہستیوں کی ولایت کا انکار کفر ہے

امام ابوالموید موفق بن احمد بن محمد کی خوارزمی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب — مقتل الحسین — میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے — لکھتے ہیں — کہ حضرت ابو سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا — آپ علیہ السلام نے فرمایا — وہ رات

جس رات مجھے آسمان کی طرف سیر کرائی — تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا اُنزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ (پارہ ۳ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸۵)

رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر نازل ہوا۔

رسول کریم فرماتے ہیں — میں نے عرض کیا — وَالْمُؤْمِنُونَ — اور ایمان

والے بھی — اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

صَدَقْتَ يَا مُحَمَّدُ! مَنْ خَلَفَتْ فِي اُمَّتِكَ

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے سچ کہا (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) آپ اپنی امت سے کس کو خلیفہ بناؤ گے —

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں نے عرض کیا — خَيْرُهَا — ”اس

امت میں سے“ بہتر کو — قال: عَلِيٌّ بِنِ ابِي طَالِبٍ؟ — فرمایا: علی بن ابی طالب

(رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو؟ — قُلْتُ نَعَمْ يَا رَبِّ! — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرماتے ہیں — میں نے عرض کیا — ہاں میرے رب! — رب دو جہاں نے فرمایا

— اے محمد مصطفیٰ! بے شک میں نے تمام زمین والوں کو مطلع کیا — کہ میں نے تمہیں

ان میں سے منتخب فرمایا اور اپنے ناموں میں سے تمہیں ایک نام عطا فرمایا — اور میرے

ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر ہوگا — (اس لئے کہ)

فَاَنَا الْمَحْمُودُ وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ

پس میں محمود ہوں اور تم محمد ہو

پھر دوسری اطلاع دی — میں نے علی کو اختیار فرمایا — اور اس کے نام کو اپنے

ناموں میں سے ایک سے مشتق کیا۔

فَإِنَّا الْأَعْلَىٰ وَهُوَ عَلِيُّ

پس میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي خَلَقْتُكَ، وَخَلَقْتُ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ

وَالْحُسَيْنَ، وَالْأَيْمَةَ مِنْ وُلْدِهِ — مِنْ سِنِّ نُورٍ مِنْ نُورِي

— وَعَرَضْتُ وَلَا يَتَكُمُ عَلَىٰ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَأَهْلِ الْأَرْضِ

فَمَنْ قَبْلَهَا كَانَ عِنْدِي مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَمَنْ حَجَدَهَا كَانَ عِنْدِي

مِنَ الْكَافِرِينَ

یا محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

— علی کو — فاطمہ کو، اور حسن و حسین کو اور ان کی اولاد سے اماموں کو

تخلیق فرمایا ان سب کا نور میرے نور کی اصل سے ہے — اور میں نے

آسمانوں اور زمین پر تم سب کی ولایت کو پیش کیا — تو جس نے اس

ولایت کو قبول کیا تو وہ میرے نزدیک مومنوں میں سے ہے — اور جس

نے اس ولایت کا انکار کیا وہ میرے نزدیک کافروں میں سے ہے۔

يَا مُحَمَّدُ! لَوْ أَنَّ عَبْدًا مِّنْ عِبِيدِي عَبْدَنِي حَتَّىٰ يَنْقَطِعُ أَوْ يَصْبِرَ

كَالشَّنِّ الْبَالِي، ثُمَّ أَتَانِي جَاحِدًا لِّوَلَايَتِكُمْ مَا غَفَرْتُ لَهُ حَتَّىٰ

يُقَرَّبَ بِلَايَتِكُمْ —

یا محمد! اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری عبادت کرے حتیٰ کہ وہ

ہلاک ہو جائے، پھر میری بارگاہ میں تم سب کی ولایت کا انکار کرتا ہوا

آئے، تو میں اسے اس وقت تک نہیں بخشوں گا جب تک وہ تم سب کی ولایت کا اقرار نہ کرے۔

يَا مُحَمَّدُ! أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهُمْ؟ — قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَبِّ، فَقَالَ لِي التَّفِثْ عَنِ يَمِينِ الْعَرْشِ — فَالْتَفِثْتُ فَإِذَا أَنَا: بِعَلِيِّ، وَفَاطِمَةَ، وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ — وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ — وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ — وَجَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى بْنِ جَعْفَرَ — وَعَلِيِّ بْنِ مُوسَى — وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ — وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ — وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَالْمَهْدِيَّ — فِي ضَحْضَاحٍ مِّنْ نُورٍ قِيَامًا يُصَلُّونَ وَهُوَ فِي وَسْطِهِمْ — يَعْنِي الْمَهْدِيَّ كَأَنَّهُ كَوَكَبٌ دُرِّيٌّ

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ انہیں دیکھنا چاہتے ہیں — میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا — ہاں میرے رب — تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ عرش کی دائیں طرف دیکھو — تو میں نے دیکھا کہ — میں، علی المرتضیٰ — فاطمہ الزہراء — حسن و حسین — علی ”زین العابدین“ بن حسین — محمد ”باقر“ بن علی ”زین العابدین“ جعفر صادق بن محمد باقر — موسیٰ ”کاظم“ بن جعفر صادق — علی ”رضا“ بن موسیٰ کاظم — محمد تقی بن علی رضا — علی ”نقی“ بن محمد تقی — حسن ”عسکری“ بن علی نقی — اور مہدی کے ساتھ تھا (علیہم السلام) ”سب ٹخنوں تک آبِ ”نور میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے — اور وہ یعنی —

مہدی (علیہ السلام) ان کے درمیان چمکتے ہوئے ستارے کی مانند تھے۔

(مقتل الحسین ج اول ص ۱۴۶- تا ۱۴۷ مطبوعہ دارانوار الہدی)

قارئین! — یہ سارا واقعہ معراج کی رات کو پیش آیا اس وقت تک بی بی پاک کی شادی بھی نہیں تھی — آئمہ اہل بیت کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی — اس نوری منظر کو حضور علیہ السلام نے معراج کی رات اپنی آنکھوں سے دیکھا — اور یہ چودہ ہستیان عرشِ معلیٰ پر عبادت میں مصروف تھیں۔

ضحاح:

تھوڑے سے پانی کو ضحاح کہتے ہیں جو ٹخنوں تک ہو — اُس آبِ نور میں کھڑے مذکورہ حضرات نماز ادا فرما رہے ہیں — جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی موجود ہیں (۱) رسول کریم (۲) علی المرتضیٰ (۳) سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا (۴) امام حسن مجتبیٰ (۵) امام حسین شہید کربلا (۶) امام علی اوسط زین العابدین (۷) امام محمد باقر (۸) امام جعفر صادق (۹) امام موسیٰ کاظم (۱۰) امام علی رضا (۱۱) امام محمد تقی (۱۲) امام علی نقی (۱۳) امام حسن عسکری (۱۴) امام مہدی علیہم السلام اس مقام پر عبادتِ خداوندی میں مصروف تھے۔ یہ وہ امر ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر فرما دیا — اس حدیث شریف کے راوی حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو رسول کریم کے خاص خادم تھے — جن کو راعی اہل رسول اللہ کا اعزاز حاصل تھا — امام خوارزمی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جو دنیا کے احناف کی قد آور شخصیت تھے۔

میں ناصبیوں اور خارجیوں کی خرافات کو صرف نظر کرتے ہوئے اپنی ہی جماعت — جماعت اہل سنت کے اُن چند گندم نما جو فروش قسم کے مولویوں سے پوچھتا ہوں کہ

آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ بھی خارجیوں کی دیکھا دیکھی — آلِ محمد کے بغض کی بیماری میں کیوں مبتلا ہو گئے ہیں — آپ لوگ تو صد اقتوں کے امین تھے، راہِ راست پر گامزن تھے — ولایت و تصوف کی نوری راہوں پر چلنے والے تھے — آپ نے یکا یک ظلمت کی وادیوں کی طرف کیوں چل پڑے ہو — کہیں ایسا تو نہیں کہ اپنے ضمیر کو طاغوتیوں کے ہاں گروی رکھ کر مذہبی پابندیوں سے آزادی حاصل کر لی ہو؟ ہم تو صرف آپ کی خدمت میں اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ پھر سے ہاتھوں میں وفا کا دامن تھام لو — اور

وفا کے دیپ جلنے دو پہنچنا ہے جو منزل پر
اندھیرے میں چراغوں کو بجھا دینا نہیں اچھا
پتہ دیتے ہیں منزل کا جو چھوڑے ہیں بزرگوں نے
نقوشِ پا وہ راہوں سے مٹا دینا نہیں اچھا

(علامہ بابر حسین بابر)

حدیث نمبر ۴۲۸

عقیدتِ فاطمہ سومقامات پر نفع دے گی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا سَلْمَانَ! مَنْ أَحَبَّ فَاطِمَةَ ابْنَتِي فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ مَعِي، وَمَنْ
ابْغَضَهَا فَهُوَ مِنَ النَّارِ — يَا سَلْمَانَ! حُبُّ فَاطِمَةَ يَنْفَعُ فِي
مِائَةِ مِّنَ الْمَوَاطِنِ، أَيْسَرَ تِلْكَ الْمَوَاطِنُ: - الْمَوْتُ، وَالْقَبْرُ،
وَالْمِيزَانُ وَالْمَحْشَرُ وَالصِّرَاطُ، وَالْمُحَاسَبُ، فَمَنْ رَضِيَتْ

عَنْهُ ابْنَتِي فَاطِمَةُ رَضِيْتُ عَنْهُ، وَمَنْ رَضِيْتُ عَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 — وَمَنْ غَضِبْتُ عَلَيْهِ ابْنَتِي فَاطِمَةَ غَضِبْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ
 غَضِبْتُ عَلَيْهِ، غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ — يَا سَلْمَانَ! وَيْلٌ لِمَنْ
 يَظْلِمُهَا وَيَظْلِمُ بِعَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيًّا وَيَوْلِي لِمَنْ يَظْلِمُ
 ذُرِّيَّتَهَا وَشِيعَتَهَا —

اے سلمان! (رضی اللہ عنہ) جو میری بیٹی فاطمہ علیہا السلام سے عقیدت
 و موڈت رکھے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور جو میری بیٹی فاطمہ سے
 بغض رکھے گا وہ دوزخی ہے — اے سلمان رضی اللہ عنہ! فاطمہ الزہراء
 (سلام اللہ علیہا) کی موڈت و عقیدت سو مقامات پر نفع دے گی (ان میں
 سے چند فائدہ مند مقامات یہ ہیں) موت کے وقت — قبر میں —
 میزان پر — اور میدانِ محشر میں — اور پلِ صراط سے ”گزرتے وقت“
 — اور بوقتِ محاسبہ — پس جس سے میری بیٹی فاطمہ راضی ہوں گی،
 میں بھی اس سے راضی ہوں گا — اور جس پر میں راضی ہوں گا، اللہ کریم
 بھی اس پر راضی ہوگا — اور جس پر میری بیٹی فاطمہ علیہ السلام ناراض
 ہوں گی، میں بھی اس پر ناراض ہوں گا — اور جس پر میں ناراض ہوں گا،
 اس پر اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوگا —

اے سلمان رضی اللہ عنہ! ہلاکت ہے اس کے لئے جو فاطمہ علیہ السلام پر ستم
 کرے گا اور ان کے شوہر نامدار امیر المؤمنین علی پر ظلم و ستم کرے گا اور
 ہلاکت ہے اس پر جو ان کی اولاد اور ان کے پیروکاروں پر ظلم و ستم کرے

فرشتے ثواب لکھتے ہیں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر بن ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا — جناب ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ مِنْ نُورٍ وَجْهَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، مَلَائِكَةً يُسَبِّحُونَ، وَيُقَدِّسُونَ، وَيَكْتُبُونَ ثَوَابَ ذَلِكَ لِمُحِبِّهِ وَمُحِبِّي وَكَدِهِ

بے شک اللہ تعالیٰ نے علی بن ابی طالب کے چہرہ مبارک کے نور سے فرشتے پیدا فرمائے ہیں وہ (فرشتے) تسبیح و تہلیل اور تقدیس و تحمید بیان کرتے رہتے ہیں — اور مولا علی کے ساتھ محبت کرنے والوں اور آپ کی اولاد سے محبت کرنے والوں کے لئے ثواب لکھتے رہتے ہیں —

(مقتل الحسین ج اول ص ۱۳۸ مطبوعہ دارانوار الہدی)

سیدنا علی کریم کے چہرہ اقدس کے نور سے فرشتوں کی ایک جماعت کو پیدا فرمایا جو اللہ کریم کی حمد و ثناء — اور تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور مولا علی اور آپ کی اولاد کے ساتھ محبت رکھنے والوں کے لئے مسلسل ثواب لکھتے رہتے ہیں — فرشتوں کا یہ عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے اور قیام قیامت تک جاری رہے گا۔

سیدنا امام علی کی محبت کے نغمے آلاپنے والو! تمہیں مبارک ہو — کہ اللہ تعالیٰ کے

نوری فرشتے قیامت تک تمہارے لئے ثواب لکھتے رہیں گے — خوارج و نواصب کے خرافات و بک بک کو خاطر میں لانے کی ضرورت نہیں ہے یہ ازلی بد بخت ہیں۔ ان کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

الْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ

خارجی دوزخ کے کتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۵ — تاریخ دمشق ج ۸ ص ۲۱۷)

میں انصاف کے حامی علماء کی خدمت میں ادب سے عرض رسا ہوں کہ — امام

حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ارشاد ہے جو محبت سے متعلق ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ: كُلُّ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَى اللَّهِ بِطَاعَتِهِ وَجَبَتْ عَلَيْكَ

مَحَبَّتُهُ —

امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو اپنی اطاعت

و فرمانبرداری کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے، اس کے ساتھ

محبت کرنا تم پر واجب ہے —

(تفسیر عرأس البیان فی حقائق القرآن (امام ابو محمد بن ابی نصر بقلی متوفی ۶۰۶ھ سن اشاعت ۲۰۰۸ء مطبوعہ دارالکتب العلمیہ

بیروت۔ لبنان)

جب کوئی مومن اطاعت گزاری کے باعث قرب خداوندی حاصل کرتا ہے تو

مسلمانوں پر اس کی محبت واجب ہو جاتی ہے۔

ایمان والو! — علی تو امیر المومنین ہے — سید المسلمین بردار رسول اور زوج

بتول ہے — آپ کی محبت اہل ایمان پر فرض ہے — اور وہ اس اعتبار سے بھی کہ آپ

دنیا و آخرت رسول کبریا کے بھائی ہیں — جن کے محبت بھرے نغموں کی گونج زمین سے

لے کر آسمان تک ہے — کون علی؟

مولائے کائنات ہے ، شیرِ خدا علی
 ولیوں کے سر کا تاج ہے ، علی مرتضیٰ علی
 زوجِ بتول ، نفسِ رسولِ کریم ہے
 سارے جہاں عارفوں کا پیشوا علی
 اہلِ کرم ہیں ، راحتِ قلبِ رسول ہیں
 زہرا علیہا السلام ، حسن علیہ السلام ، حسین علیہ السلام ، شہِ اولیاءِ علی
 خیرِ شکن ، امامِ زمن ، نور کی کرن
 دروازہٴ علوم ہے مولاِ مرا علی
 برقِ تپاں تھی آپ کا تلوارِ ذوالفقار
 مردِ جری ہے ، پر تو دستِ خدا علی
 عنتر سے پوچھو! مرحب سرکش سے پوچھ لے
 جاتا ہے دن کس طرح بن کر قضا علی

(خضر)

حدیث نمبر ۴۳۰

حبِ علی ایمان کی علامت ہے

محبت کی بات چھڑی ہے مندرجہ ذیل حدیث دیکھیں آنکھیں کھل جائیں گی —

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کریم سے فرمایا۔

حُبُّكَ اِيْمَانٌ وَبُغْضُكَ نِفَاقٌ — وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

مُحِبِّكَ — وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ النَّارَ مُبْغِضُكَ —

(اے علی!) تیری محبت ایمان ہے اور تیرے ساتھ بغض رکھنا منافقت ہے۔

تیرا محب جنت میں پہلے داخل ہوگا، اور تیرے ساتھ بغض رکھنے والا دوزخ

میں پہلے داخل ہوگا۔

(الفصول المهمہ فی معرفۃ احوال الائمہ ص ۱۲۷ مطبوعہ العدل نجف اشرف سن اشاعت ۱۳۷۵ھ۔ امام علی بن محمد بن احمد مالکی

المعروف ابن صباح متوفی ۸۵۵ھ)

حدیث نمبر ۴۳۱

علی فاطمہ علیہ السلام، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم

علیہ الصلوٰۃ ووا لتسلیم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا۔

يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ! أَنْتُمْ أَصْحَابِي، وَعَلِيٌّ بِنُ أَبِي طَالِبٍ مِنِّي، وَأَنَا

مِنْ عَلِيٍّ، فَمَنْ قَاسَهُ بِغَيْرِهِ فَقَدْ جَفَانِي، وَمَنْ جَفَانِي أَذَانِي،

وَمَنْ أَذَانِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ رَبِّي —

يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ! إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا مُبِينًا، وَأَمَرَنِي أَنْ أُبَيِّنَ

لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ إِلَيْهِمْ، مَا خَلَا عَلَيَّ بِنُ أَبِي طَالِبٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَحْتَجَّ

إِلَيَّ بَيَانٍ، لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ فَصَاحَتَهُ كَفَصَاحَتِي، وَدَرَايَتَهُ

كَدَرَايَتِي. وَلَوْ كَانَ الْجِلْمُ رَجُلًا لَكَانَ عَلِيًّا — وَلَوْ كَانَ

الْعَقْلُ رَجُلًا لَكَانَ حَسَنًا — وَلَوْ كَانَ السَّخَاءُ رَجُلًا لَكَانَ

حُسَيْنًا — وَلَوْ كَانَ الْحُسْنُ شَخْصًا لَكَانَ فَاطِمَةً، بَلْ هِيَ

أَعْظَمُ، أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَتِي خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ . عُصْرًا أَوْ شَرْفًا
وَكَرَمًا —

اے عبدالرحمن تم میرے صحابی ہو — اور علی بن ابی طالب مجھ سے ہے اور
میں علی سے ہوں جس نے (علی) کو میرے سوا کسی اور پر قیاس کیا تو اس
نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے مجھ پر ظلم کیا اس نے مجھے اذیت دی — اور
جس نے مجھے اذیت یعنی تکلیف پہنچائی، اس پر میرے رب کی لعنت
ہے —

اے عبدالرحمن! بے شک خدا تعالیٰ نے مجھ پر کتاب مبین نازل فرمائی ہے
اور مجھے حکم فرمایا ہے — جو ان کی طرف نازل ہوا ہے میں لوگوں کے
سامنے بیان کروں — ماسوائے علی بن ابی طالب کے کیونکہ اس کی ذات
بیان کی محتاج نہیں — اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فصاحت و عقل کو،
میری فصاحت و عقل کی طرح بنایا ہے — اگر حلم و بردبار کوئی مرد ہوتا تو وہ
علی ہوتا — اور اگر عقل کوئی مرد ہوتا تو حسن علیہ السلام ہوتا، اگر سخاوت
کوئی مرد ہوتا تو حسین ہوتا — اگر حسن و بھلائی اور جمال کوئی شخصیت
ہوتی تو فاطمہ ہوتیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوتیں بے شک میری بیٹی
فاطمہ بنیادی طور پر اور شرافت و بزرگی اور کرم و عنایت کے اعتبار سے تمام
اہل زمین سے بہتر ہے (یعنی ان سے بڑھ کر کوئی نہیں)

(مقتل الحسین للخوازمی ج اول ص ۱۰۱ تا ۱۰۰)

مندرجہ بالا حدیث پر بار بار غور فرمائیں تاکہ آپ کو پنچ تن پاک کے درجات
و مراتب کا پتہ چل سکے — اور خارجی قسم کے مولویوں کی تو تکار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے

— اپنے دلوں میں موڈہ و عقیدتِ اہل بیت کے گلستان سجائیں۔

ہاں با د آیا — او پر بیان کی گئی حدیث میں عبارت کا کچھ حصہ اس طرح موجود ہے

— کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عَلَيَّ ، كِتَابًا مُّبِينًا

”بے شک مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین نازل فرمائی۔“

یہ کتاب قرآن مجید ہے۔ جس پر نازل ہوئی، وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد مصطفیٰ

ہیں۔ جن کے وسیلہ سے نازل فرمائی وہ جبریل علیہ السلام ہیں۔ اور جس کے لئے

نازل فرمائی وہ آخری رسول کی آخری امت ہے۔ اس مقام پر صاحب تفسیر عرأس البیان

نے سورہ زمر کی پہلی آیت (تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ) ”یعنی

کتاب نازل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ عزت اور حکمت والے کی طرف سے“ کے تحت ایک

عمدہ اور حقائق پر مبنی تحریر سے قرطاس پر موتی بکھیرتے ہوئے فرمایا۔

كِتَابٌ عَزِيزٌ، نَزَلَ مِنْ رَبِّ عَزِيزٍ، عَلَيَّ عَبْدٍ عَزِيزٍ، بِلِسَانِ مَلَكٍ

عَزِيزٍ فِي شَأْنِ أُمَّةٍ عَزِيزٍ، بِأَمْرِ عَزِيزٍ —

کتاب عزیز ہے کہ جس کو رب غالب نے بے مثل رسول پر، ”فرشتوں میں

سے“ بے مثال فرشتے (جبریل علیہ السلام) کی زبان سے بہترین امت کی

شان میں غالب احکام کے ساتھ نازل فرمایا۔

(تفسیر عرأس البیان (امام رحمۃ اللہ علیہ بقلی) ج ۳ ص ۲۰۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت سن اشاعت ۲۰۰۸ء)

شیرِ حق، غالب، شہِ مرداں علی ہے علی افضل زمانے کا ولی

ان کی خوشبو کی رفقِ عنبر میں ہے ان کی درویشی کی لوقنبر میں ہے

(خضر)

علامہ کشفی کے بھائی نے کہا

جناب علامہ سید محمد صالح کشفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں (جب میں نے یہ کتاب ”مناقب المرتضوی“ تو میرے بھائی ”میر محمد مومن“ نے کہا — اے بھائی! اگرچہ یہ امر عظیم کی توفیق پاتا سعادتِ ازلی کا ثمرہ ہے — لیکن خیال یہ ہے کہ اس مجموعہ محمودہ کے جمع کرنے سے کہیں آپ پر وہی تہمت نہ لگائی جائے جس سے آپ ذاتی طور پر نفرت کرتے ہیں — جناب کشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا — اے بھائی! یہ بات تو نہایت دانش مندانہ ہے لیکن تو نے سنا ہوگا۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے“

خدا کا شکر ہے کہ اس حقیر کا مطلب مناقب مرتضوی کے جمع کرنے سے یہ ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ اس کے مطالعہ سے خلفائے ثلاثہ پر کسی قسم کا طعن و طنز وارد ہے — چنانچہ بعض علمائے اہل تشیع نے اسی قسم کی نیت سے تالیفات و تصنیفات کی — اسی لئے میرے اعتقاد میں ایک کی مدح سرائی اور منقیت گویا کہ چاروں کی تعریف و تصویف ہے — اگر کوئی معترض حسب مقولہ

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

”جو کوئی کسی قسم سے مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے“

فرماتے ہیں — اس کا جواب یہ ہے کہ ہم امیر المومنین کی محبت میں (ان لوگوں کی محبت کے دعویٰ — جس میں وہ ناکام ہیں سے متعلق) مشابہ ہیں نہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی عداوت میں — اور اہل سنت کے اعتقاد میں خلفائے ثلاثہ کے ساتھ عداوت

رکھنا فرض ہے نہ کہ امیر المؤمنین کی محبت۔

چنانچہ ”صاحب تشریح“ نے اس بحث کی تشریح و تنقیح اس طرح کی ہے کہ
 مَنْ قَالَ حُبِّ عَلِيِّ رِفْضٌ فَهُوَ خَارِجِيٌّ كَافِرٌ لَآنَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ أَحَبُّهُ
 وَآحَبُّهُ النَّبِيُّ وَالصَّحَابَةُ وَالْمُؤْمِنُونَ أَجْمَعِينَ
 جو کوئی علی علیہ السلام کی محبت کو رِفْضُ کہے وہ خارجی اور کافر ہے، کیونکہ اللہ
 تعالیٰ، نبی کریم، صحابہ کرام اور تمام مؤمنوں نے علی کے ساتھ محبت کی آپ کو
 دوست رکھا ہے۔

حدیث نمبر ۴۳۲

بغیر حساب کے جنت میں

علامہ کشفی حنفی لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام اور اپنی
 امت کو امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ کی محبت کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

جو علی سے محبت رکھے گا وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔

(مناقب المرتضوی ص ۱۵ تا ۱۶ مطبوعہ کارخانہ عالی جاہ اللہ قلی خان سن شاعت ۱۲۷۳ھ)

اوپروالی حدیث اور عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علامہ کشفی نے جب یہ کتاب
 مرتب فرمائی تو ان کے بھائی نے انہیں کہا کہ آپ روافض سے نفرت کرتے ہیں۔ کہیں ایسا
 نہ ہو کہ آپ پر بھی رافضی ہونے کی تہمت نہ لگ جائے۔ تو جواباً آپ نے فرمایا کہ صحابہ
 کرام بالخصوص خلفائے ثلاثہ طعن و طنز کرنے اور ان کے ساتھ عداوت رکھنے کا نام رِفْضُ
 ہے۔ علی کے ساتھ محبت رکھنے کا نام رِفْضُ نہیں اور اس سے متعلق ”صاحب تشریح“ کا

حوالہ دے کر فرمایا — کہ اللہ تعالیٰ۔ رسولِ مکرم — صحابہ کرام — اور اہلِ ایمان علی کریم سے محبت کرتے ہیں — اور لکھا کہ حب علی کو فرض کہنے والے خارجی اور کافر ہیں — کیونکہ علی سے خدا اور رسول — صحابہ و مومنین محبت کرتے ہیں — کیا وہ سب رافضی ہیں! — اور پھر حدیث بیان فرمائی کہ علی سے محبت کرنے والا بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔

میرے خیال میں یہ ہے کہ شاید میزان الکتب کے مصنف کی نظر کتاب ”مناقب مرتضوی“ پر نہیں پڑی۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ کشفی کی اس طرح دُرگت بناتے جس طرح انہوں نے امام بخاری کے دادا اُستاد امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت سید ابوالحسنات تک (مصنف کے استاد کے بڑے بھائی) سب کی دُرگت بنائی — چونکہ آپ کے مزاج گرامی پر ذکر اہل بیت اموی و مروانی اور عباسی حکمرانوں کی طرح ناگوار گزرتا تھا۔ اس لئے آپ ہر محبتِ اہل بیت شیعہ کہہ دیتے تھے — آپ کی کتابیں خوارج بڑی دلجمعی سے پڑھتے ہیں۔ اہل سنت تو آپ کی کتابوں بالخصوص میزان الکتب کو دیکھنا تک گوارا نہیں کرتے۔

حدیث نمبر ۴۳۳

ایضاً بغیر حساب کے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ دَخُولًا فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ ذُرِّيَّتِي ثُمَّ مُحِبُّونَا يَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ لَا يُسْأَلُونَ عَنْ ذُنُوبِهِمْ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ

وَالْمَحَبَّةُ

میں تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا — پھر میری اولاد
(جنت میں داخل ہوگی) پھر ہم سے محبت کرنے والے بغیر حساب و کتاب
کے جنت میں داخل ہوں گے ان سے پہچان اور محبت کے بعد (ان کے)
گناہوں سے متعلق کوئی سوال نہ پوچھا جائے گا۔

(مودۃ القربیٰ ص ۳ مطبوعہ موسسۃ العلمی بیروت)

حدیث نمبر ۴۳۴

فضائل محمد و آل کی محفل میں

اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا۔

مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ فَضَائِلَ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
إِلَّا هَبَطَتْ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى لِحِقَتْ بِهِمْ تَحَدُّثُهُمْ فَإِذَا
تَفَرَّقُوا عَرَجَتِ الْمَلَائِكَةُ — وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ الْآخِرَةُ لَهُمْ
أَنَا نَشِئُ رَائِحَةً مِنْكُمْ مَا شَمَمْنَا رَائِحَةَ أَطِيبٍ مِنْهَا فَنَقُولُ لَهُمْ
كُنَّا مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ فَضَائِلَ آلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ اهِبُوا بِنَا إِلَيْهِمْ فَيَقُولُونَ إِنَّهُمْ قَدْ تَفَرَّقُوا
فَيَقُولُونَ اهِبُوا بِنَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي كَانُوا فِيهِ

(مودۃ القربیٰ قدوة العارفين امیر سید علی بن شہاب ہمدانی ص ۵)

کوئی قوم ایسی نہیں جو فضائل محمد و آل محمد کے ذکر میں جمع نہیں ہوتی مگر آسمان

سے ان پر فرشتے اترتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے کلام و بیان سے آ ملتے ہیں۔ پس جب وہ لوگ چلے جاتے ہیں تو یہ فرشتے (جو محفل اہل بیت میں موجود ہوتے ہیں) اوپر ”آسمانوں کی طرف“ چڑھ جاتے ہیں۔ تو دوسرے فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ بے شک ہم نے ایسی خوشبو تم سے اس سے پہلے نہیں سونگھی — تو وہ فرشتے (جو محفل میں حاضر تھے) کہتے کہ ہم ایسی جماعت میں موجود تھے جو اہل بیت محمد کا ذکر خیر کر رہی تھی — تو فرشتوں کی دوسری جماعت کہتی ہے، کہ ہم کو بھی ان کے پاس لے چلو! — وہ پہلی جماعت کہتی ہے کہ وہ تو منتشر یعنی الگ الگ ہو کر (اپنے اپنے گھروں میں) جا چکے ہیں، اس پر آسمان والے فرشتے کہتے ہیں کہ ہم کو اس جگہ پر لے چلو جس جگہ پر وہ (بیٹھ) کر ذکر ”اہل بیت“ کر رہے تھے —

حضرت ہمدانی

مندرجہ بالا حدیث شریف حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ”موذّۃ القربیٰ“ سے درج کی ہے — سید ہمدان (متوفی ۷۶۷ھ) آپ بہت بڑے عالم تھے — آپ سلطان شہاب الدین کے عہد حکومت میں ۷۷۴ھ کے قریب بہت سے درویشوں کے ساتھ کشمیر میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لائے — اور یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کشمیر میں اسلام اور مسلمانی ان کی وجہ سے پھیلی — ترکستان کے سفر کے دوران رستے میں وصال فرمایا اور ختلان نامی ایک قبضہ میں دفن ہوئے — علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ذات و صفات سے متاثر ہو کر — آپ کے اسلامی کارنامے دیکھ کر — جاوید نامہ میں یوں ارقام فرماتے ہیں:

سید السادات سالارِ عجم
دست او معمارِ تقدیرِ اُمم
حضرت ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جو عجمیوں کے سالار اور ساداتِ بنوز ہراء کے سردار ہیں
ان کا ہاتھ اُمتوں کی تقدیر کا معمار ہے۔ یعنی جن کی تبلیغ سے کشمیریوں کی قسمت بدل
گئی۔ اور وہ کفر سے اسلام کی طرف آگئے۔

تاغزالی درسِ اللہ ہو گرفت
ذکر و فکر از دومانِ او گرفت
جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ ہو کا درس لیا ”یعنی وہ علم ظاہر و باطن میں اعلیٰ
ترین پختگی ہوئی“ کہ انہوں نے ذکر و فکر کی تعلیم ان کے خاندان (کے بزرگوں) سے
حاصل کی۔ یعنی حضرت ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔

مرشد آں کشور مینو نظیر

میر و درویش و سلاطین دامشیر

(کشمیر) وہ مملکت جنت نظیر یعنی کشمیر کے مرشد تھے، آپ امیروں، درویشوں اور
بادشاہوں کو ”علم و دانش اور عشق و محبت“ کے سلسلہ میں مشورہ دینے والے تھے۔ مطلب
یہ کہ ان تمام طبقات کے لوگ آپ کے مرید تھے اور آپ سے فیض حاصل کرتے تھے۔

خطہ را آن شاہِ دریا آستیں

داد علم و صنعت و تہذیب و دیس

اس دریا کی آستیں والے یعنی نہایت سخی اور فیاضی کے دریا شاہِ ہمدان نے

کشمیر کے خطہ کو علم و صنعت، تہذیب و دین عطا کیا۔

(جاوید نامہ (علامہ اقبال) ص ۱۵۸ مطبوعہ شیخ علی اینڈ سنز لاہور)

○ — مصنف ”مودۃ القربی“ کے اشعار اور مختصر سا تعارف کرانے کا مقصد صرف اتنا ہے — کہ آپ ایک شیخ کامل بزرگ تھے۔

”میزان الکتب“ کے مصنف کے خوں فشتار قلم سے نہ بچ سکے اور اپنی کتاب میں ان کو شیعہ لکھا — آپ کے قلم سے آئمہ محدثین و مفسرین نہ بچ سکے۔ ایک سید زادہ کیسے بچ سکتا تھا — آپ اگر امام حسین علیہ السلام کے زمانے میں ہوتے تو یقیناً یزید لعین کی فوج میں بھرتی ہوتے تاکہ آل محمد کا خون بہایا جائے اور رسول خدا کے نواسوں کی گردنوں پر تیغ دودم کے جوہر دکھائے جائیں۔

حدیث نمبر ۴۳۵

معرفت آل محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ — وَحُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ جَوَازُ
عَلَى الصِّرَاطِ — وَوَلَايَةُ لَالِ مُحَمَّدٍ أَمَانٌ مِنَ
الْعَذَابِ —

آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان (دوزخ) کی آگ سے نجات کا پروانہ ہے — اور آل محمد علیہ السلام کی محبت پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ ہے — اور آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دوستی عذاب سے محفوظ رہنے کی دلیل ہے —

(فصل الخطاب (حضرت سید محمد پارسا) ص ۳۵۸)

خطابِ محمدی

پیر سید خضر حسین حشتی

شیر
برادرز
Khalid

شیر برادرز
بیدہ سٹریٹ، ایم۔ اے۔ رو بازار لاہور
فون: 042-37246006

صحاح ستہ میں سے مشہور متن سنن ابن ماجہ کا اردو ترجمہ و مستند شرح

شرح سنن ابن ماجہ

تصنیف

امام ابی سعید الخدریؓ

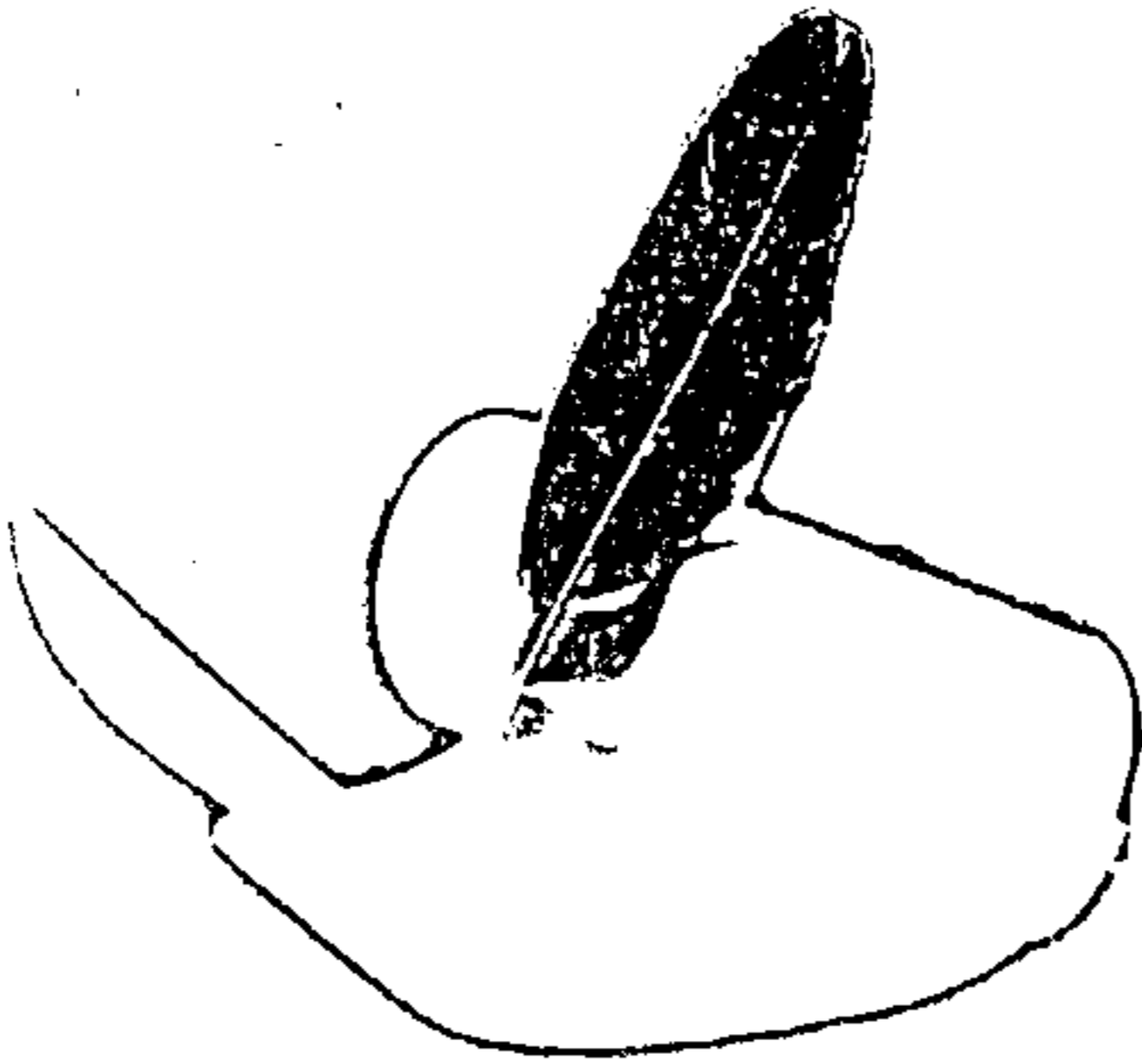
شرح
علامہ محمد لیاقت علی رضوی

ترجمہ
امام ابی سعید الخدریؓ
ادام اللہ تعالیٰ معالینہ وبارک آیامہ ولبالیہ

شبیر برادرز®
زیبہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
042-37246006

خدا کا رسول ﷺ

پیر سید خضر حسین چشتی





نتیجہ امتحان

تصنیف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

ترجمہ
ابوالعلاء محمد الدین بہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالینہ وبارک ایامہ ولیالیہ

زبیہ سنٹر ۴۰، ارو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز